مصروف حضرات کی دینی تعلیم وتربیت کیلئے صرف 3 منٹ پر مشتمل سال بھر کے 365 اسباق

آج کا سبق

اسلامی مہینوں کی ترتیب سے ہر ماہ کے 30 اسباق...... معاشرتی وانفرادی اصلاح و تربیت کیلئے عام فہم آسان سبق...... ہر صفحہ مکمل سبق...... ہر اسلامی مہینے کے متعلق اہم معلومات...... خواتین و حضرات اور بچوں کیلئے یکساں اصلاح افروز...... یومیہ صرف 3 منٹ کا انفرادی واجتماعی مطالعہ...... افراد کی علمی واصلاحی تعلیم وتربیت کا سدابہار نصاب عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات جیسے اہم امور پر منفرد کتاب

از افادات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ ودیگر اکابرین

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
0322-6180738

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کا سبق

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم
صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

اللهم
بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

مصروف حضرات کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے
صرف 3 منٹ پر مشتمل سال بھر کے 365 اسباق

آج کا سبق

اسلامی مہینوں کی ترتیب سے ہر ماہ کے 30 سبق.... ہر صفحہ پر مکمل سبق
ہر اسلامی مہینے کے متعلق اہم معلومات.... یومیہ صرف 3 منٹ کا انفرادی
واجتماعی مطالعہ.... خواتین وحضرات اور بچوں کی علمی واصلاحی تعلیم وتربیت
کا ضامن ہے ...... عقائد..... عبادات..... معاملات..... معاشرت
اوراخلاقیات جیسے اہم امور پر منفرد کتاب

از افادات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ ودیگر اکابرین

مرتب

قاری محمد اسحٰق ملتانی
مدیر ماہنامہ محاسن اسلام ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
0322-6180738

آج کا سبق

تاریخ اشاعت.....................جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ
ناشر.......................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت۔۔۔۔۔فیصل فدا پرنٹنگ پریس ملتان فون 061-4570046

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ.....چوک فوارہ.....ملتان
اسلامی کتاب گھر...خیابان سرسید روڈ...راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.........انار کلی.........لاہور
دارالاشاعت.........اُردو بازار.........کراچی
مکتبہ سید احمد شہید.........اردو بازار.....لاہور
مکتبۃ القرآن.......بنوری ٹاؤن.............کراچی
مکتبہ رحمانیہ.......اُردو بازار .... لاہور
مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور
مکتبہ رشیدیہ.......سرکی روڈ...................کوئٹہ

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کے سر پر اپنی خلافت کا تاج سجایا اور اسے مخلوقات میں سے اشرف واعلیٰ بنایا اس شرف کی بنیادی وجہ انسان کی عقل نہیں، کیونکہ بقدرِ ضرورت ہر ذی روح میں عقل رکھی گئی ہے۔ چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک حیوانات حتیٰ کہ جدید ریسرچ نے نباتات میں بھی عقل وشعور ہونے کا اعلان کردیا ہے۔ اس لیے انسان کے اشرف ہونے کا مدار اس کی عقل نہیں بلکہ تعلیم وتعلم ہے جو صرف انسان ہی کا خاصہ ہے۔ ہر انسان عمر کے ہر حصہ میں اپنے علم میں اضافہ کا خواہاں رہتا ہے اور اجتماعی وانفرادی صورت میں وہ اپنے ہم جنس دوسرے انسانوں سے علم سیکھتا بھی ہے اور دوسروں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ کرتا ہے۔ تعلیم اور خاص طور پر قرآن کریم کی تعلیم وہ عظیم شرف ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے براہِ راست اپنی طرف نسبت فرمائی ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ • عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ • خَلَقَ الْاِنْسَانَ • عَلَّمَهُ الْبَیَانَ •

وہ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی اسی نے انسان کو پیدا کیا اسی نے اس کو بات واضح کرنا سکھایا۔

موجودہ دور کی زندگی کا سب بڑا المیہ یہ ہے کہ اس نے پوری انسانیت کو مادیت کے خول میں ایسا ڈھانپ لیا ہے کہ روحانیت برائے نام رہ گئی ہے اور ہر شخص کی محنت کا میدان مادہ بن کر رہ گیا ہے۔ نہ روح کی اہمیت کا اندازہ ہے نہ اس کے امراض کا علم ہے اور نہ ہی ان سے چھٹکارے کی فکر ہے۔ مصروفیت کے اس دور میں اہلِ علم نے امتِ مسلمہ کی دینی رہنمائی کیلئے ایسے نصاب مرتب فرمادیئے ہیں جن میں مختصر اور جامع انداز میں مقصد کی بات ذکر کی گئی ہے اور مصروف ترین حضرات بھی معمولی توجہ اور فکر سے خود کو دینی علم سے آراستہ کرسکتے ہیں اور خود کو حصولِ علم کے تمام فضائل کا کسی نہ کسی درجے میں مصداق بناسکتے ہیں۔ ایسے ہی مختصر نصابوں میں سے ایک جامع نصاب آج کا سبق آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کتاب ''آج کا سبق'' میں دین کے اہم موضوعات پر مستند معلومات کو پہلی مرتبہ سبق وار

انداز میں پیش کیا گیا ہے تقریبا ہر سبق ایک صفحہ پر مکمل ہے گویا کوئی شخص کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو صرف 3 منٹ میں مکمل صفحہ کا مطالعہ کرے نہ صرف اپنی دینی معلومات میں اضافہ کر سکتا ہے بلکہ اپنی روحانی زندگی میں بھی خوشگوار انقلاب لاسکتا ہے اور کم از کم اپنی انفرادی اصلاح کیلئے متحرک ہو سکتا ہے۔ سال بھر کیلئے 365 سے زائد اسباق پر مشتمل یہ کتاب خواتین وحضرات اور بچوں کیلئے نہایت نافع ہے۔ ہر سبق اہم دینی موضوعات، معلومات، صحابہ رضی اللہ عنہم اور اسلاف کے واقعات، اور ترغیب وترہیب کے مضامین پر مشتمل ہے۔ اور صفحے کے نیچے مختصر انداز میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات جیسے دین کے اہم شعبوں سے متعلق جامع معلومات اور احکام ومسائل اور آداب ذکر کیے گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب اسلامی سال کے مطابق مرتب کی گئی ہے کہ اسے محرم الحرام سے شروع کر کے ذوالحجہ پر ختم کیا گیا ہے۔ یہ ترتیب سہولت کی غرض سے اختیار کی گئی ہے۔ اگر چہ اس کے سدا بہار مضامین مہینوں اور ان کی تاریخوں کے مقید نہیں اس لیے ہر ماہ میں 30 سے زائد اسباق دیئے گئے ہیں۔ ہر اسلامی مہینے کے بارہ میں بھی مختصراً اور جامع اسباق دیدیئے گئے ہیں تاکہ زیر درس ماہ کے بارہ میں شرعی احکام کا علم ہو اور معاشرہ میں پھیلے رسوم وبدعات سے بچا جاسکے۔ بعض اہم مضامین دو صفحات سے بھی تجاوز کر گئے ہیں لیکن ان کی اہمیت کے پیش نظر طوالت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب اگر چہ عام کتابی اصولوں کے مطابق نہیں لیکن ہر مضمون، اپنی جگہ سدا بہار ہے کہ اسے جس وقت بھی پڑھا جائے اس کی شادابی ورعنائی کم نہیں اور یہی اس کتاب کی انفرادیت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارہ کی طرف سے شائع شدہ ماہنامہ ''محاسن اسلام'' ہر ماہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے اس میں بھی عام فہم مختصر اصلاحی مضامین دیئے جاتے ہیں جن کے مسلسل مطالعہ سے ہزاروں خاندانوں میں خوشگوار دینی انقلاب آچکا ہے۔

ہر مضمون کے نیچے لائن کے بعد دیئے گئے احکام وآداب کتاب ''دینی نصاب'' سے دیئے گئے ہیں جو کہ ماشاء اللہ تعلیم بالغان کیلئے نہایت جامع ہے اور خواتین وحضرات میں نہایت مقبول ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے والا ہر شخص توفیق عمل کی دُعا کرتے ہوئے پڑھے تو ان شاء اللہ اس کی خیر وبرکات واضح نظر آئیں گی۔ اجتماعی مطالعہ کے دوران اگر چند حروف میں پچھلے سبق کا خلاصہ اور تکرار ہو جائے تو اس سے سننے، سنانے والے کو فائدہ ہو۔ یہ مفید ترین کتاب اس قابل ہے کہ آپ اسے اپنے دوست احباب تک پہنچا کر اپنے لئے بیشمار نیکیوں کا اضافہ اور بآسانی فریضہ تبلیغ ادا کر سکتے ہیں۔

بارگاہ خداوندی میں دست بستہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو محض اپنے فضل وکرم سے شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ اس کتاب کو ناشر اور جملہ قارئین کی علمی وعملی ترقی کا ذریعہ بنائیں اور پورے ماحول ومعاشرہ میں دین اسلام کی خیر وبرکات سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

والسلام　محمد اسحٰق غفرلہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ　　بمطابق مئی 2010ء

مآخذ ومصادر

''آج کا سبق'' مستند کتب سے مرتب شدہ جدید ترین کتاب ہے۔

ہر مضمون کے آخر میں حروف تہجی میں سے کوئی حروف دیا گیا ہے جو کہ اپنے مآخذ کی نشاندہی کرتا ہے ان حروف سے کونسی کتاب مراد ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

(الف) آسان نیکیاں
(میم) غم نہ کیجئے
(و) انمول موتی
(ب) مصائب اوران کا علاج
(ش) معاشرتی حقوق وفرائض
(س) جدید مسائل کا حل
(ف) فضائل اعمال
(ص) رسائل اصلاح معاشرہ
(ح) ماہنامہ ''محاسن اسلام''
(ع) اتباع سنت
(ش) کیا آپ نے میراث تقسیم کرلی ہے؟
(خ) توشۂ آخرت
(ص) اخلاص
(ت) توبہ کا دروازہ کھلا ہے
(ن) پُرسکون گھر
(د) صدقہ کی برکات اور سود کی تباہ کاریاں
(ہ) شہادت حسین رضی اللہ عنہ
اس کے علاوہ دیگر مستند کتب ورسائل

فہرست مضامین

جمادی الاولیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی پر سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایسی آیت نہیں اتری وہ آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری:

۱۔بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے۔ ۲۔ہوائیں ساکن ہوگئیں۔

۳۔سمندر ٹھہر گیا۔ ۴۔جانوروں نے کان لگا لئے۔

۵۔شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے۔ ۶۔پروردگار عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہوگی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم کے انیس داروغوں سے جو بچنا چاہے وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے اس کے بھی انیس حروف ہیں ہر حرف ہر فرشتہ سے بچاؤ بن جائے گا اسے ابن عطیہ نے بیان کیا ہے اور اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ میں نے تیس سے اوپر اوپر فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے یہ حضور نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص نے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ پڑھا تھا۔ اس میں بھی تیس سے اوپر اوپر حروف ہیں اتنے ہی فرشتے اترے، اسی طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بھی انیس حروف ہیں اور وہاں فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔

مسند احمد میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے جو صحابی سوار تھے ان کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ذرا پھسلی تو میں نے کہا کہ شیطان کا ستیاناس ہو۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہو، اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل وپست ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کام کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔(و)

''بِسۡمِ اللّٰہِ'' سے ہر اہم کام کی ابتداء

ہر قابل ذکر کام کو ''بسم اللہ'' سے شروع کرنا ان اسلامی شعائر میں سے ہے جن سے مسلمان پہچانا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ہر وہ اہم کام جسے بسم اللہ سے شروع نہ کیا گیا ہو وہ ناقص اور ادھورا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ ہر قابل ذکر کام سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھا کرتے تھے ہر مسلمان کو اس سنت کی اتباع کرتے ہوئے بسم اللہ سے کام شروع کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے گھر میں داخل ہوتے وقت' گھر سے نکلتے وقت' سواری پر سوار ہوتے وقت' سواری سے اترتے وقت' بلکہ چلتے ہوئے سواری کو ٹھوکر لگ جائے یا خود اپنے آپ کو ٹھوکر لگ جائے تب' مسجد میں داخل ہوتے وقت' مسجد سے نکلتے وقت' بلکہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے ذرا پہلے' اور وہاں سے نکلنے کے فوراً بعد' کھانا کھاتے وقت' پانی پیتے وقت' کپڑے پہنتے وقت' جوتے پہنتے وقت' کوئی کتاب پڑھتے وقت' کوئی خط یا تحریر لکھتے وقت' اپنے روزگار کا کام شروع کرنے سے پہلے' کسی سے کوئی نیا معاملہ کرنے سے پہلے۔ اسی طرح خواتین جب کھانا پکانا شروع کریں تو اس وقت بسم اللہ پڑھیں۔ کھانے میں کوئی چیز ڈالیں تو بسم اللہ پڑھ کر ڈالیں۔ کھانا چننے کے لئے نکالیں تو بسم اللہ پڑھ کر نکالیں۔ کوئی کپڑا سینا یا بننا شروع کریں تو بسم اللہ سے شروع کریں۔ بچے کو کپڑے پہنائیں تو بسم اللہ پڑھ کر پہنائیں اور اس کو بھی بسم اللہ پڑھنا سکھائیں۔ غرض اس طرح اپنے روزمرہ کے کاموں کو بسم اللہ سے شروع کرنا اپنے معمولات میں شامل کرلیا جائے تو یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں محنت اور دشواری کچھ نہیں اور ذرا دھیان دینے سے انسان کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے بلکہ اس عمل کی برکت سے یہ سارے کام جو بظاہر دنیوی کام نظر آتے ہیں بذات خود عبادت بن جاتے ہیں۔

مومن بسم اللہ سے ہر کام کا آغاز کر کے گویا اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کسی کام کی تکمیل ممکن نہیں۔ اور اس اعتراف کے نتیجے میں اس کے دنیا کے سارے کام بھی دین کا ایک حصہ اور عبادت بن جاتے ہیں۔ (الف)

مقصد زندگی

نیا اسلامی سال شروع ہو چکا ہے اپنی عمر کے قیمتی لمحات کے بارے میں کچھ غور وفکر کریں، انسان کو اپنی زندگی کے بارے میں سوچنا چاہئے کہ یہ کدھر جارہی ہے؟ یہ قدم جنت کی طرف اٹھ رہے ہیں یا جہنم کی طرف؟ جن کے دل میں کچھ فکر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس مقصد کے لئے بھیجا ہے؟ وہ اپنے مقصد زندگی کو نہیں بھولتے۔ سوچتے ہیں کہ مالک کی رضا کس میں ہے؟ کیا کرنا چاہئے؟ اور آخرت (جو صحیح معنوں میں وطن ہے) وہ بگڑ رہی ہے یا سنور رہی ہے؟ یہ فکر ہر انسان کو ہونی چاہئے اپنی زندگی کا کچھ تو حساب وکتاب کیا جائے کہ گزرے ہوئے سال میں کیا کمایا کیا گنوایا؟

بس جہاں محرم کا مہینہ شروع ہوا تو سمجھ لیں کہ نیا سال شروع ہو گیا سوچیں غور وفکر کریں کہ گذشتہ محرم سے لے کر اس محرم تک پورا ایک سال گزر گیا مگر آخرت کے لحاظ سے گذشتہ محرم میں جہاں تھے اب بھی وہیں ہیں یا ایک آدھ قدم آگے بھی بڑھے ہیں؟ اگر سارا سال گزر گیا مگر حالت میں ذرہ برابر بھی انقلاب نہیں آیا تو کتنے بڑے خسارہ کی بات ہے کوئی شخص کمانے کے لئے بیرون ملک گیا۔ جتنی پونجی لے گیا تھا سال گزرنے کے بعد وہیں کا وہیں رہا کچھ بھی نہیں کمایا تو کتنی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے سوچیں کہ گذشتہ سال میں کتنے لوگ زندہ تھے اور اب کتنے لوگ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اسی طرح سب کو ایک دن اس دنیا سے جانا ہے ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے۔

کم سے کم ہر سال کی ابتداء میں تو یہ سبق حاصل کرلیں کہ ایک سال گزر گیا لیکن اب بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں گذشتہ سال تھے یا کچھ آگے بھی بڑھے؟ آگے بڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ سال بھر میں اگر ایک گناہ بھی چھوٹ گیا تو جب بھی کچھ تو آگے بڑھے اور اگر یہ حالت ہے کہ گذشتہ محرم کی ابتداء میں جتنے گناہ تھے آج بھی اتنے ہی ہیں۔ ایک گناہ بھی نہیں چھوٹا تو بڑے خسارہ کی زندگی گزری۔ کچھ فکر کرنی چاہئے کہ آخر ایک روز مرنا ہے کب تک زندہ رہنا ہے۔ (ح)

اچھی نیت

''نیت'' کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو وہ نسخہ کیمیاء عطا فرمایا ہے جس کے ذریعے ہر مسلمان ذرا سی توجہ سے مٹی کو بھی سونا بنا سکتا ہے۔ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

بعض لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اچھی نیت سے غلط کام بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور گناہ بھی ثواب بن جاتا ہے یہ بات تو قطعی غلط ہے۔ گناہ ہر حالت میں گناہ ہے۔ کتنی ہی اچھی نیت سے کیا جائے وہ جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کوئی شخص کسی کے گھر اس نیت سے چوری کرے کہ جو مال حاصل ہوگا وہ صدقہ کروں گا تو اس نیت کی وجہ سے چوری کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ:۔

ا۔ کسی بھی نیک کام پر اس وقت تک ثواب نہیں ملتا جب تک وہ صحیح نیت کے ساتھ نہ کیا جائے۔ مثلاً نماز کا ثواب اسی وقت ملے گا جب وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے پڑھی جائے۔ اگر دکھاوے کے لئے پڑھی تو ثواب غارت ہو جائے گا۔ اُلٹا گناہ ہوگا۔

۲۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے اور وہی اس وقت بیان کرنا مقصود ہے کہ جتنے کام مباح یا جائز ہیں۔ ان کا اصل حکم تو یہ ہے کہ ان پر نہ ثواب ہوتا ہے نہ عذاب۔ لیکن اگر وہ جائز کام کسی اچھی نیت سے کئے جائیں تو وہ عبادت بن جاتے ہیں اور ان پر ثواب ملتا ہے۔ مثلاً کھانا کھانا مباحات میں سے ہے لیکن اگر کوئی کھانا اس نیت سے کھائے کہ اس کے ذریعے میرے جسم کو قوت حاصل ہوگی تو اس قوت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کروں گا۔ تو یہ کھانا کھانا بھی باعث اجر و ثواب ہوگا یا اس نیت سے کھانا کھائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نفس کا بھی مجھ پر حق رکھا ہے۔ اس کی ادائیگی کے لئے کھانا کھاتا ہوں یا اس نیت سے کھائے اس سے لذت و راحت حاصل ہوگی تو دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا تو ان نیتوں کے ساتھ کھانا کھانے میں بھی ثواب ہوگا۔

غرض زندگی کا کوئی مباح کام ایسا نہیں ہے جس کو اچھی نیت کر کے عبادت اور موجب ثواب نہ بنایا جا سکتا ہو۔ (الف)

محرم الحرام کے بارہ میں اہم ہدایات

مسلمانوں کے ہاں یہ مہینہ محترم، معظم اور فضیلت والا ہے۔ محرم کے معنی ہی محترم، معظم اور مقدس کے ہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینے کو اس لئے فضیلت ملی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اس میں ہوئی۔ یہ غلط ہے اس مہینے کی فضیلت اسلام سے بھی بہت پہلے سے ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ اس دن کو روزہ رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم روزہ کیوں رکھتے ہو کہنے لگے یہ بہت اچھا دن ہے اس دن میں حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون سے نجات دی تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم بہ نسبت تمہارے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کے زیادہ حق دار ہیں پھر آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دس محرم کو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہلکی سی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو صرف عاشورہ کا روزہ نہیں رکھوں گا بلکہ اس کے ساتھ ایک رزوہ اور ملاؤں گا، ۹ محرم یا ۱۱ محرم کا روزہ بھی رکھوں گا تاکہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے۔

اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عاشوراء کے روزہ میں اس بات کا اہتمام کیا اور ۹ محرم یا ۱۱ محرم کا ایک روزہ اور ملا کر رکھا اور اس کو مستحب قرار دیا اور تنہا عاشورا کے روزہ رکھنے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ قرار دیا۔

امام بیہقی نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عاشوراء کے دن اہل وعیال پر وسعت کرے گا حق تعالیٰ سارے سال فراخ روزی عطا فرماتے ہیں۔

کئی لوگ اس مہینہ میں خصوصاً عاشوراء کے دن ماتم کرتے ہیں اور غم کا اظہار کرتے ہیں یہ گناہ ہے اسلام ہمیں صبر و استقامت کی تعلیم دیتا ہے زور زور سے رونا پیٹنا سینہ کوبی کرنا کپڑے پھاڑنا اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ کسی کے مرنے سے تین دن بعد غم کا اظہار نہ کرو اور نہ سوگ مناؤ صرف عورت کے لئے اپنے شوہر کے مرنے کے بعد چار ماہ دس دن تک سوگ منانا ضروری ہے۔ شوہر کے علاوہ کسی اور کا خواہ باپ ہو یا بھائی ہو یا بیٹا ہو تین دن کے بعد سوگ منانا جائز نہیں

بعض لوگ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سوگ مناتے ہیں محرم میں اچھے کپڑے نہیں پہنتے بیوی کے قریب نہیں جاتے چارپائیوں کو الٹا کر دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ حضرت حسینؓ کی شہادت کو تقریباً چودہ سو سال ہو چکے ہیں یہ سب ناواقفیت کی باتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر رکھیں۔

جب وہ شہید ہوئے غم اس وقت تھا تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ غم کی مجلس خواہ حضرت حسینؓ کی ہو یا کسی اور کی جائز نہیں کیونکہ شریعت میں صبر کا حکم ہے اور اس کے خلاف غم پیدا کرنا خود معصیت اور گناہ ہوگا۔ مجمع کر کے شہادت حسینؓ کا بیان روافض کے ساتھ مشابہت ہے جو حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہمارا تو سارا خاندان شہیدوں کا ہے ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ کو چھوڑ کر سارے ہمارے بڑے شہید ہی ہیں اب اگر اس وقت سے آج تک کے ہمارے سارے بزرگوں کے صرف شہیدوں کا ہی ذکر ہو تو ۳۶۵ سے کہیں زیادہ شہید نظر آئیں گے

ستر تو شہید ہیں غزوۂ احد میں بارہ کے قریب بدر میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد کتنی جنگیں ہوئیں کتنے شہید ہوئے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حسن رضی اللہ عنہم، کس کس کا ماتم کرو گے، حقیقت تو یہ ہے کہ فی گھنٹہ ایک شہید کا بھی پورے سال میں ایک دفعہ ذکر کرو تو شہداء کے نام پورے نہ ہوں گے۔ اسلام کے لئے جن شہداء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں دیں کیا ان کا ماتم کرنا باعث گناہ ہوگا؟ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ فخر عطا ہوا ہے کہ جو شہید ہوا۔ اس نے درجات حاصل

کئے کامیابی ملی خوش ہونے کی چیز ہے جان دی اللہ کی راہ میں اور حیات جاودانی پائی یہ بہادروں کا شیوہ ہے انہوں نے زندگی کا حق ادا کیا پھر کیسے کیسے قراء' حفاظ' علماء' خلفاء ہر درجہ کے لوگوں کو جام شہادت نصیب ہوا' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا' صحابہ کرامؓ نے کیا کیا بس یہ دیکھ لو یہی دین ہے۔ (مجالس مفتی اعظم)

قبروں کی لیپا پوتی جائز ہے لیکن اس کام کے لئے صرف ماہ محرم کو مقرر کرنا درست نہیں۔ جب بھی موقع ہو لیپا پوتی کرا سکتا ہے۔ قبروں کی زیارت ثواب ہے کیونکہ ان کے دیکھنے سے موت یاد آتی ہے مگر اس کام کے لئے لوگ دس محرم کو مقرر کرتے ہیں سال میں صرف اسی دن قبرستان میں جاتے ہیں آگے پیچھے کبھی بھول کر بھی نہیں جاتے یہ صحیح نہیں۔

کچھ لوگ عاشوراء کے دن قبروں پر سبز چھڑیاں رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مردے کا عذاب ٹل جاتا ہے اس عمل کے التزام میں بہت خرابیاں ہیں مثلاً غیر لازم کو لازم سمجھا جاتا ہے بعض لوگ عذاب ٹل جانے کو لازمی خیال کرتے ہیں اور یہ صحیح نہیں۔ (ہ)

اللہ تعالیٰ کے بارہ میں عقائد

سوال:۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کو کیا عقیدے رکھنے چاہئیں؟

جواب:۔ (۱) خدا تعالیٰ ایک ہے۔

(۲) خدا تعالیٰ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے۔ اور اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں

(۳) اس کا کوئی شریک نہیں، (۴) وہ ہر بات کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

(۵) وہ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے۔

(۶) اسی نے زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، آدمی، جن، غرض تمام جہان کو پیدا کیا ہے اور وہی تمام دنیا کا مالک ہے۔

(۷) وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے یعنی مخلوق کی زندگی اور موت اسی کے حکم سے ہوتی ہے۔

(۸) وہی تمام مخلوق کو روزی دیتا ہے۔

(۹) وہ نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے۔

(۱۰) وہ خود بخود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' میں نے پوچھا۔ ''اس کے بعد کون سا عمل......؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''والدین کے ساتھ حسن سلوک۔'' میں نے پوچھا۔ ''پھر کون سا عمل؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ کے راستے میں جہاد۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصول ثواب کی خاطر جہاد میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ ''جی ہاں' دونوں زندہ ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''پھر جاؤ اور ان کی اچھی خدمت کرو۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''ان کی خدمت کر کے جہاد کرو۔'' (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر والدین کو خدمت کی ضرورت ہو تو جب تک جہاد فرض عین نہ ہو جائے اس وقت تک ان کی خدمت میں مشغول رہنا جہاد میں جانے سے بھی افضل ہے اور یہ واقعہ عام طور سے مسلمان جانتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ یمن کے باشندے تھے' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آنا چاہتے تھے۔ لیکن چونکہ ان کی والدہ کو خدمت کی ضرورت تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس آنے سے منع کر کے والدہ کی خدمت کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکے۔ لیکن والدہ کی خدمت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ مقام بخشا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان سے دعا کرواتے تھے۔ جب حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں وہ مدینہ طیبہ آئے تو حضرت عمرؓ انتہائی اشتیاق کے ساتھ ان سے ملنے اور ان کی دعا لینے کے لئے تشریف لے گئے۔ (الف)

والدین سب سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق ہیں

والدین کیساتھ حسن سلوک عام حالات میں ایسا عمل ہے جس میں محنت و مشقت زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہر انسان کو فطری طور پر اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی خدمت اور حسن سلوک پر دل خود ہی آمادہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف والدین کو اپنی اولاد پر جو شفقت ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ خود اپنی اولاد سے ایسا کام لینا پسند نہیں کرتے جو اس کیلئے مشکل ہو۔ بلکہ معمولی سی خدمت سے بھی خوش ہو جاتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اتنا آسان بنا دیا ہے کہ ایک حدیث کی رو سے والدین کو ایک مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھ لینا بھی ثواب میں حج اور عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔ غرض والدین سے محبت رکھ کر ان کی اطاعت اور خدمت کر کے انسان اپنے نامۂ اعمال میں عظیم الشان نیکیوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے۔

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ ماں کا حق باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ انسان کی پرورش میں جس قدر تکلیف ماں اٹھاتی ہے باپ اتنی نہیں اٹھاتا۔ ماں کی تکلیفوں کا ذکر قرآن کریم نے خاص طور پر فرمایا ہے دوسرے ماں کو باپ کے مقابلے میں عموماً خدمت کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ماں کی خدمت کو زیادہ فوقیت عطا فرمائی ہے۔

بعض مرتبہ لوگ والدین کی زندگی میں ان کی خدمت اور حسن سلوک سے غافل رہتے ہیں لیکن جب ان کا انتقال ہو جاتا ہے تو حسرت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے زندگی میں ان کی کوئی خدمت نہ کی۔ اور اب یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس لئے ان کی زندگی ہی میں اس دولت کی قدر پہچانی چاہئے۔

تاہم والدین کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت حاصل کرنے کا دروازہ بالکل بند نہیں ہوتا۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آ کر پوچھا کہ ''یارسول اللہ! کیا میرے والدین کی موت کے بعد بھی کوئی ایسا طریقہ باقی رہ گیا ہے جس کے ذریعے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرسکوں؟'' اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہاں' ان کے حق میں دعا کرنا' ان کے لئے استغفار کرنا' ان کے بعد ان کے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا اور جن رشتوں کا تعلق ان ہی سے ہے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔'' (ابوداؤد)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحوم والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت حاصل کرنے کے طریقے ارشاد فرمادیئے ہیں۔جن پر ساری عمر عمل کیا جاسکتا ہے۔(الف)

دین کے شعبے

دینی احکام کے پانچ حصے ہیں۔

ا۔عقائد:۔یعنی جن چیزوں کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے آپ کے اعتماد پر ان کو ماننا، اور ان کے ہونے کا دل سے یقین کرنا۔جیسے جنت دوزخ، فرشتے وغیرہ۔

۲۔عبادات:۔جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی وغیرہ۔

۳۔معاملات وسیاسیات جیسے خرید وفروخت، کاشتکاری، نکاح، طلاق کسی چیز کو کرایہ پر دینا' حکمرانی کے آداب وغیرہ۔

۴۔معاشرت:۔یعنی رہنے سہنے، ملنے جلنے، کے احکام اور آداب وغیرہ۔

۵۔اخلاق اور اصلاح نفس:۔ جیسے دل کا حسد، بغض، کینہ، تکبر سے پاک ہونا اور صبر وشکر، تقویٰ، اخلاص کا دل میں پیدا کرنا وغیرہ۔

ان پانچوں شعبوں کے مجموعہ کا نام دین ہے ان میں سے اگر ایک جز پر بھی عمل نہ ہو تو دین ناقص ہے جیسے کسی کا ایک ہاتھ یا کان نہ ہو تو اس کا جسم ناقص ہے۔

دین کی بات سیکھنا

ہر مسلمان کے ذمے فرض ہے کہ وہ اپنے دین کی اتنی معلومات حاصل کرے جن کے ذریعے وہ اپنی روزمرہ کی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزار سکے ہر شخص کے لئے پورا باضابطہ عالم دین بننا ضروری نہیں لیکن بقدر ضرورت دینی معلومات حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے دین کی ضروری باتیں سیکھنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ وہاں اس عمل پر بڑے اجر وثواب کے وعدے فرمائے ہیں یعنی دین سیکھنے کا ہر عمل ایک مستقل نیکی ہے، جس کی بہت فضیلتیں قرآن وحدیث میں آئی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جو شخص اس غرض کیلئے کسی راستے پر چلے کہ علم کی کوئی بات سیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے کو آسان فرمادیں گے اور علم طلب کرنے والے کے لئے اس کے عمل پر اظہار خوشنودی کے لئے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ (ابوداؤد ترمذی)

اس فضیلت میں وہ طلبہ علم تو داخل ہیں ہی جو باقاعدہ علم دین کی تحصیل کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں لیکن جو لوگ پورے عالم دین بننے کی نیت سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق دین کی کوئی بات سیکھنے کے لئے کہیں جاتے ہیں یا ضرورت کے وقت کسی عالم یا مفتی سے کوئی مسئلہ پوچھنے جاتے ہیں، یا کسی وعظ ونصیحت میں اس نیت سے شریک ہوتے ہیں کہ دین کی باتیں سیکھیں گے امید ہے کہ ان شاء اللہ ایسے لوگ بھی اس فضیلت میں حصہ دار ہوں گے۔ غرض دین کی کوئی بات سیکھنے کے لئے جو کوئی اقدام کیا جائے ان شاء اللہ اس پر طلب علم کا اجر وثواب حاصل ہوگا یہاں تک کہ اس غرض سے مستند دینی اور اصلاحی کتابوں کے مطالعے پر بھی اسی اجر وثواب کی پوری امید ہے، بشرطیکہ کتابیں مستند ہوں، جس کے لئے مناسب یہ ہے کہ کسی عالم سے پوچھ کر کتابوں کا انتخاب کیا جائے لہٰذا جہاں کہیں سے دین کی کوئی بات سیکھنے کا موقع ملے اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اس سے اپنی معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے زندگی سنوارنے میں بھی مدد ملتی ہے اور نیکیوں میں مستقل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ (الف)

اللہ تعالیٰ سے امید اور حسن ظن

اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کے ساتھ اس کی رحمت سے اپنے لئے بھلائی کی امید رکھنا بھی بہت عظیم عمل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ (ترمذی وحاکم)
(اللہ تعالیٰ سے) اچھا گمان رکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی اچھی عبادت ہے۔

اور ایک حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ:
میرا بندہ مجھ سے جو گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق ہوں اور جہاں وہ مجھے یاد کرے میں اس کے ساتھ ہوں۔ (بخاری ومسلم)

غرض قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اچھی امید رکھنے کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش میں لگا رہے۔ اور جہاں اس کوشش کے باوجود غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جائیں تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکام سے بالکل غافل ہو، اپنی اصلاح کی مطلق فکر نہ کرے اور اپنے آپ کو بے لگام نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کے لئے آزاد چھوڑ دے۔ اور اس غفلت اور بے فکری کے باوجود یہ آرزوئیں باندھے کہ خود بخود مغفرت ہو جائے گی تو ایسے شخص کی حدیث میں سخت مذمت کی گئی ہے۔

صحیح طرز عمل یہ ہے کہ اپنی اصلاح کی فکر کے ساتھ انسان اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت، اس کے ساتھ حسن ظن اور اس کی رحمت کی امید دونوں باتوں کو اس طرح جمع کرے کہ "بیم ورجا" کی ملی جلی کیفیت اس پر طاری رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جو بستر مرگ پر تھا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کہ "تم کیا محسوس کرتے ہو؟" اس نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ سے بہت امید ہے لیکن ساتھ ہی اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے"۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "جس مومن کے دل میں اس جیسے موقع پر یہ دو باتیں جمع ہوں اللہ تعالیٰ اس کی امید پوری فرما دیتے ہیں اور اسے اس کے خوف سے مامون فرما دیتے ہیں۔ (ترمذی) (الف)

ایمان میں زندگی ہے

ایک مرتبہ دو شخص مچھلیوں کے شکار کی غرض سے نکلے' ان میں ایک کافر تھا اور دوسرا مسلمان' کافر اپنا جال ڈالتے وقت اپنے معبودوں کا نام لیتا جس کی وجہ سے اس کا جال مچھلیوں سے بھر جاتا اور مسلمان اپنا جال ڈالتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیتا لیکن کوئی مچھلی اس کے ہاتھ نہ آتی' اس کا جال خالی رہتا' اسی طرح غروب آفتاب تک دونوں شکار کرتے رہے' آخرکار ایک مچھلی مسلمان کے ہاتھ لگی۔ لیکن وائے ناکامی! وہ مچھلی بھی اس کے ہاتھ سے اچھل کر پانی میں کود گئی' یہاں تک کہ یہ بیچارہ غریب مسلمان شکارگاہ سے ایسا خائب وخاسر لوٹا کہ اس کے ساتھ کوئی شکار نہ تھا' اور کافر ایسا کامیاب لوٹا کہ اس کا کشکول مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا' اس عجیب وغریب حیرت ناک واقعہ سے فرشتہ مومن کو سخت افسوس ہوا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب! یہ کیا بات ہے کہ تیرا ایک مؤمن بندہ جو تیرا نام لیتا ہے ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شکار نہیں ہوتا' اور تیرا کافر بندہ ایسا کامیاب واپس آتا ہے کہ اس کا کشکول مچھلیوں سے لبریز ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مرد مومن کا عالی شان محل دکھا کر جو اس کے لئے جنت میں تیار کر رکھا ہے فرشتہ مومن سے خطاب فرمایا کہ اے فرشتہ! کیا اس مقام کو حاصل کرنے کے بعد میرے اس بندہ مؤمن کو جو رنج وتعب جو دنیا میں مچھلیوں کے شکار میں ناکامی کے باعث ہوا تھا' باقی رہے گا؟...... اور کافر کے اس بدترین مقام کو دکھلا کر جو اس کے لئے جہنم میں تیار کر رکھا ہے ارشاد فرمایا کہ کافر کی وہ چیزیں جو اس کو دنیا میں عطا کی گئیں اس جہنم کے دائمی عذاب سے نجات دلا سکتی ہیں؟ فرشتے نے جواب دیا کہ اے میرے پروردگار! آپ کی ذات کی قسم' بالکل ایسا نہیں ہوسکتا۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان کی کتنی قدر ومنزلت ہے' مسلمانو! اس کی قدر کرو' کسی دنیوی مصیبت کی وجہ سے پست ہمت اور ملول مت ہوں! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دنیا کے عوض ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی کے دل میں ان کے بارے میں کوئی خیال گزرا۔ (میم)

راحت کا خزانہ

دل کا سرور بڑی نعمت ہے اور سکون راحت کا ذریعہ ہے کہ اس سے انسان کی طبیعت ہشاش بشاش رہتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ سرور ایک فن ہے جس کو سیکھنے کی ضرورت ہے۔ جس نے یہ فن جان لیا کہ سرور کس طرح حاصل ہوتا ہے اور اس سے کیسے فائدہ اٹھایا جاتا ہے وہ زندگی کا لطف پاتا ہے اور حاصل شدہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مصائب میں صبر و تحمل سے کام لینا اور غم زدہ نہ ہونا یہ دل کا سرور ہے کہ اس کی تقویت سے دل قوی ہوگا۔ مصائب میں واویلا کرنا اور چھوٹی باتوں پر الجھنا یہ چیز پریشانیوں کو مزید مشکلات سے دوچار کر دیتی ہے لیکن وہ شخص جس نے غصہ کے وقت صبر و تحمل سے کام لیا اس کے سامنے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ سرور کا حاصل یہ ہے کہ بندہ اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلائے۔

لہٰذا مجھے اور آپ کو چاہیے کہ پریشانیوں سے حتی الوسع دور رہیں۔ اسی میں اپنی اور دوسروں کی بھلائی ہے۔ سرور کے فن میں ایک بات یہ بھی ہے کہ پریشانی کے وقت ذہن کو اِدھر اُدھر کی سوچ و بچار میں بچا کر رکھا جائے اور خود کو مطمئن رکھا جائے۔ اپنی سوچ کو لگام نہ لگانا خود کو پریشان کرنے والی بات ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اپنی زندگی کو اتنی قیمت دو جتنی بنتی ہے نہ یہ کہ زندگی کو خود پر سوار کر لو۔ ارباب نعمت کو زوال نعمت سے ڈرنا چاہیے جس زندگی کی خاص صفت فنا ہونا ہو اس کے امور پر حسب ضرورت توجہ دینی چاہیے۔ دنیا کی زندگی اس لائق نہیں ہم غم زدہ ہو کر خود کو پریشانی میں مبتلا کر لیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آپ اپنی زندگی سے پریشانیوں کے مکمل آثار ختم کر لیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیاوی زندگی کو خوشی و غمی کے جذبات سے مرکب بنایا ہے۔ اور یہی انسان کی آزمائش کے لمحات ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ پریشانیوں کو مغلوب کیا جائے کیونکہ مومن کے لئے مکمل راحت و آرام تو بس جنت میں ہے۔ اس لئے عقلمند آدمی کو چاہیے کہ پریشانیوں کو خود پر سوار نہ کرے اور نہ خود پریشانیوں کے سامنے کمزور ہو۔ (میم)

اخلاق حسنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار راستے میں تشریف لے جا رہے تھے، ایک صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو اس صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مسواکیں پیش کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بخوشی قبول کرلیا، ان دو مسواکوں میں سے ایک بالکل سیدھی اور ایک ٹیڑھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دیکھئے کہ جو سیدھی تھی وہ اپنے ساتھی کو دی اور جو ٹیڑھی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس رکھی۔

اچھے اخلاق سعادت اور برے اخلاق بدبختی کا ذریعہ ہیں۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ آدمی اچھے اخلاق سے روزہ دار اور تہجد گزار کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو لوگ قیامت کے دن میرے قریب ہوں گے اور مجھے ان سے محبت ہوگی وہ اچھے اخلاق والے ہوں گے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز آدمی کے نامہ اعمال میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوں گے۔ قرآن کریم میں لوگوں کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں فرمایا گیا: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ کہ لوگوں کے ساتھ اچھے طریقے سے بات کرو۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا۔ آدمی کے اخلاق کی اچھائی اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ اپنے سے کمزور سے معاملہ کرے اور اس سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ ورنہ اپنے سے بڑے آدمی کے سامنے تو ہر کوئی جھک ہی جاتا ہے اور بادل نخواستہ اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس لئے اپنے زیردست لوگوں سے معاملہ کرتے وقت اخلاق حسنہ کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ (میم)

دین کی اہمیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کیا ہی حکیمانہ اور مدبرانہ فرمان ہے۔

فرمایا: ''تم (اسلام سے قبل) دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل سب سے زیادہ حقیر اور پست تھے، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہیں عزت بخشی، پس جب کبھی تم غیر اللہ کے ذریعہ سے عزت حاصل کرنے کی کوشش کروگے تو خدا تمہیں ذلیل کردے گا۔''

صدقہ کی برکات

قرآن وحدیث میں صدقہ کی ترغیب آئی ہے کہ آدمی وقتاً فوقتاً حسب وسعت مستحق لوگوں سے تعاون کرتا رہے۔ چاہے وہ مال سے ہو یا کھانے پینے کی اشیاء سے ہو یا کسی کو اچھی بات کی تلقین کے ذریعے ہو۔ اس لئے کہ کسی کو اچھی بات بتا دینا بھی صدقہ ہے۔ صدقہ سے مصائب ومشکلات ختم ہوتی ہیں اور آنے والی بلائیں امراض وتکالیف رک جاتی ہیں۔ اس لئے حکم ہے کہ کسی مرض کی صورت میں علاج معالجہ سے قبل صدقہ کرو کہ اس کی برکت سے شفا مل جاتی ہے۔ صدقہ کی برکت سے انسان خوش وخرم رہتا ہے اور اسے لوگوں کے درمیان عزت واحترام نصیب ہوتا ہے اور اس سے ایک قدم آگے سخاوت ہے کہ صدقہ میں اپنا فائدہ مطلوب ہوتا ہے جبکہ سخاوت میں مستحق کا فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔

صدقہ اور سخاوت کے برعکس بخل بری صفت ہے۔ دل کی تنگی سب سے زیادہ بخیل کو ہوتی ہے اور یہ بداخلاقی بھی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں بخل سے کام لیا گیا۔ اور نعمتوں کا حق ادا نہیں کیا۔ نعمتوں کا حق ادا کرنے والے اپنے لئے سعادت حاصل کرتے ہیں اور فلاح پاتے ہیں۔

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری موت کو منع کرتا ہے۔ (ترمذی)

دنیا وآخرت کی مصیبتوں سے محفوظ رہنے کے لئے صدقہ کرنا بھی بڑا اکسیر ہے۔ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صدقہ اللہ پاک کے غصہ کو بجھاتا ہے۔ یعنی گناہوں کی وجہ سے جو دنیا وآخرت میں مصیبت اور بربادی لانے کا بندے نے سامان کرلیا تھا صدقہ کرکے اس سے اس کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ اور صدقہ گناہوں کا کفارہ بھی بن جاتا ہے۔ لہٰذا گناہ پر گرفت نہیں ہوتی اور اللہ پاک کی ناراضگی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ جو فرمایا کہ صدقہ بری موت کو دفع کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ صدقہ کرنے والے مسلمان کی حالت موت کے وقت خراب نہیں ہوتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت نہیں ہوتی اور منہ سے برے الفاظ نہیں نکلتے اور برے خاتمہ سے حفاظت ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن صدقہ حلال مال سے ہونا ضروری ہے۔ (میم)

اپنا محاسبہ کریں

اذان: اسلام کے شعار میں سے ایک باعث فضیلت عمل ہے۔ اذان دینے کے شوق میں ہم اس کے احکام وآداب کو اس قدر پس پشت ڈال دیتے ہیں کہ اس عظیم الشان عمل کیلئے داڑھی کا ہونا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ جبکہ سنت کے مطابق ایک مشت داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اسی طرح کبھی کسی صاحب علم سے اذان کے کلمات کی درستگی کرانا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ ان امور میں غفلت کا گناہ مسجد کی انتظامیہ پر ہوگا اس لیے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

خدامِ مساجد: شریعت کی نظر میں امامت کس قدر اہم عہدہ ہے۔ آج معاشرہ میں امام اور مساجد کے خدام کی دنیاوی اعتبار سے کیا حالت زار ہے وہ ہم سے مخفی نہیں۔ کیا کبھی ہم نے سوچا کہ امام کی تنخواہ اتنی ہے کہ وہ معاشرہ میں متوسط درجہ کی زندگی گزار سکے اور باعزت طریقے سے اپنے گھر بار کا نظام چلا سکے؟ جس طرح دنیاوی تعلیم کیلئے بچوں کو سکول کالج بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی تعلیم کیلئے بھی بچوں کو مدارس ومساجد میں بھیجا جائے .... چاہے جز وقتی ہی سہی۔ لیکن شدید مجبوری کی حالت میں اگر گھر ہی میں بچوں کو تعلیم دلائی جائے تو کیا قرآن کریم کی وقعت یہی ہے کہ جو انگریزی پڑھانے کیلئے استاد آئے تو جو تنخواہ اور عزت اسے دی جاتی ہے کیا ہم یہی معاملہ قرآن کریم سکھانے والے کیساتھ کرتے ہیں؟ قرآن کریم کی اس طرح ناقدری کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ بچے دیگر Subject کی طرح قرآن کریم پڑھتے ہیں اور ایک مسلمان بچے کے دل ودماغ میں قرآن کریم کی جو اہمیت اور ضرورت ہونی چاہیے بچپن ہی میں اس کے متضاد سوچ بن جاتی ہے۔

یقین کیجئے! اگر قرآن کریم کے ایک حرف پر ملنے والی نیکی پر ہمیں دین میں مطلوب اعتقاد نصیب ہو جائے تو ہم قرآن کریم کے معلم اور مساجد کے آئمہ وخدام کو اور کچھ نہ دیں سکیں تو کم از کم ان کا جائز حق تو دیں تا کہ ہمارے بچوں کے ذہنوں میں دین، قرآن، نماز کی وقعت پیدا ہو اور خود ہماری دنیا وآخرت بھی تابناک ہو۔ (ح)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے کا انداز

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اور صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا، اور آ کر جلدی جلدی اس نے نماز پڑھی اور نماز کے بعد عجیب وغریب دعا کی کہ

اَللّٰهُمَّ ارحَمنِي وَمُحَمَّداً وَلا تَرحَم مَعَنَا اَحَداً

اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور ہمارے علاوہ کسی پر رحم نہ فرما۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ دعا سنی تو فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بہت تنگ اور محدود کر دیا کہ صرف دو آدمی پر رحم فرما، اور کسی پر رحم نہ فرما، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسی دیہاتی نے مسجد کے صحن میں بیٹھ کر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرامؓ نے جب یہ دیکھا کہ وہ مسجد میں پیشاب کر رہا ہے تو صحابہ کرامؓ جلدی سے اس کی طرف دوڑے، اور قریب تھا کہ اس پر ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دیتے، اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تُزْرِمُوه (مسلم)

یعنی اس کا پیشاب بند مت کرو۔ جو کام کرنا تھا، وہ اس نے کر لیا۔ اور پورا پیشاب کرنے دو، اس کو مت ڈانٹو۔ اور فرمایا تمہیں لوگوں کے لئے خیر خواہی کرنے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، دشواری کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، لہٰذا اب جا کر مسجد کو پانی کے ذریعہ صاف کر دو۔ پھر آپ نے اس کو بلا کر سمجھایا کہ یہ مسجد اللہ کا گھر ہے، اس قسم کے کاموں کے لئے نہیں ہے۔ لہٰذا تمہارا یہ عمل درست نہیں، آئندہ ایسا مت کرنا۔ (مسلم) (ش)

تمام صحابہ میں چار صحابی سب سے افضل ہیں۔ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو تمام امت سے افضل ہیں۔ دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوبکرؓ کے سوا تمام امت سے افضل ہیں۔ تیسرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ چوتھے حضرت علی رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ یہی چاروں بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے۔

خدمت خلق

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانہ میں ایک میدان میں گزر رہوا...دیکھا کہ ایک خیمہ بالوں کا بنا ہوا لگا ہوا ہے جو پہلے وہاں نہیں دیکھا تھا...اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آرہی ہے...سلام کر کے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت کیا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا...ایک مسافر ہوں جنگل کا رہنے والا ہوں...امیر المؤمنین کے سامنے کچھ اپنی ضرورت پیش کر کے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں...دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ میں سے آواز کیسی آرہی ہے...ان صاحب نے کہا کہ عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے...دردزہ ہو رہا ہے...آپؓ نے فرمایا کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے...اُنہوں نے کہا نہیں...

آپؓ وہاں سے اُٹھے اور مکان پر تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثومؓ سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لئے آئی ہے...انہوں نے پوچھا کیا ہے...آپؓ نے فرمایا...ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا ہے...اس کو دردزہ ہو رہا ہے... انہوں نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں اور کیوں نہ تیار ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ہی صاحبزادی تھیں...حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو...تیل گودڑی وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو...وہ لے کر چلیں...حضرت عمرؓ خود پیچھے پیچھے ہو لئے...

وہاں پہنچ کر حضرت اُمِ کلثومؓ تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپؓ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے اُبالے...گھی ڈالا...اتنے میں ولادت سے فراغت ہوگئی...اندر سے حضرت ام کلثومؓ نے آواز دیکر عرض کیا...امیر المؤمنینؓ...اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دیجئے...امیر المؤمنینؓ کا لفظ جب ان صاحب کے کان میں پڑا تو وہ بڑے گھبرائے...آپؓ نے فرمایا...گھبرانے کی بات نہیں...وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں...حضرت ام کلثومؓ نے اس کو کھلایا...اس کے بعد ہانڈی باہر دیدی...حضرت عمرؓ نے اس بدو سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ...رات بھر تمہاری جاگنے میں گذر گئی...اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے آئے اور اُن صاحب سے فرمادیا کہ کل آنا تمہارے لئے انتظام کر دیا جائے گا (ف)

دل کی نعمت

دل کی نعمت اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے جس پر انسانی زندگی کا مدار ہے۔ انسان کی اپنی مٹھی کے برابر گوشت اور پوست کی بنی ہوئی یہ چھوٹی سی مشین ہر وقت اور ہر لمحے اپنے کام میں مشغول ہے۔ اور انسان کی رگ رگ میں خون پہنچا رہی ہے۔ اور جب سے چلنا شروع ہوئی ہے سالوں پر سال بیت گئے لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی بند نہیں ہوئی۔

ذرا سوچیں تو انسان کا دل اوسطاً ایک منٹ میں بہتر (۷۲) مرتبہ دھڑکتا ہے ایک گھنٹہ میں چار ہزار تین تو بیس (۴۳۲۰) مرتبہ اور ایک دن میں ایک لاکھ تین ہزار چھ سو اسی (۱۰۳۶۸۰) مرتبہ اور ایک سال میں تین کروڑ اٹھتر لاکھ تینتالیس ہزار دوسو (۳۷۸۴۳۲۰۰) مرتبہ دھڑکتا ہے۔ اندازہ کیجئے! اللہ تبارک وتعالیٰ نے دل کی مشینری (جو لوہے کی نہیں بلکہ نرم ونازک گوشت سے بنائی ہے) کیسی بنائی ہے کہ کئی کئی سال گزر جاتے ہیں اور دل اپنے کام میں بغیر وقفہ کے مصروف ہے یہ کس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔؟

یہی دل تو ہے جس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ یہ ٹھیک ہو جائے تو سارے اعضاء صحیح کام کرتے ہیں اور اگر یہ دل خراب ہو جائے سارے اعضاء بگڑ جاتے ہیں' اس لئے ضروری ہے کہ کسی اللہ والے سے تعلق قائم کر کے دل میں پیدا ہونے والے تمام اخلاق رذیلہ (بری صفات) مثلاً تکبر' حسد' ریا' بغض اور بخل وغیرہ سے دل کو پاک کیا جائے اور تمام اخلاق حمیدہ (اچھی صفات) مثلاً اخلاص' تقویٰ' تواضع تسلیم ورضا، انس ومحبت وغیرہ کو دل میں پیدا کیا جائے جب دل کی دنیا آباد ہوگی تو ہر طرف بہاریں ہی بہاریں نظر آئیں گی۔ (ص)

فرض: اسے کہتے ہیں جو قطعی دلیل سے ثابت ہو یعنی اسکے ثبوت میں کوئی شبہ نہ ہو اسکی فرضیت کا انکار کرنیوالا کافر ہو جاتا ہے اور بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

واجب: وہ ہے جو ظنی دلیل سے ثابت ہو۔ اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا، ہاں بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

غُسل کا مسنون طریقہ

غسل چاہے فرض ہو یا سنت و مستحب ہر صورت میں اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ کلائی تک تین مرتبہ دھوئے۔ پھر بدن پر یا کسی جگہ نجاست لگی ہو تو اس کو تین مرتبہ پاک کرے۔ پھر چھوٹا اور بڑا دونوں استنجا کرے (خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو) اسکے بعد مسنون طریقہ پر وضو کرے اگر نہانے کا پانی قدموں میں جمع ہوتا ہے تو پیروں کو نہ دھوئے یہاں سے علیحدہ ہونے کے بعد دھوئے اور اگر کسی چوکی یا پتھر یا ایسی جگہ غسل کر رہا ہے کہ وہاں غسل کا پانی جمع نہیں ہو رہا تو اسی وقت پیروں کو دھو لینا جائز ہے۔

اب پہلے سر پر پانی ڈالے پھر دائیں کندھے پر اور پھر بائیں کندھے پر (اور اتنا پانی ڈالے کہ سر سے پاؤں تک پہنچ جائے) اور بدن کو ہاتھوں سے ملے۔ یہ ایک مرتبہ ہوا پھر دوبارہ اسی طرح پانی ڈالے کہ پہلے سر پر پھر دائیں کندھے پر اور پھر بائیں کندھے پر (جہاں بدن کے خشک رہنے کا اندیشہ ہو وہاں ہاتھ سے مل کر پانی بہانے کی کوشش کرے) پھر اسی طرح تیسری مرتبہ سر سے پاؤں تک پانی بہائے۔ (درمختار)

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔

۱۔ اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔

۲۔ ناک کے اندر پانی پہنچانا جہاں تک ناک کا نرم حصہ ہے۔ ۳۔ سارے بدن پر ایک بار پانی بہانا (ہدایہ)

غسل میں چار چیزیں واجب ہیں۔

۱۔ کلی کرنا۔ ۲۔ ناک میں پانی چڑھانا۔

۳۔ مرد حضرات کیلئے اپنے گندھے ہوئے بالوں کو کھول کر تر کرنا۔

۴۔ ناک کے اندر جو میل ناک کے لعاب سے جم جاتا ہے اسکو چھڑا کر اسکے نیچے کی سطح کو دھونا۔ (علم الفقہ) (ح)

یہ بھی صدقہ ہے

حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کے اندر 360 جوڑ ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہر جوڑ کی طرف سے روزانہ ایک صدقہ کیا جائے ......صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کی طاقت کس کو ہے کہ 360 صدقات روزانہ کرے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں پڑی تھوک (یا کوئی اور گندگی) کو ہٹادو یہ بھی صدقہ ہے......راستہ میں کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹادو یہ بھی صدقہ ہے......چاشت کی دورکعت نفل سب کے قائم مقام ہوجاتی ہیں......اس لئے کہ نماز میں ہر جوڑ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں حرکت کرنا پڑتی ہے......دو آدمیوں میں انصاف کرادو یہ بھی صدقہ ہے...... کسی شخص کی سواری پر سوار ہونے میں مدد کردو یہ بھی صدقہ ہے......سوار کو سامان اٹھا کر دیدو یہ بھی صدقہ ہے...... **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھنا بھی صدقہ ہے......ہر وہ قدم جو نماز کیلئے چلے وہ بھی صدقہ ہے...... کسی راہ گیر کو راستہ کی صحیح سمت بتا دینا بھی صدقہ ہے...... ہر روزہ صدقہ ہے۔حج صدقہ ہے......سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر کہنا یہ بھی صدقہ ہے۔

راستے میں چلتے ہوئے کسی کو سلام کرنا بھی صدقہ ہے......نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے......بُرائی سے روکنا صدقہ ہے......اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا یہ عظیم ترین صدقہ ہے......کمزور لوگوں کی دلجوئی کرنا یہ بھی صدقہ ہے......ہر نیکی چاہے دیکھنے میں وہ حقیر ہو لیکن ثواب میں صدقہ کے برابر ہے...... کسی نادار کی تعلیم کے مصارف برداشت کرنا یہ بھی صدقہ ہے......مسلمان بھائی سے مسکراتے ہوئے ملنا یہ بھی صدقہ ہے...... کسی کو دینی مسئلہ بتانا یا سمجھانا یہ بھی صدقہ ہے

الغرض ہر نیکی صدقہ ہے لیکن اس کی تاثیر اسی وقت نظر آتی ہے جب بندہ ذمہ حقوق وفرائض ادا کرے اور اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست رکھے۔اس کے بغیر نیکی اپنی برکات ظاہر نہیں کرسکتی۔

اس لئے درج بالا نیکیاں جو صدقہ میں شمار کی گئی ہیں۔ان میں وزن اور تاثیر پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی سے بچیں۔(شمارہ 126)(ح)

علم دین کی برکات

شیخ الاسلام علامہ شمس الحق صاحب افغانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دیو بند کے مدرسہ دارالعلوم میں حدیث کا ایک طالب علم فوت ہو گیا... جو افغانستان کا رہنے والا تھا جنازہ پڑھ کر دفنایا گیا... اور اسکے ورثاء کو خط بھیجا... فاصلہ لمبا تھا خط چھ ماہ بعد اسکے گھر میں پہنچ گیا... اسکے عزیز آ گئے... مہتمم صاحب قاری محمد طیب صاحب سے ملاقات ہوگئی تو وہ کہنے لگے کہ ہم میت کو نکال کر اپنے وطن افغانستان میں لے جانا چاہتے ہیں... مہتمم صاحب نے بہت سمجھایا مگر وہ بضد تھے... بات نہیں مان رہے تھے تو مہتمم صاحب نے انکو میرے پاس بھیجا میں نے بھی انہیں بہت سمجھایا وہ کہنے لگے یا تو ہم میت لے جائیں گے یا ہمارا سارا خاندان یہاں منتقل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں میں نے کہا جاؤ... خدا کے بندو !... تم تو خدا تعالیٰ کا راز ظاہر کرو گے جب قبر کھودی گئی تو چھ ماہ بعد میت اپنے کفن سمیت صحیح سالم پڑی تھی اور اس سے بہت اعلیٰ خوشبو آ رہی تھی... میت کی لاش صندوق میں رکھ دی گئی اور احتراماً ایک طالبعلم ان کے ساتھ بھیج دیا گیا... لاہور کے راستے سے پشاور جانا تھا۔ پشاور کے ریلوے اسٹیشن پر ایکسائز اور پولیس والوں نے کہا کہ اس صندوق میں میت نہیں بلکہ کستوری (مشک) ہے جو سمگل ہو رہی ہے جب صندوق کو پولیس والوں نے کھولا تو اس میں حدیث پاک کا طالب علم تھا اور اس سے خوشبو آ رہی تھی۔

یہ حال تو حدیث کے طالب علم کا تھا اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے !... اسی دن پشاور کے ایک نواب کے بیٹے کی لاش انگلینڈ سے ائیر پورٹ پہنچی جو انگلینڈ میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے گیا ہوا تھا اور فوت ہوئے اس کو تیسرا دن تھا مگر عفونت اور بدبو اتنی تھی کہ رشتے دار بھی چار پائی کے قریب نہیں آتے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں کو اجرت دیکر چار پائی لے جائی گئی تھی تا کہ اس کو دفنایا جائے... حضرت افغانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے اس واقعے سے بہت بڑی عبرت حاصل کی تھی۔ (ح)

قابلیت اور قبولیت

دنیاوی معاملات میں قابلیت کا سکہ چلتا ہے، اگر قابلیت کے ساتھ ساتھ وسائل بھی میسر ہوں تو سونے پہ سہاگہ ہے لیکن اللہ جل شانہ کے ہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، بارگاہ الٰہی میں قابلیت کی جگہ قبولیت کا اصول کارفرما ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مال و دولت کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے اخلاص اور اعمال کو دیکھتے ہیں'' جس شخص میں جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اتنا ہی معتبر ہوگا...

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابولہب علم و دانش میں کسی سے کم نہ تھا، ابوجہل کی کنیت ہی ابوالحکم تھی لیکن ان کی دانش، ان کا مال دولت ان کے کسی کام نہ آیا۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو اگرچہ جنت کی بشارت دنیا میں ہی مل چکی تھی لیکن ان پر خوف خدا کا اتنا غلبہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے کہ کاش میں یہ تنکا ہوتا' کبھی فرماتے کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا' ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورہ یوسف پڑھ رہے تھے ''اِنَّمَا اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ'' پر پہنچے تو روتے روتے آواز نکلی' تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے تھے...

اس طرح حضرات صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیائے امت رحمہم اللہ کے واقعات سے سیر و تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں...وہ شخص عقلمند بھی ہے اور کامیاب بھی ہے جو بارگاہ الٰہیہ میں قبولیت کی فکر میں رہتا ہے...دل میں خوف خدا رکھتا ہے

اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت پانے کا طریقہ کیا ہے؟ وہ بھی قرآن مجید میں مذکور ہے

''اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ'' بے شک اللہ تعالیٰ متقین سے ہی قبول کرتے ہیں'

انسان تقویٰ اختیار کرے' جلوت و خلوت میں' معاشرتی و کاروباری امور میں خوف خدا کو ملحوظ رکھے' جائز ناجائز' حلال و حرام کا خیال رکھے تو وہ یقیناً بارگاہ الٰہیہ میں قبولیت اور اسکے نتیجہ میں نجات پائے گا۔ (شمارہ 120)(ح)

غیر مستند کتب سے بچیئے

جب ہم جسمانی دوا کو کسی مستند معالج کے مشورہ کے بغیر استعمال کرنا جان کیلئے خطرہ سمجھتے ہیں تو دینی کتب کا انتخاب بھی مستند اہل علم کی رہنمائی کے بغیر کرنا اپنے ایمان کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہے۔ غلط دوا زیادہ سے زیادہ مہلک جان بن سکتی ہے جبکہ غلط لٹریچر و کتابیں پوری زندگی کے نظریات و اعمال کو متاثر کر کے دنیا و آخرت کی تباہی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ایسی چیز مت دیکھو جس سے شک یا تردد پیدا ہو اور جو بلا قصد ایسی بات کان میں پڑ جائے تو بے التفاتی اختیار کرو اور کتنا ہی وسوسہ ستائے پرواہ مت کرو۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں غیر مستند لوگوں کی تصانیف سے دماغی تفریح تو ممکن ہے لیکن سکون قلب وروح اور محبت آخرت کا وجود عنقا ہی رہے گا۔

حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کے سامنے کسی شخص نے ہندوستان کے ایک بڑے ادیب اور حکیم الامت رحمہ اللہ کی تصانیف کے بارہ میں اپنا موازنہ ذکر کیا کہ ادیب صاحب کی کتب پڑھنے سے دل میں تکبر جبکہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتب پڑھنے سے عبدیت اور تواضع پیدا ہوئی ہے۔ آپ نے یہ موازنہ سن کر تصدیق فرمائی کہ واقعۃً بات اسی طرح ہے۔

اکابر امت کی مفید عام یہ تجاویز ہمارے لئے ہر دور میں نہایت مفید و موثر ہیں اور آج کے دور میں جبکہ شرور وفتن اپنی جڑیں معاشرہ میں مضبوط کر چکے ہوں۔ ہمیں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مستند اکابر علما کی دینی کتب کا ذخیرہ اردو میں اس قدر موجود ہے کہ آدمی کو انکے مطالعہ سے فرصت نہیں مل سکتی۔ تو پھر ان مستند کتب کو پس پشت ڈال کر غیر مستند کتب کے درپے ہونا عقلمندی نہیں۔ (ج)

سنت

اس کام کو کہتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام نے کیا ہو یا کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

زبان کی حفاظت عافیت کی ضمانت

ایک صاحب علم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کاغذ پر لکھ کر دیوار سے لٹکا دیا کہ چالیس دن تک زبان کے استعمال میں خوب احتیاط کرنی ہے کیونکہ زبان ایک اژدہا ہے اس کی حفاظت ضروری ہے وغیرہ۔ ہم چند ساتھی مل کر چالیس روزہ یہ کورس کر رہے ہیں۔ ان چالیس دنوں میں غیبت جھوٹ' بحث بازی' ایسے الفاظ جن سے اپنی بڑائی کا شبہ ہو۔ ایسا لہجہ جس میں مخاطب کو تکلیف ہو۔ ایسی باتیں جن سے کسی کو ایذا پہنچے' ایسی گفتگو جس سے کسی کے معاملات میں بے جا مداخلت ہوتی ہو۔ طعنہ زنی' چغلی اور فضول گپ بازی سے بچنے کی ان شاء اللہ کوشش کریں گے۔ رات کو محاسبہ کریں گے کہ ہم اس کوشش میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟ اگر کوئی غلطی ہو گی تو خود کو سزا دیں گے۔ چالیس دن کا یہ مجاہدہ زندگی بھر کیلئے مفید ہو سکتا ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ قبر سامنے ہے۔ موت منہ پھاڑے قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کتنے ہی لوگ اپنی زبان کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ معاف کرے آج تو زبان ہمارے ایمان واعمال کو قینچی کی طرح کاٹ رہی ہے چاٹ رہی ہے۔ دانستہ غیر دانستہ جھوٹی باتیں روح کو گندا کر رہی ہیں۔

برتنوں' جوتوں اور جھاڑو پر بڑے بڑے اچھے اچھے مسلمان گھنٹوں لڑتے ہیں اور شیطان خوشی سے بغلیں بجاتا ہے۔ طعنہ زنی اور غیبت جیسی برائیوں نے گھروں کو جہنم بنا دیا ہے۔

اسی لئے ہم چند ساتھیوں نے زبان بندی کا فیصلہ کیا ہے اور ہمارے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ''من صمت نجا'' جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔'' زبان ٹھیک جہان ٹھیک'' اور زبان درست ہونے کا فائدہ دل کو بھی ملتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان ان باتوں کا مذاکرہ ضروری ہے بلکہ گھروں میں تو ''آداب زندگی'' نامی کتاب کی باقاعدہ تعلیم ہونی چاہئے جو حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اگر اس پر عمل ہو تو انسان واقعی انسانی اخلاق اپنانے والا بن سکتا ہے۔ (ح)

تلاوت قرآن کا ایک اہم ادب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ' اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس شخص کی آواز کو توجہ سے سُنتے ہیں جو کلامِ الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔ البتہ کلامِ پاک کیلئے یہ ضروری ہے کہ گانے کی آواز میں نہ پڑھا جائے۔ احادیث میں اسکی ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے ایاکم ولحون اھل العشق الحدیث یعنی اس سے بچو کہ جس طرح عاشق غزلوں کی آواز بنا بنا کر موسیقی کے قوانین پر پڑھتے ہیں اس طرح مت پڑھو۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ اس طرح کا پڑھنے والا فاسق اور سننے والا گناہ گار ہے۔ مگر گانے کے قواعد کی رعایت کئے بغیر خوش آوازی مطلوب ہے۔ حدیث میں متعدد جگہ اُس کی ترغیب آئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے قرآن شریف کو مزین کرو۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے کلام اللہ شریف کا حُسن دوبالا ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کوفہ کے نواح میں جا رہے تھے کہ ایک جگہ فساق کا مجمع ایک گھر میں جمع تھا۔ ایک گویا جس کا نام زاذان تھا گا رہا تھا اور سارنگی بجا رہا تھا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی آواز سُن کر ارشاد فرمایا۔ کیا ہی اچھی آواز تھی اگر قرآن شریف کی تلاوت میں ہوتی اور اپنے سر پر کپڑا ڈال کر گذرتے چلے گئے۔ زاذان نے ان کو بولتے ہوئے دیکھا۔ لوگوں سے پوچھنے پر معلوم ہوا یہ صحابی ہیں اور یہ ارشاد فرما گئے۔ اُس پر اس مقولہ کی کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ حد نہیں اور قصہ مختصر کہ وہ اپنے سب آلات توڑ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے لگ لئے اور علامہ وقت ہوئے۔ غرض متعدد روایات میں اچھی آواز سے تلاوت کی مدح آئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی گانے کی آواز میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ (شمارہ 109)(ح)

بیکاری کی نحوست

پان کی دکانوں پر، چائے کے سدابہار ہوٹلوں پر، اور گلیوں اور شاہراہوں کے ٹکڑوں پر، یہ ہم عمروں کی بھیڑ کیسی؟ جو ہنسی مذاق میں مشغول اور ادھر ادھر گنہ گار نگاہیں ڈالنے میں مصروف ہیں۔ جایئے قریب جا کر معلوم کر لیجئے؟ ہر ایک اپنی شناخت ''اسلامی نام'' سے بتا دے گا۔ لیکن یہ مفت میں یہاں کھڑے ہو کر گناہ لوٹنے میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں؟ کیا انہیں کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے؟ ہاں! مگر روکے ٹوکے کون؟ اگر غیر روکے گا تو اس کی عزت کی خیر نہیں اور والدین کو اپنے پیاروں کی بیکاری اور مٹر گشتی پر فکر ہوتی تو رونا ہی کس بات کا تھا؟ معاشرہ میں بے کاری کا رجحان اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ بیکاری ہزار خرابیوں کے پروان چڑھنے کا سبب بنتی ہے۔ بیکاری سے برائیوں کے چونچلے کھلتے ہیں۔

آدمی مصروف رہے تو بے شمار برائیوں سے خود بخود بچا رہتا ہے۔ غیر قوموں میں اس کا خاص اہتمام ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ابتداء ہی سے تعلیم کے ساتھ ساتھ فارغ اوقات میں اپنے کاروبار میں ساتھ لگانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ مگر مسلمان معاشرہ میں اولاً تعلیم ہی ضرورت سے کم ہے اور تعلیم ہے بھی تو اس کے ساتھ بیکاری اور بری صحبت جیسی خرابیاں بھی ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس سلسلہ میں قومی بیداری پیدا کی جائے اور والدین کو آگاہ کیا جائے کہ وہ اپنی اولاد کو بیکاری کے عیب سے بچائیں۔ ورنہ اولاد جہنم کا ایندھن بن جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بری عادتوں سے بچوں کو بچانے کا کس قدر خیال تھا اس کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ آپ نے ہدایت دی ہے کہ جب بچہ بڑا ہو جائے تو اس کا بستر الگ کر دو۔ اور ہم عمروں کو ایک جگہ نہ لیٹنے دو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح جب وہ جوان ہوں تو انکی شادیوں کی فکر کرو۔ (مشکوٰۃ)

نفل: ان کاموں کو کہتے ہیں جن کی فضیلت شریعت میں ثابت ہو ان کے کرنے میں ثواب ہو اور چھوڑنے میں عذاب نہ ہو اسے مستحب اور مَندُوب اور تَطَوُّع بھی کہتے ہیں۔

اتباع سنت کی اہمیت

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس نے میرے بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا تو جتنے لوگ اس سنت پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے اجر ملے گا اور اس سے ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے گمراہی کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جس سے اللہ اور اس کے رسول کبھی راضی نہیں ہو سکتے تو جتنے لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے گناہ ہوگا اور اس سے ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تم ہر وقت اپنے دل کی یہ کیفیت بنا سکتے ہو کہ اس میں کسی کے بارے میں ذرا بھی کھوٹ نہ ہو تو ضرور ایسا کرو پھر آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! یہ میری سنت میں سے ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے بگڑنے کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یہ روایت بیہقی کی ہے اور طبرانی میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ اسے ایک شہید کا ثواب ملے گا۔ (الترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے کو ایک شہید کا اجر ملے گا۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہاتھ میں چنگاری لینے والے کی طرح ہوگا۔ (کنز العمال)

محرم الحرام میں معمولات نبوی

فضائل۔۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو تعظیم اور احترام کیلئے "اللہ کا مہینہ" اور "شہر حرام" حرمت والا مہینہ فرمایا ہے۔۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے بعد روزہ کے لئے اسی مہینہ کو تمام مہینوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے....(ترمذی)۔۳۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ماہ میں ایک ایسا دن عاشورہ یعنی دسویں تاریخ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دی اور آئندہ بھی قوموں کو (تکالیف) سے نجات دیگا....(ترمذی)

اعمال۔اس ماہ میں کوئی عمل فرض وواجب یعنی حکم خدا نہیں البتہ اعمال مسنون حسب ذیل ہیں:

ا:....عاشورا (دسویں) کا روزہ رکھنا.... چنانچہ حضور نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور فرمایا۔ا۔ اگلے سال میں نویں کو بھی روزہ رکھوں گا....نیز صحابہ کو حکم دیا کہ عاشورا کے ساتھ ایک دن کا روزہ اور ملالو کہ یہود کی مشابہت نہ ہونے پائے...." (ماثبت بالسنۃ) یہ روزہ نویں کا یا گیارہویں کا نفل اور مستحب ہے۔۲۔فرمایا کہ عاشورا کا روزہ رمضان کے بعد سب روزوں سے افضل ہے....اس روزہ سے سال بھر کے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف ہوتے ہیں....(ماثبت بالسنۃ)

۲....عاشورا کے دن گھر والوں کے کھانے پینے میں فراخدلی سے پیش آنا.... یہ مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... کہ جو شخص اس دن بال بچوں کے کھلانے پلانے میں کشادہ دلی کا برتاؤ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں سال بھر کشادگی اور برکت عطا فرمائے گا....(ماثبت بالسنۃ)

(انتباہ) ماہ محرم یا عاشورا کی فضیلت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سبب سے نہیں ہے اس لئے کہ دین تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مکمل ہو چکا تھا.... اور واقعہ کربلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۴۹ برس بعد ہوا اس لئے واقعہ کربلا کی یادگار کے سلسلہ میں کوئی عمل خواہ کتنا ہی اچھا معلوم ہو....دین کا فعل نہیں ہوسکتا....لہٰذا ذکر شہادت کا اہتمام....نوحہ، تعزیہ، علَم، ڈھول بجانا، بچوں کو پیک بنانا، سیاہ کپڑے پہننا، چوڑی توڑنا، زینت کو حرام کر لینا یہ سب بددینوں کی ایجادیں اور گناہ کی باتیں ہیں....

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی پاک سیرت اور زندگی کے حالات کا ذکر دیگر صحابہ اور اولیاء اللہ کے ذکر کی طرح خدا کی رحمت نازل ہونے کا سبب یقیناً ہے.... یہ فعل مباح ہے اور سال کے ہر مہینہ میں ہوسکتا ہے....

سیدنا حضرت حسینؓ کے مصائب سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھ لینا چاہئے.... سیدنا حضرت حسینؓ شہید ہیں اور زندہ ہیں اس لئے ان کا ماتم کرنا گناہ ہے....

؎ وہ روئیں جو منکر ہیں حیات شہدا کے ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

(ح)

سنت مؤکدہ

اس کام کو کہتے ہیں جسے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کے لئے فرمایا ہو اور ہمیشہ کیا گیا ہو یعنی بغیر عذر کبھی نہ چھوڑا ہو ایسی سنتوں کو بغیر عذر چھوڑ دینا گناہ ہے۔ اور چھوڑنے کی عادت کر لینا سخت گناہ ہے۔

سنت غیر مؤکدہ

اسے کہتے ہیں جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کیا ہو لیکن کبھی کبھی بغیر عذر چھوڑ بھی دیا ہو ان سنتوں کے ادا کرنے میں مستحب سے زیادہ ثواب ہے۔ اور چھوڑنے میں گناہ نہیں۔ ان سنتوں کو سننِ زوائد بھی کہتے ہیں۔

فرض عین

اس فرض کو کہتے ہیں جس کا ادا کرنا ہر شخص پر ضروری ہو اور بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور گنہگار ہو اور فرض کفایہ وہ فرض ہے جو ایک دو آدمیوں کے ادا کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے۔ اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب کے سب گنہگار ہوں۔

میراث تقسیم نہ کرنے کے نقصانات

میراث تقسیم نہ کرنے اور مستحقین کو محروم رکھنے کے کئی خطرناک پہلو ہیں جن میں میراث کھانے والے مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ میراث کو قرآن وسنت کے مطابق تقسیم نہ کرنا اور دیگر وارثوں کا حق مارنا کفار' یہود' نصاریٰ اور ہندوؤں کا طریقہ ہے۔

۲۔ میراث کا شرعی طریقے پر تقسیم نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے۔ یہ صریح فسق ہے لہٰذا ایسا شخص فاسق ہے۔ خاص طور پر برسہابرس اس پر اصرار کرنا اور توبہ نہ کرنا تو اور بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔

۳۔ میراث کے حق داروں کا مال کھا جانا ظلم ہے اور یہ شخص ظالم ہے لیکن اگر وارث اپنے قبضے اور تحویل میں لے لیں اور پھر کوئی طاقت ور وارث چھین لے تو یہ غصب ہوگا' اس کا گناہ ظلم سے بھی زیادہ ہے۔

۴۔ میراث پر قبضہ کرنے والے کے ذمہ میراث کا مال قرض ہوگا۔ اور قرض واجب الادا ہے۔ اگر کوئی دنیا میں ادا نہیں کرے گا تو آخرت میں لازماً دینا ہوگا۔

۵۔ ایسا مال جس میں میراث کا مال شامل ہو اس سے خیرات وصدقہ اور تقرب کے طور پر انفاق کرنا' حج وعمرہ کرنا اگرچہ فتویٰ کے لحاظ سے جائز ہے اور اس سے حج کا فریضہ ادا ہو جائے گا لیکن ثواب حاصل نہیں ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک وطیب مال قبول کرتا ہے۔

۶۔ جو میراث کا مال کھا جاتا ہے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

۷۔ میراث شریعت کے مطابق تقسیم نہ کرنے والا دوزخ میں داخل ہوگا۔

۸۔ جو اشخاص میراث کا مال کھا جاتے ہیں تو حق دار وارث ان کو بددعائیں دیتے ہیں۔

۹۔ میراث مستحقین کو نہ دینے والا حقوق العباد تلف کرنے کا مجرم ہے۔ (ث)

مباح: اس کام کو کہتے ہیں جسکے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں گناہ اور عذاب نہ ہو۔

اسلام: خود کو کسی کے سپرد کر دینا، فرمانبردار ہو جانا نفس اور عقل کو اللہ کے حکم کے تابع کر دینا۔

اخلاص شرط قبولیت ہے

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک سخی سے سوال کریں گے تو کون سی نیکی لے کر آیا ہے وہ جواب دے گا اور یہ کہے گا کہ جہاد کا موقع نہیں ملا جو میں جان دیتا اور میرے پاس علم نہیں تھا جو میں تبلیغ کرتا میرے پاس دولت تھی اور میں لوگوں میں تقسیم کیا کرتا تھا اور انکو بانٹتا تھا۔ یہ نیکی لے کے آیا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ فرمائیں گے۔ کذبت تو نے جھوٹ بولا' تو نے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ تیری سخاوت اور تیری داد و دہش کے چرچے ہو جائیں' وہ چرچا دنیا میں ہو گیا اور شہرت دنیا میں تجھے حاصل ہو گئی اب آخرت میں تیرے لئے کوئی حصہ نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض شہداء کو جنہوں نے جان دی تھی ان سے یہ پوچھیں گے کہ تم کون سی نیکی زاد آخرت کے طور پر لے کے آئے ہو۔ وہ کہیں گے کہ اے اللہ! ہم نے جان دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کذبت تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ تیری بہادری کا اور تیری شجاعت کا تذکرہ ہو' اور چرچا ہو' وہ حاصل ہو گیا۔ اب آخرت میں تیرے لئے کوئی حصہ نہیں' کوئی بدلہ نہیں۔

فرمایا کہ تیسرا گروہ علماء کا' ان سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم زاد آخرت کے طور پر کون سی نیکی لائے ہو۔ وہ کہیں گے کہ اے اللہ! ہم نے درس دیا تھا' وعظ کہا پند و نصیحت کی تھی۔ لوگوں کو سبق دیا تھا۔ میرے پاس پیسہ نہیں تھا جہاد کا ہمیں موقع نہیں ملا تھا۔ یہی نیکی کر سکتے تھے اور یہی نیکی لے کر آئے ہیں حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ کذبت تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ لوگ یہ کہیں کہ صاحب یہ تو زبردست عالم ہے۔ اپنے علم کا چرچا' علم کی شہرت کی خاطر تو نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ لہٰذا آخرت میں تیرے لئے کوئی حصہ اور کوئی بدلہ نہیں۔ (ص)

دین: انسانوں کے طریقۂ زندگی کو کہتے ہیں۔

دین اسلام :۔ وہ مکمل طریقۂ زندگی جو انسان کے خالق و مالک نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ عطا فرمایا۔

گناہوں کی نحوستیں

مسند احمد میں ہے کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط میں لکھا کہ جب بندہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے مداح بھی مذمت کرنے لگتے ہیں اور دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بے پرواہی انسان کے لئے دائمی تباہی کا سبب ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر توبہ اور استغفار کرلیا تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کی تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور اس کا نام قرآن میں ران ہے۔

''یعنی ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا ان کے اعمالِ بد نے۔'' (سورۃ المطففین: آیت ۱۴)

البتہ گناہوں کے مفاسد اور نتائج بد اور مضر ثمرات کے اعتبار سے ان کے آپس میں فرق ضرور ہے اس فرق کی وجہ سے کسی گناہ کو کبیرہ اور کسی کو صغیرہ کہا جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا کہ چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری کہ انسان ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی لئے محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کیا جائے، جو لوگ نماز تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھو گے اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا، اور سلف صالحین نے فرمایا کہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہے جو انسان کو کافرانہ اعمال واخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (ت)

عقیدہ: عقد سے ہے جس کا معنی جم جانا۔ گرہ لگانا۔ عقیدہ پختہ خیال کو کہتے ہیں اس کی جمع عقائد ہے اس سے مراد وہ پختہ خیالات ہیں جن کا تعلق دین سے ہو۔ جیسے اللہ اور فرشتوں پر ایمان۔ توحید۔ رسالت۔ عذاب قبر۔ جنت، جہنم وغیرہ۔

اولاد کی دینی تربیت کیجئے

قرآن کریم میں ہے اپنے آپ کو اور اپنے اہل والوں کو آگ سے بچاؤ اور اہل والوں میں ایک اہم رکن بچہ بھی ہے جو کہ ہماری امیدوں کا مرکز، کل کا ذمہ دار اور مستقبل کا معمار گزرا ہوا کل تو ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے وہ ہمارے لئے عبرت کا نشان، حسن عمل کا پیغام اور پھر بھی نہ سنبھلنے پر ناکامی اور رسوائی کا اعلان چھوڑ گیا ہے۔

اس لئے آج ہم نے بہتر مستقبل تیار کرنا ہے اور اس کی صورت صرف یہی ہے کہ اپنے بچوں کو سنواریں ان کی بہتر تربیت کریں انہیں اعلیٰ تعلیم وتربیت دلائیں۔ ماضی کی مثالی شخصیتوں کے نمونے ان کے سامنے رکھیں اور انہیں دین فطرت کی مستقیم شاہراہ پر گامزن کردیں کیونکہ کل کا شہری و حکمران، مقتدی و امام، تاجر و کاشتکار، مزدور و صنعتکار شاگرد و استاد، قانون ساز و قانون کا عمل دار یہی ہوگا جو آج بچہ ہے۔

اور ویسے بھی بچپن تو عمر ہی تعلیم وتربیت کی ہے۔ آج جو نقش اس کے ذہن میں بیٹھے گا کل وہ اپنے کردار سے اسی کے مطابق عمارت تعمیر کرے گا۔ آج جو بیج اس کے ذہن میں ڈالا جائے گا کل کو اس کا عمل اسی کی کھیتی اگائے گا۔ آج اس کے خیالات وتصورات میں جو بوؤ گے کل قوم اسی کو کاٹے گی۔ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن دیکھا کہ عید گاہ میں ایک سیٹھ آیا اور اس نے کپڑے بدل کر خود عید گاہ کی صفائی شروع کردی میں بہت حیران ہوا کہ اتنا بڑا سیٹھ ہے ظاہری شکل یہ ہے کلین شیو ہے بعد میں پتہ چلا کہ اسکی بچپن کی کچھ تربیت تھانہ بھون میں ہوئی تھی اسی کا یہ اثر ہے۔

ادھر ہماری معاشرت کے یہ تقاضے ہیں اور ادھر خالق مہربان کا یہ کرم ہے کہ اس نے ہر بچہ کو کھرے سونے جیسی طبیعت بخش دی ہے کہ والدین اساتذہ اور ماحول و معاشرہ جیسا جیسا سانچہ اس کے لئے بناتے چلے جائیں بچہ اسی کے مطابق ڈھلتا چلا جائے گا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی ونصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (ن)

محرم الحرام کے اہم تاریخی واقعات

مطابق	محرم الحرام	واقعات وحادثات	نمبر شمار
مارچ ۵۷۱ء	پچیس دن قبل از ولادت باسعادت	ابرہہ بادشاہ یمن کی ہلاکت	۱
۳۰ ستمبر ۶۱۵ء	یکم محرم ۶ ھ	شعب ابی طالب میں آنحضرت ﷺ کی محصوری	۲
جولائی ۶۲۳ء اور اقوال بھی ہیں	۲ھ	نکاح حضرت فاطمۃ الزہرہ ہمراہ حضرت علیؓ	۳
جون ۶۲۴ء	۳ھ	غزوہ غطفان	۴
جولائی ۶۲۴ء قول دوم ربیع الاول ہے	۳ھ	نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	۵
۱۳ جون ۶۲۵ء	۴ھ	سریہ ابی سلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ	۶
۱۷ جون ۶۲۵ء	۴ھ	سریہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ	۷
یکم جون ۶۲۷ء	۱۰- ۶ ھ	سریہ حضرت محمد مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ	۸
۱۱ مئی ۶۲۷ء	۱- ۷ھ	سلاطین کو دعوت اسلام	۹
مئی ۶۲۷ء	۷ھ	غزوہ خیبر	۱۰
مئی ۶۲۷ء	۷ھ	مراجعت مہاجرین حبشہ از حبشہ	۱۱
جون ۶۲۷ء	۷ھ	وفد اشعریین کا قبول اسلام	۱۲
جون ۶۲۸ء	۷ھ	نکاح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہمراہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۳

۱۴	غزوہ وادی القریٰ و تیماء	۷ھ	جون ۶۲۸ء
۱۵	واقعہ لیلۃ التعریس و قضاء نماز فجر	۷ھ	جولائی ۶۲۸ء
۱۶	عام الوفود	۹ھ	اپریل ۶۳۰ء
۱۷	عاملین زکوٰۃ کا باقاعدہ تقرر	۹ھ	اپریل ۶۳۰ء
۱۸	سریہ ابن عیینہ رضی اللہ عنہ	۹ھ	اپریل ۶۳۰ء
۱۹	وفد نخع کی آمد	۱۵ رجب ۱۱ھ	۱۱ اپریل ۶۳۲ء
۲۰	طاعون عمواس	ر ۱۸ھ	۱۲ جنوری ۶۳۹ء
۲۱	وفات حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	ر ۱۸ھ	۱۲ جنوری ۶۳۹ء
۲۲	امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۔محرم ۱۹ھ	جنوری ۶۴۰ء
۲۳	مصر میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا داخلہ	۱۔محرم ۲۱ھ	دسمبر ۶۴۱ء
۲۴	فتح نہاوند	۱۔محرم ۲۲ھ	نومبر ۶۴۲ء
۲۵	شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی	۱۔محرم ۲۴ھ	نومبر ۶۴۴ء
۲۶	خلافت حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ	۱۔محرم ۲۴ھ	نومبر ۶۴۴ء
۲۷	فتح سابور	۱۔محرم ۲۶ھ	اکتوبر ۶۴۶ء
۲۸	فتح قبرص	۱۔محرم ۲۸ھ	ستمبر ۶۴۸ء
۲۹	خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۔محرم ۳۶ھ	جون ۶۵۶ء
۳۰	واقعہ جنگ صفین مابین حضرت علی رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۔محرم ۳۷ھ	جون ۶۵۷ء قول (۲) ۱۰۔صفر ہے
۳۱	وفات اخوت و حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ	۱۔محرم ۴۰ھ	مئی ۶۶۰ء
۳۲	فتوحات افریقہ	۱۔محرم ۴۵ھ	مارچ ۶۶۵ء
۳۳	وفات حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	محرم ۵۱ھ	جنوری ۶۷۱ء
۳۴	وفات عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۵۳ھ	دسمبر ۶۷۲ء

۳۵	وفات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۵۵ھ	دسمبر ۶۷۴ء
۳۶	وفات حضرت جویریہؓ ام المومنین بنت حارث	۱۰-۵۰ھ	نومبر ۶۷۵
۳۷	وفات حضرت سمرۃ ابن جندب رضی اللہ عنہ	۶۰ھ	اکتوبر ۶۷۹ء
۳۸	حادثہ کربلا شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ	۱۰ محرم ۶۱ھ	اکتوبر ۶۸۰ء
۳۹	وفات مسلم ابن عقبہ رضی اللہ عنہ	۶۴ھ	اگست ۶۸۳ء
۴۰	خلافت مروان ابن الحکم رضی اللہ عنہ	۶۵ھ	اگست ۶۸۴ء
۴۱	وفات حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ	۷۴ھ	مئی ۶۹۳ء قول ۱۲-۱۱ جمادی الآخر
۴۲	فتح فرغانہ	۸۸ھ	دسمبر ۷۰۶ء
۴۳	فتح میورقہ ومنورقہ	۸۹ھ	دسمبر ۷۰۷ء
۴۴	وفات کریب مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ	۹۸ھ	اگست رر ۷۱۶ء
۴۵	فتح غور	۱۰۸ھ	مئی ۷۲۶ء
۴۶	زید ابن علی کا خروج اور قتل	۱۲۲ھ	دسمبر ۷۳۹ء
۴۷	مراکش والجیریا میں جنگ	۱۲۳ھ	نومبر ۷۴۰ء
۴۸	میسرہ کی مغرب میں بغاوت	۱۲۴ھ	نومبر ۷۴۱ء
۴۹	ضحاک خارجی کا خروج اور قتل	۱۲۸ھ	اکتوبر ۷۴۵ء
۵۰	فتنہ اباضیہ	۱۳۰ھ	ستمبر ۷۴۶ء
۵۱	ابو مسلم کا خراسان پر قبضہ	۱۳۱ھ	اگست ۷۴۸ء
۵۲	بنی امیہ کا قتل عام	۱۳۳ھ	اگست ۷۵۰ء
۵۳	وفات عطاء بن السائب الکوفیؒ	محرم ۱۳۶ھ	جولائی ۷۵۳ء
۵۴	خلافت منصور العباسی	رر ۱۳۷ھ	جون ۷۵۴ء

۵۵	قیصر روم کی شکست	۱۳۸ھ//	جون ۷۵۵ء
۵۶	فرقہ راوندیہ کی ابتداء	۱۴۱ھ//	مئی ۷۵۸ء
۵۷	وفات محمد ابن اسحاق اخباری	۱۵۱ھ//	جنوری ۷۶۸ء
۵۸	مسجد نبوی میں توسیع	۱۶۱ھ//	اکتوبر ۷۷۷ء
۵۹	وفات خلیفہ المہدی العباسی	۱۶۹ھ//	جولائی ۷۸۵ء
۶۰	جعفر برمکی کا قتل	۱۸۷ھ//	دسمبر ۸۰۲ء
۶۱	آذربائیجان میں خرامیہ کا ظہور	۱۹۲ھ//	نومبر ۸۰۷ء
۶۲	خلیفہ امین و مامون کے درمیان جنگ	۱۹۵ھ//	اکتوبر ۸۱۰ء
۶۳	وفات ابونواس شاعر	۱۹۶ھ//	ستمبر ۸۱۱ء
۶۴	خلیفہ امین الرشید کا قتل وخلافت المامون	۱۹۸ھ//	ستمبر ۸۱۳ء
۶۵	دولت اغلبیہ کی ابتداء	۲۰۱ھ//	جولائی ۸۱۶ء
۶۶	وفات یحییٰ ابن مبارک نحوی	۲۰۲ھ//	۸۱۷ء
۶۷	تفضیل علی کا سرکاری حکم	۲۱۱ھ//	اپریل ۸۲۶ء
۶۸	شہر طوانہ کی تعمیر	۲۱۸ھ//	جنوری ۸۳۳ء
۶۹	شہادت احمد الخزاعیؒ	۲۳۱ھ//	ستمبر ۸۴۵ء
۷۰	متوکل نے کربلا کے تمام نشانات مٹادیئے	۲۳۶ھ//	جولائی ۸۵۰ء
۷۱	دولت صفاریہ کی ابتدا	۲۵۴ھ//	مئی ۸۵۰ء
۷۲	مصر پر عباسیوں کا قبضہ	۳۰۹ھ//	مئی ۹۲۱ء
۷۳	وفات امام ابوجعفر الطحاویؒ	محرم ۳۲۱ھ	جنوری ۹۳۳ء قول ۲-۲ ذیقعدہ ہے

۷۴	نوحہ،ماتم اور مراسم محرم کی ابتداء	محرم۳۵۲ھ	جنوری۹۶۳ء
۷۵	سرکاری طور پر جبراً ماتم کروایا گیا	محرم۳۵۶ھ	دسمبر۹۶۶ء
۷۶	دمشق میں فاطمیوں کا قبضہ	محرم۳۶۰ھ	نومبر۹۷۰ء
۷۷	نوبت بجنے کی ابتداء	محرم۳۶۸ھ	اگست۹۷۸ء
۷۸	دنیا کی سب سے بڑی رصدگاہ بغداد میں تعمیر ہوئی	محرم۳۷۸ھ	اپریل۹۸۸ء
۷۹	ایک مصری باطنی نے حجر اسود کو ہتھوڑے سے توڑ دیا	محرم۴۱۳ھ	۱۰۲۲ء
۸۰	بغداد میں اذان کے ساتھ نوبت بجنے کی بدعت	محرم۴۳۶ھ	جولائی۱۰۴۴ء
۸۱	وفات یوسف بن تاشقین بانی مراکش	محرم۵۰۰ھ	ستمبر۱۱۰۶ء
۸۲	فصیل قاہرہ کی بنیاد	محرم۵۷۲ھ	جولائی۱۱۷۶ء
۸۳	ہلاکو خان نے بغداد کو تاراج کیا	محرم۶۵۶ھ	جنوری۱۲۵۸ء
۸۴	وفات مولانا جلال الدین المحلیؒ	محرم۸۶۴ھ	اکتوبر۱۴۵۹ء
۸۵	وفات حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج	۵محرم۶۶۴ھ	۱۲۶۵ء//
۸۶	وفات مولانا جامی شارح کافیہ	// ۸۹۸ھ	اکتوبر۱۴۹۲ء
۸۷	حکومت شیر شاہ سوری	// ۹۴۷ھ	مئی۱۵۴۰ء
۸۸	وفات علامہ فیضی	// ۱۰۰۴ھ	ستمبر۱۵۹۵ء
۸۹	وفات مرزا عبدالقادر بیدل	// ۱۱۳۳ھ	نومبر۱۷۲۱ء
۹۰	وفات میر تقی خیال	// ۱۱۷۰ھ	ستمبر۱۷۵۶ء
۹۱	وفات مرزا مظہر جان جاناںؒ	// ۱۱۹۵ھ	دسمبر۱۷۸۰ء
۹۲	وفات میر تقی میر	// ۱۲۲۵ھ	فروری۱۸۱۰ء
۹۳	دارالعلوم دیوبند کا قیام	۱۵-محرم۱۲۸۳ھ	مئی۱۸۶۶ء
۹۴	وفات حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ	// ۱۳۵۱ھ	مئی۱۹۲۲ء

صفر المظفر کے متعلق معمولات نبوی

نہ اس مہینہ کی کوئی فضیلت منقول ہے نہ اس میں کوئی حکم خداوندی ہے نہ کوئی عمل ثابت ہے البتہ ایک فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے....

عرب کے کافر اسلام سے قبل اس ماہ کو منحوس سمجھتے تھے تو آپ نے مسلمانوں کو تعلیم دی "ولا صفر" یعنی (نحوست فلاں چیز میں بھی نہیں ہے فلاں چیز میں بھی نہیں ہے اسی طرح) صفر کے مہینہ میں بھی نہیں ہے....(مسلم)

انتباہ:....افسوس! جو ہندوستانی مسلمان مرد وعورت اس کا نام "تیرہ تیری رکھتے ہیں.... اوراس کے تیرہ دنوں کو منحوس جانتے ہیں....وہ کفار عرب کی پیروی اور پیارے رسول کی مخالفت کرتے ہیں....چاہئے کہ اس نام سے پکارنا ترک کردیں....اس ماہ کے آخری چہار شنبہ میں کسی برکت یا فضیلت کا قائل ہونا بھی غلط ہے....شریعت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں....

اسلامی عقائد کے ماخذ: یعنی وہ دلائل جن سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے (۱) قرآن مجید (۲) حدیث متواتر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول جسے اتنے لوگوں نے بیان کیا ہو کہ اتنی کثیر تعداد کو جھوٹا نہ کہہ سکیں۔

(۳) اجماع یعنی متفق ہونا۔ جس بات پر صحابہ کرامؓ اور خَیْرُ الْقُرُوْن کے اہل علم متفق ہوں۔

اسلامی اعمال کے ماخذ:۔(۱) قرآن مجید (۲) سنت رسولؐ (۳) اجماع (۴) قیاس۔ قیاس یہ ہے کہ کسی مسئلہ کی غیر واضح صورت کا قران وسنت میں موجود مخفی اشارہ سے کسی ماہر شریعت کا معلوم کرنا۔

ضروریات دین: دین کی وہ باتیں جو تواتر سے ثابت ہوں اور انکا دین ہونا واضح ہو۔ جیسے قرآن، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا۔

ایمان: کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر دل کے اطمینان کے ساتھ سچ ماننا اور ضروریات دین کو عقل کی بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ سے دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ ماننا۔

آخرت سے متعلق ضروری عقائد

عقیدہ:۔ قبر میں فرشتوں کا سوال جواب حق ہے، جب آدمی مرجاتا ہے اور مرنے کے بعد وہ کسی بھی جگہ پر ہو، خواہ قبر میں یا سمندر میں، دو فرشتے آتے ہیں ایک کو منکر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں یہ دونوں مردے سے سوال کرتے ہیں۔

(۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟

(۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا جانتا ہے؟

اگر مردہ ایماندار ہے تو درست جواب دیتا ہے اور اگر کافر ہے تو کہتا ہے۔ ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا۔

عقیدہ:۔ حوض کوثر۔ قیامت کے دن ہر نبی کو اس کے مرتبہ کے مطابق ایک حوض دیا جائے گا، جس سے وہ اپنی امت کو سیراب کرے گا۔ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کا نام حوض کوثر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اور پینے کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ جو اس حوض سے ایک گھونٹ بھی پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی جو لوگ حضور کے دین میں نئی نئی بدعات ایجاد کرتے ہیں فرشتے ایسے لوگوں کو اس حوض سے ہٹادیں گے۔

عبادت کے بہت سے طریقے ہیں۔ جیسے (۱) نماز پڑھنا (۲) روزہ رکھنا (۳) زکوۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) قربانی کرنا (۶) اعتکاف کرنا (۷) مخلوق کو نیک باتوں کی ہدایت کرنا (۸) بری باتوں سے روکنا (۹) ماں، باپ اور استادوں اور بزرگوں کی عزت اور ادب کرنا (۱۰) مسجد بنانا (۱۱) مدرسہ جاری کرنا، (۱۲) علم دین پڑھنا، (۱۳) علم دین پڑھانا (۱۴) علم دین پڑھنے والوں کی امداد کرنا، (۱۵) خدا کی راہ میں خدا کے دشمنوں سے لڑنا خدا کی راہ میں لڑنے والوں کی مدد کرنا (۱۶) غریبوں کی حاجت روائی کرنا (۱۷) بھوکوں کو کھانا کھلانا (۱۸) پیاسوں کو پانی پلانا، (۱۹) اور ان کے علاوہ تمام ایسے کام جو خدا کے حکم اور مرضی کے موافق ہوں۔ سب عبادت میں داخل ہیں اور انہیں کاموں کو اعمال صالحہ کہتے ہیں۔

والدین سب سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق

والدین کے ساتھ حسن سلوک عام حالات میں ایسا عمل ہے جس میں محنت ومشقت زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہر انسان کو فطری طور پر اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی خدمت اور حسن سلوک پر دل خود ہی آمادہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف والدین کو اپنی اولاد پر جو شفقت ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ خود اپنی اولاد سے ایسا کام لینا پسند نہیں کرتے جو اس کے لئے مشکل ہو۔ بلکہ معمولی سی خدمت سے بھی خوش ہو جاتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اتنا آسان بنا دیا ہے کہ ایک حدیث کی رو سے والدین کو ایک مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھ لینا بھی ثواب میں حج اور عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔ غرض والدین سے محبت رکھ کر ان کی اطاعت اور خدمت کر کے انسان اپنے نامۂ اعمال میں عظیم الشان نیکیوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے۔

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ ماں کا حق باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ انسان کی پرورش میں جس قدر تکلیف ماں اٹھاتی ہے باپ اتنی نہیں اٹھاتا۔ ماں کی تکلیفوں کا ذکر قرآن کریم نے خاص طور پر فرمایا ہے دوسرے ماں کو باپ کے مقابلے میں عموماً خدمت کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ماں کی خدمت کو زیادہ فوقیت عطا فرمائی ہے۔ بعض مرتبہ لوگ والدین کی زندگی میں ان کی خدمت اور حسن سلوک سے غافل رہتے ہیں لیکن جب ان کا انتقال ہو جاتا ہے تو حسرت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے زندگی میں ان کی کوئی خدمت نہ کی۔ اور اب یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس لئے ان کی زندگی ہی میں اس دولت کی قدر پہچاننی چاہئے۔

تاہم والدین کے انتقال کے بعد بھی انکے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت حاصل کرنیکا دروازہ بالکل بند نہیں ہوتا۔ حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوسلمہ کا ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور اس نے آ کر پوچھا کہ "یا رسول اللہ! کیا میرے والدین کی موت کے بعد بھی کوئی ایسا طریقہ باقی رہ گیا ہے جس کے ذریعے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کر سکوں؟" اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں' ان کے حق میں دعا کرنا' ان کیلئے استغفار کرنا' ان کے بعد ان کے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا اور جن رشتوں کا تعلق ان ہی سے ہے انکے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور انکے دوستوں کا اکرام کرنا۔" (ابوداؤد) (الف)

دین کی بات سیکھنا

ہر مسلمان کے ذمے فرض ہے کہ وہ اپنے دین کی اتنی معلومات حاصل کرے جن کے ذریعے وہ اپنی روزمرہ کی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزار سکے ہر شخص کے لئے پورا باضابطہ عالم دین بننا ضروری نہیں لیکن بقدر ضرورت دینی معلومات حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے دین کی ضروری باتیں سیکھنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ وہاں اس عمل پر بڑے اجر وثواب کے وعدے فرمائے ہیں یعنی دین سیکھنے کا ہر عمل ایک مستقل نیکی ہے جس کی بہت فضیلتیں قرآن وحدیث میں آئی ہیں

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اس غرض کیلئے کسی راستے پر چلے کہ علم کی کوئی بات سیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کے راستے کو آسان فرمادیں گے اور علم طلب کرنے والے کیلئے اس کے عمل پر اظہار خوشنودی کے لئے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اس فضیلت میں وہ طلبۂ علم تو داخل ہیں ہی جو باقاعدہ علم دین کی تحصیل کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں لیکن جو لوگ پورے عالم دین بننے کی نیت سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق دین کی کوئی بات سیکھنے کے لئے کہیں جاتے ہیں یا ضرورت کے وقت کسی عالم یا مفتی سے کوئی مسئلہ پوچھنے جاتے ہیں، یا کسی وعظ و نصیحت میں اس نیت سے شریک ہوتے ہیں کہ دین کی باتیں سیکھیں گے امید ہے کہ ان شاء اللہ ایسے لوگ بھی اس فضیلت میں حصہ دار ہوں گے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ جب تک کہ واپس نہ آجائے۔ (جامع ترمذی)

غرض دین کی کوئی بات سیکھنے کے لئے جو کوئی اقدام کیا جائے ان شاء اللہ اس پر طلب علم کا اجر وثواب حاصل ہوگا یہاں تک کہ اس غرض سے مستند دینی اور اصلاحی کتابوں کے مطالعے پر بھی اسی اجر وثواب کی پوری امید ہے بشرطیکہ کتابیں مستند ہوں جس کے لئے مناسب یہ ہے کہ کسی عالم سے پوچھ کر کتابوں کا انتخاب کیا جائے لہذا جہاں کہیں سے دین کی کوئی بات سیکھنے کا موقع ملے اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اس سے اپنی معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے زندگی سنوارنے میں بھی مدد ملتی ہے اور نیکیوں میں مستقل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ (الف)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات

حالات حاضرہ کے پیش نظر اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم دن میں کوئی وقت مقرر کر کے اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگیں۔ شرور و فتن سے پناہ مانگیں۔ جسمانی و روحانی امراض سے شفا چاہیں اور قرآن کریم کی تعلیم فرمودہ وہ دعائیں مانگیں جو حضرات انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور محبوب خدا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک دعاؤں میں اللہ کے حضور مناجات کیں جو قبولیت کے زیادہ قریب ہیں۔

ان دعاؤں کے مطالعہ کے بعد انسان اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ انسان اپنی عقل و فہم سے بھی وہ ضروریات نہیں بیان کر سکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں کی صورت میں امت کو خزانہ دے گئے ہیں۔

حدیث شریف میں پریشانی میں پڑھنے کے لئے یہ دعا تلقین فرمائی گئی ہے آپ بھی صدق دل اور بآواز بلند اس دعا کو پڑھیے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ.

پریشانیوں سے نجات کیلئے استغفار مجرب عمل ہے جس کا ان الفاظ میں پڑھنا مجرب ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

اسی طرح مصائب و مشکلات میں یہ قرآنی آیت پڑھنا بھی بے حد نافع ہے۔

لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ. اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

اسی طرح دیگر قرآن و حدیث میں وارد صبح و شام کی دعائیں ہیں جن میں خیر ہی خیر ہے۔ اس کے لئے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''مناجات مقبول'' بہت نافع ہے۔ چلتے پھرتے بکثرت حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے رہنا چاہیے۔ (میم)

صبح بخیر

رات کو جلد سونا اور صبح جلد بیدار ہونا نیک بختی کی علامت ہے۔

رات کو باوضو سونے کی عادت بنائی جائے اور مسنون طریقے پر دعائیں پڑھ کر سویا جائے۔

سونے سے پہلے سوچا جائے کہ ایک دن میں نے قبر میں بھی سونا ہے اس دن کی تیاری کے لئے ہر روز اپنے اعمال کا محاسبہ کیا جائے۔ اعمال صالحہ پر شکر اور برائی پر توبہ کی جائے۔

اللہ کا ذکر اور قرآن کریم کی چھوٹی آیات پڑھتے پڑھتے سوئیں۔

کسی اچھی کتاب کا مطالعہ شروع کر دیں چند لمحوں میں پرسکون نیند طاری ہو جائے گی۔

سونے سے پہلے مذکورہ بالا امور کی رعایت اچھی صبح کی ضمانت ہے۔

صبح بیدار ہوتے ہی خود کو اچھے کاموں میں مشغول کرلیں۔ اور یہ نیت رکھیں کہ آج میں نے سستی و کاہلی کو چھوڑ کر صرف اور صرف اچھے کام کرنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آج کے دن کی زندگی اسی لئے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نماز فجر کے بعد بڑی برکت کا وقت رکھا ہے۔ جس میں بندوں کی روزی تقسیم کی جاتی ہے۔ غافل ہیں وہ لوگ جو اس بابرکت لمحہ کو نیند یا غفلت میں گزار دیتے ہیں۔ نماز فجر کے بعد سورہ یٰسین کی تلاوت پر پورے دن میں خیر و برکت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وعدہ ہے۔

اچھی صبح کا آغاز پورے دن کی اچھائی کا پیش خیمہ ہے لہٰذا اپنی صبح کو صبح بخیر بنانے کی کوشش کی جائے۔

صخر الغامدی کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! سویرے میں میری امت کے لیے برکت عطا فرما چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر جہاد کے لیے روانہ فرماتے تو صبح سویرے روانہ کرتے کہتے ہیں کہ حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تاجر آدمی تھے، وہ اپنا تجارتی مال ہمیشہ صبح سویرے بھیجا کرتے تھے اس کی برکت سے وہ خوشحال اور سرمایہ دار ہو گئے۔ (ابن ماجہ) (میم)

قوت گویائی کی نعمت

اللہ تعالیٰ نے گوشت پوست کی بنی ہوئی چھوٹی سی زبان میں کس طرح بولنے کی صلاحیت رکھ دی ہے اور ہر انسان کو ایک نئی آواز اور نیا ترنم عطا کیا گیا' بیوی بچوں اور دوستوں کی آواز کس طرح غمزدہ دلوں کو خوش کر دیتی ہے اسی زبان سے انسان قرآن کی تلاوت کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جب بھی کسی اچھے پڑھنے والے کی زبان سے قرآن سنتا ہے تو دل میں وجد طاری ہوجاتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ذرا سوچئے کہ ہمارے بیوی بچوں اور خاندان کی زبان میں قوت گویائی کس عظیم ذات نے رکھی ہے۔

کبھی علیحدہ بیٹھ کر سوچیں اگر بات کرنے کی نعمت انسان کو حاصل نہ ہوتی تو دنیا کے کاموں میں انسان کو کتنی بڑی پریشانی کا سامنا ہوتا صبح سے شام تک گھر کے کاموں' دفاتر اور دکانوں' تعلیم گاہوں اور حکمت کے ایوانوں میں کتنی مرتبہ بولنے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر انسانی زبان میں یہ صلاحیت نہ ہوتی تو انسان کو قدم قدم پر کتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا دل میں مختلف جذبات پیدا ہوتے مگر انسان اس کے اظہار سے عاجز ہوتا بیوی بچوں اور دوستوں سے بات کرنے کے لئے بیتاب ہوتا مگر اس کی کوئی صورت نہ بن پاتی پھر تعلیم وتعلم کا وسیع میدان قوت گویائی کے بغیر کیسے صحیح چل سکتا تھا بلکہ اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ بادشاہ سے لے کر ایک چھوٹے ملازم تک ہر ایک کو اس عظیم نعمت کی اشد ضرورت ہے اور اگر یہ نعمت نہ ہو تو دنیا کا سارا نظام مفلوج ہو کر رہ جائے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس قدرت پر بھی غور کریں کہ دنیا میں اس وقت اربوں انسان موجود ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان کو علیحدہ آواز عطا فرمائی ہے۔ (ص)

کفر:۔ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرنا یا مذاق اڑانا۔

کافر:۔ کفر والا (نفاق) ایمان لائے بغیر ایمان والا ظاہر کرنا۔

منافق: نفاق رکھنے والا۔

(الحاد) ضروریات دین کے کسی اجماعی مفہوم کو چھوڑ کر دوسرا مفہوم اختیار کرنا۔

حدیث اور سنت میں فرق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام معجزات اور خصوصیات کا تعلق احادیث سے ہے۔ مثلاً شق قمر، انگلیوں سے پانی بہنا، تعداد ازواج اور اس طرح کی بہت سی باتیں اور اعمال یہ سب احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔

حدیث کی تعریف عام جبکہ سنت کی تعریف خاص ہے کہ وہ پسندیدہ طریقہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں رائج فرمایا ہو۔

پھر سنت کی دو قسمیں ہیں۔

سنن ھدیٰ اور سنن زوائد۔ سنن ھدیٰ مؤکدہ اور مستحب اعمال پر بولا جاتا ہے جو حکم شرعی یعنی ضرورت کے درجے میں ہیں۔

سنن زوائد مثلاً آپ کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا اور تمام عادات مبارکہ یہ سب سنن زوائد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی امت کو عمل کی ترغیب دی اس کیلئے سنت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان آپکی مبارک سنتوں کی اتباع کا مکلّف ہے۔ نہ کہ ہر اس چیز کا جو ذخیرہ احادیث میں موجود ہے۔ بعض لوگ احادیث دکھا کر لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانا چاہتے ہیں اور عام آدمی انکے دام فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور حدیث دیکھ کر یا اسکا ترجمہ پڑھ کر عمل کرنے کا شوق اٹھتا ہے لیکن حدیث فہمی کا ملکہ نہ ہونے کی وجہ سے خود بھی پریشان ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی پریشانی میں مبتلا کرتا ہے۔

حدیث بڑی مبارک چیز ہے لیکن کس وقت کس حدیث پر عمل کرنا ہے یا نہیں کرنا یا اس حدیث کی تشریح کیا ہے؟ یہ سب باتیں علماء سے سیکھنے کی ہیں۔ اس لئے حدیث کی کوئی کتاب پڑھنا چاہیں تو کسی عالم سے مشورہ کرلیں اگر ایک عام آدمی بغیر مشورہ کے بخاری شریف مترجم اٹھا کر پڑھنا شروع کردے تو اپنی ناسمجھی کی وجہ سے جگہ جگہ پریشانی اور شکوک وشبہات میں مبتلا ہوگا کیونکہ عام آدمی حدیث اور سنت میں فرق کرنے کا اہل نہیں۔ (شمارہ 113)(ح)

نیکی کا بھی سلیقہ سیکھئے

آج کے دور میں نیکی کی طرف رغبت کم ہے اگر کسی سعادت مند کو نیکی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو نفس وشیطان اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اول تو یہ نیکی کے قریب ہی نہ جائے اگر کرے بھی سہی تو ریا کاری میں مبتلا ہو جائے۔ مثال کے طور پر کسی صاحب وسعت کو صدقہ خیرات کی توفیق ہوتی ہے تو وہ اپنے قریبی مستحق رشتہ داروں کو پس پشت ڈال کر ایسے رفاہی اداروں کو نواز رہا ہے جن کی معاونت شرعاً درست بھی ہے یا نہیں اس طرف توجہ ہی نہیں جاتی۔ اپنے علاقہ کے قریبی دینی مراکز ومدارس جو بغیر کسی تشہیر کے خدمت دین میں مصروف ہیں انہیں نظر انداز کر کے ایسے مراکز کو ترجیح دی جاتی ہے جو خود کفیل ہیں۔ اپنی جائیداد میں سے کوئی چیز وقف کرنی ہے تو تحقیق کیئے بغیر کسی نااہل کی نگرانی میں دیدی جاتی ہے۔ یا ایسے ٹرسٹ یا رفاہی اداروں کو دی جاتی ہے جو شرعاً اس مال وقف کو لینے کے مجاز نہیں ہوتے۔

یہ چند مثالیں شعبہ مالیات سے متعلق ہیں جو ذکر کی گئی ہیں ان میں ڈھنگ سیکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ کی جیب سے رقم بھی نکلے لیکن اس میں شرعی ڈھنگ کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو آپ کی یہ نیکی دنیا کی نظروں میں شاید باوقعت ہو لیکن جس کی رضا کیلئے کی گئی اس کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرے گی۔ کیونکہ آپ نے شریعت کے بتائے ہوئے ڈھنگ کے مطابق اسے ادا نہیں کیا۔ حالانکہ نیکی کا تعلق ایمان اور آخرت سے ہے جو ہمیشہ رہنے والی چیزیں ہیں۔ لیکن اس طرف ہماری توجہ ہی نہیں جاتی کہ ہم جو یہ نیکی کر رہے ہیں اس کے بارہ میں اہل علم سے مشورہ کر کے اس کا ڈھنگ اور شرعی احکام سیکھ لیں۔

نیکی کا ڈھنگ صرف شعبہ مالیات سے متعلق نہیں بلکہ پوری زندگی اور ہر چھوٹی بڑی نیکی پر محیط ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے قریبی اہل علم سے رابطہ رکھیں اور انکی رہنمائی میں نیکیوں کا سلسلہ جاری رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم یہ سمجھتے رہیں کہ ہم نیکیوں سے اپنا دامن بھر رہے ہیں اور روز محشر معلوم ہو کہ وہ تمام نیکیاں خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے الٹا وبال جان ثابت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نیکی کو شریعت کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین (شمارہ 112) (ج)

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں آسان نکاح

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی شادی کا پیغام دینے گئے اور (گھر کے) اندر جا کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے فضائل اور محاسن بیان کئے اور انہیں بتایا آپ کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں ان لوگوں نے کہا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کو تو ہم تیار نہیں ہیں البتہ آپ سے کرنے کو تیار ہیں چنانچہ وہ اس لڑکی سے شادی کر کے باہر آئے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا اندر کچھ بات ہوئی ہے لیکن اسے بتاتے ہوئے مجھے شرم آ رہی ہے، بہر حال حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے انہیں ساری بات بتائی یہ سن کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا (آپ مجھ سے کیوں شرما رہے ہیں) وہ تو مجھے آپ سے شرمانا چاہئے کیونکہ میں اس لڑکی کو شادی کا پیغام دے رہا تھا جو اللہ نے آپ کے مقدر میں لکھی ہوئی تھی۔ (ابونعیم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (ان کی بیٹی) حضرت اُم کلثوم سے شادی کا پیغام دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ اپنی تمام بیٹیوں کی شادی صرف (اپنے بھائی) حضرت جعفر کے بیٹوں سے کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ آپ اس کی مجھ سے شادی کر دیں۔ اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی مرد ایسا نہیں ہے جو اس کے اکرام کا اتنا اہتمام کر سکے جتنا میں کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا میں نے (اس بیٹی کا نکاح آپ سے) کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر مہاجرین سے کہا مجھے شادی کی مبارک باد دو انہوں نے انہیں مبارک باد دی اور پوچھا آپ نے کس سے شادی کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رشتہ اور تعلق کے علاوہ ہر رشتہ اور تعلق قیامت کے دن ختم ہو جائے گا۔ میں نے اپنی بیٹی کی شادی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اب میں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سے میری شادی ہو جائے تو مزید رشتہ کا تعلق حاصل ہو جائے۔ (الاصابہ) (ح)

نماز سیکھیں

ہم سب اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم نماز کو سیکھ کر ادا کر رہے ہیں؟ جبکہ دنیا کا معمولی کام بھی سیکھے بغیر نہیں آ سکتا تو کیا ہم نماز کے فرائض وواجبات اور سنتوں کا اہتمام کرتے ہیں اور نماز کے ضروری احکام ومسائل سیکھنے کی ضرورت کیوں نہیں سمجھتے۔ نماز میں کتنی چیزیں ہیں جو فرض ہیں ان میں سے ایک کی ادائیگی بھی نہ ہوئی تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ جو چیزیں واجبات میں سے ہیں ان کے چھوڑنے پر سجدہ سہو کرلیا تو نماز درست ورنہ دوبارہ لوٹائی جائیگی۔

نماز کے واجبات میں سے ایک واجب قومہ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔ یعنی رکوع سے ابھی سیدھے کھڑے ہی نہیں ہوئے تھے کہ سجدہ میں چلے گئے تو آپ کا قومہ رہ گیا جو کہ واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ نے نماز کیلئے وقت خرچ کیا۔ وضو کیا۔ مسجد میں آئے لیکن نماز چونکہ سیکھی نہیں اور اس کے ضروری احکام ومسائل کا علم نہیں۔ اس کی وجہ سے تمام محنت اکارت چلی گئی تو سوچئے کتنے نقصان کی بات ہے اور یہ بھی یادرکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جہالت کا عذر قابل قبول نہیں۔ کوئی شخص یہ کہہ کر میدان حشر میں بری الذمہ نہیں ہوسکتا کہ اے اللہ! مجھے دنیا میں اس مسئلہ کا علم نہیں تھا۔ اس لیے ہمیں چاہیے نماز کو سیکھ کر ادا کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی لاعلمی یا کوتاہی کی وجہ سے ہماری نماز سنت کے مطابق ادا نہ ہونے کی وجہ سے بارگاہ خداوندی میں مقبول نہ ہو۔ بعض مرتبہ آدمی کی توجہ اس طرف جاتی ہی نہیں کہ یہ چیز بھی نماز میں ضروری ہے یا نہیں۔ مذکورہ واجب قومہ کو دیکھ لیجئے کہ واجب ہے لیکن اس کا کس قدر خیال رکھا جاتا ہے؟

نماز کے واجبات میں سے ایک واجب جلسہ ہے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے سجدہ کے بعد تشہد کی حالت میں سیدھا بیٹھا جائے پھر دوسرا سجدہ ادا کیا جائے۔ اگر آپ نے پوری نماز میں اس واجب کا خیال نہ رکھا اور آخر نماز میں سجدہ سہو بھی نہ کیا تو آپ کی نماز نہیں ہوئی جس کا لوٹانا واجب ہے۔ (ح)

مصیبتیں کیوں آتی ہیں

ایک پھانسی پر لٹکی ہوئی لاش کے بارے میں چند آدمی اس پر غور و بحث کریں کہ اس پھانسی زدہ کی موت کا سبب کیا ہے؟

ایک نے کہا کہ سبب کھلا ہوا ہے اور وہ پھندا ہے جو اس کے گلے میں پڑا ہوا ہے' جس سے گلا گھٹا سانس بند ہوا اور موت واقع ہوگئی۔ دوسرے نے کہا کہ یہ صحیح' مگر یہ اصلی سبب نہیں' خود اس سبب کا سبب دوسرا ہے اور وہ یہ تختہ ہے کہ جب وہ پاؤں کے نیچے سے نکل گیا اور آدمی اس پھندے میں لٹک گیا تو پھندے نے گلے کو دبایا اور موت واقع ہوگئی۔ اس لئے موت کا اصلی سبب پھندہ نہیں بلکہ تختہ ہے کہ اس کے سرکنے ہی سے پھندہ گلے میں پھنسا۔ تیسرے نے کہا کہ تختہ بھی موت کا اصلی سبب نہیں بلکہ اس کا سبب یہ بھنگی ہے جس نے تختہ میت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لیا' تا آنکہ وہ پھندے میں لٹک گیا' پس موت کا اصلی سبب تختہ بھی نہیں بلکہ بھنگی کا فعل ہے۔

چوتھے نے کہا کہ بھنگی بھی اصلی سبب نہیں کیونکہ بھنگی کو خود میت سے ذاتی عداوت نہ تھی' وہ مجسٹریٹ کے حکم سے مجبور تھا۔ اس لئے موت کا اصلی سبب بھنگی نہیں بلکہ مجسٹریٹ کا حکم ہے جس نے بھنگی کو حرکت دی اور اسے پھانسی آ گئی۔

پانچویں نے کہا کہ تم میں سے ایک بھی اصل بنیادی سبب تک نہیں پہنچا مجسٹریٹ کو اس کی پھانسی سے کوئی ذاتی دلچسپی نہ تھی کہ وہ پھانسی کا حکم دیتا۔ اصل یہ ہے کہ اس پھانسی زدہ نے خون ناحق کیا تھا' اس کا کیس عدالت میں آ کر ثابت ہوگیا تب مجسٹریٹ کو پھانسی دینے کے اختیارات استعمال کرنے پڑے۔ پس اصل میں اس میت کی موت کا بنیادی سبب خود اس کا جرم ہے۔ جرم نے مجسٹریٹ کو حکم قصاص پر آمادہ کیا...... حکم نے بھنگی کو حرکت دی' بھنگی نے تختہ کو پاؤں کے نیچے سے کھینچا' اس کے ہٹ جانے سے پھندہ گلے میں لگا اور بالآخر موت واقع ہوگئی۔ پس موت کا ظاہری اور قریبی سبب تو پھندہ ہے مگر متعدد اسباب ظاہری و باطنی کے سلسلے سے گزرتا ہوا اصلی باطنی سبب خود مجرم کا جرم اور قانون وقت کی نافرمانی ہے۔ (ح)

خدا سے مانگنے کا ڈھنگ

حضرات انبیاء علیہم السلام ہی فی الحقیقت حق تعالیٰ کی شانِ خالقیت وکریمیت کو پوری طرح سمجھتے ہیں۔ وہ مانگتے بھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتے ہیں۔ فریاد بھی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی سے کرتے ہیں۔ کسی مصیبت کی شکایت بھی کرتے ہیں تو دربارِ خداوندی ہی میں کرتے ہیں۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ ہی سے رجوع کرتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ سب کو معلوم ہے' کہ انہیں بیٹا مانگنے کی ضرورت پیش آئی تا کہ ان کی نبوت کا مشن آگے چلے اور بڑھے' تو اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگا' کس طرح مانگا؟ اس مانگنے کو حق تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۂ مریم میں نقل فرمایا' دراصل مانگنا بھی ہر کسی کا کام نہیں ہے۔ مانگنے کا ڈھنگ بھی حقیقۃً انبیاء علیہم السلام ہی کو آتا ہے۔ اس کے بتلانے ہی سے دوسروں کو آتا ہے۔ غرض حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹا مانگا اور اس ڈھنگ سے مانگا کہ رحمتِ خداوندی جوش میں آئی' ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبولیت سے نوازا۔ اور اس ڈھنگ پر اتنا پیار آیا کہ وہ دعا آنے والی نسل کے لئے سبق زندگی بنا کر قیامت تک کے لئے قرآن کریم میں محفوظ کر دی گئی' واقعی اس طرح سے مانگنے کا ان ہی کو حق تھا' دوسرے تو اس طرح سوچ بھی نہیں سکتے۔ فرمایا: "اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا" (سورۂ مریم) یعنی اس وقت کو یاد کرو جب کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے چپکے چپکے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا شروع کیا اور چھپی آواز میں اولاد طلب کی' جس کو وہ سنتے تھے اور ان کا اللہ تعالیٰ سنتا تھا' کسی دوسرے کو اس کی خبر نہیں تھی۔ معلوم ہوا کہ مانگنے کا پہلا ادب تو یہ ہے کہ آدمی زیادہ چلا کر نہ مانگے۔ فرمایا: "ادعوا ربکم تضرعا وخفیة " (سورۂ اعراف) یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے دعائیں کرو چپکے چپکے اور آہستہ آہستہ۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی آہستہ آہستہ مانگنا شروع کیا

وضو میں چار فرض ہیں۔ (۱) پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ دھونا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔
(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا

بیوی کا پیار والا نام رکھنا سنت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہت ہی محبت کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انا خیر کم لا ھلی'' میں تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہوں۔'' ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے فرمایا، حمیرا! میرے لیے بھی کچھ پانی بچا دینا۔ ان کا نام تو عائشہ تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو محبت کی وجہ سے حمیرا فرماتے تھے اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کا محبت میں کوئی ایسا نام رکھے جو اسے بھی پسند ہو اور اُسے بھی پسند ہو۔ ایسا نام محبت کی علامت ہوتا ہے اور جب اس نام سے بندہ اپنی بیوی کو پکارتا ہے تو بیوی قرب محسوس کرتی ہے یہ سنت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ حمیرا! میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ پانی پیا اور کچھ پانی بچا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے پیالہ حاضر خدمت کر دیا حدیث میں آیا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے لگے تو آپ رک گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا، ''حمیرا! تو نے کہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا؟ کس جگہ سے منہ لگا کے پانی پیا تھا؟ انہوں نے نشاندہی کی کہ میں نے یہاں سے پانی پیا تھا حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اپنے مبارک لب اسی جگہ پر لگا کر پانی نوش فرمایا۔ خاوند اپنی بیوی کو ایسی محبت دے گا تو وہ کیوں کر گھر آباد نہیں کرے گی۔

اب سوچئے! کہ رحمۃ للعالمین تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ سید الاولین والآخرین ہیں، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ کا بچا ہوا پانی پیا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا پانی وہ پیتیں۔ مگر یہ سب کچھ محبت کی وجہ سے تھا۔ (ع)

اسوۂ حسنہ کے مکمل مطالعہ کی ضرورت

سنت پر عمل کرنے کے لئے آپ کی پوری زندگی کی تفصیلی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً یہ کہ آپ صبح کو اٹھ کر کیا کرتے تھے.... غسل اور استنجاء کے لئے کس طرح جاتے تھے.... وہاں سے کس طرح آتے تھے.... وضو کس طرح کرتے تھے.... نماز کے لئے کس طرح جاتے تھے.... سنتیں کس طرح پڑھتے تھے.... نماز کس طرح ادا کرتے تھے.... دعا کس طرح مانگتے تھے.... نماز کے بعد اپنے ساتھیوں سے باتیں کس طرح کرتے تھے.... (روایات میں آتا ہے کہ آپ فجر کی نماز کے بعد صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے.... کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ سناتا تھا.... کبھی کبھی دل لگی کی باتیں بھی ہوتی تھیں.... آپ ہنستے بھی تھے.... ہنساتے بھی تھے) پھر گھر میں آ کر کیا کرتے تھے.... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھئے.... ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھئے.... حفصہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن سے پوچھئے.... ان ازواج مطہرات سے پوچھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لا کر اپنی بیویوں کے ساتھ کس طرح بات کیا کرتے تھے.... گھر کے کام کاج میں کس طرح حصہ لیتے تھے....

گھر سے باہر کیا کام کرتے تھے.... جب کوئی مہمان آتا تو اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا.... دشمنوں سے بات کرتے تھے تو کیسی بات ہوتی تھی.... اپنوں سے بات ہوتی تو کس طرح ہوتی تھی.... جب بکریاں چرائیں.... تو کس طرح چرائیں تھیں.... تجارت کس طرح کی تھی.... اور جب اتنی بڑی حکومت سنبھالی جو آج تقریباً ایک درجن ملکوں پر پھیلی ہوئی ہے تو اس حکومت کو کس طرح چلایا تھا.... عدالت میں فیصلے کن اصولوں پر کرتے تھے.... جہاد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا اور دشمنوں کے ساتھ کیسا معاملہ ہوتا تھا.... بہادری اور شجاعت کیسی ہوتی تھی.... سفر کس طرح فرماتے تھے.... سفروں میں نمازیں کس طرح ادا کرتے تھے.... جب رات کو گھر میں جاتے اور نیند کے لئے لیٹتے تو کس طرح لیٹتے تھے.... آپ کے سرہانے کیا رکھا ہوا ہوتا تھا.... یہ ساری تفصیلات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں.... (ع)

چھینک ایک نعمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند اور جمائی ناپسند ہے.... جب کوئی شخص چھینکے اور **الحمدللہ** کہے تو جو مسلمان سنے اس کے ذمے حق ہے کہ وہ اس چھینکنے والے مسلمان کو **یرحمک اللہ** کہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے جمائی کو دفع کرے کیونکہ جب انسان جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے اس لئے کہ یہ کسل مندی اور غفلت کی دلیل ہے اور ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے....(بخاری شریف)

پروفیسر نصر اللہ خان صدر شعبہ اسلامیات اسلامیہ کالج لاہور فرماتے ہیں کہ ایک انگریز ڈاکٹر نے جب یہ حدیث پڑھی کہ مسلمانوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان چھینکے وہ **الحمدللہ** کہے جو مسلمان پاس بیٹھا ہو وہ **یرحمک اللہ** کہے اور پھر چھینکنے والا جواب میں **یھدیکم اللہ** کہے تو اس نے سوچا کہ ایک معمولی سے کام پر اتنی دعائیں پڑھنا کیا وجہ ہے؟ تو اس نے تحقیق کی اور پتہ چلا کہ اتنی دعائیں پڑھنا فضول نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کیونکہ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ دماغ کی رگوں میں ہوا رک جاتی ہے اور قدرت نے اس کو نکالنے کے لئے ایک پریشر کا انتظام کیا ہے....اس طرح چھینک کے پریشر کے ذریعے ہوا ناک کے راستے خارج ہو جاتی ہے....اگر یہ ہوا رکی رہے تو فالج کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے چھینکنے والے کے لئے الحمدللہ پڑھنا اللہ رب العزت کی اس نعمت کا شکر ادا کرنا ہے....(ع)

وضو میں تیرہ سنتیں ہیں۔ (۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا (۷) ڈاڑھی کا خلال کرنا (۸) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۹) ہر عضو کو تین بار دھونا (۱۰) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا یعنی بھیگا ہوا ہاتھ پھیرنا (۱۱) دونوں کانوں کا مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) پے در پے وضو کرنا کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھو لے۔

مکروہ تنزیہی

وہ عمل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کو ناپسند رہا ہو اس کا حکم یہ کہ
ا۔اس کے نہ کرنے (قولہ نہ کرنے میں ثواب ہے الخ یعنی نہ کرنا کرنے سے بہتر ہے)....
رہا ثواب یہ اسوقت ہوگا جب اس کام کے اسباب ہوں اور پھر نہ کرے (کمافی التوضیح) میں
تو ثواب ہے کیونکہ رسول نے اپنی طبیعت اور عادت شریفہ سے اس کو پسند نہیں کیا لیکن اگر
کوئی کرے تو عذاب بھی نہیں البتہ محبت رسول کے خلاف ہے....

۲۔اس کا درجہ مستحب وسنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے جیسے چھینک کا جواب (قولہ جیسے
چھینک کا جواب نہ دینا الخ چھینک لینے والا جب **الحمدللہ** کہے تو اس کو جواب دینا یعنی
یرحمک اللہ کہنا واجب ہے البتہ چھینک لینے والے کو الحمدللہ کہنا مستحب ہے) نہ دینا....

(انتباہ) خوب یاد رکھنا چاہئے کہ تقلید اور نقل کرنے کے لئے مسلمان کے سامنے رسول ہیں
کیونکہ قرآن نے کہا ہے کہ آپ کے عمل میں مسلمانوں کے لئے نمونہ ہے....اور یا پھر صحابہؓ
رسول ہیں کیونکہ رسول ہی نے فرمایا ہے
''میرا طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کا طریقہ اختیار کرو....'' یا عام صحابہؓ ہیں کیونکہ رسول ہی
نے فرمایا ہے''میرے صحابہؓ ستارے کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ٹھیک راستہ پر رہو
گے....'' یا آخری درجہ میں تبع تابعین کے دور تک کے صلحاء ہیں....کیونکہ رسول اللہؐ نے ہی فرمایا
ہے کہ....''خیریت کا زمانہ یا میرا اور میرے صحابہ کا زمانہ ہے'' یا ان کا جو صحابہ کے بعد ہوں
(تابعین) یا پھر ان کا جو تابعین کے بعد ہوں (تبع تابعین)'' پس مسلمانوں سے عین محبت
رسول کا یہ مطالبہ ہے کہ اپنے عمل کے لئے نمونہ بنانے میں....اتباع میں....اقتداء میں تقلید میں
اپنے سامنے اسوۂ رسول کو رکھیں....یا خلفاء راشدین کو یا صحابہ کو یا تابعین کو اور پھر تبع تابعین کو اور
بس اس کے بعد خیریت کا زمانہ حسب فرمان رسول ختم ہو چکا....اس کے بعد کے کسی ولی کو نمونہ
ہرگز نہ بنائیں اس میں راز یہ ہے کہ ممکن ہے ان کے افعال غلبہ حال میں ہوں جو ان کے لئے
مخصوص ہوں اور وہ حکم عام اور علاج عام نہیں بن سکتے....(ع)

حقوق العباد کی اہمیت

حدیث شریف میں ہے کہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت کا ذکر آیا کہ وہ بہت نمازیں پڑھتی ہے۔ بہت روزے رکھتی ہے۔ بہت قرآن پڑھتی ہے لیکن زبان دراز ہے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔ اور یہ بھی پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! ایک عورت ہے وہ نماز روزہ تو زیادہ نہیں کرتی مطلب یہ کہ بہت نفل روزہ اور نوافل نہیں پڑھتی لیکن زبان دراز نہیں اور اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں ہے۔

حقوق اللہ کی نسبت حقوق العباد پر زیادہ نظر ہے کیونکہ جو حقوق اللہ ہیں وہ دراصل ہم لوگوں کے ہی حقوق النفس ہیں مگر یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت ہے کہ اگر کوئی اپنے حق کو ادا کرے مثلاً نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے میرا حق ادا کیا تا کہ جی خوش ہو اور دل بڑھے کہ کتنا بڑا فضل ہے کہ کیا تو میں نے اپنا کام لیکن اسے اللہ نے اپنا کام بنالیا۔

نماز روزہ وغیرہ کو خدا نے اپنا حق قرار دیا ہے حالانکہ یہ سب ہمارے ہی حقوق ہیں کیونکہ حق تو وہ ہے کہ اگر اسکو ادا نہ کیا جائے تو صاحب حق کا ضرر ہو جیسے کسی کے دس روپے ہمارے ذمہ ہیں اگر ہم نہ دیں تو اس کا ضرر ہے سو اگر ہم نماز روزہ نہ کریں تو خدا کا کیا ضرر ہے۔ ظاہر ہے جب یہ بات ہے تو حق تعالیٰ کی اس پر زیادہ نظر ہے کہ کون ایسا ہے جو اپنے حقوق کی زیادہ نگہداشت کرتا ہے اور کون ایسا ہے جو دوسروں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ حق العبد مقدم علی حق اللہ یعنی بندوں کا حق اللہ کے حق پر مقدم ہے۔ اسکی بہت ساری نظیریں ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ کے بارہ میں حکم ہے کہ جو مقروض ہو اسکے ذمہ زکوٰۃ نہیں اس واسطے کہ زکوٰۃ خدا کا حق ہے اور قرض بندہ کا حق ہے جو اللہ کے حق پر مقدم ہے۔ (ش)

نصیحت آموز واقعہ

بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوگیا۔اس کے دو بیٹے تھے۔ان دونوں کے مابین ایک دیوار کی تقسیم کے سلسلے میں جھگڑا ہوگیا۔جب دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو انہوں نے دیوار سے ایک غیبی آواز سنی کہ تم دونوں جھگڑا مت کرو۔کیونکہ میری حقیقت یہ ہے کہ میں ایک مدت تک اس دنیا میں بادشاہ اور صاحب مملکت رہا۔پھر میرا انتقال ہوگیا اور میرے بدن کے اجزا مٹی کے ساتھ مل گئے۔پھر اس مٹی سے کمہار نے مجھے گھڑے کی ٹھیکری بنا دیا ایک طویل مدت تک ٹھیکری کی صورت میں رہنے کے بعد مجھے توڑ دیا گیا۔پھر ایک لمبی مدت تک ٹکڑوں کی صورت میں رہنے کے بعد میں مٹی اور ریت کی صورت میں تبدیل ہوگیا۔پھر کچھ مدت کے بعد لوگوں نے میرے اجزائے بدن کی اس مٹی سے اینٹیں بنا ڈالیں۔اور آج تم مجھے اینٹوں کی شکل میں دیکھ رہے ہو۔لہٰذا تم ایسی مذموم وقبیح دنیا پر کیوں جھگڑتے ہو۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

غرور تھا نمود تھی، ہٹو بچو کی تھی صدا اور آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتہ نہیں

آہ! آہ! یہ دنیا بڑی فریب دہندہ ہے فانی ہونے کے باوجود یہ لوگوں کی محبوب بنی ہوئی ہے۔یہ اپنی ظاہری رنگینی اور رعنائی سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے آخرت سے غافل کرتی ہے۔(ش)

بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو۔یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کا ثبوت نہ ملے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں اس کا وجود نہ ہو۔اور اسے دین کا کام سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے۔بدعت بہت بُری چیز ہے۔حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کو مردود فرمایا ہے اور جو شخص بدعت نکالے اس کو دین کا ڈھانے والا بتایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔دین میں بدعت جاری کرنے والا گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دین اسلام نامکمل ہے۔

گناہِ کبیرہ پر ایک نظر

(۱) کسی آدمی کو قتل کرنا (۲) زنا کرنا (۳) شراب پینا (۴) چوری کرنا (۵) کسی پر تہمت لگانا۔ (۶) سچی گواہی کا چھپانا (۷) جھوٹی قسم کھانا (۸) کسی کا مال چھین لینا (۹) سود لینا یا دینا (۱۰) سودی معاملہ کرنا (۱۱) یتیم کا مال کھا لینا (۱۲) رشوت لینا یا دینا (۱۳) ماں، باپ استاد کی نافرمانی اور بے ادبی کرنا (۱۴) کسی سے قطع رحمی کرنا یا رشتہ ناطہ توڑنا (۱۵) جھوٹی حدیث بیان کرنا (۱۶) بلا عذر رمضان شریف کا روزہ توڑنا (۱۷) ناپ تول میں کمی کرنا (۱۸) نماز کو وقت سے پہلے یا وقت گزرنے کے بعد پڑھنا (۱۹) زکوٰۃ فرض ہونیکے باوجود ادا نہ کرنا (۱۰) باوجود مال اور طاقت ہونے کے حج نہ کرنا (۲۱) کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرنا۔ (۲۲) غیبت کرنا بالخصوص کسی عالم یا حافظ قرآن کی (۲۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی نیک کاموں کا حکم اور بری باتوں سے روکنا، باوجود قدرت کے) چھوڑ دینا (۲۴) جادو سیکھنا سکھانا۔ (۲۵) کسی پر جادو کر دینا (۲۶) قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا (۲۷) بلا مجبوری کسی جاندار کو جلانا (۲۸) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہونا (۲۹) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہو جانا (۳۰) عورت کا خاوند کی نافرمانی کرنا۔
(۳۱) چغلی کرنا (۳۲) نشہ دار چیز پینا (۳۳) جوا کھیلنا (۳۴) مردار گوشت کھانا (۳۵) قرآن پاک، رسول اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کو برا کہنا اور انکار کرنا کفر ہے۔
(۳۶) میاں بیوی میں لڑائی کرا دینا (۳۷) اسراف کرنا (۳۸) فتنہ فساد پھیلانا (۳۹) تقدیر کو جھٹلانا (۴۰) تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچا پائجامہ کرنا (۴۱) کسی مسلمان کو کافر کہنا۔
(۴۲) علماء اور حفاظ کو نظر حقارت سے دیکھنا (۴۳) دکان یا مکان میں جان دار چیزوں کی تصویریں لگانا (۴۴) بلا ضرورت تصویر (فوٹو) کھنچوانا (۴۵) داڑھی منڈوانا یا کتروانا۔
(۴۶) امانت میں خیانت کرنا (۴۷) گالی دینا (۴۸) کھیل تماشوں سینما وغیرہ میں جانا (۴۹) ہارمونیم (موسیقی کے آلات) (۵۰) گراموفون اور اسی قسم کے دوسرے باجے بجانا جن کو آج کل مسلمان باعث فخر اور باعث نجات سمجھتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت گناہ ہیں۔

موت آخرت کی پہلی منزل

موت ایک دروازہ ہے جس میں سب لوگوں نے داخل ہونا ہے۔

اے کاش مجھے معلوم ہو کہ اس دروازہ میں داخل ہونے کے بعد میرا گھر کون سا ہوگا؟

اے بھائیو! دیکھو کہ یہ سب قبروں والے کس طرح ایک دوسرے کے قریب کے پڑوسی ہیں لیکن یہ ہمسائیگی صرف قبروں کی ہے یہ ایک دوسرے کے پاس جا نہیں سکتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر پر جاتے تو اتنا روتے کہ ان کی داڑھی آنسوں سے تر ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا گیا آپ جنت و جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں تو نہیں روتے مگر قبر دیکھ کر روتے ہیں؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ لہٰذا اگر مرنے والا اس سے نجات پائے تو بعد کی منازل اس سے کہیں زیادہ آسان ہیں اور اگر اس (کی تکلیف) سے نجات نہ پائے تو بعد کے مراحل اس سے بہت زیادہ سخت ہیں۔"

اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"میں نے کبھی کوئی منظر نہیں دیکھا مگر قبر اس سے زیادہ سخت ہے"

کیا ہمارے لیے ان قبروں میں عبرت نہیں ہے؟

دیکھئے! مال دار و فقیر، طاقت ور و کمزور، گورا یا کالا، حاکم و ماتحت، سب برابر ہیں۔ سب قبروں والے دنیا میں لوٹنے کی خواہش رکھتے ہیں، مال جمع کرنے اور محل بنانے کے لیے نہیں بلکہ اس لئے کہ کاش ہمیں ایک نماز پڑھنے کی مہلت مل جائے۔ کاش ہمیں ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کی فرصت دے دی جائے، لیکن اب ناممکن ہے اب اعمال نامے لپیٹ دیئے گئے ہیں، روح جسم سے نکال لی گئی ہے، زندگی کی مہلت ختم ہے، اب ہر میت اپنے عمل کی مرہون ہو کر قبر میں پڑی ہے۔ (خ)

ہر مسلمان، عاقل، بالغ مرد اور عورت پر ہر دن میں پانچ بار نماز فرض ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔
ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

دشمنی

لڑائی جھگڑے سے بھی دور رہنا چاہئے اور بات چیت میں لوگوں کے ساتھ خصومت اور دشمنی کرنے اور انکی ہر ایک بات پر نکتہ چینی کرنے سے بچو۔ لوگوں کی بات چیت اور گفتگو میں بھی عیب ڈھونڈنے سے بچنا چاہئے کیونکہ اس سے نفرت بڑھتی ہے اور لڑائی جھگڑا پیدا ہوتا ہے اگر اس کی نوبت بھی نہ آئے تو اس میں دو گناہ پائے جاتے ہیں ایک ہوشیاری علم اور کمال عقل میں اپنی بڑائی جتلانا اور تعریف کرنا اور دوسرا گناہ یہ ہے کہ اس میں اپنے بھائی کی طرف جہالت، حماقت اور نادانی کی نسبت کرنی پڑتی ہے۔ یہ بات اس کیلئے رنجیدگی کا باعث ہوگی اور مسلمان کو رنجیدہ کرنا حرام ہے تم جس کے ساتھ دشمنی کر رہے ہو اگر وہ ناسمجھ اور کم عقل ہو تو تم کو رنج پہنچائے گا اور اگر متحمل اور برداشت کرنیوالا ہو تو وہ تمہیں دشمن سمجھے گا۔ اس واسطے سید عالم صلوات اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص بات چیت میں حق پر نہ ہونے کی وجہ سے جھگڑا کرنے اور دشمنی کرنے سے باز رہتا ہے اس کیلئے باغ بہشت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے اور اگر حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا کرنے سے باز رہتا ہے اور رک جاتا ہے اس کیلئے بہشت بریں میں ایک گھر بنایا جاتا ہے" کان کھول کر سن لو ہوسکتا ہے کہ شیطان کہتا ہو خاموش مت رہ اور حق بات کہہ دے کیونکہ شیطان ہمیشہ خیر کے بہانے شر میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر ٹھٹھا مار کر ہنستا ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ شیطان تم پر ہنسے جاننا چاہئے کہ حق کہنا اچھا ہے لیکن ایسے شخص کو جو تمہاری بات قبول کرتا ہو اور وہ اس شرط کے ساتھ کہ نرمی اور ناصحانہ انداز میں ہو۔ نیز پوشیدہ کہیں نہ کہ برملا کھلے طور پر کہیں کیوں کہ اگر سختی سے برملا کہیں تو وہ فضیحت ہوگی نہ کہ نصیحت اس میں اصلاح سے زیادہ فساد ہوگا۔ (خ)

جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت پر نماز ادا کی اللہ تعالیٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ اس کو بخش دے گا۔ نماز سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سردی کے موسم میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں اور نماز قیامت کے دن پل صراط پر نور ہوگی۔

ریا کاری

ریا ایک پوشیدہ شرک ہے اس لئے بہت سے لوگ اس کو پوشیدگی کی وجہ سے نہیں جانتے ہیں۔ ریا کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے اعمال صالحہ، زہد اور علم کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں قدر و منزلت حاصل کرنا چاہو یا ان سے حصول عزت اور مقبولیت تمہارا مقصود ہو۔ جاہ طلب کی یہ کیفیت جب غالب ہو جاتی ہے تو یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان پارسائی اور پرہیز گاری کے ذریعہ بھی عزت و جاہ کا طلب گار بن جاتا ہے اکثر لوگ اپنے اعمال کو عدل وانصاف کی نگاہ سے دیکھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ علم اور عبادت کے اکثر کام جو وہ کرتے ہیں لوگوں کے دکھاوے اور ریا کاری کیلئے کرتے ہیں ایسی ریا کاری کی علامت یہ ہے کہ وہ جب کوئی عبادت کرتا ہے تو لوگوں سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ دیکھو میں نے ایسا کیا ہے اور جب لوگ اس کی باتوں کو سنتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور اگر وہ سنی ان سنی کر دیں اور اس کے کاموں پر خوش نہ ہوں تو یہ چیز اس پر بار گزرتی ہے تب اگر ایسا ہو تو لوگ اس کے حق میں کوتاہی کریں اور اس کی عزت و مرتبہ کا لحاظ نہ کریں، معاملات میں اس کے ساتھ درگزر نہ کریں اور وہ آئے تو کھڑے ہو کر اس کی عزت نہ کریں اور محفلوں میں اس کو اونچی جگہ نہ دیں تو وہ اپنے دل میں شدید اور خفگی محسوس کرتا ہے اگر غصہ اور خفگی محسوس نہ کرے تو اسے بڑا ہی اچنبھا اور تعجب ہوتا ہے کہ کاش سری طور پر چھپے چھپے یہ عبادت نہ کیا ہوتا کہ یہ تعجب نہ کرنا پڑتا (کیونکہ کھلے طور پر کرنے سے لوگ بچشم خود دیکھ لیتے اور اس کی عزت کرنے لگتے اور اس کا مطلوب ہاتھ لگ جاتا) تب گویا اس نے اپنی عبادتوں کا منتہی اور مقصد لوگوں کو بنا رکھا ہے اور اس طرح انکی جزا چاہتا ہے یہ چیز اخلاص کو باطل کر دیتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے اپنے اعمال کی جزا کی نیت رکھتا ہے یہ اس قسم کا ریا ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''الشرک اخفی من دبیب النمل'' یعنی شرک اندھیری رات میں چلنے والی چیونٹی کے پیروں کی آواز سے بھی خفیف تر اور غیر محسوس ہوتا ہے۔ (خ)

عالم کے آداب

عالم کے آداب یہ ہیں کہ وہ فراخ حوصلہ، بردبار اور خوش اخلاق ہو اس کی نشست و برخاست یعنی اٹھنے بیٹھنے سے وقار، حرمت و متانت اور آہنگی ظاہر ہو۔ تواضع کی وجہ سے اس کا سر ہمیشہ جھکا ہوا ہو۔ یہ چیز تکبر کی وجہ سے نہیں بلکہ علم کی حرمت اور ہیبت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مخلوق میں کسی پر بھی تکبر اور غرور کا اظہار نہ کرے۔ مگر ہاں ظالموں پر اس کا مظاہرہ ہوسکتا ہے تا کہ انکو اور انکے ظلم کو دوسروں کی نگاہوں میں ذلیل کر دیں۔

مجلسوں اور محفلوں میں اونچے اور صدر مقام کی جستجو نہ کرے کیونکہ یہ غرور اور تکبر کی علامت ہے۔ بے ہودہ باتوں، ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کی عادت نہ ڈال لے کیونکہ اس سے لوگوں کے دلوں سے اس کی ہیبت نکل جاتی ہے شاگردوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ عالم کی شان یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی اس سے سوال کرتا ہے تو جھڑکتا نہیں ہے اگر اس کے سوال میں کوئی نقص اور خلل ہو تو اس کی اصلاح کرتا ہے اور غصہ نہیں کرتا۔ اگر کوئی بات نہ جانتا ہو تو کہہ دینے میں عار اور شرم محسوس نہ کرے کہ میں نہیں جانتا اگر کوئی غلطی پکڑے تو دلیل اور حجت سے قبول کر لیتا ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں کہ وہ اپنی بات سے رجوع کرے یا اپنی غلطی کا اعتراف کرے اپنے شاگردوں کو اس علم سے منع کرو جو نقصان دہ اور مضرت رساں ہو۔ پہلے اس کو نفع دینے والے علم میں مشغول کرو کیونکہ وہ فرض عین ہے نہ کہ فرض کفایہ۔

فرض عین علم تقویٰ ہے کہ اس کے ظاہر اور باطن کو ناشائستہ اور رذیل اخلاق و افعال سے پاک کرتا ہے اور اس کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاتا ہے۔ حرص و ہوس سے بچا کر زہد و قناعت کی طرف بلاتا ہے یہی چاہئے کہ دوسرے کو کسی بات کا حکم دینے سے پہلے خود اس پر عمل کر لے کیونکہ گفتار بے کردار اثر نہیں رکھتی۔ (خ)

نمازی کا بدن گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کوئی دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے اور اس کے بدن پر میل کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے۔

بے نمازی کا حشر قیامت کے دن بڑے بڑے کافروں، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

اخلاص کیا ہے؟

اخلاص سے مراد یہ ہے کہ ہماری نظر ہمیشہ آخرت کے نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر رہے۔ دنیا میں اگر لوگ قدر افزائی یا مدح سرائی کریں تو اس سے ہم مطمئن نہ ہو جائیں۔ بلکہ یہ فکر رہے کہ معلوم نہیں ہمارا یہ عمل اور ہماری یہ جدوجہد اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہے یا نہیں؟ اسی طرح لوگوں کی مذمت اور مخالفت سے ہم ناراض اور بد دل نہ ہوں اور یہ سمجھیں کہ اگر ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے تو چاہے پوری مخلوق ناراض ہو جائے ہم کامیاب ہیں۔ غرض یہ کہ لوگوں کی تعریف اور مذمت کا خیال دل سے بالکل نکل جائے اور سو فیصد توجہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر لگ جائے۔ اگر اخلاص کی صفت حقیقتاً اندر اتر جائے گی تو اس سے اعمال کی قیمت بہت بڑھ جائے گی۔ دلوں میں انشراح بھی پیدا ہوگا اور کسی کی طرف سے شکایت بھی نہیں ہوگی۔ مثلاً دعوت کا ایک بہت اہم مقصد یہ ہے کہ ہم ہر چھوٹے سے چھوٹا کام نیت کے پورے استحضار کے ساتھ کرنے والے بن جائیں۔ مثلاً ہم کسی کو سلام کریں یا خیریت پوچھیں یا چائے پلائیں تو اگر ہم یہ کام محض عادتاً کریں گے تو اس کا اثر خود ہمارے اپنے اندرون پر بھی بہت کم پڑے گا اور اس سے باہمی محبت والفت پیدا نہیں ہوگی۔ جو اس طرح کے معاملات کا مقصد ہے اور اگر اس بات کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے کریں گے کہ یہ ہمارا دینی بھائی ہے۔ یہ ایمان والا ساری دنیا سے زیادہ قیمتی ہے اس کا اکرام دراصل ایمان و اسلام کا اکرام ہے۔ اس کی محبت و اکرام سے مجھے فائدہ ہوگا اور یہ میرا بھائی بھی دعوت کی جدوجہد سے مانوس ہو کر اپنی صلاحیتوں کو دین کیلئے استعمال کرنے والا بن جائے گا۔ ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر اور نیت کے اہتمام کے ساتھ اگر ہم صرف وہی کام کریں جو محض عادتاً کرتے رہتے ہیں تو بلا کسی خاص مشقت کے ہم خود اپنے اندر بہت ترقی محسوس کریں گے۔

محترم بزرگو! اخلاص صرف بدنیتی سے بچنے کا نام نہیں ہے بلکہ بے نیتی سے بچنا بھی اس کیلئے ضروری ہے۔ اس کی مشق کی طرف پوری توجہ ہونی چاہئے کہ بغیر خصوصی اہتمام کے مستقل طور پر اس صفت کا حاصل ہونا آسان نہیں۔ (ص)

مغفرت خداوندی سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے مایوسی میں مبتلا تھا تو آپ نے فرمایا: ''مایوس نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمت تیرے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ

''اے داؤد مجھے اپنا دوست رکھو اور میرے بندوں کے دل میں میری محبت کا بیج بودو۔''

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! اس کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: ''انہیں میرا فضل وکرم یاد دلاؤ کیونکہ انہوں نے میری جانب سے بھلائی کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں ہے۔''

یحییٰ ابن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حساب کی جگہ کھڑا کر کے دریافت کیا کہ تم نے فلاں فلاں کام کیے ہیں؟ مجھ پر خوف و ہراس طاری ہو گیا مگر میں نے عرض کیا اے باری تعالیٰ! مجھے آپ کے بارے میں ایسی تو کوئی خبر نہیں ملی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر کیسی خبر ملی تھی؟ میں نے عرض کیا مجھ سے عبدالرزق نے، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، ان سے حضرت جبریل علیہ السلام نے اور ان سے آپ نے فرمایا کہ میں بندے کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان رکھتا ہے اور میرا گمان تو یہ تھا کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جبریل نے سچ کہا، میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا، انس نے سچ کہا، زہری نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا اور عبدالرزاق نے سچ کہا، جاؤ میں نے تم پر رحم کیا۔

حضرت یحییٰ فرماتے ہیں پھر مجھے بہت ہی عمدہ قیمتی جوڑا پہنایا گیا، جنت کے فرشتے میرے آگے آگے چلتے تھے اور مجھے ایسی خوشبو ملی جیسی میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

(ت)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور کی برکات

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے افریقہ میں زکوٰۃ کی تحصیل پر مقرر کیا، میں نے زکوٰۃ وصول کی، جب میں نے اس کے مستحق تلاش کیے جن کو وہ رقم دی جائے تو مجھے ایک بھی محتاج نہیں ملا، اور ایک شخص بھی ایسا دستیاب نہیں ہوا جس کو زکوٰۃ دی جاسکے، عمر بن عبدالعزیز نے سب کو غنی بنادیا، بالآخر میں نے کچھ غلام خرید کر آزاد کیے اور ان کے حقوق کا مالک مسلمانوں کو بنادیا۔

ایک دوسرے قریشی کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر مدت خلافت میں یہ حال ہوگیا تھا کہ لوگ بڑی بڑی رقمیں زکوٰۃ کی لے کر آتے تھے کہ جس کو مناسب سمجھا جائے دے دیا جائے لیکن مجبوراً واپس کرنی پڑتی تھیں کہ کوئی لینے والا نہیں ملتا، عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں سب مسلمان غنی ہوگئے، اور زکوٰۃ کا کوئی مستحق نہیں رہا۔

ان ظاہری برکات کے علاوہ...... جو صحیح اسلامی حکومت کا ثانوی نتیجہ ہے...... بڑا انقلاب یہ ہوا کہ لوگوں کے رجحانات بدلنے لگے، اور قوم کے مزاج و مذاق میں تبدیلی ہونے لگی، ان کے معاصر کہتے ہیں کہ ہم جب ولید کے زمانہ میں جمع ہوتے تھے، تو عمارتوں اور طرزِ تعمیر کی بات چیت کرتے تھے، اس لئے کہ ولید کا یہی اصل ذوق تھا، اور اس کا تمام اہل مملکت پر اثر پڑ رہا تھا، سلیمان کو کھانوں اور عورتوں کا بڑا شائق تھا، اس کے زمانہ میں مجلسوں کا موضوعِ سخن یہی تھی، لیکن عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں نوافل و طاعات، ذکر و تذکرہ، گفتگو اور مجلسوں کا موضوع بن گیا، جہاں چار آدمی جمع ہوتے، تو ایک دوسرے سے پوچھتے کہ رات کو تمہارا کیا پڑھنے کا معمول ہے؟ تم نے کتنا قرآن یاد کیا ہے؟ تم قرآن کب ختم کروگے؟ اور کب ختم کیا تھا؟ مہینے میں کتنے روزے رکھتے ہو؟ (د)

سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب ہوگا ورنہ ناکام ہوگا۔

وقت نکال کر نماز کو بے وقت پڑھنا منافقوں کا کام ہے۔

لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں جہاں صدقہ کا بیان ہے وہاں لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت بھی مذکور ہے۔ لڑکی ضعیف جنس ہے اور اس سے کما کر دینے کی امیدیں بھی وابستہ نہیں ہوتی ہیں اس لئے لڑکیاں بہت سے خاندانوں میں مظلوم ومقہور ہو کر زندگی گذارتی ہیں ان کے واجب حقوق بھی پامال کردیئے جاتے ہیں چہ جائیکہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی پرورش کرنے اور خیر خبر رکھنے والے کو بشارت سنائی کہ ایسا شخص دوزخ سے محفوظ رہے گا اور لڑکیوں کی یہ خدمت اس کیلئے دوزخ سے بچانے کے لئے آڑ بن جائے گی۔ اپنی لڑکی ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی یتیم بچی ہو، ان سب کی پرورش کی یہی فضیلت ہے۔ بہت سی عورتیں سوتیلی لڑکیوں پر ظلم کرتی ہیں اور بہت سے مرد اپنی بیوہ لڑکی یا غیر شادی شدہ لڑکی سے گھبرا جاتے ہیں جس کا نکاح ہونے میں کسی وجہ سے دیر ہو، اور بعض مرد نئی بیوی کی وجہ سے پہلی بیوی کی اولاد پر ظلم کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا لازم ہے۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں افضل ترین صدقہ نہ بتادوں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو جو طلاق کی وجہ سے یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس (شوہر کے گھر سے) واپس آگئی تمہارے علاوہ کوئی اس کے لئے کمائی کرنے والا نہیں ہے۔

نیز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کے اخراجات برداشت کئے اور ان کو ادب سکھایا اور رحم اور شفقت کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ وہ اس کے خرچ سے بے نیاز ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب فرمادیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں جن کی پرورش کی ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اگر ایک لڑکی کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ ایک کیلئے بھی یہی فضیلت بتاتے۔ (مشکوٰۃ) (د)

سُود کی قباحت وحرمت احادیث کی روشنی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والے اعمال سے بچو۔ سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ وہ کون سے ہیں؟ جواب ارشادفرمایا کہ:

۱-اللہ کے ساتھ شرک کرنا ۲- جادو کرنا

۳-ایسی جان کوقتل کرنا جس کوقتل کرنا حرام ہے سوائے اس قتل کے جو حق کیساتھ ہو۔

۴-سود کھانا ۵-یتیم کا مال کھانا ۶-جنگ کے دن فرار ہونا

۷-پاک دامن عورتوں پرتہمت لگانا جو گناہ سے بے خبر ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: ''کہ پھل پکنے سے پہلے خرید کیے جائیں جب تک کہ کھانے کے قابل نہ ہو جائیں اور فرمایا تھا کہ جب لوگوں میں زنا اور سود کسی بستی میں عام ہو جائے تحقیق وہ نفسوں کو حلال کر لیتے ہیں بسبب کتاب اللہ کے۔'' (بیہقی)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کو لکھنے والے، اس کی گواہی دینے والوں پر جب کہ وہ اس کو جانتے ہوں اور گودنے والی اور گودوانے والی پر (یعنی جو عورتیں جسم کو گود کر نیل بھرتی ہیں یا بھرواتی ہیں خوبصورتی کے لیے) صدقہ اور زکوٰۃ روک لینے والا، ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ واپس پھر جانے والا یہ سب ملعون ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر قیامت کے دن تک۔'' (بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اس رات دیکھا جس رات میں مجھے سیر کرائی گئی تھی ایک آدمی کو جو ایک نہر میں تیر رہا تھا اور وہ پتھر کو لقمہ بنا رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے، کہا گیا کہ یہ سود خور ہے۔'' (بیہقی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھتیس زناؤں سے زیادہ سخت ہے اور فرمایا کہ وہ شخص جس کا گوشت حرام مال سے بنے آگ اس کے لیے بہتر ہے۔'' (بیہقی) (د)

ہر دن کا آغاز دُعا سے کیجئے

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا اللہ! یہ دن طلوع ہو رہا ہے اور اب اس میں کارزار زندگی میں داخل ہونے والا ہوں....اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے اس دن کے لمحات کو صحیح مصرف پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما کہ کہیں وقت ضائع نہ ہو جائے.... کسی نہ کسی خیر کے کام میں صرف ہو جائے....حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا ھٰذَا وَلَمْ یُھْلِکْنَا بِذُنُوْبِنَا

''یعنی اس اللہ کا شکر ہے جس نے یہ دن ہمیں دوبارہ عطا فرمادیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہیں کیا....''

ہر روز سورج نکلتے وقت یہ کلمات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے.... مطلب یہ ہے کہ ہم تو اس کے مستحق تھے کہ یہ دن ہمیں نہ ملتا اور اس دن سے پہلے ہی ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیئے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہلاک نہیں کیا اور یہ دن دوبارہ عطا فرمایا....لہٰذا پہلے یہ احساس دل میں لائیں کہ یہ دن جو ہمیں ملا ہے یہ ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں عطا فرمادی ہے.... اس دعا کے ذریعے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ ہر دن کی قدر اس طرح کرو جیسے ہم سب رات کے وقت ہلاک ہونیوالے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے زندگی دے دی....اب یہ جو نئی زندگی ملی ہے وہ کسی صحیح مصرف میں استعمال ہو جائے...(و)

جس کی ایک نماز قضا ہو گئی وہ ایسا ہے گویا اس کا تمام مال و دولت بیوی بچے ہلاک ہو گئے۔

دین اسلام میں نماز کا درجہ ایسا ہے جیسے انسان کے بدن میں سر کا درجہ ہے بغیر سر کے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح بغیر نماز کے دین باقی نہیں رہتا۔

نماز میں رکوع، سجدہ، اچھی طرح نہ کرنا نماز کی چوری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت

شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور رات دن اسے گناہ میں مبتلا کر کے خدائی رحمت سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قربان کہ انہوں نے معمولی معمولی نیکیوں پر بخشش کا وعدہ فرما کر شیطان کی ساری محنت کو ضائع فرمادیا۔ ذیل میں ان اعمال کی جھلک دکھائی گئی ہے، جن کے اہتمام پر مغفرت کا وعدہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خوش خلقی خطاؤں کو یوں پگھلا دیتی ہے، جس طرح پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور بد خلقی اعمال کو یوں بگاڑتی ہے، جس طرح سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔ (بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحم کرو تم پر بھی رحم کیا جائیگا بخش دیا کرو تم کو بھی بخش دیا جائے گا۔ خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جو قیف کی طرح علم کی بات سنتے ہیں لیکن نہ اس کو یاد رکھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں (ایسے لوگوں کو قیف سے تشبیہ دی) اور خرابی ہے ضد کرنے والوں کیلئے جو گناہوں پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ ان کو علم ہے۔ (کنز العمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو مسلمان جب آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرائے اور یہ تمام عمل اللہ ہی کیلئے ہو تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کی مغفرت کر دی جائیگی۔ (طبرانی)

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام کی۔ اس کے بعد درجہ بہ درجہ جو افضل ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

اگر اس کی دینی حالت پختہ ہو تو آزمائش بھی سخت ہوگی۔ اگر دین کمزور ہے تو اس کے دین کے موافق اللہ تعالیٰ اس کو آزمائے گا۔ مسلسل بندہ پر مصائب آتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس حال میں زمین پر چلتا پھرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (ت)

صفر المظفر کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	واقعات وحادثات	صفر المظفر	مطابق
۱	مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا آغاز۔	۲۷/صفر ۱ ھ	۱۵اگست ۶۲۲ء
۲	جہاد بالسیف کا باقاعدہ حکم	۱۲صفر ۲ ھ	۱۴اگست ۶۲۳ء
۳	غزوہ ابواء یا ودان	۱۲صفر ۲ ھ	۱۴اگست ۶۲۳ء
۴	سریہ رجیع	۴ھ	اگست ۶۲۵ء
۵	سریہ بیر معونہ اور قنوت نازلہ کا آغاز	۴ھ	اگست ۶۲۵ء
۶	سریہ کدید	۷ھ	جون ۶۲۸ء
۷	سریہ فدک	۷ھ	جون ۶۲۸ء
۸	حضرت خالد ابن ولید کا قبول اسلام	۸ھ	جون ۶۲۹ء
۹	حضرت عمرو بن العاص کا قبول اسلام	۸ھ	۶۲۹ء
۱۰	سریہ قطبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ	۹ھ	۶۳۰ء
۱۱	وفا عذرہ کا قبول اسلام	۹ھ	۶۳۰ء
۱۲	یمنی قبائل کا مشرف بہ اسلام ہونا	۱۰ھ	مئی ۶۳۱ء
۱۳	سریہ حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ	۱۱ھ	۶۳۲ء
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کا آغاز	۲۹ھ	۲۵مئی ۶۳۲ء
۱۵	فتح آذربائیجان	۲۲ھ	۶۴۲ء
۱۶	فتح اِسطخر	۲۲ھ	۶۴۲ء

۱۷	وفات حضرت حاطب ابن بلتع رضی اللہ عنہ	۳ھ	اکتوبر ۶۵۰ء
۱۸	وفات حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ	۳۲ھ	ستمبر ۶۵۲ء
۱۹	وفات حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ	صفر ۳۵ھ	اگست ۶۵۵ء
۲۰	وفات حضرت ابوسہل رضی اللہ عنہ	۴۰ھ	جون ۶۶۰ء
۲۱	وفات حضرت محمد ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ	۴۳ھ	مئی ۶۶۳ء
۲۲	سنان ابن سلمہ سندھ میں آئے	۴۸ھ	مارچ ۶۶۸ء
۲۳	وفات ام المومنین حضرت صفیہ بن حییؓ	۵۰ھ	فروری ۶۷۰ء
۲۴	وفات حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ	۵۲ھ	فروری ۶۷۲ء
۲۵	وفات حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ	۶۲ھ	اکتوبر ۶۸۱ء
۲۶	وفات حضرت عبداللہ ابن مفضل رضی اللہ عنہ	۶۰ھ	نومبر ۶۷۹ء
۲۷	وفات حضرت جابر ابن سمرۃ رضی اللہ عنہ	۶۶ھ	ستمبر ۶۸۵ء
۲۸	وفات حضرت عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ	۶۷ھ	ستمبر ۶۸۵ء
۲۹	وفات حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ	۸۶ھ	فروری ۷۰۵ء
۳۰	وفات حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ	۹۴ھ	ستمبر ۷۱۲ء
۳۱	وفات فرزدق شاعر	۱۰۵ھ	جولائی ۷۳۲ء
۳۲	فتح قلعہ القطاسین	۱۰۹ھ	مئی ۷۲۷ء
۳۳	وفات حضرت سعد ابن یسار رضی اللہ عنہ	۱۱۷ھ	مارچ ۷۳۵ء
۳۴	جنگ اتراک	۱۱۹ھ	فروری ۷۳۷ء
۳۵	خلیفہ ابراہیم کی دستبرداری وخلافت مروان ثانی	۱۲۷ھ	نومبر ۷۴۴ء
۳۶	رصافہ کی تعمیر	۱۵۱ھ	فروری ۷۶۸ء
۳۷	وفات حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ	۱۵۷ھ	دسمبر ۷۷۳ء

۳۸	حکیم مقنع نے خدائی کا دعویٰ کیا	۱۵۹ھ	نومبر ۷۷۵ء
۳۹	خلافت الہادی العباسی	صفر ۱۲۹ھ	اگست ۷ء
۴۰	وفات حضرت ابوبکر ابن عیاش رحمہ اللہ	۱۹۳ھ	نومبر ۸۰۸ء
۴۱	وفات یحیٰ ابن سعد القطان رحمہ اللہ	۱۹۸ھ	اکتوبر ۸۱۳ء
۴۲	وفات علی ابن موسیٰ الرضی	۲۰۳ھ	اگست ۸۱۸ء
۴۳	وفات ہشام ابکلی مورخ	۲۰۴ھ	جولائی ۸۱۹ء
۴۴	فتنہ خلق قرآن	۲۱۲ھ	مئی ۸۲۷ء
۴۵	امام احمد ابن حنبلؒ کو کوڑے لگائے گئے	۲۲۰ھ	فروری ۸۳۵ء
۴۶	وفات اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ	۲۳۸ھ	جولائی ۸۵۲ء
۴۷	وفات محمد ابن داؤد الظاہری	۲۹۷ھ	اکتوبر ۹۰۹ء
۴۸	وفات محمد ابن نصر المروزی رحمہ اللہ	۲۹۴ھ	نومبر ۹۰۶ء
۴۹	وفات امام نسائیؒ صاحب السنن	۳۰۳ھ	اگست ۹۱۵ء
۵۰	وفات ابوالحسن الاشعریؒ	۳۲۴ھ	دسمبر ۹۳۵ء
۵۱	سیف الدولہ اور رومیوں میں جنگ	۳۳۹ھ	جولائی ۹۵۰ء
۵۲	وفات صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ	۵۸۹ھ	فروری ۱۰۹۳ء
۵۳	وفات علامہ نووی شارح مسلم شریف	۲۹-۶۷۶ھ	جولائی ۱۲۷۷ء
۵۴	وفات علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری شریف	۲۷-۸۵۵ھ	اپریل ۱۴۱۵ء
۵۵	وفات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ	۲۸-۱۰۳۴ھ	نومبر ۱۶۲۴ء
۵۶	وفات شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ	۱۳۳۹ھ	اکتوبر ۱۹۲۰ء
۵۷	وفات شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ	۱۳۵۷ھ	اپریل ۱۹۳۸ء
۵۸	قرارداد پاکستان	۱۲-۱۳۵۹ھ	۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء
۵۹	وفات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ	۱۳۶۹ھ	نومبر ۱۹۴۹ء

ماہ ربیع الاول

وجہ تسمیہ: یہ ماہِ فصل ربیع یعنی موسم بہار کے شروع میں واقع ہوا، اس وجہ سے اس کا نام ربیع الاول رکھا گیا۔ (غیاث اللغات)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ باعث سعادت

۱۲ ربیع الاول کی تاریخ ہمارے معاشرے میں ایک تہوار کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ جیسے ہی ماہِ ربیع الاول آتا ہے تو جلسے جلوس کا ایک غیر متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر چہ آپ علیہ السلام کا تذکرہ اتنی بڑی سعادت ہے کہ اس کے برابر کوئی سعادت نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ سب کچھ کرتے ہوئے ہم یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جس ذاتِ اقدس کی سیرت کا بیان ہو رہا ہے اور جن کی ولادت کا جشن منایا جا رہا ہے، خود ان کی کیا تعلیم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ۱۲ ربیع الاول

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں تشریف لانا تاریخ انسانیت کا اتنا عظیم واقعہ ہے کہ اس سے زیادہ عظیم اور پرمسرت واقعہ اس روئے زمین پر اس سے پہلے پیش نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تقریباً تریسٹھ سال رہی اور چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اس اعتبار سے نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیئس سال اس دنیا میں رہے اور ظاہر ہے کہ تیئس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بارہ ربیع الاول آئی ہو گی لیکن آپ نے کبھی بھی اپنا یوم پیدائش نہیں منایا۔

ہر مسلمان، عاقل، بالغ مرد اور عورت پر ہر دن میں پانچ بار نماز فرض ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔
ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔
جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت پر نماز ادا کی اللہ تعالیٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ اسکو بخش دے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ۱۲ ربیع الاول

دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آپ علیہ السلام تقریباً سوا یا ڈیڑھ لاکھ صحابہ چھوڑ گئے تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے، لیکن کسی صحابی نے یہ یوم پیدائش نہیں منایا اور نہ کوئی جلسہ نکالا نہ چراغاں کیا۔ اب سوال ہے کہ صحابہ نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ اس لیے کہ اسلام کوئی رسموں کا دین نہیں جیسا کہ دوسرے اہل مذاہب ہیں کہ ان کے یہاں چند رسموں کو ادا کرنے کا نام دین ہے بلکہ اسلام تو عمل اور اتباع کا دین ہے۔

یومِ پیدائش کا تصور

یہ تصور ہمارے معاشرے میں عیسائیوں سے آیا ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کا یوم پیدائش کرسمس کے نام سے پچیس دسمبر کو منایا جاتا ہے، اگر تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً تین سو سال تک ان کی یوم پیدائش کا تصور نہ تھا۔ آپ علیہ السلام کے حواریین میں سے کسی نے یہ دن نہیں منایا بلکہ بعد میں کچھ لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا۔ حالاں کہ اس وقت جو لوگ دین عیسوی پر پوری طرح عمل پیرا تھے انہوں نے ان لوگوں کو منع کیا اور کہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات میں تو یوم پیدائش منانے کا کوئی ذکر نہیں تو جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا انہوں نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ یہ کوئی بری بات تو نہیں کہ ہم اس دن جمع ہو کر عیسی علیہ السلام کا تذکرہ کریں بلکہ اس طرح تو لوگوں میں عمل کا شوق پیدا ہوگا۔ چناں چہ یہ کہہ کر یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ شروع شروع میں تو چرچ میں ایک پادری کھڑے ہو کر سیرت کا بیان کرتا اور پھر اجتماع ختم ہو جاتا لیکن کچھ عرصہ بعد انہوں نے سوچا کہ اس میں نوجوان اور شوقین لوگ نہیں آتے لہٰذا اسے دلچسپ بنانے کے لیے اس میں موسیقی شروع کر دی گئی اور ناچ گانا بھی شامل ہو گیا۔ چناں چہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات تو پیچھے رہ گئیں اور یہ ایک جشن کی صورت اختیار کر گیا۔ لہٰذا عام مشاہدہ ہے کہ مغربی ممالک میں اس دن کیا طوفان برپا ہوتا ہے۔

۱۲ربیع الاول کی صورت حال

جس طرح عیسائیوں نے 25 دسمبر کو جشن کا دن بنالیا ہے، اسی طرح ہم نے بھی ربیع الاول کو جشن ولادت قرار دے دیا۔ حالاں کہ ولادت کی صحیح تاریخ میں بھی احادیث متعارض ہیں، لیکن الحمدللہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود ابھی وہاں تک نوبت نہیں پہنچی جس طرح عیسائیوں میں کرسمس کے تہوار میں خرافات پہنچ چکی ہیں، لیکن اب بھی دیکھ لیں کہ اس میں کتنی زیادہ مبالغات اپنی طرف سے گھڑ لیے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ۱۲ربیع الاول کو عید قرار دے دیا گیا حالاں کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ "مسلمانوں کیلئے صرف دو عیدیں ہیں عید الفطر، عید الاضحیٰ" اگر کوئی اور عید ہوتی تو صحابہ ہم سے پہلے مناتے۔

(۲) روضۂ اقدس اور کعبہ شریف کی شبیہ کھڑی کرتے ہیں اور ان کا بہت ہی زیادہ احترام کرتے ہیں نعوذ باللہ بعض لوگ تو طواف بھی کرتے ہیں اور پھر بعد میں خود ہی اسے توڑ دیتے ہیں۔ یہ سب جہالت ہے اللہ ان کاموں سے ہرگز خوش نہیں ہوتے۔ اتنا فضول پیسہ اس میں لگاتے ہیں اس سے بہتر تو ان پیسوں کو آہستہ آہستہ جمع کریں اور اصلی طواف یعنی حج کی فرضیت کو پورا کریں۔

(۳) سڑکوں پر راستوں میں جگہ جگہ ڈنڈے لگا کر اس میں کئی گز کپڑوں کے جھنڈے لگاتے ہیں۔ حالاں کہ میرے نبی کا حکم تو یہ ہے کہ "ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا جائے" اور ہم راستوں میں رکاوٹ ڈالتے ہیں! کیا کسی صحابی نے جو سچے عاشق تھے کبھی ایسا کیا؟ ہرگز نہیں یہ اتنا گزوں کپڑا غریبوں کے کام آتا تو کتنی دعائیں ملتیں۔ اس طرف ہم سوچتے ہی نہیں۔

(۴) لاؤڈ اسپیکروں میں مسلسل قصیدے وغیرہ پڑھے جاتے ہیں، جن سے محلے والوں اور آس پاس والوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے کیوں کہ اکثر نعت اور قصیدوں میں موسیقی وغیرہ بھی شامل ہوتی ہے، نعوذ باللہ... میرے نبی کا حکم تو یہ ہے کہ "مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔" کیا ہمارا اس پر عمل ہے؟ بہر حال ہمیں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقوں پر چلنا چاہیے کیوں کہ ایک جگہ فرمایا کہ ”جو شخص تم میں میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا اس لیے میرے طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ صحابہ کے طریقہ کو لازم پکڑ واور اسے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑلو“

اصل عشق صرف ربیع الاول کے ساتھ مخصوص نہیں

آپ علیہ السلام کی تریسٹھ سالہ زندگی کا ہر ہر دن، لمحہ اور گھڑی یاد رکھنے کا دن ہے۔ بہر حال آپ علیہ السلام کی یوم پیدائش مقدس ومبارک ہے اور اس کے ذی شان ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں لیکن چوں کہ آپ کا اس دن منانے کے متعلق کوئی حکم نہیں اور نہ صحابہ کا عمل ہے اس لیے اپنی طرف سے ہمارا یہ ہنگامہ کرنا صرف بدعت میں داخل ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس عمل سے پرہیز کریں جس میں فضول خرچی بھی ہوتی ہے اور اسراف کرنے والے کو اللہ پاک نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ مزید یہ کہ جو چراغاں کیا جاتا ہے وہ بجلی بھی حکومت کی ہے اور عوام کا اس میں حق ہے لہٰذا یہ بجلیاں گویا کہ چوری کی گئیں خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اصل عشق صرف ربیع الاول کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اپنی پوری زندگی کو آپ علیہ السلام کے نقش پر ڈھالیں اور ہر ہر سنت پر عمل کریں۔ دنیا کا کوئی ایسا کام نہیں جس کو اچھی نیت میں تبدیل کر کے ثواب و دین کا حصہ بنالیا جائے حتی کہ اگر کسی بچہ کو پیار کر رہے ہیں تو اس سے پہلے یہ سوچ لیں کہ آپ علیہ السلام بھی بچوں سے محبت وشفقت کرتے تھے میں ان کی اتباع میں کر رہا ہوں تو یہی کام دین بن جائے گا اسی طرح ہاتھ میں گھڑی باندھتے وقت یہ نیت کرلیں کہ نماز کے اوقات کا دھیان رہے تو اس میں اجر مل گیا۔ (و)

نماز سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سردی کے موسم میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں اور نماز قیامت کے دن پل صراط پر نور ہوگی۔

نمازی کا بدن گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جس طرح کوئی دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے اور اس کے بدن پر میل کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے۔

بے نمازی کا حشر قیامت کے دن بڑے بڑے کافروں، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

دُعا کی عادت بنائیے

اللہ تعالیٰ کو بندوں کا دعا کرنا بہت پسند ہے۔ دنیا میں کسی شخص سے بار بار کچھ نہ کچھ مانگا جاتا رہے تو وہ کتنا بڑا سخی ہو۔ بالآخر اکتا کر ناراض ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ ان سے بندہ جتنا زیادہ مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اتنے ہی زیادہ خوش ہوں گے بلکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے مانگتا نہیں اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔

پھر یہی نہیں کہ دعا اپنے مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے' بلکہ وہ ایک مستقل عبادت ہے۔ یعنی دعا خواہ اپنے ذاتی اور دنیوی مقصد کیلئے مانگی جائے وہ بھی عبادت شمار ہوتی ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے۔ اور جتنی زیادہ دعا مانگی جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف تنگی اور مشکلات کے وقت ہی دعا مانگی جائے بلکہ خوشحالی اور مسرتوں کے وقت بھی دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ مصائب اور تنگیوں کے وقت اس کی دعائیں قبول ہوں تو اسے چاہئے کہ خوشحالی کے وقت دعا کی کثرت کرے (ترمذی)

۱- دعا کی قبولیت سے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

۲- ہر دعا پر ثواب ملتا ہے۔

۳- دعا کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔

پھر اگرچہ دعا مانگنے کے آداب میں یہ بات داخل ہے کہ قبلہ رو ہاتھ اٹھا کر زبان سے دعا مانگی جائے اور پہلے حمد و ثناء اور درود شریف پڑھا جائے لیکن اگر اس کا موقع نہ ہو تو اس کے بغیر بھی دعا کرنا جائز ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے دعا کو اتنا آسان فرما دیا ہے کہ وہ تقریباً ہر وقت اور ہر جگہ مانگی جا سکتی ہے۔ چلتے پھرتے بھی' کام کرتے ہوئے بھی' اور اگر زبان سے مانگنے کا موقع نہ ہو۔ (مثلاً بیت الخلاء وغیرہ میں) تو دل ہی دل میں بھی مانگی جا سکتی ہے۔

لہٰذا اس بات کی عادت ڈال لینی چاہئے کہ جب کوئی چھوٹی سے چھوٹی حاجت بھی پیش آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے۔ کوئی معمولی سے معمولی تکلیف ہو تو اس کا ازالہ بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جائے۔ ان شاء اللہ اس سے بہت جلد ترقی ہوگی۔ (الف)

شکر کی عادت بنایئے

اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتیں ہر آن انسان پر مبذول رہتی ہیں' یہ نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡهَا

اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو ٹھیک ٹھیک شمار نہ کر سکو گے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اگر دوسری نعمتوں کو چھوڑ دیا جائے تو صرف زندگی کی نعمت اتنی بے حساب ہے کہ ہر سانس میں دو نعمتیں پنہاں ہیں۔سانس کا اندر جانا ایک نعمت اور باہر آنا دوسری نعمت ہے۔ کیونکہ اگر سانس اندر جائے اور باہر نہ آئے تو مصیبت ہے' اور باہر آئے' اندر نہ جائے تو دوسری مصیبت ہے' لہٰذا ہر سانس پر انسان کو دو نعمتیں ملتی ہیں' اور ہر نعمت شکر کا تقاضا کرتی ہے۔لہٰذا اگر ہر سانس پر آدمی ایک بار شکر ادا کرے تب بھی صرف سانس کی نعمت کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔دوسری بے شمار نعمتوں کا تو کیسے شکر ادا ہوسکتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ٹھیک ٹھیک شکر ادا کرنا تو انسان کے بس سے باہر ہے' لیکن کثرت سے شکر ادا کرتے رہنا ایک انتہائی محبوب عمل ہے جس پر ثواب بھی بے حساب ملتا ہے۔ نعمتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور محبت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔

انسان پر شیطان کا سب سے پہلا حملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے ناشکری میں مبتلا کر دیتا ہے۔قرآن کریم میں ہے کہ جب شیطان کو قیامت تک جینے کی مہلت مل گئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا کہ میں آپ کے بندوں کو بہکاؤں گا اور ہر سمت سے ان پر حملہ آور ہوں گا۔

شیطان کی سب سے بڑی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو شکر کی عبادت سے محروم کر کے انہیں ناشکرا بنا دے' اس کے برخلاف جو بندہ شکر گزار بننے کا تہیہ کر لے۔اس پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا۔ (الف)

نرم خوئی

نرم خوئی کا مطلب یہ ہے کہ غصے سے مغلوب ہوکر سخت الفاظ یا سخت رویہ اختیار کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ دوسرے سے نرم الفاظ اور نرم لب ولہجہ میں بات کی جائے۔ اگر کسی کو ٹوکنا ہو یا اس سے اختلاف کا اظہار کرنا ہو تو اس کے لئے بھی ایسا انداز اختیار کیا جائے جس میں کھردرے پن اور درشتی کے بجائے خیر خواہی، تواضع اور دلسوزی کا پہلو نمایاں ہو، اگر کسی چھوٹے کی تربیت کے لئے اس پر غصہ کرنا ضروری ہو تو وہ بھی صرف بقدر ضرورت اور اعتدال کی حدود میں ہو۔

اسی طرح نرم خوئی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ بات بات پر لوگوں سے الجھنے، بحث کرنے یا جھگڑنے سے پرہیز کیا جائے، اور لوگوں سے حتی الامکان حسن ظن کا معاملہ کیا جائے یہاں تک کہ جب کسی سے خرید وفرخت وغیرہ کا معاملہ پڑے تو اس میں بھی قیمت وغیرہ کے معاملے میں ضد اور بحث کا انداز اختیار نہ کیا جائے۔ اگر معاملہ قابل قبول ہو تو قبول کرلیا جائے، اور قابل قبول نہ ہو تو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن دوسرے کو اپنی بات ماننے پر مجبور کرنا اور زچ کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرماتے ہیں جو نرم خو اور درگزر کرنے والا ہو۔ جب کوئی چیز بیچے اس وقت بھی جب کوئی چیز خریدے اس وقت بھی اور جب کسی سے اپنے حق کا تقاضا کرے اس وقت بھی۔ (صحیح بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی تنگدست (مقروض) کو مہلت دے یا اس کو قرضے میں رعایت دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عرش کے سائے میں رکھیں گے۔ جب کہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی بے چینیوں سے اس کو نجات عطا فرمائے۔ اس کو چاہئے کہ وہ کسی تنگدست کی مشکل آسان کرے، یا اس کے قرضے میں رعایت دے۔ (صحیح مسلم) (الف)

پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک

اللہ تعالیٰ نے پڑوسی کے بہت حقوق رکھے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں اتنی کثرت سے نصیحت کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ شاید وہ اس کو وراثت میں بھی حقدار قرار دے دیں گے۔ (بخاری)

حضرت ابوشریح رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (صحیح مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ

جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے (بخاری)

پڑوسی کا سب سے بڑا حق تو یہ ہے کہ اپنے ہر کام میں اس بات کا پورا خیال رکھا جائے کہ اپنی ذات سے اس کو تکلیف نہ پہنچے اس کے علاوہ ضرورت کے موقع پر اس کی مدد کرنا، کبھی کبھی اس کو کچھ ہدیہ بھیج دینا۔ اس کے دکھ سکھ میں شریک رہنا۔ یہ سب باتیں موجب اجر و ثواب ہیں۔ اگر وہ ضرورت مند ہو تو اس کی مالی مدد کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ کیونکہ پڑوسی کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ معاشی اور سماجی اعتبار سے ہم پلہ ہو۔ اگر کچھ غریب لوگ اپنے پڑوس میں آباد ہیں تو وہ بھی پڑوسی ہیں۔ اور ان کے حقوق اس لحاظ سے زیادہ ہیں کہ ان کی خبر گیری دوسروں سے زیادہ ضروری ہے۔ اگر کوئی پڑوسی بھوکا ہے تو اس کو کھانا کھلانا صرف موجب ثواب ہی نہیں فرض ہے۔ اسی طرح پڑوسی اگر غیر مسلم بھی ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک مرتبہ ایک بکری ذبح ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ آپ بار بار گھر والوں کو تاکید کرتے رہے کہ اس یہودی پڑوسی کو بھی گوشت کا ہدیہ بھیجو۔ (ابوداؤد و ترمذی) (الف)

تلاوت قرآن کریم

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔اس کی تعلیمات تو دنیا وآخرت کی فلاح کی ضامن ہیں ہی۔لیکن اس کے ایک ایک لفظ میں نور ہے اور اس کی محض تلاوت بھی موجب ثواب اور باعث خیر و برکت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھے اس کو ایک نیکی ملے گی اور یہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے' بلکہ الف ایک حرف ہے۔لام ایک حرف ہے' اور میم ایک حرف ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص صرف الٓمٓ تلاوت کرے تو صرف اتنی تلاوت سے بھی اس کے نامہ اعمال میں تیس نیکیوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ثواب بے سمجھے پڑھنے پر بھی ملتا ہے۔کیونکہ الٓمٓ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی کوئی نہیں جانتا۔نہ اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کا کوئی امکان ہے (کیونکہ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں جو متشابہات میں داخل ہیں' اور ان کے معنی کوئی نہیں جانتا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حروف کی مثال دے کر یہ بھی واضح فرمادیا کہ تلاوت قرآن کا یہ ثواب معنی سمجھنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ بے سمجھے تلاوت پر بھی ثواب ملتا ہے۔

غرض جب صرف الٓمٓ پڑھنے پر تیس نیکیاں حاصل ہوئیں تو قرآن کریم کا ایک رکوع یا ایک سورت پڑھنے سے کتنا اجر وثواب حاصل ہوگا؟

اسی لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر روز صبح کو دوسرے کاموں میں مشغول ہونے سے پہلے قرآن کریم کی کچھ نہ کچھ تلاوت کا معمول بنائے۔اگر زیادہ نہ پڑھ سکے تو پاؤ پارہ' اور اتنا بھی ممکن نہ ہو تو کم از کم ایک رکوع ہی پڑھ لیا کرے تو ہر روز اس کے نامہ اعمال میں سینکڑوں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے گا۔اسی طرح ہر مسلمان کو چاہئے کہ قرآن کریم کی کچھ سورتیں زبانی یاد کرلے تاکہ جب موقع ملے قرآن کریم کھولے بغیر بھی وہ زبانی تلاوت کرسکے اور اس طرح چلتے پھرتے بھی اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ کرسکے۔(الف)

نماز اشراق

نماز اشراق ایک نفلی نماز ہے جو طلوع آفتاب کے بعد اس وقت پڑھی جاتی ہے جب آفتاب ذرا بلند ہو جائے اور یہ طلوع آفتاب کے تقریباً بارہ منٹ بعد پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ صرف دو رکعتیں ہوتی ہیں لیکن احادیث میں اس نماز کے بے حد فضائل وارد ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص ضحیٰ (اشراق) کی دو رکعتوں کی پابندی کرلے اس کے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔" (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کچھ صحابہؓ کو جہاد کی ایک مہم پر روانہ فرمایا وہ بہت جلد لوٹ آئے اور بہت سا مال غنیمت لے کر آئے ایک صاحب نے اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے اس سے پہلے کوئی لشکر ایسا نہیں دیکھا جو اتنی جلدی لوٹ کر آیا ہو۔ اور اسے اتنا مال غنیمت حاصل ہوا ہو۔ جتنا اس لشکر کو ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں اس شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو ان سے بھی جلدی واپس آجائے اور ان سے بھی زیادہ مال غنیمت لے کر آئے۔ پھر فرمایا کہ "جو شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد جائے اور نماز فجر ادا کرے پھر اس کے بعد (یعنی طلوع آفتاب کے بعد) نماز اشراق ادا کرے۔ وہ جلدی واپس آیا اور عظیم مال غنیمت لے کر آیا۔" (ترغیب)

اشراق میں افضل طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر انسان اسی جگہ بیٹھ کر ذکر کرتا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد اشراق پڑھ کر اٹھے۔ حدیث میں اس کا ثواب حج اور عمرے کے برابر بتایا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ایسا نہ کر سکے تو گھر آ کر یا کوئی دوسرا کام کر کے بھی اشراق کی رکعتیں پڑھ سکتا ہے۔ (الف)

سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب ہوگا ورنہ ناکام ہوگا۔
وقت نکال کر نماز کو بے وقت پڑھنا منافقوں کا کام ہے۔
جس کی ایک نماز قضا ہوگئی وہ ایسا ہے گویا اسکا تمام مال و دولت بیوی بچے ہلاک ہوگئے۔

فکر، تدبر اور شکر

اللہ کی نعمتوں کو دیکھئے، پھر سوچئے کہ آپ کتنی نعمتوں میں ہیں۔

اوپر نیچے، دائیں بائیں، آگے پیچھے نعمتیں ہی نعمتیں ہیں۔ بدن میں صحت، وطن میں امن، حلال کھانا پینا، موافق آب وہوا کا موجود ہونا گویا پوری دنیا مل جانا ہے۔

آپ کو معلوم بھی نہیں پوری زندگی آپ کے پاس ہے۔ آنکھیں، زبان، ہاتھ، پاؤں کس قدر محیر العقول بڑی نعمتیں ہیں۔ کیا آپ اس چیز کو آسان سمجھتے ہیں کہ آدمی پاؤں پر چلتا ہے، کتنے لوگ ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ (فبای الاء ربکما تکذبان) کہ اب بتاؤ کس کس نعمت کو آپ جھٹلاؤ گے۔

آپ راحت کی نیند سوئے ہوئے ہیں جبکہ کتنی آنکھیں ہیں جو درد یا مصیبت کی وجہ سے جاگ رہی ہیں۔ آپ نے اپنا معدہ لذیذ غذا سے بھر لیا ہے جبکہ کتنے لوگ ہیں جنہیں بیماری یا مفلسی نے کھانے سے روک رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قوت سماعت دی ہے، کتنے لوگ ہیں جو بظاہر درست کانوں والے ہیں ،لیکن سماعت سے محروم ہیں۔ آنکھیں خدائی قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں جس میں خودکار ہزاروں، لاکھوں کیمرے نصب ہیں جن کے ذریعے ہم دیکھتے ہیں۔

اپنے اردگرد دیکھئے کہ کتنے لوگ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہیں۔ اگر کوئی آپ سے کہے کہ احد پہاڑ کی مقدار میں سونا لے لو اور مجھے ایک آنکھ دیدو تو کیا آپ راضی ہوسکتے ہیں؟ لہٰذا سوچئے آپ کتنی بڑی بڑی نعمتوں کے مالک ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے مومن کے حال پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کا ہر حال خیر ہی خیر ہے' اسے کوئی بھلائی میسر آتی ہے اور اس پر شکر کرتا ہے تو اس کے لئے خیر ہے۔ اگر کوئی تکلیف یا آفت پہنچتی ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو وہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو راحت وتکلیف (ہر حالت) میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ (میم)

اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہر حالت میں اپنے بندوں کو توبہ کرنے کی ترغیب دی ہے پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ بندوں کی توبہ قبول نہ فرمائیں۔ آدمی جس قدر بھی گناہگار ہوا سے اللہ تعالیٰ ''اپنے بندوں'' کہہ کر خطاب فرماتے ہیں اور اپنی ذات سے ناامیدی سے بچاتے ہیں اور اپنی رحمت کی وسعت کا تذکرہ کر کے دلوں کو ڈھارس بندھاتے ہیں کہ میں وہ رب ہوں جو تمام صغیرہ کبیرہ گناہ بخشنے پر قادر ہوں تم بس میرے دربار میں ندامت کے آنسو بہا کر توبہ کرنے والے بنو ، اگر تمہارے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو میں بیک جنبش قلم ان پر اپنی معافی کی مہر لگادوں گا۔ اللہ تعالیٰ کس قدر رحیم وکریم ہیں کہ وہ خود بندوں کو توبہ کرنے کے لئے بلا رہے ہیں۔

لہٰذا قرآن کریم کا مطالعہ کیجئے اور خوش ہو جایئے کہ اللہ تعالیٰ غفور بھی ہیں اور تواب بھی۔ لہٰذا زندگی میں جو بھی گناہ ہو جائے پریشانی اور مایوسی کی ضرورت نہیں کہ اللہ کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ بچو! گناہوں سے بچو! کیونکہ اسکے نتائج برے ہیں۔

کتنے گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے والے مسلسل پستی میں گرتے رہے اس طرح کہ ان کے قدم پھسلتے رہے ان کا فقر بڑھتا رہا' جو کچھ دنیا فوت ہوئی اس پر حسرت بڑھتی رہی' جنہوں نے دنیا پالی تھی ان پر رشک ہوتا رہا اور اگر اپنے کئے گناہ کا بدلہ ملنے لگا یعنی اغراض سے محرومی ہونے لگی تو تقدیر پر اس کا اعتراض نئے نئے عذاب لاتا رہا۔

''کس قدر افسوس ہے۔ اس مبتلا' سزا' پر! جسے سزا کا احساس نہ ہو اور ہائے وہ سزا! جو اتنی تاخیر سے ملے کہ اس کا سبب بھلا دیا جائے''

اے گنہگار! اس کی ستاری سے دھوکہ میں نہ پڑ کیونکہ کبھی وہ تیری ستر تک کھول کر رکھ دیتا ہے اور اس کے حلم و بردباری سے دھوکہ مت کھا کیونکہ کبھی سزا اچانک آ پڑتی ہے۔

گناہوں پر قلق اور خدا سے التجا کا اہتمام کر کیونکہ تیرے حق میں یہی نافع ہوسکتا ہے

''حزن وغم کی غذا کھا اور آنسوؤں کا پیالہ پی''

''غم کی کدال سے خواہشات کے دل کا کنواں کھود تا کہ اس سے ایسا پانی نکلے جو تیرے جرم کی نجاست کو دھودے۔ (میم)

عفوودرگزر

انسان کی تعریف یہ نہیں کہ اس سے غلطی سرزد نہ ہو بلکہ انسان کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کی مسلسل اصلاح کرتا رہے۔ گویا غلطی کا صدور ایک ناگزیر بات ہے۔ غلطیوں پر درگزر کرنا باعث عزت ہے۔ جس سے آخرت میں شرافت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مغربی فلسفی کا کہنا ہے کہ تنور کی آگ زیادہ نہ بڑھاؤ کہ دشمن کو نقصان سے پہلے خود کو نہ جلا بیٹھو۔ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو ایسی گالی دوں گا جو آپ کے ساتھ قبر تک جائے گی آپ نے فرمایا یہ گالی میرے ساتھ قبر میں نہ جائے گی بلکہ تیرے ساتھ تیری قبر میں جائے گی۔ لہٰذا آپ نے اس کی بداخلاقی پر کوئی توجہ نہ دی۔ شہد کی مکھی نے چھتے سے کہا کہ تو سنبھل میں اڑنا چاہتی ہوں تو چھتے نے کہا کہ تو کب مجھ پر بیٹھی اور کب اڑ گئی مجھے تو معلوم ہی نہیں۔ تیرے اڑنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے قرآن کریم نے فضول امور سے سلام کر کے گزر جانے کی تعلیم وتاکید فرمائی ہے کہ آدمی لایعنی امور سے بچ جائے۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔

سوال کرنے والے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت! اگر میرا خادم: غلام یا نوکر بار بار قصور کرے تو کہاں تک میں اس کو معاف کروں اور کتنی دفعہ معاف کرنے کے بعد میں اس کو سزا دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر بالفرض روزانہ ستر دفعہ بھی وہ قصور کرے تو تم اس کو معاف ہی کرتے رہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ قصور کا معاف کرنا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی حد مقرر کی جائے بلکہ حسن اخلاق اور ترحم کا تقاضا یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ روزانہ ستر دفعہ بھی قصور کرے تو اس کو معاف ہی کر دیا جائے۔ (میم)

سعادت کیا ہے؟

سعادت مال و دولت میں نہیں۔ نہ قارون کے مال میں سعادت تھی نہ فرعون کی بادشاہت میں سعادت تھی۔ سعادت تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے پاس تھی کیونکہ انہوں نے دنیا پر نظر نہیں رکھی بلکہ صرف دین کی خدمت میں مصروف رہے۔

سعادت کوئی چیک نہیں جسے کسی بینک سے حاصل کرلیا جائے نہ ہی کوئی جانور ہے جسے خرید لیا جائے نہ ہی کوئی خوشبودار پھول ہے بلکہ سعادت خود دین وایمان سے نکلتی ہے۔

ہم محلات اور خوبصورت گاڑیوں میں سعادت ڈھونڈتے ہیں حالانکہ یہی چیزیں پریشانیوں کا ذریعہ ہیں۔ دنیا کے مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ انہوں نے کس طرح فقر میں زندگی گزاری ہے۔ اس کے باوجود ایسی سعادت میں رہے جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نیک کام اچھا اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور اس کام کو لوگوں کو دکھانا ناپسند ہو۔

لہٰذا سعادت کیلئے اچھے کام کریں اور برے کاموں سے بچیں تاکہ امن نصیب ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر سے نکل کر صحرا میں مقیم ہو گئے اور اپنے اہل وعیال اور بکریوں کو ساتھ لے گئے۔

دنیاوی مصائب وتشویش سے خلوت نشینی اختیار کرلی۔

ایک دن دور سے کوئی مسافر آتا ہوا دکھائی دیا۔ جب قریب پہنچا اور چہرہ کھولا تو وہ آپ کا بیٹا تھا کہنے لگا اے ابا جان! آپ یہاں خلوت میں بیٹھے ہیں جبکہ شہر میں ملک کی دولت تقسیم ہونے پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتے ہیں جو گمنام غنی اور متقی ہو۔ (میم)

دین اسلام میں نماز کا درجہ ایسا ہے جیسے انسان کے بدن میں سر کا درجہ ہے بغیر سر کے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح بغیر نماز کے دین باقی نہیں رہتا۔

امت محمدیہ کی شان

عالم اسلام کے مشہور مبلغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا محمد یونس پالن پوری اپنے والد کے حالات میں ایک یورپین آدمی کے سوال اور حضرت کے جواب کو یوں نقل کرتے ہیں

سوال: آج کے دور میں قرآن کریم کی بجائے کوئی ماڈرن کتاب ہونی چاہیے جو موجودہ دور کے مناسب حال ہو۔

جواب: حضرت والد صاحب نے فرمایا: آپ کی عمر کتنی ہے؟

اس نے کہا کہ میری عمر تیس سال ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ یہ آپ کی بھرپور جوانی کا زمانہ ہے اب آپ کا قد نہ بڑھے گا اور نہ گھٹے گا جس کی وجہ سے آپ کے لباس کا سائز جو اس وقت ہے یہی سائز موت تک رہے گا تو یہاں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک سال یا دو سال والے بچے کا جو چھوٹا کرتہ آپ کی والدہ نے بنایا تھا یہ ان کی بھول چوک ہے بلکہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بچپن کا زمانہ تھا۔ جوں جوں قد و قامت بڑھتی رہی لباس کا سائز بھی بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ جوانی میں جسامت کا سائز موت تک رہے گا حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں انسانیت کے اعتبار سے بچپن کا زمانہ تھا پھر نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انسانیت میں جو تبدیلی آئی اس کے مناسب احکام دیئے گئے اسی طرح آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ ٹھیک انسانیت کی جوانی کا زمانہ تھا۔ لہٰذا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور شریعت محمدی تا قیامت جاری رہے گا۔ اور یہی طریقہ پورے عالم کیلئے باعث رحمت و برکت ہے۔

یورپین آدمی نے دوسرا سوال یہ کیا کہ جب نبیوں کا آنا باعث رحمت ہے اور نبیوں کا سلسلہ بند ہونا باعث زحمت ہے پھر آپ کا خاتم النبیین ہونا باعث فضیلت کیسے ہوسکتا ہے جب آپ کو خاتم النبیین تسلیم کیا جائے تو رحمۃ للعالمین کیسے ہوسکتے ہیں اور اگر رحمۃ للعالمین ہونا تسلیم کیا جائے تو خاتم النبیین کہنا کیسے صحیح ہے؟

مولانا نے جواب میں فرمایا بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے نبیوں کا سلسلہ بند ہو گیا مگر آپ نے نبیوں والا کام بند نہیں کیا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام والا کام اپنے مخصوص طریقے کے ساتھ اس امت کے حوالے کر دیا تا کہ امت محمدیہ تا قیامت تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار و برکات اور ان کی رحمتیں حاصل کر سکے۔ جو حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگا امت بھی اس کی مکلّف ہے بشرطیکہ وہ حکم آپ کیلئے خاص نہ کر دیا گیا ہو۔ لہٰذا یہ امت تمام انبیاء علیہم السلام کی چال چلے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام والا کام کیا اور اس کے ساتھ مخصوص کام یہ کیا کہ آپ نے اس کام کے داعی (دعوت دینے والے) تیار کئے جو آپ کی اقتداء میں امت دین پر عمل کرے گی اور دوسروں میں اعمال زندہ کرنے کی کوشش کرے گی اور اس امت کا تیسرا مخصوص کام یہ ہوگا کہ دین کی دعوت کیلئے داعی تیار کرے گی تا کہ پورے عالم میں تا قیامت دین زندہ اور تابندہ رہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے گھرانے کیلئے مبعوث ہوئے تو یہ امت بھی اپنے گھرانہ میں دعوت دین کا عمل کر کے محمدی مہر کے ساتھ اسماعیل علیہ السلام والا نور حاصل کرے گی۔

ھود، نوح، صالح علیہم السلام اپنی قوموں میں مبعوث ہوئے تو یہ امت بھی قوم میں محمدی مہر کے ساتھ دین کا کام کر کے ان انبیاء علیہم السلام کے انوار حاصل کرے گی۔
شعیب علیہ السلام تاجروں میں مبعوث ہوئے۔

قوم سبا کے تیرہ انبیاء علیہم السلام کسانوں اور جاگیرداروں میں مبعوث ہوئے۔
موسیٰ علیہ السلام اہل حکومت میں مبعوث ہوئے الغرض دنیا کے تمام طبقات میں یہ امت تا قیامت دین کی دعوت کا عمل کر کے محمدی مہر کے ساتھ سارے انبیاء علیہم السلام کے انوارات اور رحمتیں حاصل کرے گی۔

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہونا شرف، رحمتوں اور برکتوں کا باعث ہے اور امت محمدیہ کیلئے طرہ امتیاز بھی ہے اور باعث فخر واعزاز بھی۔ نیز موجودہ دور میں محمدی طریقہ ہی میں امن وامان ہے بشرطیکہ دعوت دین کا عمل نبوی طریقہ پر کیا جائے موجودہ دور کی پریشانیاں اور شرور وفساد ماڈرن طریقوں کی ہی ایجادات ہیں جو کہ امن وامان کو قائم رکھنے میں ناکام ہو چکا ہے۔

مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ جوابات سن کر یورپین آدمی نے کہا کہ مجھے اپنی زندگی میں کوئی بھی مطمئن نہیں کر سکا لیکن آج آپ نے مجھے مکمل طور پر مطمئن کر دیا اور میں آج سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین تسلیم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا جو شرف بخشا ہے ہمیں اس کی لاج رکھنے اور اس عظیم عہدہ کی ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق سے نوازیں آمین۔

عشرہ مبشرہ کے نام

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (۷) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (۸) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۹) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ۔

دعا کے پانچ آداب

۱- دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھائے۔ ۲- دونوں ہاتھوں کے درمیان قدرے فاصلہ رکھا جائے۔
۳- آہستہ آہستہ یعنی چپکے چپکے دعا کرے۔ ۴- قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کرے۔
۵- دعا سے پہلے اور بعد میں حمد وثناء اور درود شریف پڑھے۔ (ح)

بیمار دل کی علامات

انسان کو کیسے پتہ چلے کہ اس کا دل بیمار ہے؟

اس سلسلہ میں حافظ ابن قیمؒ نے کچھ علامات بتائی ہیں۔

پہلی علامت: جب انسان فانی چیزوں کو باقی چیزوں پر ترجیح دینے لگے تو وہ سمجھ لے کہ میرا دل بیمار ہے۔ مثلاً دنیا کا گھر اچھا لگتا ہے مگر آخرت کا گھر بنانے کی فکر نہیں ہے۔ دنیا میں عزت مل جائے مگر آخرت کی عزت یا ذلت کی سوچ دل میں نہیں۔ دنیا میں آسانیاں ملیں مگر آخرت کے عذاب کی پرواہ نہیں۔

دوسری علامت: جب انسان رونا بند کر دے تو وہ سمجھ لے کہ دل سخت ہو چکا ہے۔ کبھی کبھی انسان کی آنکھیں روتی ہیں اور کبھی کبھی انسان کا دل روتا ہے۔ دل کا رونا آنکھوں کے رونے پر فضیلت رکھتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آنکھ سے پانی کا نکلنا ہی رونا کہلاتا ہے' بلکہ اللہ کے کئی بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے دل رو رہے ہوتے ہیں گو ان کی آنکھوں سے پانی نہیں نکلتا مگر ان کا دل سے رونا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے اور ان کی توبہ کے لئے قبولیت کے دروازے کھل جاتے ہیں تو دل اور آنکھوں میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور روئے اور بعض کی تو دونوں چیزیں رو رہی ہوتی ہیں۔ آنکھیں بھی رو رہی ہوتی ہیں اور دل بھی رو رہا ہوتا ہے۔

تیسری علامت: مخلوق سے ملنے کی تو تمنا ہو لیکن اسے اللہ رب العزت سے ملنا یاد ہی نہ ہو تو سمجھ لے کہ یہ میرے دل کے لئے موت ہے۔ لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ ایسے تعلقات ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک دوسرے سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے وہ اداس ہوتے ہیں اور انہیں انتظار ہوتا ہے مگر انہیں اللہ کی ملاقات یاد ہی نہیں ہوتی۔

چوتھی علامت: جب انسان کا نفس اللہ رب العزت کی یاد سے گھبرائے اور مخلوق کے ساتھ بیٹھنے سے خوش ہو تو وہ بھی دل کی موت کی پہچان ہے۔ اللہ کی یاد سے گھبرانے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا دل تسبیح پڑھنے اور مراقبہ کرنے سے گھبرائے۔ اس کے لئے مصلیٰ پر

بیٹھنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ایک موٹا سا اصول سمجھ لو کہ اگر بندے کا اللہ کے ساتھ تعلق دیکھنا ہوتو اس کا مصلے پر بیٹھنا دیکھ لو۔ذاکر شاغل بندہ مصلے پر اسی طرح سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے جس طرح بچہ ماں کی گود میں سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے اور جس کے دل میں کجی ہوتی ہے اس کے لئے مصلے پر بیٹھنا مصیبت ہوتی ہے وہ سلام پھیر کر مسجد سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔کئی تو ایسے ہوتے ہیں کہ مسجد میں آنے کے لئے ان کا دل آمادہ ہی نہیں ہوتا۔(و)

نماز میں رکوع، سجدہ، اچھی طرح نہ کرنا نماز کی چوری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم کرو اور جب دس برس کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اس کو مارو۔

جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں نہیں وہ عصر اور فجر کی نمازیں ہیں ان دونوں کے بعد مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں سنتوں کے بعد پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ.	تین مرتبہ
اٰیَةَ الْکُرْسِیُّ	ایک مرتبہ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	ایک مرتبہ
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ	ایک مرتبہ
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ	ایک مرتبہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ ٣٣ مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ٣٣ مرتبہ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ ٣٣ مرتبہ

اس کے بعد ایک مرتبہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

وہ سات چیزیں جو نماز سے پہلے ضروری ہیں۔

١۔اوّل بدن کا پاک ہونا۔٢۔دوسرے کپڑوں کا پاک ہونا۔٣۔تیسرے جگہ کا پاک ہونا۔٤۔چوتھے ستر کا چھپانا۔٥۔پانچویں نماز کا وقت ہونا۔٦۔چھٹے قبلہ کی طرف منہ کرنا۔٧۔ساتویں نیت کرنا۔

حقوق العباد کی اہمیت

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ایک مرید تھے، جن کو آپ نے خلافت بھی عطا فرما دی تھی اور ان کو بیعت اور تلقین کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ ایک مرتبہ وہ سفر کر کے حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی تھا، انہوں نے آ کر سلام کیا اور ملاقات کی، اور بچے کو بھی ملوایا کہ حضرت یہ میرا بچہ ہے، اس کے لئے دعا فرما دیجئے۔ حضرت والا نے بچے کے لئے دعا فرمائی، اور پھر ویسے ہی پوچھ لیا کہ اس بچے کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت اس کی عمر ۱۳ سال ہے، حضرت نے پوچھا کہ آپ نے ریل گاڑی کا سفر کیا ہے تو اس بچے کا آدھا ٹکٹ لیا تھا یا پورا ٹکٹ لیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت آدھا ٹکٹ لیا تھا۔ حضرت نے فرمایا: کہ آپ نے آدھا ٹکٹ کیسے لیا جب کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچے کا تو پورا ٹکٹ لگتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ قانون تو یہی ہے کہ بارہ سال کے بعد ٹکٹ پورا لینا چاہئے، اور یہ بچہ اگرچہ ۱۳ سال کا ہے لیکن دیکھنے میں ۱۲ سال کا لگتا ہے، اس وجہ سے میں نے آدھا ٹکٹ لے لیا۔ حضرت نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون. معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تصوف اور طریقت کی ہوا بھی نہیں لگی۔ آپ کو ابھی تک اس بات کا احساس اور ادراک نہیں کہ بچے کو جو سفر آپ نے کرایا، یہ حرام کرایا۔ جب قانون یہ ہے کہ ۱۲ سال سے زائد عمر کے بچے کا ٹکٹ پورا لگتا ہے اور آپ نے آدھا ٹکٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ریلوے کے آدھے ٹکٹ کے پیسے غصب کر لئے اور آپ نے چوری کر لی۔ اور جو شخص چوری اور غصب کرے ایسا شخص تصوف اور طریقت میں کوئی مقام نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا آج سے آپ کی خلافت اور اجازت بیعت واپس لی جاتی ہے۔ چنانچہ اس بات پر ان کی خلافت سلب فرمالی۔ حالانکہ اپنے اوراد و وظائف میں، عبادات اور نوافل میں، تہجد اور اشراق میں، ان میں سے ہر چیز میں بالکل اپنے طریقت پر مکمل تھے، لیکن یہ غلطی کی کہ بچے کا ٹکٹ پورا نہیں لیا، صرف اس غلطی کی بنا پر خلافت سلب فرمالی۔ (و)

حفاظت خداوندی

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ جب تک بالغ نہیں ہوتا اس کے نیک عمل اس کے والد یا والدین کے حساب میں لکھے جاتے ہیں اور جو کوئی برا عمل کرے تو وہ نہ اس کے حساب میں لکھا جاتا ہے نہ والدین کے۔ پھر جب وہ بالغ ہو جاتا ہے تو حساب اس کے لیے جاری ہو جاتا ہے اور دو فرشتے جو اس کے ساتھ رہنے والے ہیں ان کو حکم دے دیا جاتا ہے کہ اس کی حفاظت کریں اور قوت بہم پہنچائیں، جب حالتِ اسلام میں چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو (تین قسم کی بیماریوں سے) محفوظ کر دیتے ہیں: جنون، جذام اور برص سے۔ جب پچاس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب ہلکا کر دیتے ہیں، جب ساٹھ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف رجوع کی توفیق دیتے ہیں، جب ستر سال کو پہنچتا ہے تو سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب اسی سال کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو لکھتے ہیں اور گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

پھر جب نوے سال کی عمر ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اور اس کو اپنے گھر والوں کے معاملے میں شفاعت کرنے کا حق دیتے ہیں اور اس کی شفاعت قبول فرماتے ہیں اور اس کا لقب ''اَمِیۡنُ اللّٰہ'' اور ''اَسِیۡرُ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡض'' (یعنی اللہ کا معتمد اور زمین میں اللہ کا قیدی) ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس عمر میں پہنچ کر عموماً انسان کی قوت ختم ہو جاتی ہے، کسی چیز میں لذت نہیں رہتی، قیدی کی طرح عمر گزارتا ہے اور جب انتہائی عمر کو پہنچ جاتا ہے، تو اس کے تمام وہ نیک عمل نامۂ اعمال میں برابر لکھے جاتے ہیں جو وہ اپنی صحت و قوت کے زمانے میں کیا کرتا تھا اور اگر اس سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو وہ لکھا نہیں جاتا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳)(و)

نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں۔ اوّل تکبیر تحریمہ کہنا۔ دوسرے قیام (کھڑا ہونا) تیسرے قرأت (یعنی قرآن مجید پڑھنا) چوتھے رکوع کرنا۔ پانچویں دونوں سجدے۔ چھٹے قعدہ اخیرہ یعنی نماز کے اخیر میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔ مگر تکبیر تحریمہ شرط ہے رُکن نہیں ہے۔

گناہوں کی معافی

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن بندہ اور مؤمن عورت کی جان میں اس کی اولاد اور مال میں آزمائش آتی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے مولیٰ سے جاملتا ہے اور اس پر کوئی بھی گناہ نہیں ہوتا۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔قریب قریب رہو اور سیدھے سیدھے رہو۔ ہر ناگوار بات جو مسلمان کو پہنچے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔حتیٰ کہ کوئی مصیبت جو اس کو پہنچے اور کانٹا جو اس کو چبھے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی مصیبت کسی مسلمان کو پہنچے اللہ اس مصیبت کو مسلمان کے لئے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں۔حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھ جائے (متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا میں جو بھی آزمائش وابتلاء کسی بندے پر آتی ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور اللہ بہت زیادہ کریم ہیں اور معاف فرمانے کے لحاظ سے بہت عظیم ہیں کہ اس گناہ کے بارے میں بندے سے قیامت میں سوال کریں (یعنی یہ مصیبت ان گناہوں کا کفارہ بن گئی جو اس سے سرزد ہوئے) اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھسل کر گرنا اور رگ کا پھڑکنا کسی لکڑی وغیرہ سے خراش کا لگنا یہ تمہارے اعمال کی بناء پر ہے اور جو اللہ معاف فرمادیتے ہیں وہ بہت زیادہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔کسی بھی مسلمان کو کانٹا چبھ جائے یا اس سے بڑی چیز اس کی وجہ سے ایک درجہ اس کا لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف کردی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مؤمن مرد اور مؤمن عورت، مسلمان مرد اور مسلمان عورت بیمار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی خطاء کو اس بیماری کی وجہ سے جھاڑ دیتے ہیں اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو جھاڑ دیتے ہیں۔(ب)

مثالی معاشرت کی جھلک

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دو آدمی آپس میں لڑے، لڑائی میں ایک کا دانت ٹوٹ گیا، جس کا دانت ٹوٹا وہ شخص اس کو پکڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ دانت کا بدلہ دانت ہوتا ہے، لہٰذا قصاص دلوایئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں حق ہے لیکن کیا فائدہ، تمہارا دانت تو ٹوٹ ہی گیا، اس کا بھی توڑیں، اس کی بجائے تم دانت کی دیت لے لو، دیت پر صلح کرلو۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میں دانت ہی توڑوں گا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اس کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر چلو، اس کا بھی دانت توڑتے ہیں۔

راستے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، بڑے درجے کے مشہور صحابی ہیں، انہوں نے کہا کہ بھئی دیکھو! تم قصاص تو لے رہے ہو مگر ایک بات تو سنتے جاؤ، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو تکلیف پہنچائے اور پھر جس کو تکلیف پہنچی ہے وہ اس کو معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت معاف فرمائیں گے جبکہ اس کو معافی کی سب سے زیادہ حاجت ہوگی، یعنی آخرت میں۔ تو یہ شخص یا تو اتنے غصے میں آیا تھا کہ پیسے لینے پر بھی راضی نہیں تھا جب یہ بات سنی تو کہا کہ: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے سنی ہے اور میرے ان کانوں نے سنی ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے تو جاؤ اس کو بغیر کسی پیسے کے معاف کرتا ہوں، چنانچہ معاف کردیا۔ (ش)

واجبات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی چیز بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اور بھولے سے چھوٹنے کے بعد سجدہ سہو نہ کیا جائے یا قصداً کوئی چیز چھوڑ دی جائے تو نماز کا لوٹانا واجب ہوتا ہے۔

معاملات درست رکھئے

فقہ کی ایک مشہور کتاب ہے جو ہمارے تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے، اور اس کتاب کو پڑھ کر لوگ عالم بنتے ہیں۔ اس کا نام ہے ''ھدایہ'' اس کتاب میں طہارت سے لے کر میراث تک شریعت کے جتنے احکام ہیں، وہ سب اس کتاب میں جمع ہیں۔ اس کتاب کی چار حصے ہیں، پہلا حصہ عبادات سے متعلق ہے جس میں طہارت کے احکام، نماز کے احکام، زکوۃ، روزے، اور حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اور باقی تین حصے معاملات یا معاشرت کے احکام سے متعلق ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ دین کے احکام کا ایک چوتھائی حصہ عبادات سے متعلق ہے اور تین چوتھائی حصہ معاملات سے متعلق ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان معاملات کا یہ مقام رکھا ہے کہ اگر انسان روپے پیسے کے معاملات میں حلال و حرام کا، اور جائز و ناجائز کا امتیاز نہ رکھے تو عبادات پر بھی اس کا اثر یہ واقع ہوتا ہے کہ چاہے وہ عبادات ادا ہو جائیں لیکن ان کا اجر و ثواب اور ان کی قبولیت موقوف ہو جاتی ہے، دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بڑی عاجزی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں اس حال میں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں، گڑ گڑا کر اور رو رو کر پکارتے ہیں کہ یا اللہ! میرا یہ مقصد پورا کر دیجئے، فلاں مقصد پورا کر دیجئے، بڑی عاجزی سے، الحاح و زاری کے ساتھ یہ دعائیں کر رہے ہوتے ہیں، لیکن کھانا ان کا حرام، پینا ان کا حرام، لباس ان کا حرام، اور ان کا جسم حرام آمدنی سے پرورش پایا ہو، **فانی یستجاب له الدعاء** ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہو؟ ایسے آدمی کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (س)

تین اوقات میں ہر نماز پڑھنی منع ہے، ۱۔ طلوع آفتاب کے وقت ۔۲۔ زوال آفتاب کے وقت، ۳۔ غروب آفتاب کے وقت۔ لیکن اگر کسی کی آج کے دن کی عصر کی نماز رہ گئی ہو تو غروب کے وقت ہی پڑھ لے، کیونکہ قضا ہونے کے مقابلے میں مکروہ وقت میں پڑھ لینا ہی غنیمت ہے مگر اس کی عادت بنا لینا (کہ کام کاج میں لگا رہے اور جب سورج غروب ہو رہا ہو اس وقت پڑھے) اچھا نہیں۔

کلمہ طیبہ کی تاثیر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ دل سے حق سمجھ کر اس کو پڑھے اور اسی حال میں مرجائے مگر وہ جہنم پر حرام ہوجائے وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے... (رواہ الحاکم)

بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے اس حدیث سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ مسلمان ہی اس وقت ہوا ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کفر کے گناہ بالاتفاق معاف ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پہلے سے مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو کہہ کر مرا ہے تب بھی کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ... اپنے لطف سے سارے ہی گناہ معاف فرمادیں... حق تعالیٰ شانہ... کا تو خود ہی ارشاد ہے کہ شرک کے علاوہ سارے ہی گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرمادیں گے...

ملاّ علی قاریؒ نے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ حدیث اور اس قسم کی احادیث اس کے اعتبار سے ہیں جب تک دوسرے احکام نازل نہیں ہوئے تھے... بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد اس کلمہ کو اس کے حق کی ادائیگی کے ساتھ کہنا ہے... حضرت بصری وغیرہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے... امام بخاری کی تحقیق یہ ہے کہ ندامت کے ساتھ اس کلمہ کو کہا ہو کہ یہی حقیقت توبہ کی ہے اور پھر اسی حال پر انتقال ہوا ہو... ملا علی قاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے ہمیشہ جہنم میں رہنے کی حرمت مراد ہے... ان سب کے علاوہ ایک کھلی ہوئی بات اور بھی ہے وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی خاص اثر ہونا اس کے منافی نہیں کہ کسی عارض کی وجہ سے وہ اثر نہ کر سکے... سقمونیا کا اثر اسہال ہے لیکن اگر اس کے بعد کوئی سخت قابض چیز کھالی جائے تو یقیناً سقمونیا کا اثر نہ ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس دوا کا وہ اثر نہیں رہا بلکہ اس عارض کی وجہ سے اس شخص پر اثر نہ ہوسکا... (ف)

مفسداتِ نماز اُن چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز فاسد ہوجاتی ہے یعنی ٹوٹ جاتی ہے اور اُسے لوٹانا ضروری ہوجاتا ہے۔

دل کا بگاڑنا آسان ہے

دل کا بگاڑنا بڑا آسان ہے۔ دیکھئے جیسے گھر کے اندر روشندان ہوتے ہیں اگر وہ کھلے رہیں تو پھر سارے کمرے میں مٹی آتی ہے۔ اسی طرح سے اگر آنکھ' کان وغیرہ کا روشندان کھلا رہے تو دل کے کمرہ میں مٹی آئیگی اور آج کل کے نوجوانوں کا تو یہ روشندان بند ہی نہیں ہوتا۔

ایک شخص حسن بصریؒ کے پاس حاضر ہوا' کہنے لگا' حضرت! پتہ نہیں ہمارے دل سو گئے ہیں۔ فرمایا وہ کیسے؟ عرض کیا کہ حضرت! آپ درس دیتے ہیں' وعظ نصیحت کرتے ہیں لیکن دل پر اثر نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا' اگر یہ معاملہ ہے تو یہ نہ کہو کہ دل سو گئے' تم یوں کہو کہ دل مو گئے (مر گئے)۔ وہ بڑا حیران ہوا' کہنے لگا' حضرت! یہ دل مر کیسے گئے؟ حضرت نے فرمایا' دیکھو جو انسان سویا ہوا ہو اسے جھنجھوڑا جائے تو وہ جاگ اٹھتا ہے اور جو جھنجھوڑنے سے بھی نہ جاگے وہ سویا ہوا نہیں وہ مویا ہوا ہوتا ہے۔ جو انسان اللہ کا کلام سنے' نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان سنے اور پھر دل اثر قبول نہ کرے یہ دل کی موت کی علامت ہوتی ہے۔ تو ہم اس دل کو مرنے سے پہلے پہلے روحانی اعتبار سے زندہ کرلیں۔ جب یہ دل سنور جائے پھر اس میں اللہ رب العزت کی محبت بھر جاتی ہے۔ پھر اس کی کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار　　　یہ بیاباں جب ہوا عالم بیاباں ہو گیا

یہ اللہ والوں کی کیفیت ہوتی ہے' ان کا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ پھر اللہ کے سوا کسی اور کی جانب دھیان ہی نہیں جاتا' پھر بندہ کا دل قیمتی بن جاتا ہے۔ اس دل کو سنوارنے کے لئے مشائخ باقاعدہ ذکر بتاتے ہیں۔ ہم ان کو باقاعدگی سے کریں تاکہ دل اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز ہوں پھر ہمیں راتوں کو اٹھنے میں مزہ آئے گا' پھر ہمیں راتوں کو اٹھنے کے لئے گھڑیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ بستر ہی اچھال دے گا۔

قطب الارشاد حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ جب بیان میں اہل دل کے واقعات سناتے تو فرماتے کہ ان لوگوں کا دل بنا ہوا تھا۔ اے اللہ ہمارے دل کو بھی سنوار دیجئے۔ (ص)

عقل کی نعمت

عقل کی نعمت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ خدانخواستہ یہ نعمت نہ رہے تو انسان جانوروں سے بدتر ہو جائے' ذرا غور کریں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں کتنی وسعت رکھی ہے کہ انسان علوم کا ایک بہت ہی وسیع خزانہ اس میں جمع کر لیتا ہے۔ دنیا بھر کی مختلف چیزوں کے عکس اور صورتیں اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔ یہی عقل و دانش تو ہے جس پر آج دنیا والوں کو ناز ہے ہر ایک اپنی عقل پر ناز کرتا ہے کہ "میری عقل' میری سمجھ یہ کہتی ہے۔"

ایک اندازے کے مطابق ایک انسان کے دماغ میں اربوں خلئے ہوتے ہیں جو چیزوں کو اپنے اندر محفوظ کرتے رہتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ کس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے چھوٹے سے دماغ میں اتنی وسعت رکھ دی کہ دماغ کی ریلیں رات دن چلنے کے باوجود ختم نہیں ہوتیں' پھر اللہ تعالیٰ نے اس دماغ کو ہڈیوں کو ایک مضبوط خول میں بند کر دیا اور اس کے اوپر بال اگا کر مزید حفاظت کی ترتیب قائم کر دی۔

پھر اگر عقل نہ رہے تو سارے اعضاء ہوتے ہوئے بھی انسان کے لئے بے کار ہیں۔ کبھی سوچا ہے کہ اگر ہمارے پاس عقل نہ ہوتی تو لوگ ہمیں پاگل کہتے یا عقل کم ہوتی تو لوگ ہمیں بے وقوف کہتے 'تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کتنا عظیم احسان ہے جس نے ہمیں عقل جیسی عظیم نعمت عطا فرما دی۔ جس کے ذریعے ہم فائدے والی چیزوں کو حاصل کرتے ہیں اور نقصان دہ چیزوں سے بچ جاتے ہیں اور اس عقل ہی کی وجہ سے کوئی حافظ بنتا ہے' کوئی عالم بنتا ہے' کوئی شیخ الحدیث' کوئی ڈاکٹر اور کوئی انجینئر' کوئی سیاستدان اور پروفیسر' غرض یہ دنیا کے مختلف عظیم عظیم منصب اگر انسان کو حاصل ہوتے ہیں تو اسی عقل ہی کی وجہ سے۔ اگر عقل نہ رہے تو ہمیں اپنے ہی رشتہ دار اور چاہنے والے پاگل خانے میں داخل کروائیں۔ پھر سوچیں اور بار بار سوچیں وہ عظیم محسن ذات جس نے صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ ہمارے بیوی بچوں کو بھی عقل کی یہ عظیم نعمت دی اس نے ہم پر کتنا عظیم احسان کیا۔ (ص)

ڈاڑھی رکھنے کا آسان وظیفہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاڑھی رکھنے کے بارہ میں ایک آسان طریقہ بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ جب آپ ڈاڑھی منڈائیں تو رات کو سوتے وقت یہ دعا کریں کہ "یا اللہ مجھ سے سخت گناہ سرزد ہوا ہے میں نادم ہوں مجھے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں" پھر اگلے دن ڈاڑھی منڈائیں تو رات کو اسی گناہ کا اعتراف اور توفیق کی دعا کریں اس طرح چند دنوں میں اللہ تعالیٰ ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

ڈاڑھی سنت ہے اور سنت سے اجتناب دراصل صحت سے اجتناب ہے۔ ڈاڑھی کے فوائد و محاسن شرعی لحاظ سے اظہر من الشمس ہیں

برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر مور نے شیو بلیڈ اور صابن پر برسوں تجربات کے بعد جو نتائج اخذ کیے ہیں۔ ان کو ماہنامہ صحت (دہلی) نے کچھ یوں بیان کیے ہیں۔

شیو سے جتنا زیادہ نقصان جلد کو پہنچتا ہے شاید جسم کے کسی اور حصے کو پہنچتا ہو۔ دراصل شیو کا نشتر جلد کو مسلسل رگڑتا رہتا ہے اور ہر آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ چہرے پر ایک بھی بال موجود نہ ہو تاکہ چہرے کے حسن اور نکھار میں کمی واقع نہ ہو۔ اب بار بار ایک تیز استرے یا بلیڈ سے جلد کو چھیلا جاتا ہے جس سے چہرے کی جلد حساس (Sensitive) ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے امراض کو قبول اور حصول کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہے۔

کند استرا یا بلیڈ چہرے پر پھیرنے میں زیادہ طاقت استعمال کرنا پڑتی ہے۔ جس سے جلد مجروح ہو جاتی ہے یہ زخم آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ لیکن ان کی جلن کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ جب جلد پر کوئی خراش آ جائے تو جراثیم کو داخلے کا راستہ مل جاتا ہے۔ اس طرح ڈاڑھی مونڈنے والا طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (ص)

نماز اوابین: یہ نفل مغرب کے فرض اور سنت پڑھنے کے بعد پڑھے جاتے ہیں، حدیث میں ہے کہ جو شخص ان نفلوں کو اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے، تو اس کو بارہ سال کی نفلوں کے برابر ثواب ملے گا، اس نماز کی کم سے کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں ہیں۔

اپنی ذمہ داریوں کا احساس کیجئے

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے یزید کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت نے جواب دیا کہ اس شخص کیلئے جائز ہے جسے یقین ہو کہ وہ یزید سے بہتر ہو کر مرے گا۔ سائل نے کہا یہ مرنے سے پہلے کیسے ہو سکتا ہے؟

حضرت نے فرمایا: بس پھر مرنے کے بعد جائز ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا۔ یزید کی مغفرت ہوگی یا نہیں؟

آپ نے جواب دیا:۔ یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرو۔

دوسروں کو اپنے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا یا ان سے اپنے جائز حقوق کے مطالبات منوانا بلاشبہ درست ہے اور ہر ایک کو اس کا حق حاصل ہے لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مطالبہ کرنے والا خود اس پر نظر دوڑائے کہ کیا وہ اپنے ذمہ کے حقوق وواجبات بھی ادا کر رہا ہے؟ وہ صرف مانگنے کے بجائے کچھ دے بھی رہا ہے؟ وہ معاشرے کے بگاڑ کا حصہ بن کر بگاڑ کی فریاد کر رہا ہے یا عضو صالح بن کر فساد کی طرف متوجہ کر رہا ہے؟

قرآن کی تعلیم تو یہ ہے۔ مومنو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

اس کا حاصل یہی ہے کہ اصلاح کی فکر اور اصلاح کا آغاز خود سے کرنا چاہئے۔

مغرب کی دنیوی ترقی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیم کے کئی زریں معاشرتی اصولوں کو اپنالیا۔ جب تک ہم اپنے اندر انفرادی اور ملی ذمہ داریوں کا احساس اجاگر نہیں کریں گے۔ ذاتی خواہشات کو قومی مفادات پر قربان نہیں کریں گے۔ ملک وملت سے حقوق مانگنے اور وصول کرنے کے ساتھ انہیں ان کے حقوق دینے کی سعی نہیں کریں گے۔ دوسروں کی اصلاح کے نعروں کے ساتھ اپنی اصلاح' اپنی کوتاہیوں کی درستگی کی فکر نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمارا معاشرہ نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہم قوموں کی دوڑتی ہوئی زندگی میں بحیثیت ملک وملت کوئی بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ ان احساسات کے ساتھ پوری قوم کی تربیت ہوگی تو آگے بڑھنے کی راہیں کھلیں گی۔ (ح)

اُمت میں جوڑ پیدا کرنیوالے اعمال

امت میں اتحاد کیلئے اصول

ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرلے وہ اسکو قبول نہ کرے وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آنے پائیگا۔ (ابن ماجہ) غیر مالی حقوق مثلاً کسی شخص نے کسی کو ناحق ستایا کوئی نامناسب بات زبان سے کہہ دی کسی کی دل شکنی ہوگئی تو ایسا شخص اگر معذرت کرلے غلطی کی معافی مانگ لے تو اسکو معاف کردینا بڑے اجر کا ذریعہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پریشان حال کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر (۷۳) مرتبہ مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لیے کافی ہے اور باقی بہتر ۷۲ مغفرت قیامت کے دن اس کے لیے درجات (کی بلندی کا ذریعہ بن جائیں گی۔ (بیہقی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصہ ملتا ہے۔ (بہشتی زیور)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دیدیا اور جب اس کا وقت آجائے پھر مہلت دے تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپیہ سے دوگنا روپیہ روزمرہ خیرات کردیا۔ (بہشتی زیور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم وتکریم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے لیے اس شخص کو مقرر کریگا جو اس کی تعظیم وتکریم کریگا (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے گروہ میں شامل نہیں)۔ (ح)

اتباع سنت کا عجیب واقعہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، فاتح ایران، جب ایران میں کسریٰ پر حملہ کیا گیا تو اس نے مذاکرات کے لئے آپ کو اپنے دربار میں بلایا، آپ وہاں تشریف لے گئے.... جب وہاں پہنچے تو تواضع کے طور پر پہلے ان کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا، چنانچہ آپ نے کھانا شروع کیا، کھانے کے دوران آپ کے ہاتھ سے ایک نوالہ نیچے گر گیا...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ اگر نوالہ نیچے گر جائے تو اس کو ضائع نہ کرو وہ اللہ کا رزق ہے، اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے کونسے حصے میں برکت رکھی ہے، اس لئے اس نوالے کی ناقدری نہ کرو، بلکہ اس کو اٹھالو، اگر اس کے اوپر کچھ مٹی لگ گئی ہے تو اسکو صاف کرلو، اور پھر کھالو...... چنانچہ جب نوالہ نیچے گرا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد آ گئی اور آپ نے اس نوالے کو اٹھانے کے لئے نیچے ہاتھ بڑھایا، آپ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے انہوں نے آپ کو کہنی مار کر اشارہ کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو.... یہ تو دنیا کی سپر طاقت کسریٰ کا دربار ہے، اگر تم اس دربار میں زمین پر گرا ہوا نوالہ اٹھا کر کھاؤ گے تو ان لوگوں کے ذہنوں میں تمہاری وقعت نہیں رہے گی اور یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑے ندیدہ قسم کے لوگ ہیں، اس لئے یہ نوالہ اٹھا کر کھانے کا موقع نہیں ہے، آج اس کو چھوڑ دو....

جواب میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کیا عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ:

أَأَتْرُکُ سُنَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِھٰؤُلَاءِ الْحُمْقٰی؟

کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دوں؟ چاہے یہ اچھا سمجھیں، یا برا سمجھیں، عزت کریں، یا ذلت کریں، یا مذاق اڑائیں، لیکن میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتا....(ع)

حدیث میں ہے کہ رات کے قیام (تہجد) کو لازم کرلو، اس لئے کہ یہ ان (نیک) لوگوں کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے گزر چکے، اس نماز کے پڑھنے سے بندہ اپنے پروردگار سے قریب ہو جاتا ہے یہ نماز گناہوں سے روکنے والی اور گناہوں کو مٹانے والی ہے (ترمذی)

ربیع الاول کے متعلق معمولات نبوی

فضائل.... یہ مہینہ چار اعتبار سے بزرگ ہے۔

۱۔اس کی نویں یا بارہویں تاریخ کو ہمارے پاک نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے یہ عالم منور ہوا یعنی آپ پیدا ہوئے....

۲۔اسی ماہ میں ہمارے پاک نبیؐ پر اللہ کی جانب سے وحی (سورۂ اِقرَ أ) نازل ہوئی اور آپؐ منصب ختم نبوت پر فائز ہوئے....

۳۔اسی ماہ میں ہجرت جیسی عبادت آنحضرت نے ادا فرمائی جو مسلمانوں کی ترقی اور غلبہ وحکومت کا سبب بنی....

۴۔اسی ماہ کی بارھویں تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے....

اس ماہ میں نہ کوئی حکم خداوندی ہے اور نہ آنحضرت سے کوئی عمل منقول ہے نہ آپ کے بعد آپ کے عاشق زار صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی عمل ثابت ہے....حالانکہ صحابہ کو جتنی محبت آنحضرتؐ سے تھی اتنی دنیا میں نہ کسی کو تھی نہ کسی کو ہو سکتی ہے....اگر اس ماہ میں کوئی عمل مستحسن ہو سکتا تو صحابہؓ ضرور کرتے....اللہ تعالیٰ نے اس ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کی ولادت کے ساتھ آپ کی وفات بھی جو مقدر اور واقع فرمائی تو اس کا راز یہ تھا کہ اگر اس ماہ میں آپ کی ولادت کا خیال کر کے لوگ خوشی منانا چاہیں جیسے پہلے کے بعض پیغمبروں کے ساتھ کیا تو فوراً آپ کی وفات کا غم بھی یاد آ جائے جو اسی ماہ میں ہوئی....اور اگر لوگ اس ماہ میں آپ کی وفات کا لحاظ کر کے غم منانا چاہیں تو فوراً آپ کی ولادت کی مسرت بھی یاد آ جائے....

اسی طرح مسلمان اپنی طرف سے اس ماہ میں نہ عید مقرر کریں نہ غم کیونکہ عید کا مقرر کرنا دین اور صرف پیغمبر کا کام ہے....

کاش! مسلمان بھائی ہجرت رسول کی یادگار میں خود بھی اپنے اپنے موجودہ خلاف شرع اعمال سے اعمال رسول کی طرف ہجرت کریں....کیونکہ بقول رسول یہ بھی ہجرت ہے پھر غلبہ اور حکومت ان کو بھی ملے....(ع)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت

قرآن میں ہے "وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الخ ترجمہ:....اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی گزران اور نباہ کرو...." اگر تم کو ان کی کچھ بات نا گوار بھی گزرے تو ممکن ہے کہ جس بات کو تم پسند نہیں کرتے.... اللہ تعالیٰ اس کے اندر بہت سی خوبیاں اور بھلائیاں بھی بنا دے....(نساء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد نے اپنی بی بی کی کج خلقی پر صبر کیا.... اللہ اس کو اتنا اجر دے گا.... جتنا حضرت ایوبؑ کو ان کے امتحان پر دیا تھا.... اور جس عورت نے اپنے شوہر کی بدمزاجی پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو آسیہ بی بی کا سا ثواب دے گا....(زین العلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کچھ کام (بیبیوں کے ہاتھ بٹانے کے لئے) خود بھی کر لیا کرتے.... جھاڑو دے لیتے، بکری کا دودھ دُوہ لیتے....

فرمایا:.... تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ زیادہ اچھا ہو اور میں تم سب سے زیادہ بہتر سلوک اپنی بیبیوں کے ساتھ کرتا ہوں....(ترمذی)

فرمایا:.... اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بُرا شخص وہ ہے کہ اس نے خلوت میں بی بی سے کچھ کہا یا بیوی نے کچھ کہا.... پھر یہ شخص عورت کا راز ظاہر کرتا پھرے....(مسلم)

فرمایا:.... جب کسی کو کوئی اجنبی عورت اچھی معلوم ہو تو اسے فوراً اپنی بیوی کے پاس جانا (اور اس سے فراغت کرنا) چاہئے کیونکہ عورت ہونے میں دونوں برابر ہیں....(دارمی)

فرمایا:.... جب بیوی کے پاس جاؤ تو لباس پہنے رہو.... جانور کی طرح ننگے نہ ہو جاؤ....(جمع الفوائد)

اگر ایک بار کے بعد پھر ارادہ ہوا تو درمیان میں غسل یا کم سے کم وضو ضرور فرما لیتے....(سفر السعادۃ)

حضور نے اپنی بیبیوں کو کبھی کہانی سنائی اور کبھی ان سے کہانی سنی (جمع الفوائد)

حضور سردیوں میں غسل فرما کر گرم ہونے کیلئے بی بی کے پاس لحاف میں لیٹ رہتے....(ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کے حیض کی حالت میں پاس بیٹھتے، ساتھ کھاتے، ان کو چھوتے، بوسہ لیتے، اختلاط کی باتیں بھی کر لیتے مگر صحبت نہ فرماتے....(جمع الفوائد)

فرمایا:.... اپنی بی بی کو کوئی بے دردی سے نہ مارے.... شاید شب میں پھر اس کے پاس جانا چاہے تو پھر آنکھیں کیسے ملیں گی....(بخاری)(ع)

ربیع الاوّل کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	واقعات وحادثات	ربیع الاوّل	مطابق
۱	ولادت باسعادت حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۹-اعام الفیل	۲۱اپریل ۵۷۱ء
۲	حضانت ورضاعت بذمہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ	۱۶-اعام الفیل	۲۷اپریل ۵۷۱ء
۳	آفتاب رسالت کا طلوع وبشارت وحی	۹-اعام الفیل	۹فروری ۶۱۰ء
۴	غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی	یکم ۱ھ	۱۳ستمبر ۶۲۲ء
۵	قباء میں آنحضرت کی تشریف آوری	۸ ۱ھ	۲۰ستمبر ۶۲۲ء
۶	تاسیس مسجد قباء	۸ ۱ھ	۲۰ستمبر ۶۲۲ء
۷	پہلی نماز جمعہ وپہلا خطبہ جمعۃ المبارک	۱۲ ۱ھ	۲۴ستمبر ۶۲۲ء
۸	مدینہ منورہ میں حضور کا مدرو مسعود	۱۲ ۱ھ	۲۴ستمبر ۶۲۲ء
۹	مسجد نبوی کی تاسیس	۱۹ ۱ھ	۲۴ستمبر ۶۲۲ء
۱۰	اذان کی باقاعدہ ابتداء	۱ھ	اکتوبر ۶۲۲ء
۱۱	غزوہ بنی نضیر	۴ھ	ستمبر ۶۲۵ء
۱۲	حرمت شراب کا قطعی حکم	۴ھ	ستمبر ۶۲۵ء
۱۳	تبلیغی مکاتیب نبوی کا آغاز	ربیع الاول ۷ھ	جولائی ۶۲۸ء
۱۴	حیات اقدس کے آخری لمحات	۱۲-۱۱ھ	۷جون ۶۳۲ء
۱۵	خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۲-۱۱ھ	۷جون ۶۳۲ء

۱۶	فتح دمشق	۱۴ھ	اپریل ۶۳۵ء
۱۷	وفات معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱۸ھ	مارچ ۶۳۹ء
۱۸	وفات ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ	۲۰ھ	فروری ۶۴۰ء
۱۹	وفات حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ	۳۱ھ	اکتوبر ۶۵۱ء
۲۰	وفات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۳۶ھ	اگست ۶۵۶ء
۲۱	صلح حضرت حسن وحضرت معاویہ رضی اللہ عنہما	۴۱ھ	جولائی ۶۶۱ء
۲۲	وفات حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما	۱-۴۹ھ	اپریل ۶۶۹ء
۲۳	وفات حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ	ربیع الاول ۵۱ھ	مارچ ۶۷۱ء
۲۴	وفات یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ	۶۴ھ	اکتوبر ۶۸۳ء
۲۵	وفات حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	۷۴ھ	جولائی ۶۹۳ء
۲۶	وفات قاضی شریح	۷۸ھ	مئی ۶۹۷ء
۲۷	شہر واسط کی تعمیر	۸۲ھ	اپریل ۷۰۱ء
۲۸	وفات قاضی مدینہ حضرت طلحہ زہری	۹۷ھ	نومبر ۷۱۵ء
۲۹	وفات حضرت عطاء بن یسار	۱۰۳ھ	اگست ۷۲۱ء
۳۰	جنگ موقان	۱۰۸ھ	جولائی ۷۲۶ء
۳۱	وفات حضرت عمرو بن شعیب السہمی	۱۱۸ھ	مارچ ۷۳۶ء
۳۲	جن نصیبین	۱۳۷ھ	اگست ۷۵۴ء
۳۳	وفات حضرت سلمہ بن دینارؒ	۱۴۰ھ	جولائی ۷۵۷ء
۳۴	تعمیر مسجد الحرام، مکہ معظمہ	۱۶۶ھ	اکتوبر ۷۸۲ء
۳۵	وفات حضرت امام ابوداؤد طیالسیؒ	۱۵-۲۰۴ھ	اگست ۸۱۹ء

۳۶	وفات حضرت امام احمد بن حنبلؒ	۱۲-۲۴۱ھ	جولائی ۸۵۵ء
۳۷	وفات امام حسن عسکریؒ	۲۶۰ھ	دسمبر ۸۷۳ء
۳۸	وفات امام قرطبیؒ	۴۲۹ھ	دسمبر ۱۰۳۷ء
۳۹	وفات خطیب بغدادی صاحب التاریخ	۴۶۳ھ	دسمبر ۱۰۷۰ء
۴۰	وفات حضرت شیخ علی ہجویریؒ	۱۲-۴۶۴ھ	نومبر ۱۰۷۱ء
۴۱	امام غزالی رحمہ اللہ نے مدرسہ نظامیہ سے استعفیٰ دیا	ربیع الاول ۴۸۸ھ	مارچ ۱۰۹۵ء
۴۲	وفات قطب بختیار کاکی رحمہ اللہ	۶۳۲ھ	اکتوبر ۱۲۳۴ء
۴۳	وفات حضرت علاؤ الدین صابر کلیری رحمہ اللہ	۱۳، ۶۹۰ھ	مارچ ۱۲۹۱ء
۴۴	وفات حضرت نظام الدین اولیاء دہلی	۱۸، ۷۲۵ھ	فروری ۱۳۲۵ھ
۴۵	وفات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ	۱۰۵۲ھ	مئی ۱۵۴۲ء
۴۶	وفات زیب النساء دختر عالمگیر رحمہ اللہ	۱۱۱۲ھ	اگست ۱۷۰۰ء
۴۷	وفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ	۱۱۷۲ھ	ستمبر ۱۷۶۲ء
۴۸	وفات مؤمن دہلوی	۱۲۷۹ھ	دسمبر ۱۸۵۲ء
۴۹	وفات علامہ عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ	۱۳۰۴ھ	نومبر ۱۸۸۶ء
۵۰	وفات قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ	۱۳۴۹ھ	جولائی ۱۹۳۰ء
۵۱	آزادی لبنان	۱۳۶۵ھ	فروری ۱۹۴۵ء
۵۲	وفات علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ	۱۴، ۱۳۷۳ھ	۲۲، نومبر ۱۹۵۳ء
۵۳	آزادی نائجیریا	۱۳۸۰ھ	اگست ۱۹۶۰ء
۵۴	وفات امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	۱۳۸۰ھ	اگست ۱۹۶۰ء
۵۵	وفات مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ	۱۴، ۱۳۸۲ھ	۱۶ اگست ۱۹۶۲ء

ذکر اللہ

اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ایسی لذیذ اور آسان عبادت ہے کہ اسے انسان معمولی سی توجہ سے ہر وقت انجام دے سکتا ہے اور اس کے فضائل اور فوائد بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنا ذکر کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ مثلاً ارشاد ہے:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو''۔

ظاہر ہے کہ ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں، وہ بندوں کے ذکر سے بے نیاز ہے، لیکن اس میں بندوں کا فائدہ ہے کہ ذکر کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے اور انسان کی روح کو غذا ملتی ہے جس سے اس میں بالیدگی اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ اس روحانی قوت کے نتیجے میں انسان کیلئے نفس اور شیطان کا مقابلہ آسان ہو جاتا ہے اور گناہوں سے بچنے میں بھی سہولت ہوتی ہے اور ہر ذکر کے ساتھ نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

ایک صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل اور قیامت کے دن سب سے بلند رتبہ عبادت کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا ذکر'' (جامع الاصول)

ایک صحابی نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ! نیکیوں کی قسمیں تو بہت ہیں اور میں ان سب کو انجام دینے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ لہٰذا مجھے ایسی چیز بتا دیجئے جسے میں گرہ سے باندھ لوں اور زیادہ باتیں نہ بتایئے گا کیونکہ میں بھول جاؤں گا''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا:۔

''تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہا کرے''۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے (یعنی ذکر والا گھر زندہ ہے اور بغیر ذکر کا گھر مردہ) (بخاری و مسلم) (الف)

بیمار پرسی

بیمار شخص کی عیادت (بیمار پرسی) بڑے اجروثواب کا عمل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے ذمے دوسرے مسلمان کے جو حقوق بیان فرمائے ہیں ان میں بیمار پرسی بھی داخل ہے بعض فقہاء نے اسے واجب تک کہا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ سنت ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنے جاتا ہے تو وہ مسلسل جنت کے باغ میں رہتا ہے''۔ (صحیح مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار کی عیادت کے وقت سات مرتبہ یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ

وہ اللہ جو خود عظیم ہے اور عظیم عرش کا مالک ہے میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی موت کا وقت ہی نہ آ چکا ہو اس کو اس کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتے ہیں۔ (ابوداؤد)

لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اسلام میں جتنی فضیلت بیمار پرسی کی بیان کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ تاکید اس بات کی گئی ہے کہ اپنے کسی عمل سے مریض کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے۔ جس عیادت سے بیمار یا تیمارداروں کو زحمت اٹھانی پڑے اس سے ثواب کے بجائے گناہ کا شدید خطرہ ہے۔

چنانچہ اگر مریض کے لئے کسی شخص سے ملاقات مضر ہو تو ایسے میں ملاقات پر اصرار کرنا بالکل ناجائز ہے۔ ایسے میں باہر ہی باہر سے حال معلوم کر کے آ جانے اور دعا کرنے سے عیادت کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ مریض کو جتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اگر مریض کا دل خوش کرنا مقصود ہو تو تیمارداروں سے کہہ دیا جائے کہ وہ کسی مناسب وقت پر مریض کو اطلاع کر دیں کہ فلاں شخص آپ کی عیادت کیلئے آیا تھا اور آپ کیلئے دعا کرتا ہے۔

عیادت کے لئے مناسب وقت کا انتخاب بھی نہایت ضروری ہے۔ ایسے وقت میں عیادت کو جانا درست نہیں ہے جب مریض کے آرام یا دیگر معمولات میں خلل آئے، لہٰذا تیمارداروں سے پہلے پوچھ لینا چاہئے کہ عیادت کا مناسب وقت کیا ہوگا؟ (الف)

صدقہ خیرات

صدقہ خیرات کے فضائل حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ زیادہ روپیہ ہی خرچ کیا جائے۔ بلکہ ہر شخص اپنی مالی حیثیت کے مطابق صدقہ خیرات کر کے یہ فضیلت حاصل کرسکتا ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک ہی روپیہ ہو اور وہ اس میں سے ایک پیسہ کسی نیک کام میں خرچ کردے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے ایک لاکھ روپے کا مالک ایک ہزار روپے صدقہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اصل قدر و قیمت اخلاص کی ہے۔

لہٰذا جن لوگوں کی مالی حالت کمزور ہو وہ بھی اپنے آپ کو صدقے کے فضائل سے محروم نہ سمجھیں، بلکہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق کم سے کم خرچ کر کے بھی اس سعادت میں حصے دار بن سکتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کر بالکل بے فکر ہو جاتے ہیں اور زکوٰۃ کے علاوہ ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کے روادار نہیں ہوتے بلکہ تمام بھلائی کے مصارف زکوٰۃ ہی سے پورے کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ایسا کرنا مناسب نہیں۔

بزرگانِ دین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا کچھ فیصد حصہ خیرات کے لئے مخصوص کرلیا کرتے تھے اور جب بھی کوئی آمدنی آتی اس کا اتنا حصہ الگ کر کے ایک تھیلے یا لفافے میں رکھتے تھے، بعض بزرگ بیسواں حصہ یا دسواں حصہ نکال کر الگ رکھ لیتے تھے۔

ہر شخص اپنے مالی حالات کے پیش نظر اگر ایک مخصوص حصہ اس کام کے لئے الگ کرلیا کرے تو اجر و ثواب حاصل کرنے کا یہ سلسلہ مستقل قائم ہو جاتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر شخص پانچواں یا دسواں حصہ ہی مخصوص کرے اپنے حالات کے مطابق جتنا کم سے کم حصہ بھی مقرر کر سکے۔ ان شاء اللہ خیر ہی خیر ہے۔ صدقہ خیرات میں اصل نیت تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی رکھنی چاہئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ یہ رہا ہے کہ صدقہ خیرات کا معمول رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی بہت کچھ دیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ "صدقے سے مال میں کمی نہیں ہوتی"۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے رزق میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں۔ (الف)

صلہ رحمی

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو ''صلہ رحمی'' کہا جاتا ہے' اور ''صلہ رحمی'' اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے' جس پر اللہ تعالیٰ بہت ثواب عطا فرماتے ہیں۔

صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے' ان کے دکھ سکھ میں شامل رہے۔ ان کو کسی مدد کی ضرورت ہو تو جائز طور پر ان کی مدد کرے۔

لیکن ''صلہ رحمی'' کے بارے میں چند باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔

''صلہ رحمی'' کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ رشتہ داروں کی خاطر یا ان کی مروت میں گناہوں کا ارتکاب کیا جائے۔ لہٰذا جب کوئی رشتہ دار کسی ناجائز کام کو کہے تو اس سے نرمی کے ساتھ معذرت کر دینا ضروری ہے۔

چونکہ ''صلہ رحمی'' خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہونی چاہئے۔ اس لئے دوسری طرف سے اس کے بدلے کا انتظار بھی نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر دوسری طرف سے اس کا اچھا جواب نہ ملے تب بھی ''صلہ رحمی'' کو چھوڑنا نہیں چاہئے' اور درحقیقت یہی بات اس کی علامت ہے کہ ''صلہ رحمی'' اللہ کے لئے ہو رہی ہے یا محض دکھاوے اور نام و نمود کے لئے۔

جب رشتہ داروں کی طرف سے اچھا معاملہ نہ ہو رہا ہو اس وقت انکے ساتھ حسن سلوک کرنا درحقیقت ''صلہ رحمی'' کا کمال ہے۔ اور اس پر بے حد اجر و ثواب کے وعدے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں' میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں مگر وہ میری حق تلفی کرتے ہیں۔ میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں میں ان سے بردباری کا معاملہ کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جھگڑتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ

''اگر واقعی ایسا ہے تو گویا تم انہیں گرم راکھ کھلا رہے ہو' اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ہمیشہ ایک مددگار رہے گا۔'' (صحیح مسلم)

یعنی وہ اپنے عمل سے دوزخ خرید رہے ہیں اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے خلاف تمہاری مدد ہوگی۔ (الف)

راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کردینا

اگر راستے میں کوئی گندگی پڑی ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً کوئی کانٹا' کوئی رکاوٹ' کوئی ایسا چھلکا جس سے پھسل کر گرنے کا خطرہ ہو۔ اس کو راستے سے ہٹا دینا بڑی نیکی کا کام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سے افضل ترین لآ الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے اور ادنیٰ ترین راستے سے تکلیف (یا گندگی) کو دور کردینا ہے (بخاری)

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک کانٹے دار شاخ زمین پر پڑی ہوئی دیکھی اور لوگوں کو تکلیف سے بچانے کی خاطر اسے راستے سے ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرما کر اس کی مغفرت فرمادی ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا۔ (صحیح مسلم)

ان احادیث سے واضح ہے کہ گزرگاہوں کو صاف ستھرا رکھنے اور لوگوں کو تکلیف سے بچانے کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے کہ ایک کانٹے دار شاخ کو راستے سے ہٹا دینے پر جو ایک چھوٹا سا عمل نظر آتا ہے اتنے اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اور جب تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کی ترغیب دی گئی ہے تو راستے کو گندگی سے آلودہ کرنا جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو کتنا بڑا گناہ ہوگا اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ گزرنے والوں کے لئے تکلیف کا سامان پیدا کرنے میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اپنی سواری (کار' موٹر سائیکل وغیرہ) کو ایسی جگہ کھڑا کردیا جائے جس سے دوسری سواریوں کا راستہ بند ہو جائے یا ان کو چلنے میں دشواری کا سامنا ہو یا اس طرح بے قاعدہ گاڑی چلائی جائے جس سے دوسروں کو کسی بھی اعتبار سے تکلیف ہو' یہ ساری باتیں گناہ ہیں' اور ان سے پرہیز کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا دوسرے کسی گناہ کبیرہ سے۔

افسوس ہے کہ آج کل ان باتوں کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا اور اچھے خاصے بظاہر دیندار اور پڑھے لکھے لوگ بھی اس قسم کے گناہوں میں بے محابا مبتلا رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ (الف)

جمعہ کے دن غسل اور خوشبو لگانا

جمعہ کے دن غسل کرنے کی بھی حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ غسل کرتے وقت یہ نیت رکھنی چاہئے کہ یہ غسل جمعہ کی وجہ سے کیا جا رہا ہے۔ نیز غسل کے بعد خوشبو لگانا بھی سنت ہے اور اتباع سنت کی نیت سے اس پر بھی ثواب ملتا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اگر اسکے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے اور اچھے کپڑے پہنے۔ پھر گھر سے نکل کر مسجد میں آئے وہاں جتنی چاہے رکعتیں پڑھے اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ پھر خاموش رہے یہاں تک کہ نماز پوری ہو جائے تو اسکا یہ عمل اس جمعہ سے اگلے جمعے تک (صغیرہ گناہوں کا) کفارہ ہو جاتا ہے۔ (ترغیب بحوالہ مسند احمد)

اور حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل بالوں کی جڑوں تک سے "صغیرہ" گناہوں کو کھینچ نکالتا ہے۔ (طبرانی)

نیز جمعہ کے دن غسل کرنے اور خوشبو لگانے کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو مسجد کی طرف جانا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلے آنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں۔ جو لوگ سب سے پہلے مسجد جائیں ان کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا ایک اونٹ کی قربانی کا، پھر جو لوگ دوسرے نمبر پر ہوں۔ ان کو گائے کی قربانی کا، پھر جو تیسرے نمبر پر ہوں ان کو مینڈھے کی قربانی کا پھر جو چوتھے نمبر پر آئیں ان کو مرغی کے برابر صدقے کا اور جو آخر میں آئیں ان کو انڈے کے صدقے کا لیکن جب امام خطبے کے لئے نکل آئے تو فرشتے اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں۔ (بخاری) (الف)

نکاح کا مسنون مہینہ

شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا مسنون ہے اور برکت والا ہے۔

نکاح کی جگہ: مسجد میں نکاح کرنا مسنون ہے۔

اعلان: نکاح کا اعلان (مشہور) کرنا سنت ہے۔ اعلان کے لئے دف بھی بجا سکتے ہیں۔ دف ایسا باجا ہے جو ایک طرف سے کھلا ہوا ہوتا ہے، جس کو دھپڑا بھی کہتے ہیں۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

تمام امور میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے کاموں پر راضی رہنا اس سے اچھا گمان رکھنا، مصیبت ٹلنے کا انتظار کرنا، یہ سب چیزیں ایمان کا بہترین پھل ہیں اور ایمانی صفات میں سے ہیں۔

جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے فرمایا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ: تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب قریش نے دھمکی دی تو انہوں نے کہا ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و نصرت کے ساتھ انہیں کامیاب فرمایا۔

اکیلا انسان کچھ نہیں کر سکتا اور مصیبت کا سامنا بھی اکیلے نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضعیف پیدا کیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر مصائب و مشکلات کا سامنا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور سب کاموں کو اسی کے سپرد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں کیونکہ بندہ ضعیف ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کا حکم دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر نجات اور مشکلات سے چھٹکارہ ممکن نہیں۔ اس لئے ایسے گھمبیر حالات میں آپ بھی یہی کہیں: ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ''۔

مال کی کمی ہو، ذریعہ معاش نہ ہو، امن کی قلت اور رہزن کا خوف ہو تو زبان سے یہی پکارو کہ ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' (میم)

تسلی دینا: بیمار کے پاس جا کر اس کو تسلی دینا سنت ہے۔ مثلاً اس سے یوں کہنا کہ ان شاء اللہ تم جلد صحت مند ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں۔ غرض کسی قسم کی بھی ڈرانے والی بات نہ کرے۔

علاج کرنا: بیماری میں دوا و علاج کرنا سنت ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے (کہ شفا اللہ تعالیٰ ہی دیں گے) اور علاج کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچئے

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچئے اور شکر ادا کیجئے اور یہ یقین رکھئے کہ آپ رات دن اللہ کی نعمتوں میں ہیں اور وہ موسلا دھار بارش کی طرح آپ پر برس رہی ہیں۔ ہر انسان پر اللہ تعالیٰ کی اس قدر نعمتیں ہیں کہ اگر ان کا شمار کرنا چاہیں تو ہم عاجز آ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار میں نہ آئیں گی۔ کس قدر عظیم الشان وہ نعمتیں ہیں جن کی طرف قرآن کریم بندہ کو متوجہ کرتا ہے۔ زندگی کی نعمت، عافیت کی نعمت، آنکھ، کان، دل و دماغ، ہاتھ پاؤں جیسے اعضاء میں سے ہر ہر عضو مستقل نعمت ہے۔ اسی طرح خورد و نوش کی بے شمار نعمتیں ہیں جو انسان لاکھوں روپوں کے عوض بھی ان میں سے کسی نعمت سے محروم ہونا پسند نہ کرے گا۔ ان لاکھوں اربوں روپے کی نعمتوں کے ہوتے ہوئے آپ نے کبھی ان نعمتوں کا سوچا؟ کیا آپ نے کبھی ان نعمتوں کے ملنے پر سجدہ شکر ادا کیا؟ لہٰذا نعمتوں کو سوچئے اور شکر کی عادت ڈالئے۔

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ایک انسان کے بدن میں تیس کروڑ پرزے ہیں۔ جو ہر غریب امیر آدمی کے پاس ۱۲ مہینے چوبیس گھنٹے رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں زیادہ شکر ادا کرنا چاہئے۔

ہر انسان دن رات (یعنی چوبیس گھنٹوں) میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔

سائنس کے مطابق ایک انسان کے دماغ میں کئی ارب خلئے ہوتے ہیں اور پورے بدن میں ۷۵۰ کھرب خلئے ہوتے ہیں۔ ایک انسان کا دماغ دس ہزار کمپیوٹروں سے بھی زیادہ طاقت ور ہے اور اپنے اندر مختلف قسم کی چیزیں جمع رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (میم)

جن رشتہ داروں سے پردہ فرض ہے

(۱) چچازاد (۲) پھوپھی زاد (۳) خالہ زاد (۴) دیور (۵) جیٹھ (۶) نندوئی
(۷) بہنوئی (۸) پھوپھا (۹) خالو (۱۰) شوہر کا بھتیجا (۱۱) شوہر کا بھانجا
(۱۲) شوہر کا چچا (۱۳) شوہر کا ماموں (۱۴) شوہر کا پھوپھا (۱۵) شوہر کا خالو۔

وقت کی اہمیت

امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ایک مدت تک میں صوفیا کرام کے پاس رہا اُن کی صحبت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وقت تلوار کی مانند ہے آپ اس کو (عمل کے ذریعہ) کاٹیے ورنہ وہ آپ کو (حسرتوں میں مشغول کر کے) کاٹ ڈالے گا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ارشاد ہے "دن رات کی گردش آپ کی عمر کم رہی ہے تو آپ عمل میں پھر کیوں سست ہیں"۔ ان سے ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ یہ کام کل تک مؤخر کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں ایک دن کا کام بمشکل کرتا ہوں آج کا کام اگر کل پر چھوڑ دوں تو دو دن کا کام ایک دن میں کیسے کروں گا۔ مثل مشہور ہے وقت پر ایک ٹانکا سو ٹانکوں سے بچا لیتا ہے۔ مشہور تابعی عامر بن عبدالقیس کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے ایک مرتبہ کسی نے کوئی بات کہنا چاہی (ظاہر ہے کہ بامقصد بات ہوگی) تو فرمانے لگے "سورج کی گردش روک دو تو تم سے بات کرنے کیلئے وقت نکال لوں" (یعنی جو وقت گذر جائیگا اُس کو واپس نہیں لایا جا سکتا لہٰذا وقت کو بے مقصد کاموں اور باتوں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے) حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدمی کے اسلام کے حسن میں سے ایک بات یہ ہے کہ انسان فضول مشاغل ترک کر دے۔ دوسری حدیث میں آتا ہے۔ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے کا شکار ہیں ایک صحت اور دوسری فراغت۔

وقت بڑا گرانقدر سرمایہ زندگی ہے اگر وقت پر کام کرنے کی عادت پڑ گئی اور اس پر مداومت حاصل کر لی تو پھر وقت تمہارا خادم بن جائے گا۔

زندگی میں تنظیم الاوقات بڑی چیز ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے ہیں ان کی زندگی کے حالات اُٹھا کر دیکھو تو یہی پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی میں نظام الاوقات کی بڑی اہمیت رہی ہے۔

وقت زندگی کا بڑا سرمایہ ہے اس لیے اس کی بڑی قدر کرنی چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ صبح و شام تک کی زندگی میں جس قدر مشاغل ہیں ان کے لیے نظام الاوقات مرتب کیا جائے تا کہ ہر کام مناسب وقت پر آسانی سے ہو جائے۔ (میم)

آیت الکرسی کے فضائل وخواص

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے تو اس کے جنت میں داخل ہونے میں سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت وآرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔(نسائی)

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آیۃ الکرسی چوتھائی قرآن ہے (رواہ احمد)

حدیث میں ہے کہ جب بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مسلسل تمہارے ساتھ رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ نیز اس کی تلاوت تیری اور تیری اولاد کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی نیز تیرے اور آس پاس کے مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی۔(مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص صبح کو سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۃ المؤمن کی پہلی تین آیات پڑھ لے وہ شام تک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لیا کرے وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس مال یا اولاد پر آیۃ الکرسی کو پڑھ کر دم کردو گے یا لکھ کر (مال میں) رکھ دو گے یا بچہ کے گلے میں ڈال دو گے شیطان اس مال واولاد کے قریب بھی نہ آئے گا۔(حصن حصین)

جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔ اس حالت میں جو دُعاء کرے قبول ہو آیت الکرسی۔ اور جو شخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے خیر بیشمار اس کو حاصل ہو۔ اگر وقت مقابلہ دشمن کے ۳۱۳ بار پڑھے تو غلبہ حاصل ہو۔ جو شخص آیت الکرسی کو ہر نماز کے بعد اور صبح وشام اور گھر میں جانے کے وقت اور رات کو لیٹتے وقت پڑھا کرے تو فقیر سے غنی ہو جائے اور بے گمان رزق ملے۔ چوری سے مامون رہے۔ رزق بڑھے کبھی فاقہ نہ ہو۔ اور جہاں پڑھے وہاں چور نہ جائے۔(انمول موتی)(و)

ساتھیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کہیں کوئی لشکر روانہ فرماتے تو اس لشکر کے امیر کو تاکید سے یہ ہدایت فرماتے تھے کہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، ان کو تنگی میں مبتلا نہ کرنا۔ ان کو بشارت اور خوشخبری دیتے رہنا۔

اسی طرح جب کسی کو کسی علاقہ یا قوم کا گورنر اور امین بنا کر بھیجتے تو ان کو ہدایت فرمادیتے کہ قوم کے ساتھ عدل وانصاف اور ہمدردی کا معاملہ کرنا، اور ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، انہیں تنگی اور سختی میں مبتلا نہ کرنا ان کو دنیا وآخرت میں کامیابی کی بشارت دینا اور آخرت کی رغبت دلاتے رہنا اور ان میں نفرت نہ پھیلانا۔ اور ان کے درمیان موافقت اور اتحاد پیدا کرانا اور اختلاف نہ پھیلانا۔ حدیث شریف کے الفاظ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابو بردہ ابن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ فرمایا، اور روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمائی کہ تم دونوں نرمی اور آسانی کا معاملہ کرتے رہنا اور لوگوں کے ساتھ تنگی اور سختی کا معاملہ نہ کرنا اور لوگوں کو دنیا وآخرت کی کامیابی کی بشارت دیتے رہنا، اور لوگوں میں تنفر نہ پیدا کرنا کہ جس سے لوگ فرار کا راستہ اختیار کریں اور آپس میں محبت وشفقت کا معاملہ کرتے رہنا اور اختلاف وپھوٹ کی باتیں نہ کرنا۔ (بخاری شریف)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کلام میں نرمی اختیار کیجئے، کیونکہ الفاظ کی بنسبت لہجہ کا اثر زیادہ پڑتا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی اے اللہ جو میری امت کا والی ہو اگر وہ امت پر سختی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ سختی کا معاملہ کرنا اور اگر وہ نرمی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا۔ اس لئے ہر جگہ ذمہ دار اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں۔ (و)

مغفرت کا بہانہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح بندوں کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اس بارہ میں یہ واقعہ پڑھئے

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ نے بارہا یہ واقعہ ذکر فرمایا: کہ ایک بزرگ تھے جو بہت بڑے عالم، فاضل، محدث اور مفسر تھے۔ ساری عمر درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں گزری، اور علوم کے دریا بہا دیئے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو خواب میں کسی نے ان کو دیکھا تو ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ مجھ پر اپنا فضل فرمایا لیکن معاملہ بڑا عجیب ہوا وہ یہ کہ ہمارے ذہن میں یہ تھا کہ ہم نے الحمدللہ زندگی میں دین کی بڑی خدمت کی ہے درس و تدریس کی خدمت انجام دی، وعظ اور تقریریں کیں، تالیفات اور تصنیفات کیں، دین کی تبلیغ کی، حساب و کتاب کے وقت ان خدمات کا ذکر سامنے آئے گا اور ان خدمات کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائیں گے لیکن ہوا یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمہیں بخشتے ہیں لیکن معلوم بھی ہے کہ کس وجہ سے بخش رہے ہیں؟ ذہن میں یہ آیا کہ ہم نے دین کی جو خدمات انجام دی تھیں ان کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں۔ ہم تمہیں ایک اور وجہ سے بخشتے ہیں وہ یہ کہ ایک دن تم کچھ لکھ رہے تھے اس زمانے میں لکڑی کے قلم ہوتے تھے اس قلم کو روشنائی میں ڈبو کر پھر لکھا جاتا تھا تم نے لکھنے کیلئے اپنا قلم روشنائی میں ڈبویا۔ اس وقت ایک مکھی اس قلم پر بیٹھ گئی اور وہ مکھی قلم کی سیاہی چوسنے لگی تم اس مکھی کو دیکھ کر کچھ دیر کیلئے رک گئے اور یہ سوچا کہ یہ مکھی پیاسی ہے اس کو روشنائی پی لینے دو، میں بعد میں لکھ لوں گا۔ تم نے یہ اس وقت قلم کو روکا تھا وہ خالصۃً میری محبت اور میری مخلوق کی محبت میں اخلاص کیساتھ روکا تھا۔ اس وقت تمہارے دل میں کوئی اور جذبہ نہیں تھا۔ جاؤ، اس عمل کے بدلے میں آج ہم نے تمہاری مغفرت کردی۔ (ش)

یتیموں اور کمزوروں کے حقوق: (۱) ان کی مالی مدد کرنا (۲) ان کے سوال کو رد نہ کرنا۔ (۳) ان کا کام خود کر دینا (۴) ان کی دلجوئی اور تسلی کرنا۔

عیادت کا اہم ادب

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو بہت اونچے درجے کے صوفیاء میں سے ہیں محدث بھی ہیں فقیہ بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سے کمالات عطا فرمائے تھے ایک مرتبہ بیمار ہو گئے اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا مقام عطا فرمایا تھا اس لئے آپ سے محبت کرنے والے لوگ بھی بہت تھے۔ اس لئے بیماری کے دوران عیادت کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ لوگ آرہے ہیں اور خیریت پوچھ کر واپس جا رہے ہیں لیکن ایک صاحب ایسے آئے جو وہیں جم کر بیٹھ گئے اور واپس جانے کا نام ہی نہیں لیتے تھے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش یہ تھی کہ یہ صاحب واپس جائیں تو میں اپنے ضروری کام بلا تکلف انجام دوں اور گھر والوں کو اپنے پاس بلاؤں مگر وہ صاحب تو ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں لگے رہے جب بہت دیر گزر گئی اور وہ شخص جانے کا نام ہی نہیں لے رہا تو آخر حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا کہ بھائی یہ بیماری تو اپنی جگہ تھی مگر عیادت کرنے والوں نے الگ پریشان کر رکھا ہے۔ نہ مناسب وقت دیکھتے ہیں اور نہ آرام کا خیال کرتے ہیں اور عیادت کے لئے آ جاتے ہیں اس شخص نے جواب میں کہا کہ حضرت: یقیناً ان عیادت کرنے والوں کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں دروازے کو بند کر دوں تا کہ آئندہ کوئی عیادت کرنے کے لئے نہ آئے۔ وہ اللہ کا بندہ پھر بھی نہیں سمجھا کہ میری وجہ سے حضرت والا کو تکلیف ہو رہی ہے آخر کار حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ ہاں! دروازہ بند تو کر دو مگر باہر جا کر بند کر دو۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو ان کی خدمت کر رہے ہیں۔ (ش)

مہمان کے حقوق: (۱) مہمان کے آنے پر خوشی ظاہر کرنا۔ (۲) جاتے وقت دروازہ تک چھوڑنا (۳) راحت پہنچانے کی پوری کوشش کرنا۔ (۴) مہمان کی خدمت خود کرنا۔ (۵) کم از کم ایک دن اس کیلئے کھانے میں تکلف کرنا۔
(۶) تین دن مہمان کا حق ہے اسکے بعد میزبان کی طرف سے احسان ہے۔

قرآن کریم کی محبت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے... شب کو ایک جگہ قیام فرمایا... اورارشادفرمایا کہ آج شب کو حفاظت اور چوکیدارہ کون کریگا... ایک مہاجری اور ایک انصاری حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ نے عرض کیا کہ ہم دونوں کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی جہاں سے دشمن کے آنے کا راستہ ہوسکتا تھا بتادی کہ اس پر دونوں قیام کرو... دونوں حضرات وہاں تشریف لے گئے...

وہاں جا کر انصاری نے مہاجری سے کہا کہ رات کو دو حصوں میں منقسم کر کے ایک حصہ میں آپ سورہیں میں جاگتا رہوں... دوسرے حصہ میں آپ جاگیں میں سوتا رہوں کہ دونوں کے تمام رات جاگنے میں یہ بھی احتمال ہے کہ کسی وقت نیند کا غلبہ ہو جائے اور دونوں کی آنکھ لگ جائے... اگر کوئی خطرہ جاگنے والے کو محسوس ہو تو اپنے ساتھی کو جگا لے...

رات کا پہلا آدھا حصہ انصاری کے جاگنے کا قرار پایا اور مہاجری سو گئے... انصاری نے نماز کی نیت باندھ لی... دشمن کی جانب سے ایک شخص آیا اور دور سے کھڑے ہوئے شخص کو دیکھ کر تیر مارا اور جب کوئی حرکت نہ ہوئی تو دوسرا اور پھر اسی طرح تیسرا تیر مارا اور ہر تیر اُن کے بدن میں گھستا رہا اور یہ ہاتھ سے اسکو بدن سے نکال کر پھینکتے رہے اس کے بعد اطمینان سے رکوع کیا... سجدہ کیا... نماز پوری کر کے اپنے ساتھی کو جگایا... وہ تو ایک کی جگہ دو کو دیکھ کر بھاگ گیا کہ نہ معلوم کتنے ہوں... مگر ساتھی نے جب اُٹھ کر دیکھا تو انصاری کے بدن سے تین جگہ سے خون ہی خون بہہ رہا تھا...

مہاجری نے فرمایا سبحان اللہ! تم نے مجھے شروع ہی میں نہ جگا لیا... انصاری نے فرمایا کہ میں نے سورۃ کہف شروع کر رکھی تھی میرا دل نہ چاہا کہ اس کو ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں... اب بھی مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ بار بار تیر لگنے سے مر جاؤں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حفاظت کی خدمت سپرد کر رکھی ہے وہ فوت ہو جائے... اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں مر جاتا مگر سورۃ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا (بیہقی... ابوداؤد) (ف)

حاکم وحکیم کا مراقبہ

چونکہ اللہ تعالیٰ حاکم بلکہ احکم الحاکمین ہیں۔ اس لئے ان کے کسی امر میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔ اور چونکہ حکیم بھی ہیں اس لئے ان کے ہر امر میں حکمت ہوتی ہے۔ گو ہماری سمجھ میں نہ آئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنا اس امت کیلئے خاص انعام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت کو ایک چیز ایسی دی گئی ہے۔ جو کسی امت کو نہیں دی گئی سابقہ امتوں میں سے اور وہ یہ کہ مصیبت کے وقت تم اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہو۔ اور اگر کسی کو یہ استرجاع دیا جاتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیا جاتا جس وقت کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی جدائی میں فرمایا تھا

یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ۔ ہائے یوسف افسوس۔

جب بھی کوئی ناگوار بات پیش آئے۔ چاہے وہ معمولی سی کیوں نہ ہو اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہہ لو۔ ان شاء اللہ صابرین کی فہرست میں داخل ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مورد بن جاؤ گے۔

جس شخص نے مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ شانہ اس کی مصیبت کے نقصان کی تلافی فرماتے ہیں اور اس کے عقبیٰ (آخرت) کو احسن کر دیں گے اور اس کو ایسا نعم البدل عطا فرمائیں گے جس سے وہ خوش ہو جائے گا۔

جب مصیبت خود بخود یاد آ جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھ لے کہ اس وقت انا للہ الخ پڑھنے کا بھی وہی ثواب ہوگا جو عین مصیبت کے وقت پڑھنے کا ثواب تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس معمولی تکلیف پر بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھو۔ یہ بھی ایک مصیبت ہے اور اس پر بھی ثواب ملے گا۔ (روضۃ الصالحین)

فرمایا جو بات ناگوار گزرے وہی مصیبت ہے اور اس پر انا للہ الخ پڑھنا ثواب ہے۔ (ص)

کان کی نعمت

اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کردہ ہر نعمت ایسی ہے کہ اگر ان میں سے صرف ایک نعمت نہ رہے تو انسان کے لئے دنیا کے نظام میں چلنا مشکل ہو جائے۔ انہی اہم نعمتوں میں قوت سماع یعنی سننے کی قوت ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کان بنائے۔ یہاں دو الگ الگ نعمتیں ہیں ایک کان کا ظاہری غلاف اور دوسرا اس میں قوت سماع

کان کو ذرا دیکھئے' اس کو کس طرح خوبصورت اور حسین انداز میں سیپی کی طرح بنا دیا اور اس میں خوبصورت انداز میں سلوٹیں رکھ دیں اور ان کو آواز کے جمع کرنے کا باعث بنا دیا پھر کان کی بناوٹ ایسی رکھی کہ اس میں کوئی نقصان دہ چیز اندر داخل ہونا چاہے تو آرام سے داخل نہیں ہوسکتی اور کان کے اندر ایک خاص مادہ رکھ دیا جو کان کے لئے مفید ہے اور کیڑوں مکوڑوں کو اندر جانے سے روک دیتا ہے سوچئے اگر کان کی جگہ صرف دو سوراخ ہوتے تو کیا خوبصورتی قائم رہتی؟ بعض لوگوں کے کان کٹ جاتے ہیں تو چہرے کی خوبصورتی میں کتنا فرق آجاتا ہے پھر اگر صرف دو سوراخ بنا دیئے جاتے تو موذی چیزیں اور کیڑے وغیرہ آرام سے کان میں داخل ہو جاتے مگر اللہ تعالیٰ نے کانوں کو انتہائی سجاوٹ کے ساتھ بنایا کہ یہ چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور عورتیں اپنے کانوں میں مختلف زیور پہن کر اپنے چہرے کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہیں۔

کانوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سننے کی قوت رکھ کر عظیم احسان فرمایا ہے اسی نعمت کے ذریعے دوسروں کی باتیں سنتے ہیں علم حاصل کرتے ہیں اور اسی کے ذریعے دنیا میں خوبصورت اور سریلی آوازوں سے لذت اٹھاتے ہیں صبح صبح پرندوں کی چہچہاہٹ کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے بچوں کی باتیں دل کو کتنی راحت پہنچاتی ہیں۔ اگر کانوں میں قوت سماع نہ ہوتی تو دنیا بھر کے علوم کیسے حاصل کرتے' دفاتر کا نظام' دکانوں کا نظام' حکومتوں کا نظام کیسے چلتا گھریلو مشورے کیسے ہوتے' غرض یہ کہ قدم قدم پر زندگی میں کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا اور ہم خوبصورت آوازوں اور بیوی بچوں کی فرحت بخش آوازوں کے سننے سے محروم ہوتے اور علم کی دولت بھی حاصل نہ کر سکتے۔ (ص)

رجوع الی اللہ

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساری عمر یہ عمل کرتے دیکھا کہ جب کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس میں فوراً فیصلہ کرنا ہوتا کہ یہ دو راستے ہیں، ان میں سے ایک راستے کو اختیار کرنا ہے تو آپ اس وقت چند لمحوں کے لئے آنکھ بند کر لیتے، اب جو شخص آپ کی عادت سے واقف نہیں اس کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ آنکھ بند کر کے کیا کام ہو رہا ہے، لیکن حقیقت میں وہ آنکھ بند کر کے ذرا سی دیر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر لیتے کہ یا اللہ! میرے سامنے یہ کشمکش کی بات پیش آ گئی ہے، میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا فیصلہ کروں، آپ میرے دل میں وہ بات ڈال دیجئے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو۔ بس دل ہی دل میں یہ چھوٹا سا اور مختصر سا استخارہ ہو گیا۔

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی! اپنے اللہ میاں سے باتیں کیا کرو کہ جہاں کوئی واقعہ پیش آئے، اس میں فوراً اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لو، اللہ تعالیٰ سے رجوع کر لو، اس میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کر لو اور اپنی زندگی میں اس کام کی عادت ڈال لو۔ رفتہ رفتہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کر دیتی ہے، اور یہ تعلق اتنا مضبوط ہو جاتا ہے کہ پھر ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں رہتا ہے۔

ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کہاں کرو گے وہ مجاہدات اور ریاضتیں جو پچھلے صوفیاء کرام اور اولیاء کرام کر کے چلے گئے، لیکن میں تمہیں ایسے چٹکلے بتا دیتا ہوں کہ اگر تم ان پر عمل کر لو گے تو ان شاء اللہ جو مقصود اصلی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا قائم ہو جانا، وہ ان شاء اللہ اسی طرح حاصل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ص)

حقیقت اپنے آپ کو منوا کر رہتی ہے اگر آپ حقیقت کو عزت سے قبول کر لیں گے تو ٹھیک ورنہ آپ کو حقیقت کو ذلت کے ساتھ قبول کرنا ہوگا۔

اپنے گھر کو سنبھالو

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آج انسان آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے.... آدمیوں کو مارنے والوں سے پوچھتا ہوں.... ذرا بتاؤ تم نے اپنی زندگی میں کتنے بچھو مارے ہیں.... ذرا لکھ کر مجھے دو.... ایک بچھو نہیں مارا ہوگا۔ ایک سانپ نہیں مارا ہوگا.... ایک بھیڑیے کا شکار نہیں کیا ہوگا تو کیا آدمی ہی رہ گیا مارنے کیلئے؟ خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے ہو.... کیا آدمی بچھو سے بھی گیا گزرا ہے.... سانپ سے بھی گیا گزرا ہے.... کتنے چوہے مارے یہی بتا دیجئے؟ چوہے بڑا نقصان کرتے ہیں.... آپ نے کتنے چوہے مارے؟ یہ جو بڑے تیس مار خان بنے ہوئے ہیں اور جن کے ہاتھ انسانوں کے خون سے سرخ ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کتنے موذی جانور مارے ہیں؟ ایک نہیں مارا ہوگا.... آدمی مارنے کیلئے شیر ہیں اور شیر مارنے کیلئے بلی.... شرم آنی چاہئے.... کسی کے باغ میں جا کر ایک پھول کو مسلو.... معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے؟ باغ کے مالک ایک پھول خراب کرنے اور ایک گلاب کا پودا نکالنے کے روادار نہیں.... تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے اس چمنستان میں یہ پسند کرے گا کہ وہ بنائے اور تم بگاڑو.... اللہ میاں کے بنائے ہوئے یہ شیش محل.... اللہ میاں کے بنائے ہوئے یہ تاج محل.... جس پر ہزار تاج محل قربان ہوں.... تاج محل یہ کس کا بنایا ہوا ہے انسان کا.... انسان کس کا بنایا ہوا ہے۔ خدا کا.... پھر انسان کے مقابلہ میں اس تاج محل کی کیا حقیقت ہے.... اللہ میاں تاج محل بنائیں.... تم توڑو.... ذرا آگرہ کے تاج محل پر تم ہاتھ اٹھا کر دیکھو.... گردن تمہاری ناپی جاتی ہے کہ نہیں؟ اپنے یہاں کے آثار قدیمہ ہیں.... جو خود گر رہے ہیں۔ ان پر کہیں ہاتھ اٹھا کے دیکھو۔ پس اللہ میاں کی بنائی ہوئی چیزیں ہی ایسی سستی ہیں کہ ان کی کوئی قیمت ہی نہیں.... جب چاہو ان کو توڑ کر کے رکھ دو۔ صاف سن لو فسادات کر کے.... آدمیوں کو مار کر کے.... رشوت لیکر.... کام چوری کر کے.... ملک رہے گا نہیں.... چاہے اس کی پشت پر امریکہ ہو.... چاہے روس ہو۔ سن لو صاف بات.... اپنا گھر اگر تم بگاڑو گے.... کوئی دوسرا نہیں سنبھال سکتا.... اپنا گھر اپنے ہی ہاتھ سے بنتا ہے اپنے گھر کو سنبھالو۔ (ح)

شکر اس طرح کیجئے

شکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کو فرداً فرداً سوچا جائے اور دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور ذیل کے طریقے کے مطابق تمام دینی' دنیاوی' روحانی وجسمانی نعمتوں کو سوچ کر شکر ادا کیا جائے۔

الحمدللہ! میرا دماغ درست ہے۔ جی ہاں! یہ خراب بھی ہو جاتا ہے۔ اگر دماغ کا ایک معمولی حصہ بھی خراب ہو جائے تو خود اپنی بلکہ خاندان بھر کیلئے اذیت کا سبب بن جاتا ہے اور پھر ایسے آدمی کو گھر میں رکھنا بھی ناگوار گزرتا ہے۔

الحمدللہ! مجھے دماغ میں کینسر نہیں ہے۔ میری عقل اور سوچ درست ہے۔ آنکھ بڑی نعمت ہے جس میں ہزاروں خودکار کیمرے نصب ہیں جو دیکھنے میں کام آتے ہیں۔

الحمدللہ! میری دونوں آنکھیں درست ہیں اور بصارت بھی درست ہے۔ یہ دونوں مستقل نعمتیں ہیں۔ میری زبان درست ہے اور میں جو کچھ بولنا چاہتا ہوں وہی الفاظ زبان سے ادا ہوتے ہیں یہ بھی کتنی بڑی نعمت ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ

الحمدللہ! میرے دونوں کان درست ہیں اور قوت سماعت بھی صحیح ہے اے اللہ ان دونوں نعمتوں پر تیرا شکر ہے۔

الحمدللہ! مجھے پورے جسم میں کوئی کینسر نہیں ہے۔ الحمدللہ میرے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں۔

اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ میرے دانت درست ہیں۔

الحمدللہ! پورے جسم کے تمام نظام صحیح کام کر رہے ہیں۔

یہ تمام نعمتیں تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلم وغیر مسلم حتی کہ جانوروں کو بھی عطا فرمائی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا سب سے زیادہ بڑی نعمت ایمان واسلام ہے۔ ہر مسلمان اسی طرح دینی واخروی نعمتوں کو سوچ کر شکر کی عادت اپنائے۔

الحمدللہ! میں مسلمان ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا ہے۔ (ح)

معاملات...انسان کی پہچان

ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ کوئی ہے جو اسکی گواہی دے سکے؟ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں اسکی گواہی دیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس بنا پر اسکی گواہی دیتا ہے۔ کیا تو نے اس کو صرف نماز پڑھتے دیکھا ہے یا کبھی اسکے ساتھ سفر کیا ہے یا کبھی اس کیساتھ کوئی معاملہ بھی کیا ہے؟ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ انسان کی پہچان معاملات سے ہوتی ہے۔

ایک محدث کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ مکان کچا تھا ایک بار جب حدیثیں لکھتے ہوئے ورق پلٹنے کی نوبت آئی تو سیاہی خشک نہ ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں سیاہی چوس یا چاک وغیرہ تو ہوتے نہیں تھے۔ اس لئے گیلی سیاہی پر مٹی ڈال کر خشک کیا کرتے تھے۔ چنانچہ محدث نے مکان کی کچی دیوار سے مٹی کھرچ کر سیاہی پر ڈالنا چاہی لیکن فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ مکان تو کرائے کا ہے۔ اس لئے بغیر مالک مکان سے پوچھے یہ مٹی ڈالنا میرے لئے جائز نہیں مگر پھر خود ہی خیال کیا کہ ذرا سی مٹی سے کیا فرق پڑتا ہے اور مالک مکان کون سا اس سے منع کریگا؟ چنانچہ تھوڑی سی مٹی دیوار سے کھرچ کر ورق پر ڈال لی۔ لیکن محدث جب رات کو سوئے تو خواب میں سرکار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفا ہو کر فرمایا! کہ کل قیامت میں تجھے اس بات کا پتہ چلے گا کہ ذرا سی مٹی سے کیا فرق پڑتا ہے؟ چنانچہ وہ محدث صبح کو اٹھتے ہی مالک مکان کے ہاں پہنچے اور ان سے مٹی کھرچنے کا واقعہ سنایا اور معافی مانگی۔ مالک مکان نے کہا کہ میں نے معاف کیا اور آئندہ آپ کو اجازت ہے جب بھی ضرورت پڑے آپ مٹی کھرچ سکتے ہیں۔

بعض لوگوں نے صرف تسبیح گھمانے اور چلے کاٹنے کو تصوف کا نام دے دیا۔ حالانکہ یہ تو ذرائع ہیں مقصد ان سب چیزوں کا یہ ہے کہ ہم دین پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائیں۔ ہاتھ میں تسبیح ہو اور کم تولیں یا جھوٹ بولیں تو پھر اس تسبیح کا کیا فائدہ؟ اسی لئے ایک بزرگ کہتے تھے کہ لوگ انسان تو بنتے نہیں ولی بننے کے چکر میں رہتے ہیں۔ اگر تم صحیح انسان بن جاؤ گے تو ولی بھی بن جاؤ گے۔ (ح)

اخلاص کی قیمت

آپ کسی بڑے سے بڑے بزرگ یا جس کا نام آپ دنیا میں روشن پاتے ہیں اگر آپ اسکی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو اس کی زندگی کی تعمیر میں اخلاص کو ایک اہم عامل پائیں گے، آپ دیکھیں گے کہ اسکی ہر چیز کو اخلاص نے دوام بخشا ہے، آپ ملا نظام الدینؒ کو دیکھ لیجئے، جن کے درس نظامی کا سکہ صرف ہندو پاک ہی نہیں، اقصائے عالم میں چل رہا ہے، اور جس کو باوجود کوششوں کے اپنی جگہ سے ہلایا بھی نہیں جاسکا، محض ان کی علمیت کی بنا پر ایسا نہیں بلکہ انکے ساتھیوں اور انکے معاصرین میں بہت سے ایسے اشخاص تھے جو علم وفضل اور ذہانت و ذکاوت میں اگر بڑھے ہوئے نہیں تو ان کے ہم پلہ ضرور رہے ہوں گے، لیکن کیا بات ہے کہ آج ملا نظام الدینؒ تو زندہ جاوید ہیں لیکن ان کے معاصرین کا تذکرہ اگر آتا ہے تو ان ہی کے سلسلے ہی میں آتا ہے اگر آپ غور کریں اور ان کی زندگی کا مطالعہ کریں تو اسکی پشت پر اخلاص کی وہ زبردست قوت کارفرما پائیں گے، جس نے ملا نظام الدینؒ کو قیامت تک کے لئے زندہ وجاوید بنادیا، بات صرف اتنی تھی کہ انہوں نے پڑھنے کے بعد یہ محسوس کرلیا کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں سیکھا ہے اور انہوں نے اپنے زمانے کے ایک ایسے شخص سے جو گوشہ گمنامی میں اودھ کے ایک چھوٹے سے گمنام گاؤں "بانسہ" میں اخلاص کا سرمایہ لے کر پڑا ہوا تھا، اپنے آپکو متعلق کرلیا اگر نظام الدینؒ چاہتے تو بہت سے ایسے بھی خدا کے بندے ان کو مل سکتے تھے جو اپنے وقت کے امام تصور کئے جاتے تھے، لیکن نظام الدینؒ نے اپنے آپکو ایک ایسے شخص کے سپرد کیا جس کی شہرت اگر ہوئی تو ملا نظام الدین رحمہ اللہ کے ذریعے سے ہوئی، بہرصورت اس کی اگر مثالیں دی جائیں تو سینکڑوں مثالیں ملیں گی۔ (ح)

بہن بھائی کے حقوق: ا۔ بڑے بھائی کا درجہ باپ کے درجہ کے برابر ہے اور چھوٹے بہن بھائی اولاد کی طرح ہیں جو حقوق والد کے ہیں وہی بڑے بھائی کے ہیں اور جو حقوق اولاد کے ہیں وہ چھوٹے بہن بھائی کے ہیں۔

حفاظت نظر کا قرآنی علاج

قرآن مجید میں اس کا ایک علاج بتایا گیا کہ اگر تمہیں اپنے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو فرمایا ''ایمان والوں سے کہہ دیجئے! اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں''۔ غیر کی طرف نہ دیکھیں' جدھر دیکھنے سے انسان کی شہوت بھڑکتی ہے' اس طرف نظر اٹھنے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

دیکھا! کیسی پیاری تعلیم ہے' کہتے ہیں کہ جس منزل پر نہیں جانا' اس کا راستہ ہی کیا پوچھنا۔ جب گناہ ہی نہیں کرنا' زنا کے قریب ہی نہیں جانا تو آنکھ اٹھا کے ہی کیا دیکھنا۔ تو شریعت نے پہلے قدم پر ہی پابندی لگا دی کہ اپنی آنکھوں کو قابو میں رکھو۔ نگاہوں کو نیچے رکھنا اس کا بنیادی علاج ہے۔ عادتاً نیچے رکھیں۔ ہمیں تو آج نیچے دیکھنے کی عادت ہی نہیں ہے۔ اگر نہ نکاح وقت پر کیا' نہ روزے رکھے' نہ نگاہوں کو کنٹرول کیا تو پھر شہوت کا بھوت تو سوار ہو جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے نوجوانو! تم میں سے جس کے پاس استطاعت ہے اسکو چاہئے کہ وہ نکاح کرے اور جو نہیں کر سکتا تو اسکو چاہئے کہ وہ روزے رکھے''

لیکن ہم اگر مہینے میں ایک روزہ رکھ لیں' دو رکھ لیں' تین رکھ لیں تو کام نہیں بنے گا۔ شہوت کو توڑنے کیلئے کم از کم ایک دن کھانا ایک دن روزہ' ایک دن کھانا' ایک دن روزہ...... یوں رکھنا ہوگا۔ یہ کم از کم ہے' ورنہ ہمارے مشائخ نے اپنی شہوت پر قابو پانے کیلئے روزانہ بھی روزے رکھے ہیں اور اگر ہم بچوں کو مرغن غذائیں بھی کھلائیں' پسند کے کھانے کھلائیں اور جی بھر کر کھلائیں اور پھر انکا نکاح بھی نہ کریں تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ (ح)

غیر مسلموں کے حقوق

(۱) بے گناہ جانی یا مالی تکلیفیں نہ دینا۔ (۲) مصیبت زدہ کی مدد کرے (۳) علاج اور کھانے کا محتاج ہو تو مدد کرے۔ (۴) بلاوجہ اس سے بدزبانی نہ کرے۔ (۵) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہو اس میں زیادتی اور ظلم نہ کرے اور تر سائے نہیں۔

چغل خوری

چغلی کیا ہے: اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اسکی برائی بیان کرنیکو غیبت کہتے ہیں۔ لیکن غیبت میں نیت کا بڑا ہونا ضروری ہے۔ لیکن چغلخوری میں بدنیتی کا ہونا بھی ضروری نہیں۔ چغلخوری میں غیبت اور دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی خواہش اور نیت بھی ہے اس لئے چغلخوری غیبت سے بدتر گناہ ہے۔

غیبت اور چغل خوری ہمارے معاشرہ میں عام ہے۔ حالانکہ نماز، اذکار و دیگر عبادات کیساتھ گناہوں سے بچنا اصل دینداری ہے۔ کاش یہ حقیقت ہمارے دلوں میں بیٹھ جائے۔

کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قحط کے زمانہ میں تین مرتبہ قوم کو لیکر دعا کیلئے نکلے لیکن دعا قبول نہیں ہوئی۔ عرض کیا الٰہی تیرے بندے تین مرتبہ دعا کیلئے نکلے تو نے ان کی دعا قبول نہیں فرمائی؟ وحی آئی اے موسیٰ! تمہاری جماعت میں ایک چغلخور ہے اسکی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ الٰہی وہ کون شخص ہے بتا دیجئے تا کہ اس کو نکال دیا جائے؟ ارشاد فرمایا۔ موسیٰ ہم چغلی سے منع کرتے ہیں اور خود چغلی کریں۔ کیا یہ مناسب ہے سب مل کر توبہ کرو۔ چنانچہ سب نے مل کر توبہ کی۔ اسکے بعد دعا قبول ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔

لیکن ہم اس کے برخلاف ایسے شخص سے بڑے اکرام اور جذبہ محبت سے پیش آتے ہیں۔

جنت سے محرومی: قرآن وحدیث میں چغلی پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مرتبہ دو قبروں پر گزر ہوا تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے تھے اور دوسرے کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ دوسروں کی چغلی بہت کیا کرتے تھے۔

راز فاش کرنا: امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوسروں کا کوئی راز فاش کر دینا بھی چغلی کے اندر داخل ہے۔ ایک آدمی یہ نہیں چاہتا ہے کہ میری یہ بات دوسروں پر ظاہر ہو وہ بات اچھی ہو یا بری۔ یہ جو اسکا راز آپ نے ظاہر کر دیا۔ یہ بھی چغلی کے اندر داخل ہے۔ (ح)

مراقبۂ موت

یہ حقیقت ہر انسان کو ہر وقت سامنے رکھنی چاہئے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب یہ حقیقت ہے تو سوچئے اور مسلسل سوچئے کہ اگر ابھی اسی گھڑی موت آ گئی تو کیا ہوگا۔ اس لئے کہ موت جب بھی آئی۔ ایسے ہی آئے گی میرا کیا ہوگا۔ اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے۔

سوچنے کی بات ہے اگر پہلے سے کوئی تیاری نہیں کی تو عین وقت پر کیا کر سکو گے۔ بس حسرت سے منہ تکتے رہو گے۔ اس لئے انسان کو پہلے سے تیار رہنا چاہئے۔

دنیا میں انسان آرزوؤں اور تمناؤں کے سہارے جی رہا ہے کہ یہ ہو جائے۔ وہ ہو جائے یا یہ کہ ابھی تو مجھے یہ کرنا ہے اور وہ کرنا ہے ان جھوٹی تمناؤں کا انجام دیکھنا ہے تو ذرا قبرستان چلے جاؤ۔ ساری حسرتیں، تمنائیں اور آرزوئیں خاک میں ملی ہوئی ہیں۔

زمین کے ایک ٹکڑے پر دو شخص لڑ رہے تھے۔ ایک کہتا ہے کہ یہ جگہ میری ہے دوسرا کہتا ہے میری ہے۔ مگر زمین سے آواز آئی کہ دونوں جھوٹ بولتے ہیں۔ میں ان میں سے کسی کی نہیں ہوں بلکہ یہ دونوں میرے ہیں۔ ان دونوں کو میرے پیٹ میں آنا ہے۔ پھر جب میں نے بھینچا اور پسلیاں ہونے لگیں ادھر کی اُدھر، تب پتہ چلے گا کہ میں ان کی ہوں یا یہ میرے ہیں۔

سوچا جائے کہ ہمیں کہاں جانا ہے؟ جس شخص نے اپنی زندگی میں اللہ کو راضی نہیں کیا۔ گناہوں میں زندگی گزار دی توبہ واستغفار نہیں کیا۔ گناہوں کو چھوڑنے کا تہیہ نہیں کیا۔ وہ جب مرتا ہے قبر میں جاتا ہے تو ایسے شخص کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''قبر اس سے خطاب کرتی ہے کہ اب تک تو میرے اوپر چلتا رہا۔ آج میرے اندر ہے۔ آج دیکھ! تیری کیسی خبر لیتی ہوں؟ پھر وہ اس طریقے سے دباتی ہے کہ پسلیاں ادھر کی اُدھر، اُدھر کی اِدھر ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ وہ وقت آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تیاری کی توفیق عطا فرمائیں۔ (ح)

جھگڑوں کو چھوڑیئے

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور علیہ السلام کی رسالت کے امین مسلمان جنہوں نے پوری دنیا کی قیادت کرنی تھی ہماری زبوں حال کا یہ حال ہے کہ آج ہم گھریلو خاندانی کاروباری چھوٹے بڑے جھگڑوں میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ ہماری وہ صلاحیات جو خدمت دین میں صرف ہوتی تھیں وہ آج باہمی جھگڑوں کی نذر ہو رہی ہیں۔ آج ہمارے معاشرہ میں جھگڑوں کی شرح کس قدر ہے اس کا اندازہ حضرات مفتیان کرام سے پوچھے جانیوالے روز مرہ کے سوالات سے لگایا جا سکتا ہے یا وکلاء کے لفافوں میں زیر سماعت مقدمات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ بے صبری اور جلد بازی ہمارا قومی مزاج بن چکا ہے جس کا مشاہدہ آئے دن سڑکوں اور بازاروں پر کیا جا سکتا ہے۔ معمولی کوتاہی یا رنجش پر لوگ ایک دوسرے کے دست و گریبان ہو جاتے ہیں۔ صاحب زور مار پیٹ کر کے اپنی آگ بجھا دیتا ہے تو زیردست گالم گلوچ کر کے دوسرے کی عزت نیلام کر رہا ہے۔ یوں معمولی معمولی رنجش پر جھگڑوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہماری عدالتوں کچہریوں اور تھانوں میں مقدمات کی بہتات ہمارے قومی مزاج کی آئینہ دار ہے۔ خاندانی یا کاروباری جھگڑوں کے حل کیلئے اگر انگریزی قانون کا سہارا لیا جائے تو عمریں بیت جاتی ہیں لیکن انصاف ملنا مشکل ہے۔ خدا بیزار قوموں کے بنائے ہوئے اصول و قوانین سے ایک خدا رسیدہ مسلمان کو کب اور کہاں انصاف مل سکتا ہے کاش قیام پاکستان کے بعد حقیقۃً قرآن و حدیث کی بالادستی ہوتی اور یہ ملک کلمہ طیبہ کی عملی تصویر پیش کرتا۔

اپنی دنیا کو پُرسکون اور آخرت کو سنوارنے کیلئے جھگڑوں سے بچا جائے اور صبر اور درگزر کرنا مسلمانوں کا دینی و اخلاقی شیوہ ہے۔ جھگڑوں کو چھوڑیئے اور معاملہ اللہ پر چھوڑ دیجئے اپنا حق معاف کیجئے اور دوسروں کے حق ادا کرنے کی فکر کیجئے پھر دیکھئے کیسی پُرلطف زندگی گزرتی ہے۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ روزانہ کچہریوں کے چکر لگ رہے ہیں اور خدا کے دشمن انگریز کے قانون سے انصاف کی بھیک مانگی جا رہی ہے بھلا مسلمان کو دشمن خدا سے انصاف ملے گا؟ (ح)

اَلحَمدُ للہ کہنے کی عادت بنایئے

شکرایسی دولت ہے جو بہت سے امراض باطنہ کا خاتمہ کرنے والی ہے۔

ایک اللہ والے بزرگ فرماتے ہیں کہ میاں وہ ریاضتیں اور مجاہدے کہاں کرو گے جو پہلے زمانے کے لوگ اپنے شیوخ کے پاس جا کر کیا کرتے تھے' گڑھے کھایا کرتے تھے۔ محنتیں کرتے تھے۔ مشقتیں اٹھاتے تھے' بھوکے رہتے تھے۔ تمہارے پاس اتنا وقت کہاں؟ اور تمہارے پاس اتنی فرصت کہاں؟ بس ایک کام کرلو وہ یہ کہ کثرت سے شکر کرو۔ جتنا شکر کرو گے ان شاء اللہ تواضع پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تکبر دور ہوگا۔ امراض باطنہ رفع ہوں گے۔

صبح سے شام تک سینکڑوں کام ایسے ہوتے ہیں جو آدمی کی مرضی کے موافق ہوتے ہیں۔ صبح آنکھ کھلی صحت بالکل ٹھیک ہے تو کہہ دیا اَلحَمدُ للہ

گھر والوں کو دیکھا کہ وہ بھی سب تندرست ہیں تو چپکے سے کہہ دیا اَلحَمدُ للہ

نماز کو گئے جماعت مل گئی اَلحَمدُ للہ صبح وقت پر ناشتہ مل گیا' اَلحَمدُ للہ

کام پر جانے لگے خطرہ ہے کہ دیر نہ ہو جائے مگر صحیح وقت پر کام پر پہنچ گئے' اَلحَمدُ للہ

بس میں جانے کو خطرہ ہے بس ملے یا نہ ملے مل گئی اَلحَمدُ للہ

بس میں چڑھ گئے تو معلوم نہیں سیٹ ملے نہ ملے سیٹ مل گئی اَلحَمدُ للہ

واپس آنے پر اہل خانہ کو ہشاش بشاش دیکھا تو کہہ دیا اَلحَمدُ للہ

گرمی میں ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا تو کہہ دیا اَلحَمدُ للہ

غرض جو کام بھی چھوٹا ہو یا بڑا طبیعت کے موافق ہو جائے یا کوئی دعا قبول ہو جائے ؛جس بات سے بھی دل کو لذت و مسرت حاصل ہو؛ جس کار خیر کی بھی توفیق ہو جائے اس پر اللہ کا شکر دل اور زبان سے ادا کرنے کی عادت ڈال لیں اس کام میں نہ وقت لگتا ہے نہ مال خرچ ہوتا ہے' اور نہ ہی کوئی محنت لگتی ہے۔ (ح)

عدل وانصاف: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) انصاف کرنے والا قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہوگا۔

(۲) سب سے سخت عذاب ناانصافی اور ظلم کرنے والے کو ہوگا۔

ہر حال میں شریعت کی پاسداری

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور سلطنت روم کے درمیان جنگ بندی کا ایک معاہدہ ہوا.... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی مدت کے دوران ہی فوجوں کو سرحد کی طرف روانہ کرنا شروع کر دیا.... مقصد یہ تھا کہ جونہی صلح کی مدت ختم ہوگی فوراً حملہ کر دیا جائے گا رومی حکام اس خیال میں ہوں گے کہ ابھی تو مدت ختم ہوئی ہے.... اتنی جلدی مسلمانوں کا ہم تک پہنچنا ممکن نہیں، اس لئے وہ حملہ کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے اور اس طرح فتح آسان ہو جائے گی.... چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جیسے ہی مدت پوری ہوئی آپ نے فوراً پوری قوت سے رومیوں پر یلغار کر دی.... ظاہر ہے کہ رومی اس ناگہانی حملے کی تاب نہ لا سکے اور پسپا ہونے لگے.... عین اسی حالت میں جبکہ حضرت معاویہؓ کا لشکر فتح کی امنگیں دل میں لئے آگے بڑھ رہا تھا.... پیچھے سے ایک شہسوار آتا دکھائی دیا جو پکار پکار کر یہ کہہ رہا تھا کہ "اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر" (اللہ اکبر اللہ اکبر مومن کا شیوہ وفا ہے غدر وخیانت نہیں) یہ شہسوار قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمرو بن عبسہ صحابی ہیں.... حضرت معاویہؓ کی ذاتی رائے میں یہ چیز غدر وخیانت نہیں تھی.... کیونکہ حملہ جنگ بندی کی مدت ختم ہونے کے بعد ہو رہا تھا.... لیکن حضرت عمرو بن عبسہؓ نے فرمایا.... "میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کا کسی قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس عہد کو نہ کھولے نہ باندھے (یعنی اس کے خلاف کوئی حرکت نہ کرے) تاوقتیکہ یا اس معاہدے کی مدت گزر جائے یا کھلم کھلا معاہدے کے اختتام کا اعلان کر دیا جائے...."

حضرت عمرو بن عبسہؓ کا مقصد یہ تھا کہ اس حدیث کی رو سے جنگ بندی کے دوران جس طرح حملہ کرنا ناجائز ہے اسی طرح دشمن کے خلاف فوجیں لے کر روانہ ہونا بھی جائز نہیں.... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے وہ مرحلہ کس قدر نازک تھا اس کا اندازہ بھی شاید ہم آپ اس وقت نہ کر سکیں.... حضرت عمرو بن عبسہؓ کی نصیحت اور مطالبہ پر عمل کرنے سے بظاہر ان کی ساری اسکیم فیل ہو رہی تھی ان کا وہ منصوبہ پیوند زمین ہو رہا تھا جو انہوں نے نہ جانے کب سے سوچ رکھا ہوگا.... ساری فوج کے مشقت آمیز سفر کی محنت اکارت جا رہی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لشکر کی فتح کی امنگیں مجروح ہو رہی تھیں.... لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؐ کا یہ ارشاد سننے کے بعد ان تمام مصلحتوں کو قربان کر کے لشکر کو فوراً واپسی کا حکم دے دیا.... (مشکوٰۃ المصابیح) (ع)

ربیع الثانی کے متعلق معمولات نبوی

اس ماہ میں نہ کوئی فضیلت منقول ہے نہ اس میں کوئی حکم خداوندی ہے اور نہ کوئی عمل رسول سے ثابت ہے.... اس ماہ میں بعض مسلمان بھائی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ کرتے ہیں جس کو بڑی گیارہویں کہتے ہیں.... مُردوں یا بزرگوں کو ثواب پہنچانا (مستحب) ایک مستحب فعل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل سے ثابت ہے.... ہم یہاں حضور کا طریقہ ایصال ثواب لکھے دیتے ہیں تاکہ عاشقان رسول ہر ایصال ثواب میں اسی کے مطابق عمل کریں....

۱۔ آپؐ نے مُردوں کے لئے خدا سے بخشش کی دعا مانگی ہے.... یہ کام آپؐ نے ہمیشہ کیا ہے اور شب برات میں قبرستان جا کر خاص طور پر کیا ہے....

۲۔ آپؐ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور دعا فرمائی کہ "الٰہی اس قربانی کو میری امت کی طرف سے قبول فرما...." اسی طرح آپؐ نے ایک صحابی کو اجازت بلکہ حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کریں اور اس کا ثواب ماں کو پہنچائیں

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں آئے اور وہاں سورۂ یاسین پڑھے (اور اس کا ثواب مُردوں کو پہنچانے کی دعا خدا سے کرے) تو اللہ تعالیٰ تمام مُردوں کے عذاب اور تکلیف میں کمی فرما دیتے ہیں.... نیز فرمایا جو شخص قبرستان میں سورۂ الحمد، سورۂ قُل ہو اللہ، سورۂ الہاکم التکاثر پڑھے پھر یوں کہے کہ الٰہی میں نے آپ کا جو کلام پڑھا ہے اور اس کا ثواب جو مجھ کو ملا ہے اس کو یہاں کے مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخشتا ہوں.... تو قیامت کے دن وہ سب اس کی شفاعت کریں گے.... (شرح الصدور) (ع)

تحمل و بردباری: طبیعت کے خلاف ناگوار باتوں کو برداشت کرنا اور غصہ کو پی جانا اللہ کو بہت پسند ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (۱) جو غصہ کو روکے گا اللہ اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ (۲) جو غصہ کو دبائے گا قیامت کے دن اللہ اس کو اختیار دیں گے کہ جنت کی حوروں میں سے جسے چاہے اپنے لئے اختیار کرے۔

ایصال ثواب کے متعلق ہدایات

۱:.... مُردے سے بھی قابل ہمدردی کا کوئی اور طریقہ ہے ہی نہیں بجز اس طریق کے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرما گئے ہیں....

۲:.... ایصال ثواب سے گناہگاروں کو تو عذاب اور تکلیف میں کمی کا فائدہ پہنچتا ہے اور بچوں، نیک بندوں یا بزرگوں کو مدارج کے بڑھنے کا فائدہ پہنچتا ہے....

۳:.... مردوں کو بدنی عبادت (قرآن پڑھنا، نماز، روزہ، حج کرنا، کلمہ شریف، درود شریف، استغفار، سبحان اللہ والحمدللہ پڑھنا) کا ثواب بھی پہنچتا ہے.... نیز مُردوں کو مالی عبادت (قربانی کرنا، حج کرنا، غریبوں کو کھلانا، کپڑا پہنانا، نقد دینا) کا ثواب بھی پہنچتا ہے....

۴:.... کوئی شخص جو یہ نفلی عبادت (مالی یا بدنی) کرتا ہے تو ثواب پہلے تو خود اس کو ملتا ہے کیونکہ عمل اسی کا ہے جب عبادت کر چکنے کے بعد یعنی ثواب کا مستحق ہو چکنے کے بعد وہ خدا سے یوں کہے "کہ الٰہی میں اپنی اس عبادت کا ثواب فلاں کو (ایک کو یا کئی کو) پہنچاتا ہوں...." تب وہ ثواب ان مردوں کو بھی اتنا ہی ملتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی اتنا ہی ملتا ہے.... پس اگر کوئی عبادت کرنے اور ثواب کا مستحق ہونے سے پہلے یہ کہدے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے (جیسے کھانا ابھی غریب محتاج کو دیا نہیں گھر میں رکھا ہے اور خدا سے دعا کرلی) یا عبادت کرلے اور زبان سے یہ دعا نہ کرے تو ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا....

(فائدے) مالی عبادات میں چند باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ۱۔ مال چونکہ اللہ نے دیا ہے.... لہٰذا اسی کے نام پر اسی کو خوش کرنے کے لئے.... اسی سے دنیوی اور اُخروی نفع لینے کی نیت سے خرچ کرے.... ۲۔ خوش دل سے خرچ کرے.... جبر سے یا برادری کی مجبوری سے نہ کرے کیوں کہ اس صورت میں ثواب خود اسی کو نہیں ملتا تو مُردوں کو کیا پہنچائے گا.... ۳۔ طیب مال سے کرے.... سودی لے کر عبادت کرنا اور ثواب کی امید رکھنا گناہ ہے.... ۴۔ بہت غریب اور محتاج کو دے اور چھپا کر دے نام و نمود کا دخل نہ ہونے پائے.... اور غریبوں کو وہ چیز دے جس کی ان کو حاجت ہو.... ۵۔ چونکہ مال ہر ہر وقت موجود نہیں رہتا اس لئے بیچارے

مُردوں کو آرام پہنچانے کو مال ملنے کے وقت تک ملتوی نہ رکھے.... مُردوں کو ثواب پہنچانے کی سبیل تو اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہر وقت کھول دی ہے جس وقت کوئی عزیز یا بزرگ یا خود آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے....فوراً کچھ پڑھ کر مثلاً قل ہو اللہ.... کلمہ شریف وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچا دے.... کیونکہ کھانا.... مٹھائی وغیرہ مالی عبادت کو اور قرآن کلمہ پڑھنا.... بدنی عبادت کو ساتھ ساتھ کرنا ضروری نہیں....نہ ان دونوں کا ساتھ ساتھ کرنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے....اس لئے مالی عبادت کے انتظار میں آسان بدنی عبادت سے ثواب پہنچانے کو ملتوی نہ کرے....

واجبات نماز چودہ ہیں

(۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کیلئے مقرر کرنا۔

(۲) فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا۔ (۴) سورہ فاتحہ کو سورۃ سے پہلے پڑھنا۔ (۵) قرأت اور رکوع میں اور سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا۔ (۶) قومہ کرنا یعنی رکوع سے اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔ (۷) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھ جانا۔ (۸) تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔ (۹) قعدہ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔ (۱۰) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔ (۱۱) امام کو نمازِ فجر۔ مغرب۔ عشاء جمعہ۔ عیدین۔ تراویح اور رمضان شریف کے وتروں میں آواز سے قراءت کرنا۔ اور ظہر۔ عصر وغیرہ نمازوں میں آہستہ پڑھنا۔ (۱۲) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا۔ (۱۳) نمازِ وتر میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۴) دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

بیوی کیساتھ حسن سلوک کی تاکید

۱۔ بیوی کولونڈی، ماما (نوکرانی) نہ سمجھنا چاہئے.... بلکہ برادری میں مرد کے برابر شریف اور ہمسر ہے گو عمر میں کچھ چھوٹی.... پس اس کے ساتھ سلوک گزران کرنے میں، کھلانے پلانے میں، یا معاملہ، گفتگو میں، یا کسی کام کہنے وغیرہ میں اس کو دوست اور محبوب سمجھ کر سلوک کرنا چاہئے....

۲۔ عورت ایک خدائی حکم سے مرد کے یہاں آتی اور اپنے والدین، سہیلی مکان اور ہر محبوب چیز کو چھوڑ کر آتی ہے.... مرد کا گھر اس کے لئے نئی جگہ ہے اس لئے انسانیت یہ ہے کہ اس کی دل جوئی کا زیادہ خیال رکھا جائے.... اس کی بعض کوتاہیوں سے درگزر کیا جائے اور اس طرح اس کے ساتھ رہے کہ اس کو ماں باپ، بہن بھائی، وطن سب کچھ بھول جائے....

۳۔ عورت کو اس کا احساس زیادہ اور برابر رہتا ہے کہ مرد میرا محتاج ہے اس لئے اس کے اندر ایک طرح کا انکار، پندار، استغنا، ناز اس کی فطرت ہی سے پیدا ہوتا ہے....

حوا کی بیٹی ہے.... وہ ہوا بنے تو بنے مرد کو ہوا بننے کا کوئی موقع نہیں.... بڑے کی بڑائی تو اسی میں ہے کہ اس میں حلم و تحمل زیادہ ہو.... یہ اللہ کی خاص صفت ہے.... اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے....

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی خیال سے اپنی ازواج مطہرات میں ہنستے بولتے رہتے.... بی بی عائشہؓ کے ساتھ جن کی عمر حضور کے وصال کے وقت بھی ۱۸ سال سے زائد نہیں تھی.... حضور کی دوڑ حالانکہ آپ کی عمر ۵۳ اور ۶۳ سال کے بیچ میں تھی.... ان کی دل جوئی ہی کے خیال سے تھی.... نیز اس لئے تھی کہ عورتیں اپاہج نہ ہونے پائیں....

اسی طرح آپکی ازواج میں باہم مذاق تفریح اور جائز رقابت کی باتیں آپکے سامنے ہوتیں.... آپ اس سے لطف اٹھاتے دیکھتے رہتے.... اگر کوئی قابل اصلاح بات ہوتی تو فوراً تعلیم و اصلاح فرماتے....

۵۔ عورت کی بدمزاجی اور سرکشی ہو تو مرد کو چاہئے کہ اول تحمل کرے.... پھر عورت کو خود نرمی سے سمجھا دے.... اگر نہ مانے (تو اپنے دینی مصلح سے عرض حال کر کے حسب ہدایت عمل کرے)

۶۔ بدمزاجی نہ چھوڑے تو دھمکائے اور غصہ کا اظہار کرے....اس پر بھی نہ مانے تو تین دن تک یا دس دن تک بستر الگ کردے مگر گھر میں رہے باہر نہ جائے....پھر بھی سزا و سختی کی ضرورت ہو تو مارے مگر چہرہ پر نہ مارے....نہ اتنا مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے....یا زخم ہو کر خون نکل آئے.... اگر بدچلنی دیکھے تو جلدی نہ کرے پوری تحقیق کر کے تب طلاق دے....مگر اس میں جلدی نہ کرے....

۷۔ عورت کو خرچ دیکر صاف بتا دے کہ یہ رقم تم کو ہبہ ہے یا گھر کے خرچ کے لئے ہے جو زائد بچے وہ میرا ہے امانت رکھا جائے....اسی طرح زیور یا قیمتی کپڑے بنوائے....تو صراحت کردے کہ تم کو دے ڈالتا ہوں تم مالک ہو یا میری امانت ہے ابھی استعمال کرو....پھر لے لوں گا....مالک میں ہوں....

۸۔ مرد کو لازم ہے کہ جماع میں اعتدال ملحوظ رکھے اس کی زیادتی سے عقل خراب ہو جاتی ہے....رعشہ اور مرگی وغیرہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں....حیض میں جماع سے بچے....اس وقت فاسد مادہ اس کے بدن سے نکلتا ہے وہ مرد کو مضر بھی ہے اور شرعی معمولات اس وقت جماع حرام بھی ہے....

۹۔ عورت کو مرد کے حکم کے خلاف کبھی نہ کرنا چاہئے....اس کی خوشی میں خدا کی بھی خوشی ہے اگر چولہے پر کچھ پکا رہی ہو....اور مرد بلائے تو ہانڈی چھوڑ کر اس کے پاس چلی جائے....

۱۰۔ بچوں کے لئے جو سامان بنائے ان کا مالک ان کو نہ بنائے....(ع)

سنت

جو چیزیں نماز میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہیں۔ لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر ثابت نہیں ہوئی انہیں سنت کہتے ہیں۔ ان چیزوں میں سے کوئی چیز اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ نہ گناہ ہوتا ہے اور قصداً چھوڑ دینے سے نماز تو نہیں ٹوٹتی اور نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے لیکن چھوڑنے والا ملامت کا مستحق ہوتا ہے۔

خودستائی

خودستائی یعنی اپنی آپ تعریف وتوصیف کرنے سے بچو'اپنی خوبیوں' اپنے اخلاق اور اپنی بڑائی کو بیان کرنا اور کہنا کہ میں ایسا ہوں اور میں ویسا ہوں ممنوع ہے۔

اس سے بچنا چاہئے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اسے منع کیا ہے اور فرمایا ہے "فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنۡفُسَكُمۡ" یعنی اپنی تعریف وستائش مت کرو۔ ایک حکیم سے لوگوں نے پوچھا کہ آیا کوئی بات ایسی ہے جو اچھی بھی ہو اور بری بھی اور صحیح بھی ہو اور غلط بھی؟ اس نے کہا ہاں ہوتی ہے وہ اپنی آپ تعریف کرتا ہے اگرچہ وہ صحیح اور درست بھی ہو تو بری اور غلط ہے کیونکہ ایسا کرنا برا ہے ہرگز خودستائی اور خودشنائی کی عادت نہ ڈالو کیونکہ اس سے تمہاری شان وشوکت اور رعب ودبدبہ پر پانی پھر جاتا ہے اور اس سے حماقت اور نادانی ظاہر ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک معیوب بن جاتی ہے اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ اس میں حشمت اور عزت کو کوئی زیادتی نہیں ہے بلکہ کمی واقع ہوتی ہے تو اپنے ان دوستوں کو دیکھو جو اپنی بڑائی جتلاتے ہیں وہ تمہارے دل میں کتنے حقیر معلوم ہوتے ہیں اور انکی یہ خودستائی تم پر کتنی بار گزرتی ہے اگرچہ تم اس وقت خاموش رہتے ہو لیکن وہ جب چلے جاتے ہیں تو تم ان کی مذمت کرتے ہو دوسرے لوگ بھی تمہارے حق میں ایسے ہی ہوتے ہیں جو چیز دوسروں سے تم کو بری لگتی ہے تم خود بھی اس کو مت کرو۔ (خ)

نمازتوبہ: جب کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کر کے دو رکعت نمازتوبہ نفل کی نیت کر کے پڑھے، اس کے بعد خوب سچے دل سے توبہ اور استغفار کرے اور اپنے کئے ہوئے گناہ پر خوب نادم وپشیمان ہو اور یہ عہد کرے یا اللہ: آئندہ میں اس گناہ کے پاس بھی نہ جاؤں گا، اور کلمۂ استغفار تین یا پانچ مرتبہ پڑھے، کلمہ استغفار یہ ہے: اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَاَتُوۡبُ اِلَيۡهِ.

پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ مَغۡفِرَتُكَ اَوۡسَعُ مِنۡ ذُنُوۡبِیۡ وَرَحۡمَتُكَ اَرۡجٰی عِنۡدِیۡ مِنۡ عَمَلِیۡ (حاکم) "یا اللہ آپ کی بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے گناہوں کے مقابلہ میں آپ کی رحمت کا زیادہ امیدوار ہوں۔"

ربیع الثانی کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	واقعات وحادثات	ربیع الثانی	مطابق
۱	فرض نمازوں میں اضافہ	۱ھ	اکتوبر ۶۲۲ء
۲	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۱ھ	اکتوبر ۶۲۲ء
۳	حضرت ابوقیس صرمہ بن ابی انسؓ کا اسلام لانا	۱ھ	نومبر ۶۲۲ء
۴	مہاجرین وانصار میں مواخات	۱ھ	نومبر ۶۲۲ء
۵	غزوۃ الحمر ان	۳ھ	ستمبر، اکتوبر ۶۲۴ء
۶	وفات حضرت ام المؤمنین زینب بنت خزیمہؓ	۳، ۴ھ	ستمبر ۶۲۵ء
۷	غزوہ ذی قرد غزوی غابہ	۶ھ	اگست ۶۲۷ء
۸	سریہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ	۶ھ	اگست ۶۲۷ء
۹	سریہ ذی قصہ	۶ھ	ستمبر ۶۲۷ء
۱۰	سریہ بنوثعلبہ	۶ھ	ستمبر ۶۲۷ء
۱۱	سریہ جموم	۶ھ	ستمبر ۶۲۷ء
۱۲	سریہ بنوطئی	۹ھ	جولائی ۶۳۰ء
۱۳	وفد بنی الحارث کا قبول اسلام	۱۰ھ	اگست ۶۳۱ء
۱۴	سریہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ	۱۱ھ	جون ۶۳۲ء
۱۵	واقعہ یرموک	۱۵ھ	مئی ۶۳۶ء
۱۶	واقعہ نہاوند	۲۱ھ	مارچ ۶۴۱ء
۱۷	فتح طرابلس	۲۲ھ	فروری ۶۴۲ء
۱۸	وفات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ	۳۲ھ	نومبر ۶۵۲ء
۱۹	وفات حضرت اشعر نہ کندی رضی اللہ عنہ	۴۰ھ	اگست ۶۶۰ء
۲۰	فتح سوڈان	۴۳ھ	جولائی ۶۶۳ء
۲۱	وفات حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	۵۰ھ	اپریل ۶۷۰ء

۲۲	وفات عبداللہ بن زیاد	۶۷ھ	اکتوبر۶۸۶ء
۲۳	وفات حضرت عاصم بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۷۰ھ	ستمبر۶۸۹ء
۲۴	وفات حضرت سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ عنہ	۷۴ھ	اگست۶۶۳ء
۲۵	وفات حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ	۸۰ھ	جون۶۹۹ء
۲۶	فتح ارمیبا	۸۵ھ	اپریل۷۰۴ء
۲۷	فتح صاغان	۸۶ھ	اپریل۷۰۵ء
۲۸	فتح صغد	۸۸ھ	مارچ۷۰۶ء
۲۹	وفات حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ	۱۰۰ھ	اکتوبر۷۱۸ء
۳۰	جنگ بہرزان	۱۰۴ھ	ستمبر۷۲۲ء
۳۱	وفات حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ	۱۰۵ھ	ستمبر۷۲۳ء
۳۲	وفات حضرت حماد الکوفی رحمہ اللہ	۱۲۰ھ	مارچ۷۳۷ء
۳۳	وفات حضرت امام مالک رحمہ اللہ امام مدینہ	۱۷۹ھ	جون۷۹۵ء
۳۴	وفات حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ	۱۸۲ھ	مئی۷۹۸ء
۳۵	وفات امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ	۲۳۵ھ	اکتوبر۷۴۹ء
۳۶	وفات سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ	۴۲۱ھ	اپریل۱۰۳۰ء
۳۷	وفات امام بیہقی رحمہ اللہ المحدث الکبیر	۴۵۸ھ	مارچ۱۰۹۵ء
۳۸	وفات عبدالقاہر الجرجانی النحوی رحمہ اللہ	۴۷۱ھ	اکتوبر۱۰۷۸ء
۳۹	وفات شیخ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی	۵۶۱؍۱۷ھ	فروری۱۱۶۵ء
۴۰	وفات ابن حاجب، صاحب کافیہ	۶۴۶ھ	جولائی۱۲۴۸ء
۴۱	وفات حضرت عبیداللہ احرار نقشبندی رحمہ اللہ	۸۹۶ھ	فروری۱۴۹۱ء
۴۲	وفات حضرت ملا علی قاری حنفی	۱۰۱۴؍۷ھ	
۴۳	وفات مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی محدث سہارنپوریؒ	۱۳۴۶ھ	اکتوبر۱۹۲۷ء
۴۴	وفات مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ	۱۲-۱۳۷۲ھ	۲۱اگست۱۹۵۲ء

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ اور والد محترم کا نام عثمان بن ابی قحافہ ہے۔ آپ اسلام سے پہلے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ مَردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے، تمام جنگوں میں شریک رہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین ہوئے اور دو سال چار ماہ آپ نے خلافت سنبھالی۔

تمام صحابہ میں آپ سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں آپ کی مرویات کی تعداد 142 ہے۔

63 سال عمر پا کر 23 جمادی الاخریٰ 13ھ میں وفات پائی۔ نماز جنازہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

آپکا اسم گرامی عمر، کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔

آپ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال اسلام لائے، اور آپ چالیسویں مسلمان ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا جانشین بنایا۔ آپ کی خلافت کی مدت دس سال چھ ماہ ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابولؤلؤ مجوسی نے نماز پڑھتے ہوتے آپ کو خنجر مارا جس کی وجہ سے شہید ہوئے۔

یہ واقعہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ بروز بدھ کا ہے اور وفات وتدفین ۱۰ محرم ۲۴ھ کی ہے۔ ۶۳ سال عمر پائی۔ نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی عثمان، کنیت ابو عبداللہ اور لقب ذوالنورین ہے، والد کا نام عفان ہے۔

آپ کو ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نور چشم حضرت رقیہؓ اور حضرت امّ کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔

یکم محرم 24ھ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپکی خلافت کا زمانہ کچھ دن کم بارہ سال ہے۔ 83 یا 88 سال عمر پائی، فتنہ وفساد برپا ہوا تو اسود تجیبی مصری نے آپ کو شہید کیا ہفتہ کے دن جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی علیؓ کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے والد کا نام ابوطالب ہے۔ آپ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہی رہے جب آپ اسلام لائے تو عمر 15 تا 18 سال کی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت جمعہ کے روز 18 ذی الحجہ کو ہوئی اسی دن آپکو خلیفہ بنایا گیا۔

آپؓ کی فضیلت وخدمات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نمایاں اور ممتاز مقام کی ہیں جنہیں سیرت کی کتب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ 18 رمضان المبارک 40ھ کو جمعہ کے دن صبح کے وقت عبدالرحمٰن بن ملجم نے کوفہ میں آپ پر حملہ کیا، اس کے تین رات بعد انتقال ہو گیا۔ بوقت وفات آپکی عمر 63 یا 65، 70 یا 58 سال کی تھی۔ رضی اللہ عنہم

جماعت کی تاکید اور فضیلت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وارکعوا مع الراکعین. (پ۱ع۵)

''نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر (یعنی جماعت سے)'' اس آیت کریمہ میں جماعت کیساتھ نماز پڑھنے کا صاف اور صریح حکم ہے، جس سے جماعت کی تاکید اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح اگر احادیث کا مطالعہ کریں تو بے شمار حدیثیں جماعت کی تاکید اور فضیلت کے متعلق ملیں گی۔ جماعت کی اہمیت کا اندازہ آپ سب سے پہلے تو اسی بات سے کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کی نماز کو کبھی ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ مرض الوفات میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خود چلنے کی طاقت نہ رہی تو دو صحابہ (حضرت عباس وحضرت علی رضی اللہ عنہما) کے سہارے پاؤں گھسیٹتے ہوئے تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، جو شخص جماعت کی نماز چھوڑ دیتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر سخت غصہ آتا تھا، اور سخت سے سخت سزا دینے کو دل چاہتا تھا۔

مسنون دُعائیں

یوں تو ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے لیکن سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دن رات کے مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر کچھ خاص خاص دعائیں سکھائی ہیں' مثلاً نیند سے بیدار ہوکر کیا دعا کریں؟ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے کیا کہیں؟ وہاں سے باہر نکل کر کیا پڑھیں؟ وضو کرتے وقت' مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد سے نکلتے وقت' گھر میں داخل ہوتے وقت' کھانا کھانے سے پہلے' کھانا کھانے کے بعد' اذان سننے کے بعد' کپڑے پہنتے وقت' آئینہ دیکھتے وقت' بستر پر پہنچ کر سونے سے پہلے غرض مختلف مواقع پر مختلف دعائیں سکھائی ہیں جو ہمارے دین و دنیا کی تمام ضرورتوں کے لئے انتہائی جامع اور مفید دعائیں ہیں۔ اگر ہم ساری عمر سوچتے رہیں تب بھی ایسی دعائیں خود سے نہ مانگ سکیں جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھا دی ہیں۔

ان دعاؤں کے پڑھنے میں نہ کوئی وقت صرف ہوتا ہے نہ محنت لگتی ہے۔ نہ ان کیلئے وضو شرط ہے نہ ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ بس اگر ان دعاؤں کو یاد کرلیا جائے تو ذرا سے دھیان کی بات ہے اور اس معمولی سی توجہ کے نتیجے میں دنیا و آخرت کے عظیم مقاصد اور فوائد حاصل ہو جاتے ہیں اور بغیر کسی خاص محنت کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے ذخیرے جمع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ یہ دعائیں ضرور یاد کرلے۔ بہت سی کتابیں ایسی ہیں جن میں یہ دعائیں لکھی ہوئی ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی کتاب ''مناجات مقبول'' میں بھی ایسی بیشتر دعائیں جمع کردی گئی ہیں۔ اس میں دیکھ کر یہ دعائیں یاد کی جاسکتی ہیں' خود بھی یاد کریں اور بچوں کو بھی یاد کرا کر بچپن ہی سے ان کا عادی بنائیں تو ان شاء اللہ ان کی دعاؤں کا ثواب بھی ملے گا۔ (الف)

صدقہ کی فضیلت: مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے کہ وہ صاحب نصاب و زکوٰۃ نہیں ہوتی ایسے لوگوں کے حصول ثواب کے لئے اسلام نے صدقہ اور خیرات رکھا ہے اور اس کے بڑے فضائل ہیں۔

ذکر اللہ کی نعمت

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو لوگ کسی مجلس سے اس حالت میں اٹھ جائیں کہ اس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو وہ مردار گدھے پر سے اٹھے' اور یہ مجلس ان کے لئے (قیامت کے دن) حسرت کا باعث بنے گی (یعنی یہ حسرت ہوگی کہ اتنا وقت ہم نے بیکار ضائع کردیا۔) (ابوداؤد)

اسی لئے حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مجلس کے اختتام میں یہ کلمات پڑھ لینے چاہئیں۔

سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ اَسۡتَغۡفِرُکَ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡکَ

اس سے اس مجلس کی کوتاہیوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (نسائی)

ذکر اللہ کی ان عظیم فضیلتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اتنا آسان بنادیا ہے کہ اس کے لئے کوئی شرط عائد نہیں فرمائی۔ اگر وضو کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر یکسوئی سے ذکر کرسکیں تو بہت اچھا ہے۔ لیکن اس کا موقع نہ ملے تو چلتے پھرتے' اٹھتے' بیٹھتے کام میں لگے ہوئے ہر حال میں یہ عبادت انجام دی جاسکتی ہے اس کے لئے وضو بھی شرط نہیں ہے بلکہ حالت جنابت اور حالت حیض میں بھی ذکر جائز ہے۔ صرف برہنگی کی حالت میں یا نجاست کے مقامات پر مثلاً بیت الخلاء میں زبان سے ذکر نہیں کرنا چاہئے۔ اس وقت بھی دل دل میں ذکر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اس عظیم عبادت کا ثواب انسان ہر وقت بغیر کسی خاص محنت و مشقت کے حاصل کرسکتا ہے اور مناسب یہ ہے کہ دن رات میں کچھ وقت تو ایسا مقرر کرلیا جائے جس میں باقاعدہ' باوضو اور قبلہ رخ ہو کر یکسوئی سے ذکر کیا جائے' اور باقی اوقات میں چلتے پھرتے کاموں کے درمیان' لیٹے بیٹھے جتنے ذکر کی توفیق ہو جائے نعمت ہی نعمت ہے۔ (الف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے بلالؓ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کر اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کر (طبرانی)

شکر کی حقیقت

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حقیقی شکر یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گذارے، لیکن اگر زبان اور دل سے کثرت کے ساتھ شکر ادا کرنے کی عادت ڈال لے تو یہ بھی ایک عظیم عبادت ہے اور امید ہے کہ ان شاء اللہ اس کی برکت سے دوسرے اعمال کی بھی اصلاح ہوگی۔ یوں تو شکر ادا کرنے کے لئے کوئی لفظ متعین نہیں ہے۔ ہر انسان اپنی زبان میں بھی شکر ادا کرسکتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے شکر کے لئے ایسے جامع الفاظ بھی تلقین فرمائے ہیں جن سے ایک مرتبہ ہی میں ہزاروں مرتبہ شکر ادا کرنے کا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔

۱- اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَدَدَخَلْقِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ وَزِنَةَ عَرْشِکَ وَرَضَا نَفْسِکَ

اے اللہ! آپ کی حمد کرتا ہوں آپ کی مخلوقات کی گنتی برابر اور آپ کے کلمات کی سیاہی کے برابر اور آپ کے عرش کے وزن کے برابر اور آپ کی خوشنودی کے مطابق۔

۲- حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کے یہ کلمات تلقین فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ

۳- فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ

اے اللہ! مجھے یا آپ کی مخلوق کے کسی اور فرد کو جو بھی نعمت ملے وہ تنہا آپ کی طرف سے ہے۔ آپ کا کوئی شریک نہیں۔ پس تعریف آپ ہی کی ہے۔ اور شکر آپ ہی کا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص یہ کلمات صبح کے وقت کہے۔ اس نے اپنے اس دن کا شکر ادا کیا اور جو شخص یہ کلمات شام کے وقت کہے۔ اس نے اپنی اس رات کا شکر ادا کر دیا“۔ (نسائی ابوداؤد) (الف)

پہلے سلام کرنا

مسلمانوں کو سلام کرنا اُن اسلامی شعائر میں سے ہے۔ جن سے ایک مسلمان کی شناخت ہوتی ہے اور اس کے بہت سے فضائل احادیث میں آئے ہیں خاص طور سے کسی مسلمان کو سلام کی ابتداء کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے قریب تر وہ شخص ہے جو لوگوں کو سلام کرنے کی ابتداء کرے''۔ (ابوداؤد)

یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف ان ہی لوگوں کو سلام کیا جائے جو جان پہچان والے ہوں' بلکہ جن کو انسان پہچانتا نہ ہو' لیکن ان کا مسلمان ہونا معلوم ہو ان کو سلام کرنا بھی بہت ثواب ہے۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمان کیلئے کون سے اعمال بہتر ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے جو اعمال شمار کرائے ان میں یہ بھی تھا کہ ''لوگوں کو سلام کرنا چاہے تم انہیں پہچانتے ہو' یا نہ پہچانتے ہو''۔ (صحیح بخاری۔صحیح مسلم)

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سلام کرنا اس وقت سنت ہے جب کوئی شخص اپنے کسی کام میں مشغول نہ ہو اور یہ اندازہ ہو کہ سلام کرنے سے اس کے کام میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ لیکن اگر اس کے کام میں خلل آنے کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت سلام کرنا درست نہیں ہے مثلاً کوئی شخص تلاوت یا ذکر کر رہا ہے' یا کسی مریض کی تیمارداری میں مشغول ہے' یا مطالعہ کر رہا ہے' یا کسی اور ایسے کام میں لگا ہوا ہے جس میں توجہ بٹنے سے کام کا نقصان ہونے کا اندیشہ ہے تو جب تک وہ فارغ نہ ہو جائے سلام کرنا درست نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مجمع سے خطاب کر رہا ہے اور لوگ اس کی بات سن رہے ہیں تو ایسے میں بھی بولنے والے یا سننے والوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ اگر لوگ خاموش بیٹھے ہوں اور کوئی شخص ان کے پاس سے گزرے یا مجلس میں بیٹھنا چاہے تو بس ایک مرتبہ سلام کرلے اور حاضرین میں سے کوئی ایک بھی جواب دے دے تو سلام کی سنت اور سلام کے جواب کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔

سلام کا آغاز کرنا سنت ہے۔ لیکن کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا واجب ہے۔ اگر کوئی شخص سلام کا جواب نہ دے تو گنہگار ہوگا۔

نیز جب کسی کا خط آئے اور اس میں **السلام علیکم** لکھا ہوا ہو' تو پڑھتے وقت ہی سلام کا جواب دے دینا چاہئے۔ (شرح مسلم نووی) (الف)

معاف کر دینا

کون شخص دنیا میں ایسا ہے جس سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی ہو اور ہر شخص یہ بھی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی غلطی کو معاف فرما دیں۔ لہٰذا اگر کسی دوسرے سے کوئی غلطی ہو جائے تو یہ سوچنا چاہئے کہ جس طرح میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواہشمند ہوں' اسی طرح مجھے بھی دوسروں کو معاف کر دینا چاہئے آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص دوسروں کو معاف کرنے کی روش اختیار کرے۔ ان شاء اللہ امید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی غلطیوں کی مغفرت فرمائیں گے۔ یہ بات متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے۔

ایک شخص کا دانت کسی نے توڑ دیا تھا' وہ شخص حضرت معاویہؓ کے پاس بدلہ لینے کی غرض سے پہنچا۔ وہاں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس کو اوپر والی حدیث سنا دی تو اس نے بدلہ لینے کا ارادہ ترک کر کے اپنے مدمقابل کو معاف کر دیا۔ (جامع ترمذی)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو معاف کرنے کے بجائے اس سے بدلہ لے۔ یعنی اس کو بھی ویسی ہی تکلیف پہنچا دے تو اس سے اس کا کیا فائدہ ہوا؟ اگر کسی نے ایسی تکلیف پہنچائی ہے جس کا بدلہ لینا ممکن نہیں ہے تو اس کو معاف نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کو آخرت میں عذاب ہو گا۔ یہاں بھی یہ سوچنا چاہئے کہ اگر اس کو آخرت میں عذاب ہوا تو اس سے مجھے کیا فائدہ ہے؟ اس کے برخلاف اگر اس کو معاف کر دیا تو اس سے میرے گناہ معاف ہوں گے عذاب جہنم سے نجات ملے گی اور اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائیں گے۔ لہٰذا عقل کی بات یہی ہے کہ معاف کر کے یہ فضیلت حاصل کی جائے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کسی کو معاف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا یا آخرت میں اس سے انتقام نہ لیا جائے اور بس! اگر کوئی شخص دوسرے کو اس طرح معاف کر دے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ معاف کرنے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اس شخص کی طرف سے آئندہ اس قسم کی تکلیف پہنچنے کا سدباب نہ کیا جائے۔ اگر اندیشہ ہو کہ وہ شخص دوبارہ ایسی حرکت کرے گا تو اس کے سدباب کے لئے کوئی اقدام کرنا بھی معافی کے خلاف نہیں ہے ایسی صورت میں اپنا سابقہ حق تو معاف کر دیا جائے' لیکن آئندہ اس کی تکلیف سے بچنے کے لئے باختیار افراد سے مدد لے لی جائے تب بھی ان شاء اللہ معافی کی فضیلت حاصل رہے گی۔ (الف)

والدین کے عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

جس طرح والدین کے ساتھ حسن سلوک بڑے ثواب کا عمل ہے اسی طرح والدین کے عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اَبَرَّ الۡبِرِّ اَنۡ یَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِیۡهِ بہت سی نیکیوں کی ایک نیکی ہے کہ انسان اپنے باپ کے اہل محبت سے تعلق جوڑے رکھے (اور اس تعلق کو نبھائے) (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد عبداللہ بن دینارؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ یوں تو وہ اونٹنی پر سوار تھے لیکن ایک گدھا بھی ساتھ تھا جب اونٹنی کی سواری سے اکتا جاتے تو کچھ دیر اس گدھے پر سواری کر لیتے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی شخص راستے میں ملا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کا اور اس کے والد کا نام پوچھا' جب اس نے بتا دیا تو آپ نے اپنا گدھا اس کو دے دیا' اور اپنا عمامہ بھی اتار کر اس کو تحفۃً دے دیا۔ ساتھیوں نے کہا کہ دیہاتی لوگ تو ذرا سی چیز سے بھی خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے اس شخص کو اتنی قیمتی چیزیں کیوں دیں؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اس شخص کے والد میرے والد کے دوست تھے' اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "بہت سی نیکیوں کی ایک نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے اہل محبت سے تعلق جوڑے رکھے۔" (مسلم)

لہٰذا اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اضافے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ والدین کے عزیزوں اور دوستوں سے تعلقات نبھائے جائیں۔ اور ان سے حسن سلوک کیا جائے۔ (الف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک روٹی کا نوالہ (خیرات کرنے) کی وجہ سے تین آدمی جنت میں جائیں گے۔ (۱) خیرات کا حکم دینے والا (۲) کھانا پکانے والا (۳) مسکین اور فقیر کو جا کر نوالہ دینے والا (طبرانی)

اس زمانہ میں ایک نوالہ کی کیا حقیقت ہے بلکہ منہ سے نکلے ہوئے نوالہ سے تو آج کل لوگ گھن اور نفرت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں حقیر سی چیز صدقہ کرنے کی کتنی قدر ہے، تو اپنی پسند اور محبوب چیز اگر کوئی صدقہ کرے اس کی کتنی قدر ہوگی۔

بڑوں کی عزت

اگر چہ اسلامی تعلیمات کی رو سے اصل فضیلت تقویٰ اور علم کو حاصل ہے لیکن ساتھ ہی چھوٹی عمر والوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سے بڑی عمر والوں کی عزت کریں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی عزت نہ پہچانے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

خاص طور سے جس شخص کے بال سفید ہو گئے ہوں اس کی عزت واحترام کی حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا ایک حصہ ہے کہ کسی سفید بال والے مسلمان کا احترام کیا جائے۔ (ابوداؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایسے لوگ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کی بڑی عمر میں اس کی عزت کریں گے۔ (ترمذی، وقال: غریب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اگر کسی وفد میں سے کوئی چھوٹی عمر کا شخص بڑوں سے پہلے بولنا شروع کر دیتا تو آپؐ اس کو تاکید فرماتے کہ بڑے کو پہلے بولنے دو۔ اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بڑوں کی عزت وتوقیر کی آپؐ نے کس درجے تاکید فرمائی ہے اور اس پر یقیناً اجر وثواب ملتا ہے۔ (الف)

مندرجہ بالا تینوں اوقات میں سجدۂ تلاوت کرنا بھی منع ہے،

عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد مغرب کی نماز تک کوئی نفل نماز پڑھنا۔

اسی طرح فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد سورج نکلنے تک نفل وغیرہ پڑھنا منع ہے۔

مگر عصر اور فجر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں اور سجدۂ تلاوت بھی کر سکتے ہیں اور جب دھوپ زرد پڑ جائے تو سجدۂ تلاوت بھی درست نہیں، (بہشتی زیور)

روزے میں سحری وافطاری

روزے خواہ رمضان کے ہوں یا نفلی، دونوں عظیم عبادت ہیں اور ان میں سحری کھانا مستقل کارِ ثواب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''سحری کیا کرو کیوں کہ سحری میں برکت ہے'' (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَا ئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سحری تمام تر برکت ہے۔ لہٰذا اس کو نہ چھوڑو، خواہ تم میں سے کوئی ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(ایضاً بحوالہ مسند احمد)

اور سحری میں بھی بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصے میں کی جائے۔

روزے میں جب آفتاب غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو اس کے بعد افطار میں جلدی کرنی چاہئے۔ بلا عذر دیر نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کہ لوگوں میں اس وقت تک خیر رہے گی۔ جب تک وہ افطار میں جلدی کریں۔'' (بخاری ومسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے وہ بندے بہت محبوب ہیں جو جلدی افطار کرتے ہیں۔ (مسند احمد وترمذی) (الف)

رشتہ داروں کے حقوق: اپنے قریبی رشتہ دار جو محتاج ہوں اور کمانے پر قدرت نہ رکھتے ہوں تو ان کی خبر گیری اولاد کی طرح واجب ہے۔

۲۔ رشتہ داروں کی تکلیف پر صبر کرنا۔ (۳) کبھی کبھی ان سے ملتے رہنا۔ (۴) ان سے تعلق ختم نہ کرنا۔

آج کا دن

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے
کہ جب تم صبح کو بیدار ہو تو شام کی انتظار نہ کرو۔ بس آج کا دن ہی دن ہے۔
نہ ماضی کو زیادہ سوچو اور نہ مستقبل کیلئے زیادہ پریشان رہو۔ آپ کی زندگی آج کا دن ہے لہٰذا پوری سوچ وفکر کے ساتھ آج کا دن گزارو۔ آج کے دن کے گھنٹوں میں کئی سالوں کے کام نمٹ سکتے ہیں لہٰذا آج کے دن میں پوری ہمت کرو۔
آج کے دن خوش رہو۔ راضی رہو اور اپنے رزق پر گھر بار پر صبر و شکر کرو۔ اور اللہ کی رضا پر خود کو راضی کرلو۔ (فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ) (سورہ اعراف)
ترجمہ: آپ کو چاہئے کہ یہ عبارت کہ آج کا دن ہی دن ہے اپنے دل ودماغ پر نقش کرلو۔
آج اگر آپ نے عمدہ غذا اور گرم روٹی کھائی ہے تو گزشتہ کل کی خشک روٹی آپ کو کیا نقصان دے سکتی ہے۔ آج کے دن کو اپنے مفید کاموں میں صرف کرو۔ اور اسے ضائع ہونے سے بچاؤ۔
حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر روز صبح کو جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے "آج اگر بھلائی کرسکتا ہے تو کرلے آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہیں لوٹوں گا۔ کل کے بھروسے پر کاموں کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ گذشتہ زمانے کے متعلق افسوس اور حسرت بے سود ہے۔ آئندہ زمانے کے خواب نہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ موہوم ہیں (یعنی اختیار میں نہیں) اس لئے جو کرنا ہے آج ہی کرو۔ (میم)

آسی یہ غنیمت ہیں تیری عمر کے لمحے کام کر اب' تجھ کو جو کرنا ہے یہاں آج

جانوروں کے حقوق: (۱) جس جانور کو ذبح کرنا ہو یا موذی ہونے کی وجہ سے مارنا ہو اس کو تڑپائے نہیں۔ ۲۔ جانور کی قوت سے زیادہ کام نہ لے۔ (۳) پرندوں کے بچے ان کے گھونسلے سے نکال کر ان کے والدین کو نہ ستائے۔ (۴) جس جانور سے کام لے اس کے کھانے پینے اور راحت کا پورا خیال رکھے۔ (۵) جس جانور سے کوئی غرض نہ ہو اسے بلا وجہ قید نہ کرے۔ (٦) جو جانور نفع کے قابل ہیں بلا وجہ بطور کھیل کے انہیں قتل نہ کرے۔

ہر کام میں اعتدال

اعتدال شرعی و عقلی ہر دو اعتبار سے مطلوب ہے۔ جس شخص کو سعادت کی زندگی چاہیے وہ اپنی دلی خواہشات کو معتدل رکھے۔ اور غصہ کی حالت ہو یا نرمی ہر حال میں اعتدال ضروری ہے۔ لہٰذا ہر چیز میں عدل کرو اور مبالغہ آرائی سے بچو۔ عدل اس قدر ضروری چیز ہے کہ دین بھی میزان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ اور دنیاوی زندگی بھی عدل پر قائم کی گئی ہے۔

سب سے زیادہ گمراہ لوگ وہ ہیں جو اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور خواہشات کے پنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہر مصیبت بڑی ہو کر نظر آتی ہے اور ان کے دل میں غصہ اور پریشانی ختم نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنے خیالات اور خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ اس حد تک سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ ان کے اردگرد کے لوگ دشمن ہیں اور ان کے بارے میں کوئی پلاننگ بنا رہے ہیں اس وقت شیطان ان کی عقل پر چھا جاتا ہے تو وہ لوگ ڈرتے ہیں اور غم میں مبتلا رہتے ہیں شر پسندی اور غلط افواہیں پھیلانا شرعاً حرام ہے لیکن بہت آسان کام ہے اور یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو دین سے دور ہوتے ہیں اور ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اس لئے یہ حقیقی دشمن ہوتے ہیں۔ ذرا دل کو اس کے اپنے ٹھکانے پر بٹھاؤ کیونکہ اکثر جس چیز سے ڈرا جاتا ہے وہ ہوتی نہیں ہے، خود کو مطمئن رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اگر آپ کو کسی مصیبت کا ڈر ہو تو اس کے واقع ہونے سے پہلے اس سے بڑی مصیبت کی توقع رکھتے ہوئے خود کو پہلے سے تیار کر لو۔ تو اس کے بعد جو بھی مصیبت آئے گی وہ چھوٹی نظر آئے گی۔

لہٰذا عقلمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ کسی بھی پریشانی کو اپنے حجم سے بڑا کر کے نہ دیکھیں بلکہ عدل میں رہیں اور خیالات کے پیچھے نہ چلیں۔ اس لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ ''جس سے محبت کرنی ہو تو اس میں اعتدال رکھو، کیونکہ ہوسکتا ہے یہی شخص کل کو دشمن ہو جائے اور کسی سے دشمنی رکھنی ہو تو اس میں بھی اعتدال رکھو کہ یہی شخص کسی دن تمہارا محبوب بن سکتا ہے لہٰذا ہر چیز میں اعتدال مطلوب ہے۔ (میم)

صبر کا پھل

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ایک ناسور پھوڑے کے اندر بتیس سال مبتلا رہے ہیں جو پہلو میں تھا وہ چت لیٹے رہتے تھے' کروٹ نہیں لے سکتے تھے۔ یعنی بتیس برس تک چت لیٹے کھانا بھی' پینا بھی' عبادت کرنا بھی' قضائے حاجت کرنا بھی۔ آپ اندازہ کیجئے بتیس برس ایک انسان ایک پہلو پر پڑا رہے' اس پر کتنی عظیم تکلیف ہوگی؟ کتنی بڑی بیماری ہے؟ یہ تو بیماری کی کیفیت تھی۔ لیکن چہرہ اتنا ہشاش بشاش کہ کسی تندرست کو وہ چہرہ میسر نہیں' لوگوں کو حیرت ہوتی کہ بیماری اتنی شدید کہ برس گزر گئے کروٹ نہیں بدل سکتے اور چہرہ دیکھو تو ایسا کھلا ہوا کہ تندرستوں کو بھی میسر نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا بات ہے کہ بیماری تو اتنی شدید اور آپ کے چہرے پر اتنی بشاشت اور تازگی کہ کسی تندرست کو بھی نصیب نہیں؟ فرمایا:

جب بیماری میرے اوپر آئی میں نے صبر کیا' میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے عطیہ ہے' اس نے میرے لئے یہی مصلحت سمجھی۔ میں بھی اس پر راضی ہوں۔ اس صبر کا اللہ نے مجھے یہ پھل دیا کہ میں اپنے بستر پر روزانہ ملائکہ علیہم السلام سے مصافحے کرتا ہوں۔ مجھے عالم غیب کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ غیب میرے اوپر کھلا ہوا ہے۔

تو جس بیمار کے اوپر عالم غیب کا انکشاف ہو جائے۔ ملائکہ کی آمد و رفت محسوس ہونے لگے اسے مصیبت ہے کہ وہ تندرستی چاہے؟ اس کے لئے تو بیماری ہزار درجے کی نعمت ہے۔ حاصل یہ کہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے تندرست کو تندرستی میں تسلی دی۔ بیمار کو کہا کہ تیری بیماری اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے تو اگر اس میں صبر اور احتساب کرے اور اس حالت پر صابر اور راضی رہے گا تیرے لئے بہت ہی درجات ہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام) (و)

اولاد کے حقوق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی بہنیں یا بیٹیاں ہوں وہ ان کی تربیت کرے اور مناسب جگہ شادی کر دے اس کے لئے جنت ہے وہ حضور کا پڑوسی ہوگا۔ والدین کی طرف سے اولاد کے لئے بہترین تحفہ اچھی تربیت ہے۔

حقیقت راحت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لوگ آج کل سامان راحت کو مقصود سمجھتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر کسی پر پھانسی کا مقدمہ قائم ہو جائے اور سامان راحت اس کے پاس سب کچھ ہو تو کیا اسے کچھ راحت ہوگی ہرگز نہیں اور کچھ نہیں اور اگر ایک لنگوٹا بند بھی اس کے ساتھ قید ہوا ہو اور چند روز کے بعد وہ رہا ہو جائے تو گو اس کے گھر میں سامان راحت کچھ نہیں مگر دیکھ لیجئے کہ رہائی کی خبر سن کر اس کے یہاں کیسی عید آئے گی۔

اگر ایک امیر کبیر کو پھانسی کا حکم ہو جائے اور اس سے کہا جائے کہ تم اس پر راضی ہو کہ یہ تمام دولت اس غریب کو دے دو اور یہ تمہاری عوض پھانسی لے لے تو وہ یقیناً قبول کر لے گا۔ اب بتلائیے کہ یہ قبول کیوں ہوا اس لئے کہ دولت کے بدلے میں ایک مصیبت سے نجات ہوئی اور راحت نصیب ہوئی۔ معلوم ہوا کہ راحت اور چیز ہے اور سامان راحت اور چیز ہے یہ ضروری نہیں کہ جس کے پاس سامان راحت نہ ہو اس کو راحت حاصل نہ ہو اور میں فقط دلیل ہی سے نہیں بلکہ مشاہدہ سے دکھلاتا ہوں کہ آپ ایک تو کامل دیندار شخص کو لیں مگر ہم جیسا دیندار نہیں بلکہ واقع میں کامل دیندار ہو اور ایک نواب یا رئیس کو لے لیں پھر ان کی نجی حالت کا موازنہ کریں تو واللہ ثم واللہ وہ دیندار تو آپ کو سلطنت میں نظر آئے گا اور یہ نواب ورئیس مصیبت میں گرفتار نظر آئے گا مشاہدہ کے بعد تو آپ مانیں گے کہ راحت کا مدار سامان پر نہیں۔ باقی میں سامان سے منع نہیں کرتا بلکہ دین کے برباد کرنے سے منع کرتا ہوں اگر دین کے ساتھ یہ سامان دنیا بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ شریعت نے ضعفاء کو سامان راحت جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ (ب)

والدین کے حقوق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کی رضا میں اللہ کی رضامندی ہے اور والدین کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ اولاد کی جنت اور دوزخ ماں باپ ہیں۔ جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ والدین کا نافرمان اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔ والدین کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا مقبول حج کا ثواب ہے۔

یہ بھی گناہ میں داخل ہے

موجودہ دور میں دوسروں کی دیواروں پر لکھائی کرنے کا رواج عام ہے۔

دیواری تحریروں کے اس اندھادھند استعمال سے پوری قوم کی تہذیب اور شائستگی کے بارے میں جو برا اثر قائم ہوتا ہے، وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن اس بات کا احساس بہت کم لوگوں کو ہے کہ یہ عمل دینی اعتبار سے ایک بڑا گناہ بھی ہے، جو چوری کے گناہ میں داخل ہے، ظاہر ہے کہ اکثر و بیشتر یہ تحریریں ایسی دیواروں پر لکھی جاتی ہیں جو لکھنے والے کی ملکیت میں نہیں ہوتیں، اور نہ دیوار کا مالک اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اسکی عمارت پر یہ مینا کاری کی جائے، لہٰذا عموماً یہ تحریریں مالک کی مرضی کے بغیر، بلکہ اسکی شدید ناراضی کے باوجود لکھی جاتی ہیں اور اس طرح دوسرے کی ملکیت کو ناجائز طور پر اپنے کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے کی چیز کو اسکی خوش دلی کے بغیر استعمال کرنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے، اور اس کو حرام قرار دیا ہے،

لیکن چونکہ دین کو ہم نے صرف نماز روزے کی حد تک محدود کر کے رکھ دیا ہے، اس لئے یہ کام کرتے وقت ہمیں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں؟ جن گناہوں کا معاملہ براہ راست اللہ تعالیٰ اور بندے کے باہمی تعلق سے ہے، اور اس میں کسی دوسرے کے حق کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا، ان کا حال تو یہ ہے کہ جب کبھی انسان کو ندامت ہو، اور سچی توبہ کی توفیق ہو جائے، وہ معاف ہو جاتے ہیں، لیکن جن گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور ان کے ذریعے کسی بندے کا حق پامال کیا گیا ہے، وہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے، جب تک متعلقہ حق دار معاف نہ کرے۔ لہٰذا ہم اعلان و اشتہار کے جوش میں جن جن اللہ کے بندوں کا حق پامال کر کے انکی املاک میں ناجائز تصرف کرتے ہیں، جب تک وہ سب معاف نہ کریں، اس گناہ کی معافی ممکن نہیں ہے۔ (ش)

شوہر کا حق: حضور ﷺ نے فرمایا: جو عورت اس حال میں مرے کہ اسکا شوہر اس پر راضی ہو وہ جنت میں جائیگی۔ عورت اس وقت تک اللہ کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک خاوند کا حق ادا نہ کرے۔ جو عورت خاوند کے بلانے پر نہ آئے صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

چوری کی مروّجہ صورتیں

چوری اور غصب کی جو مختلف صورتیں ہمارے معاشرے میں عام ہوگئی ہیں، اور اچھے خاصے پڑھے لکھے اور بظاہر مہذب افراد بھی ان میں مبتلا ہیں،

مثال کے طور پر اسکی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

☆ ٹیلی فون ایکسچینج کے کسی ملازم سے دوستی گانٹھ کر دوسرے شہروں میں فون پر مفت بات چیت نہ صرف یہ کہ کوئی عیب نہیں سمجھی جاتی، بلکہ اسے اپنے وسیع تعلقات کا ثبوت قرار دیکر فخریہ بیان کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ بھی ایک گھٹیا درجے کی چوری ہے، اور اس کے گناہ عظیم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

☆ بجلی کے سرکاری کھمبے سے کنکشن لے کر مفت بجلی کا استعمال چوری کی ایک قسم ہے، جس کا رواج بھی عام ہوتا جارہا ہے، اور یہ گناہ بھی ڈنکے کی چوٹ کیا جاتا ہے۔

☆ اگر کسی شخص سے کوئی چیز عارضی استعمال کے لئے مستعار لی گئی اور وعدہ کرلیا گیا کہ فلاں وقت لوٹا دی جائیگی، لیکن وقت پر لوٹانے کے بجائے اسے کسی عذر کے بغیر اپنے استعمال میں باقی رکھا تو اس میں وعدہ خلافی کا بھی گناہ ہے، اور اگر وہ مقررہ وقت کے بعد اسکے استعمال پر دل سے راضی نہ ہو تو غصب کا گناہ بھی ہے۔ یہی حال قرض کا ہے کہ واپسی کی مقررہ تاریخ کے بعد قرض واپس نہ کرنا (جبکہ کوئی شدید عذر نہ ہو) وعدہ خلافی اور غصب دونوں گناہوں کا مجموعہ ہے۔

☆ اگر کسی شخص سے کوئی مکان، زمین یا دوکان ایک خاص وقت تک کے لئے کرائے پر لی گئی، تو وقت گذر جانے کے بعد مالک کی اجازت کے بغیر اسے اپنے استعمال میں رکھنا بھی اسی وعدہ خلافی اور غصب میں داخل ہے۔

☆ بک اسٹالوں میں کتابیں، رسالے اور اخبارات اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ ان میں سے جو پسند ہوں، لوگ انہیں خرید سکیں، پسند کے تعین کے لئے انکی معمولی ورق گردانی کی بھی عام طور سے اجازت ہوتی ہے، لیکن اگر بک اسٹال پر کھڑے ہو کر کتابوں، اخبارات یا رسالوں کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا جائے، جبکہ خریدنے کی نیت نہ ہو، تو یہ بھی ان کا غاصبانہ استعمال ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ (س)

آخرت کی کرنسی اور اس کا فکر

نبی کریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فکر پیدا فرمائی کہ دنیاوی زندگی تو خدا جانے کتنے دن ہے کب ختم ہو جائے اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ جو ابدی زندگی ملنے والی ہے اس کی فکر کرو اور وہاں کا سکہ روپیہ پیسہ نہیں ہے۔ تم لاکھ جمع کرلو۔ کروڑ کرلو۔ ارب کرلو۔ کھرب کرلو۔ سب یہیں دنیا میں چھوڑ کر جاؤ گے۔ کوئی تمہارے ساتھ جانے والا نہیں ہے۔ وہاں اگر کوئی چیز جانے والی ہے تو وہ نیک عمل ہے۔

ایک حدیث میں نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مردہ قبرستان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں،

ایک اس کے عزیز و اقارب جاتے ہیں اس کو چھوڑنے کے لئے، دوسرے اس کا مال جاتا ہے۔ یعنی وہ کپڑے جو اس کے اوپر ہیں اور چارپائی ہے، جن میں اس کو لپیٹ کر لٹا کر لے جایا جارہا ہے اور تیسری چیز جو اس کے ساتھ جاتی ہے وہ اس کا عمل ہے،

فرمایا پہلی دو چیزیں یعنی عزیز و اقارب اور مال قبر کے کنارے جانے کے بعد واپس ہو جاتے ہیں آگے جانے والی چیز ایک ہی ہے اور وہ اس کا عمل ہے خواہ وہ نیک عمل ہے یا اس کا برا عمل ہے۔ اس واسطے وہاں کا سکہ یہ روپیہ پیسہ نہیں، یہ مال و دولت نہیں، وہاں کا سکہ نیکیاں ہیں اور ان نیکیوں کے حصول کے لئے سب سے بڑی دولت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی وہ یہ قرآن کریم کی دولت ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ قرآن کریم اس امت کے واسطے نسخۂ شفا بنا کر بھیجا ہے۔ اس کا پڑھنا اس کا سمجھنا، اس پر عمل کرنا۔ اس کی دعوت دینا، اس کی تبلیغ کرنا، سب انسان کے لئے موجب اجر وثواب ہے موجب سعادت ہے۔ (ص)

بیوی کے حقوق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کامل ایمان والے وہ لوگ جن کے اخلاق اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے اچھے ہیں اور ان کا برتاؤ محبت والا ہو۔ تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔

بے ادبی کا انجام

ابن کثیرؒ نے ابن خلکانؒ کے حوالہ سے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص ابوسلامہ نامی جو ''بُصریٰ'' مقام کا باشندہ اور نہایت بیباک و بے غیرت تھا اس کے سامنے مسواک کے فضائل ومناقب اور محاسن کا ذکر آیا تو اس نے ازراہ غیظ وغضب قسم کھا کر کہا میں مسواک کو اپنے سرین میں ستعمال کروں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی سرین میں مسواک گھما کر اپنی قسم پوری کر دکھائی اور اس طرح مسواک کے ساتھ سخت بے حرمتی اور بے ادبی کا معاملہ کیا جس کی پاداش میں قدرتی طور پر ٹھیک نومہینہ بعد اس کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی اور پھر ایک (بدشکل) جانور جنگلی چوہے جیسا اس کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ جس کے ایک بالشت چار انگل کی دم، چار پیر، مچھلی جیسا سر، اور چار دانت باہر کی جانب نکلے ہوئے تھے۔ پیدا ہوتے ہی یہ جانور تین بار چلایا جس پر اس کی بچی آگے بڑھی اور سر کچل کر اس نے جانور کو ہلاک کر دیا۔ اور تیسرے دن یہ شخص بھی مر گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس جانور نے مجھ کو اور میری آنتوں کو کاٹ دیا ہے ۶۶۵ھ میں یہ واقعہ پیش آیا اور ان اطراف کی ایک بڑی جماعت نے جس میں وہاں کے خطباء بھی تھے اس کا مشاہدہ کیا۔

والیٔ عراق زیاد نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ میں عراق کو دائیں ہاتھ میں لے چکا ہوں۔ بایاں ہاتھ خالی ہے (گویا وہ حجاز کے بارے میں تعریض کر رہا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو اس پر بھی حملہ کر کے قبضہ کرلوں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی ''الٰہی زیاد کے بائیں ہاتھ سے ہماری کفایت فرما'' نتیجتاً اس کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا اور اس نے زیاد کو ہلاک کر دیا۔ (ص)

رشتہ داروں کے حقوق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو آدمی رشتہ داروں کے حقوق پامال کرے وہ جنت میں نہ جائے گا۔ جو رشتہ دار تم سے بے تعلقی برتے تم اپنی طرف سے اس کا حق ادا کرتے رہو۔

دنیا اور آخرت

انسانی زندگی تین مراحل پر مشتمل ہے۔
بچپن.....جوانی.....اور بڑھاپا۔ بچپن میں کھیل کود مرغوب ہوتا ہے۔
جوانی میں زیب و زینت کا خیال رہتا ہے۔
بڑھاپے میں اموال و اولاد میں ایک دوسرے پر فخر اور مقابلہ کی صورت ہوتی ہے۔
زندگی کے ان تینوں مراحل کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے۔
اس کے مقابلہ میں آخرت کی زندگی ہمیشہ کی ہے اور وہاں کی ہر چیز دائمی ہے۔
سورہ حدید کی اسی آیت کے بعد آخرت کیلئے فکر مند کرتے ہوئے فرمایا گیا۔
سَابِقُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ
تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو اور ایسی جنت کی طرف جسکی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ یہاں مسابقت کا لفظ استعمال فرمایا گیا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ صحت و تندرستی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ اس لئے نیک اعمال میں سستی اور ٹال مٹول نہ کرو اور نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

انسان خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت کی مغفرت اور جنت کی وسعت کو بیان کر کے بتایا کہ دنیا کے جن اموال و اولاد میں باہمی فخر و غرور میں مبتلا ہو ان سے بہتر ہے کہ اللہ کی مغفرت کی طرف دوڑو اور اس جنت کے حصول کی کوشش کرو جس کے سامنے پوری دنیا اور اس کے سامان تعیش و راحت ہیچ ہیں۔ اس لئے فرمایا گیا کہ جس نے خود پر آخرت کی فکر کو سوار کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی کاموں کو درست فرما دیتے ہیں۔ ان آیات کی روشنی میں ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم اپنی صلاحیات کو دنیا کیلئے استعمال کر رہے ہیں یا آخرت کیلئے؟ کیا ہماری زندگی کھیل کود، زیب و زینت اور اموال و اولاد میں فخر کرنے جیسے امور میں صرف ہو رہی ہے یا ہم ان چیزوں سے اعلیٰ و ارفع چیز یعنی اللہ کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑ رہے ہیں؟ (ح)

اولاد کی تربیت سے غفلت کیوں؟

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کیلئے ابتدائی مکتب ہے... اگر اس مکتب میں اس کی اچھی تربیت ہوئی تو پھر آخر تک اس کی اسی طرز پر تعلیم و تربیت ہوتی رہتی ہے اور اگر خدانخواستہ بچپن ہی سے بری صحبت اور غلط تربیت ہوئی تو بہت مشکل ہے کہ پھر آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے... بقول شاعر

نیک ماؤں سے ہوتی ہے ابتداء تعلیم کیونکہ ہے آغوش مادر سب سے پہلا مدرسہ

فرماتے ہیں بچہ پیدا ہوتے ساتھ ہی تربیت کے قابل ہوتا ہے عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب بچہ چار یا پانچ سال کا ہوگا اس وقت اس کی تربیت کا وقت ہوگا مگر یہ صحیح نہیں جبکہ اس سے پہلے بھی اس کے سامنے کوئی برا کلمہ نہیں کہنا چاہئے اور نہ ہی کوئی برا انداز ان کے سامنے اختیار کرنا چاہئے... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک والدین نے طے کیا کہ امید کے ان دنوں میں کوئی گناہ نہیں کریں گے تاکہ بچے پر اس کا غلط اثر مرتب نہ ہو...

چنانچہ بچہ پیدا ہوا... اس کے بعد بھی اس کی نگرانی کی گئی ایک دن دیکھا کہ اس نے پڑوس کی ایک کھجور اٹھا کر چپ چاپ کھالی... اس کو دیکھ کر والدین کو بہت افسوس ہوا آخر کار بات یہ کھلی کہ امید کے دنوں میں ایک دن اس کی ماں کو بہت سخت بھوک لگ رہی تھی اور کھانے کو کچھ بھی نہیں تھا تو پڑوس کے گھر کے درخت کی شاخ جو اس کے گھر آئی ہوئی تھی اس میں سے اس نے ایک کھجور چپ چاپ کھالی تھی جس کا اثر بعد میں بچے پر بھی ہوا... (مقالات غزالی)

اولاد کے نیک ہونے کی اہم دعائیں

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ. رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ

اے میرے رب مجھے اور میری نسل کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا دے۔

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا

اے رب ہمارے لئے ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمایئے۔ اور ہم کو متقیوں کا مقتدا کر دیجئے۔

بچوں کی تربیت کیلئے راہنما نقوش

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماؤں کو اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں سب سے پہلے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہ بچے صرف ان کے ہی نہیں بلکہ قوم کے ہیں..

.اگران کی تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی کوئی خرابی ہوئی تو پوری قوم کے ساتھ انتہائی بے ایمانی اور پوری قوم کے ساتھ غداری ہوگی اور یہ ایسی خیانت ہوگی کہ اس کا کوئی بدلہ ہو ہی نہیں سکتا...

بچوں کو شروع سے ہی عقائد' عبادات' حسن معاشرت' اخلاق' حسن عمل' حسن سلوک کی عادت ڈالنی چاہئے تاکہ وہ بڑے ہوکر اپنی قوم کا سچا رہبر بن سکیں...

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت اوران کی دماغی اور ذہنی صلاحیتوں کی حفاظت اس قدر ضروری ہے کہ اتنی اور کوئی چیز ضروری نہیں جس وجہ سے مسلمان عورت (ماں) اپنے بچے کی تعلیم وتربیت میں دن ورات مشغول رہتی ہے...

وہ اس لئے بچوں کی تربیت نہیں کرتی کہ وہ بچہ بڑھاپے میں ان کے کام آسکے گا بلکہ ان کی تربیت اوران کی محنت وشفقت کا مقصد ہی صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ بچے قوم کی امانت ہیں اوران کی صحیح تربیت کرکے قوم کے سپرد کرنا ہے...

اسی مقصد کے پیش نظر اگر ہمارے یہاں کے بچوں کا دوسرے اقوام کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو ان میں زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا...(ح)

اولاد کیلئے اہم دُعا

اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَتِیۡ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ.

اور صلاحیت دے میری اولاد میں میں نے تیری طرف رجوع کیا۔ اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اَللّٰهُمَّ بَارِکۡ لَنَا فِیۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیٰتِنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ.

اے اللہ برکت دے ہماری بیبیوں میں اور ہماری اولاد میں اور ہماری توبہ قبول کر کیوں کہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

حفاظت نظر کی اہمیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو اگرچہ کسی مادہ بکری کی شرمگاہ ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی انسان تو کیا جانوروں کی طرف بھی ایسی جگہ پر نظر اٹھانے سے منع فرمادیا اسی لئے کہ پہلے پاکیزہ زندگیاں ہوتی تھیں۔

اپنی نگاہوں کو نیچے رکھنے کی عادت ڈالئے اور یہ عادت بنانے سے بن جاتی ہے۔ نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈالیں' شروع میں ذرا مشکل تو ہوگا۔ اپنے آپ کو ملامت کیجئے پھر نگاہ نیچے رکھئے۔ پھر ملامت کیجئے' نگاہ نیچے رکھئے۔ حتیٰ کہ عادت ہی بن جائے گی تو نگاہ کو نیچے رکھنا اپنی عزت وناموس کی حفاظت کی بنیاد ہے۔

بدنظری کا وبال

نظر کی حفاظت انتہائی ضروری ہے' کہ بدنظری کبیرہ گناہ ہے۔ اسکی نحوست سے بسا اوقات انسان پر بڑی سزا آجاتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک حافظ قرآن شخص تھا۔ اس نے ایک دفعہ بدنظری کی۔ جسکی وجہ سے وہ شخص بالکل قرآن مجید بھول گیا۔ ایک مؤذن تھا۔ اذان دینے مینارے پر چڑھا' ہمسائے کی طرف نظر پڑی' ایک لڑکی نظر آئی بس دل میں ایسا جوش اٹھا کہ اس لڑکی کے ساتھ اس کو عشق ہوگیا۔ نیچے اترا پتہ کیا کہ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ ہم کرائے دار ہیں اور عیسائی ہیں۔ کہنے لگا کہ میں تمہاری بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم شادی کرنے کو تیار ہیں' ہماری شرط یہ ہے کہ جو ہمارے دین پر ہوگا ہم اسی کے ساتھ شادی کریں گے۔ اب اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ ابھی میں مذہب بدل کر شادی کر لیتا ہوں' بعد میں پھر مسلمان ہوجاؤں گا۔

کہنے لگا: ہاں میں عیسائی ہوجاتا ہوں۔ ایک دن یہ سیڑھیاں چڑھنے لگا تو سیڑھیوں سے پاؤں پھسلا گردن کے بل گرا اور وہیں اسے موت آگئی۔ ایمان سے محروم ہوگیا۔ تو ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بدنظری کا ایک عذاب یہ بھی ہوتا ہے کہ اکثر ایسے لوگوں کو موت کے وقت اللہ تعالیٰ کلمے سے محروم کر دیتا ہے۔ (ح)

حکومتوں پر زوال کیوں آتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصرو اسکندریہ کی فتح کیلئے حضرت عمرو بن العاصؓ کو امیر لشکر بنا کر روانہ فرمایا۔ تین ماہ کا محاصرہ کرنا پڑا۔ خلیفہ وقت کو یہ تاخیر بار خاطر ہوئی۔ آپ نے امیر لشکر کے نام خط میں فرمایا۔ "اس تاخیر کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری نیت میں تغیر آ گیا ہے اور تم دنیا سے اس طرح محبت کرنے لگے جیسے تمہارے مخالف اس میں مبتلا ہیں۔ حق تعالیٰ خلوص نیت کے بغیر فتح نہیں دیتا۔ ہر مسلمان کو سمجھا دیجئے کہ وہ اپنی ہر حرکت وسکون میں رب العالمین کی خوشنودی اور کلمہ حق کی تبلیغ کا ارادہ کرے"

حضرت عمرو بن العاصؓ نے سارے مجمع کو خط پڑھ کر سنایا اور حکم دیا کہ غسل وطہارت کے بعد دو رکعات پڑھ کر حق تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دعا کریں پھر اللہ کے بھروسہ پر یکبارگی حملہ کیا تو میدان ان کے ہاتھ میں تھا۔ اس تاریخی واقعہ میں ہمارے لئے درس عبرت ہے کہ مسلمانوں کی ناکامی اور اسلامی حکومتوں کے زوال کا سبب حب دنیا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی کمی کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی مثالی حکومتیں دیکھیں کہ وہ جہاں بھی گئے ابر رحمت کی طرح مسلم وغیر مسلم سب کیلئے شفیق ثابت ہوئے۔ آج ان کے ایمان افروز حالات وواقعات ہمارے لئے تا قیامت مشعل راہ ہیں۔ آج ہمیں جو غیر مسلموں کی ترقی اور عروج نظر آرہا ہے اس کی وجہ اور اسباب وہ ہیں جو انہوں نے اسلام ہی سے لئے ہیں۔ ان احکام میں یہ خاصیت ہے کہ ان کے اختیار کرنے سے ترقی ہوتی ہے۔ خواہ کوئی بھی اختیار کرے۔ اب مسلمانوں نے یہ چیزیں چھوڑ دیں تو اللہ نے عالمی سطح پر مغلوب کر دیا۔ (ح)

اولاد کیلئے اہم دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ مِنۡ صَالِحِ مَاتُؤۡتِی النَّاسَ مِنَ الۡمَالِ وَالۡاَهۡلِ وَالۡوَلَدِ غَيۡرَ ضَالٍ وَلَا مُضِلٍ.

اے اللہ میں تجھ سے اچھی چیز کا سوال کرتا ہوں جو تو لوگوں کو دے مال ہو یا بیوی یا اولاد۔ کہ نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کرنے والے۔

وراثت اور اس کی تقسیم

مرنے والا انتقال کے وقت اپنی ملکیت میں جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال و جائیداد نقد روپیہ، زیورات، کپڑے اور کسی بھی طرح کا چھوٹا بڑا سامان چھوڑتا ہے خواہ سوئی دھاگہ ہی ہو از روئے شریعت وہ سب اس کا ترکہ ہے، انتقال کے وقت اس کے بدن پر جو کپڑے ہوں وہ بھی اس میں داخل ہیں، نیز میت کے جو قرضے کسی کے ذمہ رہ گئے ہوں اور میت کی وفات کے بعد وصول ہوں وہ بھی ترکے میں داخل ہیں۔

میت کے کل ترکہ میں ترتیب وار چار حقوق واجب ہیں، ان کو شرعی قاعدے کے مطابق ٹھیک ٹھیک ادا کرنا وارثوں کی اہم ذمہ داری ہے، یہاں تک کہ میت کے جیب میں ایک الائچی بھی پڑی ہو تو کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ سب حقداروں کی اجازت کے بغیر اس کو منہ میں ڈال لے، کیونکہ وہ ایک آدمی کا حصہ نہیں وہ چار حقوق یہ ہیں۔

۱۔ تجہیز و تکفین ۔۲۔ دَین اور قرض، اگر میت کے ذمہ کسی کا رہ گیا ہو۔

۳۔ جائز وصیت اگر میت نے کی ہو۔۴۔ وارثوں پر میراث کی تقسیم۔

یعنی ترکہ میں سب سے پہلے تجہیز و تکفین اور تدفین کے مصارف ادا کئے جائیں پھر اگر کچھ ترکہ بچے تو میت کے ذمہ جو لوگوں کے قرض ہوں وہ سب ادا کئے جائیں اس کے بعد اگر کچھ ترکہ باقی رہے تو اس کے ایک تہائی کی حد تک میت کی جائز وصیت پر عمل کیا جائے اور بقیہ دو تہائی بطور میراث سب وارثوں کو شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے، اگر میت کے ذمہ نہ کوئی قرض تھا نہ اس نے ترکہ کے متعلق کچھ وصیت کی تھی تو تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد جو ترکہ بچے وہ سب کا سب وارثوں کا ہے، جو شریعت کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق ان میں تقسیم ہو۔ (ث)

کفایت شعاری: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعتدال کے ساتھ ضرورت کی جگہ خرچ کرنا آدھی کمائی ہے ایسا شخص محتاج نہیں ہوتا۔

حرام مال سے بچئے

حلال کمائی کی طلب اور اس کی تلاش تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ حرام کھا کر عبادت کرنا پانی پر بنیاد رکھنے کے برابر ہے۔ بزرگان دین نے ایسا ہی کہا ہے۔ اس بات کا بھی گمان نہ کرنا کہ حلال نایاب ہے۔ جب تم پھٹے پرانے کپڑوں اور بے سالن روٹی پر قناعت کروتو تم حلال کمائی کیسے حاصل کرنے سے عاجز رہو گے۔ البتہ شان وشوکت اور ناز ونعمت کی زندگی مال حلال سے دشوار ہے۔ حلال کمائی کے کئی ذریعے ہیں۔ آدمی کو اس بات کی تکلیف نہیں دی گئی ہے کہ ہر پیشہ اور ہر کام کی تمام ڈھکی چھپی اور پوشیدہ باتوں کو جانے بلکہ جس چیز کے بارے میں یقین سے جانتے ہو کہ حرام ہے دور رہو اور ہر چیز جس پر کسی دلیل کی بنا پر اس کے حرام ہونے پر دل گواہی دیتا ہے اور یا کوئی علامت اس مال کے حرام ہونے پر دلیل ہو اس سے بھی دور رہنا چاہئے جس چیز کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو اور علامت بھی نہ ہو تو وہ حلال ہے۔ کسی مال کے حلال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ بادشاہ کے ہاتھ سے ملی ہو۔ اگر کسی مال کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ حلال ترکہ سے ملا ہے یا اپنی حلال زمینات اور جائیداد سے ملا ہے تو وہ حلال روشن ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ ظلماً کسی سے لیا گیا ہے تو وہ حرام روشن ہے یعنی اس کا حرام ہونا صاف ظاہر ہے۔ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مال کہاں سے آیا ہے اور اس کا بڑا حصہ حرام ہے تو اس سے بھی پرہیز کرو کیونکہ ظلماً اس کا حاصل ہونا بظاہر اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے اگر چہ اسکا یقین نہ ہو۔ اسی طرح نوحہ گر کی کمائی مطرب یعنی گویئے کی کمائی اور شراب فروش کی کمائی حرام ہے اور کسی ایسے شخص کی کمائی جس کا بیشتر حصہ حرام ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہو حرام ہے۔ جب تم جانتے ہو کہ وہ مال بعینہ کہاں سے آیا ہے تب اس کے بڑے حصہ کو دیکھو اور حرام ہو تو اس سے دور رہو اور تمام امور میں غالب گمان کا لحاظ کرنا چاہئے۔ تمام دوسرے مسلمانوں کے مال کو حلال سمجھو ہاں الا یہ کہ تم واضح طور پر اس کے حرام ہونے کی وجہ سے واقف ہو۔ (خ)

دوست کیسا ہو؟

دوست تین قسم کے ہیں۔

ایک آخرت کا دوست اس میں تم کوئی چیز نہ دیکھو مگر صرف دین وتقویٰ اور زہد وورع۔

دوسرا دوست دنیا کے لئے اس میں اچھا اخلاق ضرور ہونا چاہئے۔

تیسرا دوست محبت اور انس کیلئے اور اس ساتھ زندگی گزارنے کیلئے تا کہ تم افسردہ اور غمگین نہ رہو۔

اس پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ تم اس کے شر سے محفوظ رہو بزرگوں نے کہا ہے کہ آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک غذا کی طرح ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ایک دوا کی طرح کہ کبھی کبھی اس کی ضرورت ہوتی ہے اور تیسرا بیماری کی طرح ہے کہ کسی کام میں نہیں آتا ہے لیکن اگر کبھی اس سے واسطہ پڑے تو اس کے ساتھ صبر اور مدارکرنا ضروری ہے تا کہ اس سے پیچھا چھوٹے لیکن اس کی صحبت بھی عقل مند کی لئے فائدے سے خالی نہیں ہے کیونکہ وہ جو کچھ اس میں برائی دیکھتا ہے اپنے آپ کو اس سے بچاتا ہے کیونکہ نیک بخت وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔ مومن' مومن کا آئینہ ہوتا ہے یعنی اپنے نیک اور بد اور اپنی بھلائی اور برائی کو دوسروں سے سمجھتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو ادب کس نے سکھایا؟ آپ نے جواب دیا کہ مجھے ادب کسی نے نہیں سکھایا لیکن لوگوں میں مجھے جو کچھ برا معلوم ہوتا ہے میں اس سے دور رہتا ہوں یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر لوگ دوسروں میں جو کچھ برا سمجھتے ہیں اپنے آپ کو بھی اس سے بچائے رکھیں تو ان کا ادب پورا ہو جائے گا۔ (خ)

قناعت اور استغناء

حضور نے ارشاد فرمایا: جو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور سوال کی ذلت سے اسے بچاتا ہے اور جو بلا ضرورت مال بڑھانے کے لئے سوال کرتا ہے اللہ اس کا فقر وفاقہ ختم نہیں کرتا اور اس کی تنگدستی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ ایسا ہے جیسے آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالنے والا۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت

شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور رات دن اسے گناہ میں مبتلا کر کے خدائی رحمت سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قربان کہ انہوں نے معمولی معمولی نیکیوں پر بخشش کا وعدہ فرما کر شیطان کی ساری محنت کو ضائع فرما دیا۔ ذیل میں ان اعمال کی جھلک دکھائی گئی ہے جن کے اہتمام پر مغفرت کا وعدہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔خوش خلقی خطاؤں کو یوں پگھلا دیتی ہے جس طرح پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور بد خلقی اعمال کو یوں بگاڑتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔ (بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحم کرو، تم پر بھی رحم کیا جائیگا بخش دیا کرو، تم کو بھی بخش دیا جائے گا۔ خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جو قیف کی طرح علم کی بات سنتے ہیں لیکن نہ اس کو یاد رکھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں (ایسے لوگوں کو قیف سے تشبیہ دی) اور خرابی ہے ضد کرنے والوں کیلئے جو گناہوں پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ ان کو علم ہے۔ (کنزالعمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو مسلمان جب آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرائے اور یہ تمام عمل اللہ ہی کیلئے ہو تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کی مغفرت کر دی جائیگی۔ (طبرانی)

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام کی۔ اس کے بعد درجہ بہ درجہ جو افضل ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

اگر اس کی دینی حالت پختہ ہو تو آزمائش بھی سخت ہوگی۔ اگر دین کمزور ہے تو اس کے دین کے موافق اللہ تعالیٰ اس کو آزمائے گا۔ مسلسل بندہ پر مصائب آتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس حال میں زمین پر چلتا پھرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (ابن ابی الدنیا) (ت)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثالی قربانی کا ثبوت دیتے ہوئے ۳۰۰ اونٹ مع سازوسامان صدقہ فرمائے۔ اور پھر ایک ہزار اشرفیاں لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہیں آپ کی گود میں ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے کہ وہ اشرفیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دست مبارک سے الٹتے پلٹتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ "مَاضَرَّ اِبۡنُ عَفَّانَ مَافَعَلَ بَعۡدَ ھٰذَا۔ (آج کے بعد عثمان کچھ بھی کرتے رہیں۔ ان کا کچھ نہ بگڑے گا) مطلب یہ ہے کہ اس صدقہ کی قبولیت کی برکت سے انہیں کامل خیر کی توفیق نصیب ہوگی۔ (مکارم الاخلاق)

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط سالی ہوئی۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کے علاقہ سے سو اونٹ غلہ منگایا۔ جب غلہ سے بھرے اونٹ مدینہ پہنچے تو شہر کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اے امیر المؤمنین! جتنے درہم میں آپ نے یہ غلہ شام سے خریدا ہے، اسی کے برابر نفع دے کر ہم یہ غلہ خریدنے کو تیار ہیں۔

حضرت عثمان نے جواب دیا کہ اس سے زیادہ قیمت لگ چکی ہے، تو تاجروں نے کہا کہ اچھا دوگنے نفع پر دے دیجئے۔ حضرت نے پھر جواب دیا کہ اس سے بھی زیادہ کا بھاؤ لگ چکا ہے۔ تاجر بھی نفع بڑھاتے رہے یہاں تک کہ پانچ گنے تک نفع پر آ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر بھی تیار نہ ہوئے اور یہی فرماتے رہے کہ اس کی اس سے بھی زیادہ قیمت لگ چکی ہے۔ یہ سن کر تاجروں نے کہا کہ آخر کس نے آپ سے زیادہ قیمت لگادی۔ مدینہ کے تاجر تو ہم ہی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دس گنا عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے، تو کیا تم لوگ اتنا یا اس سے زیادہ دینے پر راضی ہو۔ تاجروں نے انکار کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا کہ اے لوگو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ یہ سارا غلہ مدینہ کے فقراء اور مساکین پر صدقہ ہے۔ اور وہ غلہ سب محتاجوں میں تقسیم فرمادیا۔ (الترغیب والترہیب للیافعی) (د)

میاں بیوی اور حسنِ سلوک

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے لکھنو میں ایک بزرگ تھے ان کی بیوی نہایت بری اور بدمزاج تھی ایک دن انہوں نے جھلا کر کہا تو بڑی کم بخت ہے کہ باوجود ایسے سامان اصلاح کے تیری اصلاح نہ ہوئی.... اس نے کہا میں نہیں کم بخت تم ہو گے کہ تم کو ایسی بی بی ملی.... میں تو بڑی خوش نصیب ہوں کہ مجھے ایسا خاوند ملا....

اسی طرح ایک ایسے ہی میاں بی بی تھے کہ میاں خوبصورت تھے اور بی بی بدصورت تھی میاں ظریف بھی تھے.... ایک دن بولے کہ ہم دونوں جنتی ہیں کیونکہ میں جب تمہیں دیکھتا ہوں صبر کرتا ہوں.... اور تم مجھے دیکھتی ہو تو شکر کرتی ہو اور صابر اور شاکر دونوں جنتی ہوتے ہیں....

تو اصل حکایت یہ تھی کہ ان بزرگ کی بیوی بہت تیز مزاج تھی اکثر اوقات بے چارے تنگ ہوا کرتے ایک دفعہ بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کو بہت تکلیف ہوتی ہے.... اس کو طلاق دید یجئے؟ فرمایا.... بھائی دل میں تو بہت دفعہ آیا لیکن یہ سوچا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی تو شاید یہ کسی سے نکاح کرے وہ دوسرا اس بلا میں پھنسے گا بجائے اس کے کہ دوسرے کو تکلیف ہو مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہی اس تکلیف میں مبتلا رہوں اور دوسروں کے لئے سپر د بنوں....

قرآن کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ: وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ''اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو''.... (سورۃ النساء ۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہوں''....

اس سے معلوم ہوا کہ بیویوں سے حسن سلوک اور ان کے ساتھ خوش اسلوبی سے رہن سہن کرنا قرآن و سنت کی رو سے ہم پر لازم ہے.... خالص عقلی اور سماجی نکتہ نظر سے دیکھیں تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سکون و راحت کی زندگی وہی ہو سکتی ہے جس میں میاں بیوی کا معاملہ باہم حسن سلوک کا ہو.... (و)

جمادی الاولیٰ کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات وواقعات	جمادی الاولیٰ	مطابق
۱	غزوہ بنی سلیم	۳ھ	اکتوبر ۶۲۴ء
۲	غزوہ ذات الرقاع	۴ھ	نومبر ۶۲۵ء
۳	غزوہ عیص	۶ھ	ستمبر اکتوبر ۶۲۷ء
۴	سریہ یا غزوہ موتہ	۸ھ	اگست ۶۲۹ء
۵	شہادت حضرت جعفر طیار بن ابی طالب	۸ھ	اگست ۶۲۹ء
۶	ولادت سیدنا ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ	۹ھ	ستمبر ۶۳۰ء
۷	قحطانی قبائل کا قبول اسلام	۹ھ	ستمبر ۶۳۰ء
۸	وفد بن الحارث کا قبول اسلام	۱۰ھ	اگست ۶۳۱ء
۹	وفات حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	۳۵ھ	نومبر ۶۵۵ء
۱۰	وفات حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ	۴۱ھ	ستمبر ۶۶۱ء
۱۱	وفات ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۴۴ھ	جولائی ۶۶۴ء
۱۲	وفات حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ	۵۲ھ	مئی ۶۷۲ء
۱۳	وفات حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۶۷ھ	نومبر ۶۸۶ء

۱۴	شہادت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	۷۳ھ	ستمبر ۶۹۲ء
۱۵	خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ	۸۷ھ	اپریل ۷۰۶ء
۱۶	وفات احمد بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ	۲۷۹ھ	جولائی ۸۹۲ء
۱۷	وفات امام دارمی صاحب مسند دارمی	۲۸۰ھ	جولائی ۸۹۳ء
۱۸	وفات امام ابوعوانہ صاحب مسند ابی عوانہ	۳۱۶ھ	جون ۹۲۸ء
۱۹	تخت نشینی سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ	۳۹۸ھ	اپریل ۹۹۹ء
۲۰	وفات شیخ سعدی شیرازی	۶۹۱ھ	اپریل ۱۲۹۱ء
۲۱	فتح قسطنطنیہ سلطان محمد فاتح رحمہ اللہ	۸۵۷ھ	مئی ۱۴۵۳ء
۲۲	وفات علامہ جلال الدین السیوطی	۹۱۱ھ	ستمبر ۱۵۰۵ء
۲۳	وفات مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی	۱۲۴۹ھ	ستمبر ۱۸۳۳ء
۲۴	وفات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ	۴/۱۲۹۷ھ	اپریل ۱۸۸۰ء
۲۵	وفات حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی	۱۳۱۰ھ	نومبر ۱۸۹۲ء
۲۶	وفات فقیہ الامت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ	۱۳۲۳،۲۷ھ	۳۱، جولائی ۱۹۰۸ء
۲۷	وفات علامہ سید رشید رضا مصری	۱۳۵۴ھ	اگست ۱۹۳۵ء
۲۸	وفات شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ	۱۳۷۷،۱۳ھ	نومبر ۱۹۵۷ء
۲۹	وفات خطیب اسلام مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ	۱۴۰۰،۲۴ھ	۱۱ اپریل ۱۹۸۰ء

استغفار

اللہ تعالیٰ نے استغفار کو گناہوں کے زہر کا تریاق بنایا ہے۔ استغفار کے معنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگنا۔ ہر بد سے بدتر گناہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہو توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ سرزد ہو فوراً توبہ اور استغفار سے اس کی تلافی کرنی چاہئے۔ بلکہ خلاف اولیٰ امور پر بھی استغفار کرنا چاہئے اور بظاہر کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو تب بھی استغفار کثرت سے کرتے رہنا چاہئے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے بالکل معصوم اور پاک تھے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ ستر سے زائد مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں"۔ (بخاری)

ایک حدیث میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ "جو شخص استغفار کی پابندی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی میں آسانی کی راہ نکال دیتے ہیں اور ہر غم کو دور فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہوں سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا" (ابوداؤد)

لہٰذا چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بھی استغفار کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور دن میں کم از کم ایک مرتبہ استغفار کی ایک تسبیح پڑھ لی جائے تو بہت اچھا ہے۔ (الف)

نماز توبہ: جب کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کر کے دو رکعت نماز توبہ نفل کی نیت کر کے پڑھے، اس کے بعد خوب سچے دل سے توبہ اور استغفار کرے اور اپنے کئے ہوئے گناہ پر خوب نادم و پشیمان ہو اور یہ عہد کرے یا اللہ: آئندہ میں اس گناہ کے پاس بھی نہ جاؤں گا، اور کلمۂ استغفار تین یا پانچ مرتبہ پڑھے، کلمہ استغفار یہ ہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ.

پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجیٰ عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (حاکم)

"یا اللہ آپ کی بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے گناہوں کے مقابلہ میں آپ کی رحمت کا زیادہ امیدوار ہوں۔"

صبر کی عادت اہم عبادت

بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ "صبر" ہزار عبادتوں کی ایک عبادت ہے۔ جس سے انسان روحانی اعتبار سے ترقی کر کے کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔

اور اس "صبر" کی عبادت کیلئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی بڑا صدمہ یا بڑی تکلیف پیش آئے تبھی انسان صبر کرے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہے، بلکہ روزمرہ کی زندگی میں جو چھوٹی چھوٹی باتیں طبیعت کیخلاف پیش آتی رہتی ہیں ان پر بھی پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یعنی جب تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ کہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ یا اللہ میں اس تکلیف پر ثواب کا طلب گار ہوں۔ مجھے اس پر اجر عطا فرمایئے اور اس کی جگہ مجھے کوئی اس سے بہتر چیز عطا فرمایئے (ابوداؤد)

نیز حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چراغ گل ہو گیا تو آپ نے اس پر بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر بھی انا للہ پڑھنا چاہیے اور اس طرح روزمرہ پیش آنے والے چھوٹے چھوٹے ناگوار واقعات پر ہر مرتبہ "صبر" کی عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ چلتے چلتے پاؤں میں کانٹا لگ گیا۔ دامن کسی چیز سے الجھ گیا۔ پاؤں پھسل گیا گھر میں بجلی چلی گئی۔ کسی ناگوار واقعے کی خبر کان میں پڑ گئی، کوئی چیز گم ہو گئی۔ غرض اس جیسے ہر موقع پر انا للہ پڑھتے رہنا چاہیے اور ایک مرتبہ دل میں اس بات کا اعتقاد جما لینا چاہیے کہ ہر ناگوار واقعے کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔ بس اسی کا نام "صبر" ہے اور اس پر مسلسل بے حساب اجر ملتا رہتا ہے۔

ایک اور بات یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جس طرح کسی صدمے کے موقع پر بے اختیار رو دینا "صبر" کے خلاف نہیں ہے اسی طرح کسی تکلیف کے موقع پر اس تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرنا بھی "صبر" کے خلاف نہیں۔ مثلاً بیماری آئی تو اس کا علاج کرنا "صبر" کے خلاف نہیں۔ بے روزگاری ہوئی تو روزگار کی تلاش میں صبر کے منافی نہیں۔ بلکہ یہ تمام کوششیں بھی کرتے رہنا چاہیے اور تکلیف دور ہونے کی دعا بھی۔ بلکہ تکلیف کی شدت میں کراہنا بھی صبر کے خلاف نہیں۔ (الف)

جائز سفارش کرنا

کسی مسلمان کے لئے جائز سفارش کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔ مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً سَیِّئَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ کِفۡلٌ مِّنۡہَا جو شخص کوئی سفارش کرے اس کو اس میں سے حصہ ملے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِشۡفَعُوۡا تُوۡجَرُوۡا سفارش کرو تمہیں ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد و نسائی)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک شخص نے آکر آپ سے کچھ فرمائش کی آپ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ (ان کی) "سفارش کرو تا کہ تمہیں ثواب ملے۔" (بخاری کتاب الادب)

اچھی سفارش بذات خود نیک عمل ہے خواہ متعلقہ شخص کا کام اس سفارش سے بن جائے یا نہ بنے اور اگر کام بن گیا تو امید ہے کہ ان شاء اللہ دوہرا ثواب ملے گا۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ سفارش جائز مقصد کے لئے ہو اور اس سے کوئی ناجائز یا ناحق کام نکلوانا مقصود نہ ہو کیونکہ ناجائز سفارش کا گناہ بھی بہت بڑا ہے۔ لہذا سفارش کرنے سے پہلے اس بات کی تحقیق کر لینا واجب ہے کہ جس شخص کی جارہی ہے وہ اس کا مستحق ہے اور جس کام کے لئے کی جارہی ہے وہ جائز کام ہے۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کام اس کے اختیار میں ہے یا نہیں اگر کام اس کے اختیار میں نہیں ہے تو سفارش نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اندیشہ ہے کہ سفارش سے اس کو شرمندگی ہوگی اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو کہ یہ کام اس کے اختیار میں ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں حتمی انداز میں سفارش نہیں کرنی چاہئے بلکہ یہ صراحت کر دینی ضروری ہے کہ اگر یہ کام آپ کے اختیار میں ہو تو کر دیں۔ نیز اگر کوئی کام کسی شخص کے اختیار میں بھی ہو تو بسا اوقات وہ کچھ خاص قواعد و ضوابط یا ترجیحات قائم کر لیتا ہے۔ ایسی صورت میں بھی سفارش حتمی طور سے کرنے کے بجائے ایسے انداز سے کرنی چاہئے جس سے اس پر اپنے قواعد یا ترجیحات کے خلاف کوئی کام کرنے کا ایسا دباؤ نہ پڑے جس سے وہ بوجھ محسوس کرے۔

آج کل عموماً سفارش کرتے ہوئے بس یہ بات تو ذہن میں رکھ لی جاتی ہے کہ سفارش کرنا ثواب ہے۔ لیکن سفارش کے جو احکام اور آداب شریعت نے مقرر فرمائے ہیں ان کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ خاص طور سے اس بات کی تو بہت کم لوگ رعایت کرتے ہیں کہ جس شخص سے سفارش کی جارہی ہے اس کو تکلیف نہ ہو لہٰذا یہ بات کبھی نہ بھولنی چاہئے کہ شریعت میں ہر چیز کے آداب و احکام ہیں اور ان کی رعایت ضروری ہے۔ کسی ایک مسلمان کو فائدہ پہنچانے کیلئے کسی دوسرے شخص کو ناواجبی تنگی یا تکلف میں ڈالنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ (الف)

نماز میں اکیس سنتیں ہیں

(۱) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (مردوں کیلئے)

(۲) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر کھلی اور قبلہ رُخ رکھنا (۳) تکبیر کہتے وقت سر کو نہ جھکانا (۴) امام کا تکبیر تحریمہ اور ایک رُکن سے دُوسرے میں جانے کی تمام تکبیریں بقدرِ حاجت بلند آواز سے کہنا (۵) سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا (۶) ثنا پڑھنا۔ (۷) تعوذ یعنی اعوذ باللہ الخ پڑھنا (۸) بسم اللہ الخ پڑھنا۔ (۹) فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (۱۰) آمین کہنا (۱۱) ثنا اور تعوذ اور بسم اللہ اور آمین سب کو آہستہ پڑھنا (۱۲) سنت کے موافق قرأت کرنا یعنی جس جس نماز میں جس قدر قرآن مجید پڑھنا سنت ہے اس کے موافق پڑھنا (۱۳) رکوع اور سجدے میں تین تین بار تسبیح پڑھنا (۱۴) رکوع میں سَر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں برابر رکھنا۔ اور دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لینا (۱۵) قومہ میں امام کو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور مقتدی کو رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ کہنا۔ اور منفرد کو تسمیع اور تحمید دونوں کہنا (۱۶) سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی رکھنا۔ (۱۷) جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور سیدھے پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف رہیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا (۱۸) تشہد میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا (۱۹) قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنا (۲۰) درود کے بعد دعا پڑھنا (۲۱) پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

اہل وعیال پر خرچ کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دینار وہ ہے جو تم اللہ کی راہ (جہاد) میں خرچ کرو'ایک دینار وہ ہے جو تم کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کرو۔ ایک دینار وہ ہے جو کسی مسکین کو دینے میں خرچ کرو'اور ایک دینار وہ ہے جو تم اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) پر خرچ کرو'ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں پر خرچ کرنے کو دوسرے مصارف خیر پر خرچ کرنے سے افضل قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گھر والوں کا نفقہ انسان کے ذمے فرض ہے اور دوسرے مصارف خیر نفلی نوعیت کے ہیں'اور ظاہر ہے کہ فرض کی ادائیگی کا ثواب نفل کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔ اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ گھر والوں پر خرچ کرنا اس وقت زیادہ ثواب کا حامل ہے جب گھر والے ضرورت مند ہوں'لیکن اگر ان کی ضروریات مناسب طریقے پر پوری کی جاچکی ہوں تو اس وقت دوسروں پر خرچ کرنے میں زیادہ ثواب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کا کیا ٹھکانا ہے کہ جو کام انسان خود اپنے دل کی تڑپ کو پورا کرنے کے لئے کرتا ہی ہے۔ اس کو بھی ذرا سے زاویۂ نظر کی تبدیلی سے اتنے اجر وثواب کا موجب بنا دیا ہے کہ دوسرے صدقات اور مصارف خیر سے بھی اس کا ثواب بڑھ گیا۔ لہٰذا اہل وعیال کی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر خوب خوش دلی سے خرچ کرنا چاہئے'اور اس میں ہاتھ اور دل کو تنگ نہ رکھنا چاہئے۔ (الف)

نماز میں پانچ چیزیں مستحب ہیں (۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت آستینوں سے دونوں ہتھیلیاں نکال لینا۔ (۲) رکوع سجدے میں منفرد کو تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کہنا (۳) قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر اور رکوع میں قدموں کی پیٹھ پر اور جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھنا۔ (۴) کھانسی کو اپنی طاقت بھر نہ آنے دینا (۵) جمائی میں منہ بند رکھنا اور کھل جائے تو قیام کی حالت میں سیدھے ہاتھ اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ چھپالینا۔

تحیۃ المسجد کی فضیلت

جب کبھی کوئی شخص کسی مسجد میں داخل ہو تو تحیۃ المسجد کی نیت سے دو رکعتیں پڑھ لے۔ یہ مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص مسجد میں آئے تو اسے چاہئے کہ دو رکعتیں پڑھ لے۔ (ترمذی)

اس میں بھی اصل تو یہی ہے کہ دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے مستقل طور پر پڑھی جائیں۔ لیکن اگر فرض یا سنت کا وقت ہے اور اسی فرض یا سنت میں تحیۃ المسجد کی نیت کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس نیت کی برکت سے انسان تحیۃ المسجد کے ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔

تحیۃ المسجد کا اصل طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں پہنچ کر بیٹھنے سے پہلے ہی یہ رکعتیں پڑھ لی جائیں لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے بیٹھ گیا ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ تحیۃ المسجد پڑھی جا سکتی ہے۔

اور اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ تحیۃ المسجد پڑھنے کا موقع نہ ہو تو کم از کم یہ کلمہ پڑھ لے۔

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

بلکہ یہ کلمہ جتنی دیر انسان مسجد میں بیٹھا رہے مسلسل پڑھتے رہنا چاہئے حدیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے اور اس کو جنت کے پھل کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جب کبھی مسجد میں جانا ہو خواہ نماز کے لئے یا کسی اور کام سے، اگر یہ نیت کر لی جائے کہ میں جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف سے رہوں گا، تو ان شاء اللہ اس نیت کی برکت سے نفلی اعتکاف کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا۔ (الف)

پڑوسی کے حقوق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ وہ آدمی مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ وہ آدمی جنت میں نہ جائے گا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ وہ آدمی کامل مومن نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس سے امن میں نہ ہو۔

زبان کی حفاظت

زبان اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے۔ اس کے ذریعے انسان چاہے تو اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کے خزانے جمع کرسکتا ہے اور اگر چاہے تو اپنی آخرت برباد کرسکتا ہے۔ اس لئے حدیث میں زبان کو قابو میں رکھنے اور کم گوئی کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے افضل عمل کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔'' میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات کہ لوگ تمہاری زبان سے محفوظ رہیں۔

یعنی زبان کو دوسروں کی دل آزاری سے، غیبت سے، دھوکہ دہی سے روکو۔ (ترغیب)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ''نجات کا طریقہ کیا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے کافی ہو جائے اور اپنے گناہ پر روؤ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

گھر کے کافی ہونے سے مراد یہ ہے کہ بلاضرورت گھر سے باہر نکل کر فتنے میں مبتلا نہ ہو اور گناہ پر رونے سے مراد گناہ پر اظہار ندامت اور توبہ کرنا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوش اخلاقی اور کثرت سے خاموش رہنے کی پابندی کرو۔ (ترغیب)

اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''کیا میں تمہیں دو ایسے عمل نہ بتاؤں جن کا بوجھ انسان پر بہت ہلکا، لیکن میزان عمل میں بہت بھاری ہے؟'' حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔'' (الف)

جانوروں کے حقوق: ایک فاحشہ عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا اور اللہ پاک نے اس کی مغفرت فرمادی جبکہ ایک عورت نے بلی کو باندھا اور کھانے کو کچھ نہ دیا جس سے وہ ہلاک ہوگئی جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہیے

آپ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہیں۔ اس نے جس قدر نعمتیں دی ہیں ان پر شکر کرو اور ان کی قدر کرو۔ قرآن کریم نے جابجا شکر کا حکم دیا ہے۔ علماء کرام کو دیکھئے کہ کس طرح انہوں نے فقر و تنگ دستی میں زندگی گزاری ان کے پاس ظاہری مال و دولت نہ تھی، نہ خوبصورت عمارات نہ خادم لیکن انہوں نے خوشی سے زندگی بسر کی۔ خود کو دین کی خدمت میں مصروف رکھا۔ اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا اسے اس کے مصرف میں خرچ کیا۔ اللہ نے ان کی عمر، مال اور وقت میں برکت دی جبکہ ان کے مقابلہ میں ایسے لوگ بھی نظر آئیں گے کہ ان کے پاس دنیاوی نعمتوں کی بہتات تھی لیکن ان کے لئے یہ نعمتیں بدبختی کا ذریعہ ثابت ہوئیں۔ کیونکہ وہ فطرت کے اصول کے خلاف چل رہے تھے۔ اگر آپ سعادت چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن حالات میں رکھا ہے اس پر راضی رہیں اور موجودہ حالات پر صبر و شکر کریں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے حالات دیکھیں سب نے کم سنی کے زمانہ میں بکریاں چرائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پیشہ کے اعتبار سے لوہار تھے۔ اور خود (فولادی ٹوپی) بنایا کرتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نجار تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام کرتے تھے۔ ان سب ہنر کے باوجود خیر البشر تھے۔ لہٰذا آپ کی قیمت بھی اچھے اور نیک کام سے ہے۔ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہیے کہ اللہ روزی کو خود بندوں میں تقسیم فرماتے ہیں۔ اس پر راضی رہنے ہی میں انسان کی خوشحالی اور سعادت مندی ہے۔ (میم)

سچائی اور راست بازی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچ بولنا اہل جنت کی علامت ہے۔ (۲) مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ (۳) جو آدمی یہ چاہے کہ اللہ اور رسول اس سے محبت کریں وہ ہمیشہ سچ بولے۔ (۴) جو آدمی جھوٹ بولتا ہے رحمت کا فرشتہ اس کے منہ کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (۵) جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہے۔

نرم رویے کی تاثیر

حدیث شریف میں ہے کہ مومن درخت کی طرح نرم ہے جیسے تیز ہوا درخت کو دائیں بائیں ہلاتی ہے۔ حکم پانی کی طرح ہے کہ وہ کسی سے ٹکراتا نہیں بلکہ اِدھر اُدھر سے نکل جاتا ہے یا اوپر نیچے سے گزر جاتا ہے۔ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ اہل شام میں سے ایک بڑا بارعب قوی آدمی تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا، کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں مست رہنے لگا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا یہ خط لکھو:

''منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں سلام علیک اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کردی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے۔

جب اس کے پاس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار باران کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، پھر رونے لگا اور شراب نوشی سے باز آ گیا اور ایسی توبہ کی کہ پھر اس کے پاس نہ گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو۔ اور اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کرلے، اور تم اس کے مقابلے پر شیطان کے مددگار نہ بنو یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر دین سے دور کردو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی۔ (میم)

موت مؤثر ترین واعظ ہے

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک غار میں دیکھا کہ ایک عظیم الخلقۃ آدمی چت لیٹا ہوا پڑا ہے اوراس کے پاس ایک پتھر رکھا ہے جس پر لکھا ہوا ہے

''میں دوسم بادشاہ ہوں، میں نے ایک ہزار سال حکومت کی، ایک ہزار شہر فتح کیے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی اور ایک ہزار کنواری عورتوں کے ساتھ شب زفاف کا لطف اٹھایا، آخر میرا انجام یہ ہوا کہ مٹی میرا بچھونا اور پتھر میرا تکیہ ہے پس جو بھی مجھے دیکھے تو وہ دنیا کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جیسے دنیا نے مجھے دھوکہ دیا۔'' جب اسکندر مرا تو ارسطا طالیس نے کہا ''اے بادشاہ تیری موت نے ہمیں سرگرمِ عمل کر دیا۔'' ایک اور دانا نے جب اسکندر کی موت دیکھی تو کہا ''بادشاہ آج اس حالت میں اپنی پوری زندگی کے خطابات سے زیادہ مؤثر خطاب کر رہا ہے اور بادشاہ کا آج کا وعظ اس کی پوری زندگی کے واعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے۔''

قیصر اور اسکندر چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت کے اسی پہلو کے پیشِ نظر کہ موت مؤثر ترین واعظ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ''موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔'' اس ارشاد کی تعمیل کی کئی صورتیں ہیں مثلاً موت کا ذکر کرو، قبرستان میں جا کر اہلِ قبرستان سے عبرت حاصل کرو جیسا کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں مروی ہے کہ قبرستان میں جا کر اپنی موت کو یاد کر کے روتے تھے اور ایک صورت یہ بھی ہے کہ موت کے موضوع پر کتابیں لکھی جائیں، پڑھی جائیں اور ان کی اشاعت کی جائے۔

موت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر انسان کی موت اور عالم نزع کا مختصر ترین وقت در اصل مرنے والے کی پوری زندگی کے لئے دور بین بھی ہے کہ اس حالت میں آدمی ویسا ہی عمل کرتا ہے جو کچھ وہ ساری زندگی کرتا رہا نیک، آدمی آخری لمحات میں نیکی کی بات کرتا ہے اور برائیوں میں زندگی گذارنے والا آدمی ان لمحات میں ویسی ہی باتیں کرتا ہے اس کے بہت سارے مشاہدات موجود ہیں۔ (و)

وقت کا ضائع کرنا خودکشی ہے

یہ سچ ہے کہ وقت ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کردیتی ہے اور اوقات کو ضائع کرنا ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنادیتی ہے، یہی منٹ گھنٹہ اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گزر جاتا ہے، اگر انسان حساب کرے تو ان کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے، اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ کی عمر میں سے دس پانچ سال کم کردیئے گئے تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا، لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو ضائع کررہا ہے، مگر اس کے زوال پر اس کو کچھ افسوس نہیں ہوتا۔

اگرچہ وقت کا بیکار کھونا عمر کا کم کرنا ہے، لیکن اگر یہی ایک نقصان ہوتا تو چنداں غم نہ تھا لیکن بہت بڑا نقصان اور خسارہ یہ ہے کہ بیکار آدمی طرح طرح کے جسمانی وروحانی عوارض میں مبتلا ہوجاتا ہے حرص وطمع، ظلم وستم، قمار بازی، زنا کاری اور شراب نوشی عموماً وہی لوگ کرتے ہیں جو معطل اور بیکار رہتے ہیں، جب تک انسان کی طبیعت دل ودماغ نیک اور مفید کام میں مشغول نہ ہوگا اس کا میلان ضرور بدی اور گناہ کی طرف رہے گا پس انسان اسی وقت صحیح انسان بن سکتا ہے، جب وہ اپنے وقت پر نگران رہے ایک لمحہ بھی فضول نہ کھوئے ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کردے۔

وقت خام مسالحے کی مانند ہے جس سے آپ جو کچھ چاہیں بنا سکتے ہیں، وقت وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یکساں عطا کیا گیا ہے جو حضرات اس سرمایہ کو مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں۔ ان ہی کو جسمانی راحت اور روحانی مسرت نصیب ہوتی ہے، وقت ہی کے صحیح استعمال سے ایک وحشی مہذب بن جاتا ہے، اس کی برکت سے جاہل عالم، مفلس، تونگر نادان، دانا بنتے ہیں۔ (و)

رحم کھانا اور قصور معاف کرنا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (۲) جو کسی کا قصور معاف کرے گا اللہ اس کا قصور معاف کرے گا۔ (۳) تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ نرمی کرنے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

دعاءاور تدبیر دونوں کی ضرورت

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ہر چیز سے کام دیتی ہے ایسی بلا (مصیبت) سے بھی نازل ہو چکی ہو اور ایسی بلا سے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئی۔

جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا اور خواہ اس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے اور خواہ اپنی کوشش اور قابو سے باہر ہو۔ سب خدا تعالیٰ سے مانگنا چاہیے۔ مگر (ساتھ ہی) تدبیر بھی کرنا چاہیے مثلاً کوئی دشمن ستائے تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنا چاہیے۔ خواہ وہ تدبیر اپنے قابو کی ہو یا حاکم سے مدد لینا پڑے مگر اس تدبیر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی مدد مانگنا چاہیے۔

الغرض: ہر کام اور ہر مصیبت میں جو اپنے کرنے کی تدبیر ہے وہ بھی کرے اور سب تدبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی اور توجہ کے ساتھ عرض بھی کرتا رہے۔

اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں یا کوئی ظاہری تدبیر ہمارے بس کی نہیں اس میں تو تمام کوشش دعا ہی میں خرچ کرنا ضروری ہے جیسے قابو یافتہ ظالموں کے شر سے (یا ظالم حکمراں) کے شر سے بچنا ان کاموں کا بنانے والا سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی برائے نام بھی نہیں۔

اس لئے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصہ تدبیر کا ہے اس کو بروئے کار لایا جائے اور ان بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کا وہ حصہ بھی دعا ہی میں خرچ کرنا چاہیے۔

غرض تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دعا ہے۔ اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دعا ہی ہے۔ ساری تدبیریں ایک طرف اور خدا سے تعلق اور دعا کرنا ایک طرف اس کو لوگوں نے بالکل چھوڑ ہی دیا ہے۔ مگر دعا خشوع کیساتھ ہونا چاہیے۔ (ب)

مسلمان اور ایذا رسانی

جامع ترمذیؒ اور سنن نسائیؒ کی ایک حدیث ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور مؤمن وہ ہے کہ لوگوں کو اسکی طرف سے اپنے جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی زندگی کے اس اصول کو انتہائی پرزور طریقے سے ذہن نشین کرانے کے لئے فقرہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "مسلمان در حقیقت وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں" یعنی دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے احتراز اسلام کا وہ بنیادی نشان ہے جس سے ایک مسلمان پہچانا جاتا ہے، لہٰذا جو شخص دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہو وہ قانونی اور لفظی اعتبار سے خواہ مسلمان ہی کہلائے، لیکن ایک سچے مسلمان کی حقیقی صفات اور بنیادی علامتوں سے کوسوں دور ہے۔

پھر اس حدیث کے پہلے جملے میں تو الفاظ یہ ارشاد فرمائے گئے ہیں کہ "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں" لیکن اگلے ہی فقرے میں ارشاد ہے کہ "لوگوں کی جان و مال کو اس سے کوئی خطرہ نہ ہو" نیز صحیح ابن حبان کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ:

"من سلم الناس من لسانه ويده".

یعنی "جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام لوگ محفوظ رہیں"۔

جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ کسی بھی انسان کو تکلیف نہ پہنچائے خواہ وہ انسان مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ لہٰذا جس طرح کسی مسلمان کی ایذا رسانی سے بچنا مسلمان کیلئے ضروری ہے، اسی طرح کسی غیر مسلم کو بھی بلاوجہ پریشان کرنا یا تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ (ش)

اللہ اور رسول کی محبت کا ہر چیز پر غالب رکھنا: جب کبھی ایسا وقت آجائے کہ اللہ اور رسول کے حکموں پر چلنے کی وجہ سے ہمیں جان و مال، عزت و آبرو کا خطرہ ہو تو ہر چیز کو دین کی خاطر قربان کر دینا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور دنیا کے سارے آدمیوں سے زیادہ نہ ہو۔

معاملات میں احتیاط

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے، لیکن دیکھا کہ جس درجے کا ٹکٹ لیا ہوا ہے، اس میں تل دھرنے کی جگہ نہیں، گاڑی روانہ ہونے والی تھی، اور اتنا وقت بھی نہ تھا کہ جا کر ٹکٹ تبدیل کروالیں، مجبوراً اوپر کے درجے کے ایک ڈبے میں سوار ہو گئے، خیال یہ تھا کہ ٹکٹ چیک کرنے والا آئیگا تو ٹکٹ تبدیل کرالینگے، لیکن اتفاق سے پورے راستے کوئی ٹکٹ چیک کرنے والا نہ آیا، یہاں تک کہ منزل آ گئی، منزل پر اتر کر وہ سیدھے ٹکٹ گھر پہنچے، وہاں جا کر معلومات کیں کہ دونوں درجوں کے کرائے میں کتنا فرق ہے؟ پھر اتنی ہی قیمت کا ایک ٹکٹ وہاں سے خرید لیا، اور وہیں پر پھاڑ کر پھینک دیا، ریلوے کے جس ہندو افسر نے ٹکٹ دیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ انہوں نے ٹکٹ پھاڑ کر پھینک دیا ہے تو اسے سخت حیرانی ہوئی، بلکہ ہوسکتا ہے کہ اسے حضرت مفتی صاحب کی دماغی حالت پر بھی شبہ ہوا ہو، اس لئے اس نے باہر آ کر ان سے پوچھ گچھ شروع کر دی کہ آپ نے ٹکٹ کیوں پھاڑا؟ حضرت نے اسے پورا واقعہ بتایا اور کہا کہ اوپر کے درجے میں سفر کرنے کی وجہ سے یہ پیسے میرے ذمے رہ گئے تھے، ٹکٹ خرید کر میں نے یہ پیسے ریلوے کو پہنچا دیئے، اب یہ ٹکٹ بیکار تھا، اس لئے پھاڑ دیا، وہ شخص کہنے لگا کہ ''مگر آپ تو اسٹیشن سے نکل آئے تھے، اب آپ سے کون زائد کرائے کا مطالبہ کرسکتا تھا'' حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا کہ ''جی ہاں، انسانوں میں تو اب کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں تھا، لیکن جس حق دار کے حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو، اسکا مطالبہ اللہ تعالیٰ ضرور کرتے ہیں، مجھے ایک دن ان کو منہ دکھانا ہے، اسلئے یہ کام ضروری تھا''۔ (س)

فرض نمازوں کے بعد کی دعا: ہر فرض نماز کے بعد دعا ضرور قبول ہوتی ہے اس لئے فرض نماز کے بعد اہتمام سے دعا مانگنی چاہئے۔ دعا شروع کرنے سے پہلے اللہ پاک کی خوب خوب تعریف کرے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر اپنے لئے گھر والوں کیلئے، محلّہ والوں کیلئے، پھر سارے عالم کے مسلمانوں کیلئے دعا مانگے، پھر کافروں کی ہدایت کیلئے مانگے، جہاں جہاں مسلمان پریشانیوں وبلاؤں مصیبتوں میں ہیں ان کیلئے بھی خوب عافیت کی دعائیں مانگے۔

آہستہ اور اُونچی تلاوت

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے... (ترمذی)

صدقہ بعض اوقات اعلانیہ افضل ہوتا ہے جس وقت دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو یا اور کوئی مصلحت ہو... اور بعض اوقات مخفی افضل ہوتا ہے جہاں ریا کا شبہ ہو یا دوسرے کی تذلیل ہوتی ہو وغیرہ وغیرہ... اسی طرح کلام اللہ شریف کا بعض اوقات میں آواز سے پڑھنا افضل ہے... جہاں دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو اور اس میں دوسرے کے سننے کا ثواب بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات آہستہ پڑھنا افضل ہوتا ہے جہاں دوسروں کو تکلیف ہو یا ریا کا احتمال ہو وغیرہ وغیرہ... اسی وجہ سے زور سے اور آہستہ دونوں طرح پڑھنے کی مستقل فضیلتیں بھی آئی ہیں کہ بعض اوقات یہ مناسب تھا اور بعض وقت وہ افضل تھا... آہستہ پڑھنے کی فضیلت پر بہت سے لوگوں نے خود اس صدقہ والی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے... حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ آہستہ کا عمل اعلانیہ کے عمل سے ستر حصہ زیادہ بڑھ جاتا ہے... جابرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ پُکار کر اس طرح مت پڑھو کہ ایک کی آواز... دوسرے کے ساتھ مل جل ہو جائے... عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد نبوی میں ایک شخص کو آواز سے تلاوت کرتے سُنا تو اس کو منع کرا دیا... پڑھنے والے نے کچھ حجت کی تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے واسطے پڑھتا ہے تو آہستہ پڑھ اور لوگوں کی خاطر پڑھتا ہے تو پڑھنا بیکار ہے... اسی طرح حضورؐ سے پکار کر پڑھنے کا ارشاد بھی نقل کیا گیا... (ف)

قربانی: ایک حدیث میں ہے کہ عیدالاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کو (قربانی کا) خون بہانے سے زیادہ اور کوئی نیک کام (فرائض کے علاوہ) محبوب نہیں، اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگ اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔ اسی حدیث میں ہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے اور قربانی کے جانور کے جتنے بال ہوتے ہیں اس کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

سکونِ دل کہاں؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پکار کر فرماتے ہیں میرے بندے! تو نے دولت کے انبار لگائے مگر تجھے سکون نہ مل سکا تو نے فحاشی عریانی بدکاری کی انتہا کر دی مگر تجھے سکون نہ مل سکا۔ تو نے ساغر اور مینا' شراب ہیروئن' چرس اور بھنگ کا استعمال کر دیکھا مگر تجھے سکون نہ مل سکا۔ تو نے نت نئے فیشن اختیار کئے مگر تجھے سکون نہ مل سکا اے بھولے بھٹکے انسان میرے دروازے پر آ میں تیرا رب ہوں میں تیری ضروریات کا مالک ہوں۔ میں تجھے حصول سکون کا راستہ دکھاؤں گا یہ چیزیں تجھے سکون نہیں دے سکتیں۔ اے ظالم اور جاہل انسان تو بھی کتنا پگلہ ہے انگاروں پر بیٹھا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے ٹھنڈک نصیب ہو۔ گندگی کے ڈھیرے پر بیٹھ کر چاہتا ہے کہ تجھے خوشبو کے دلنواز جھونکے آئیں۔ کانٹوں پر بستر بچھایا ہے اور چاہتا ہے کہ چبھن نہ ہو۔ تیل چھڑک کر تیلی جلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ آگ بھی نہ جلے۔ اپنے خالق و مالک کو بھلا رکھا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے پریشانیاں بھی نہ آئیں او میرے پاگل بندے تجھے سیم وزر کی چھنا چھن سکون دے سکتی ہے نہ تخت و تاج تیرے دل کے اضطراب کو دور کر سکتا ہے نہ رقص و سرور اور میوزک تیری قلبی بیماریوں کا علاج ہے نہ زنا کاری اور فحاشی تجھے مطمئن رکھ سکتی ہیں اگر تجھے سکون ملے گا تو میری چھاؤں میں ملے گا۔ میرے ذکر کی خوشبو سے ملے گا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ تمہیں دل کا سکون اور سچی خوشی اللہ کے ذکر کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک گناہوں کو نہیں چھوڑو گے تمہاری پریشانیاں کبھی دور نہیں ہوں گی۔

آیئے! ہم آج عہد کریں آج کے بعد ہم کبھی بھی زندگی کے کسی شعبے میں بھی شریعت کی مخالفت نہیں کریں گے پھر دیکھئے گا ہمیں سکون قلب کیسے حاصل ہوتا ہے۔ ہمارا گھر جنت کا نقشہ پیش کرے گا ہمیں روکھی سوکھی روٹی میں وہ لذت نصیب ہو گی جو امراء کو مرغن غذاؤں میں نصیب نہیں ہوتی۔ ہمیں گھاس بھوس کے بستر پر ایسی نیند آئے گی جو اللہ کے باغیوں کو ریشم کے بستر پر نہیں آتی۔ (ص)

والدین کی خدمت کا عظیم صلہ

حق تعالیٰ وسبحانہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی کی کہ سمندر کے کنارے پر جاؤ ایک عجیب چیز دیکھو گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہمراہی جن وانس کے ساتھ ساحل پر تشریف لے گئے آپ کے وزیر آصف ابن برخیا نے سمندر میں غوطہ لگا کر ایک قبہ سفید کافوری حاضر کیا جس کے چار دروازے تھے ایک موتی کا۔ ایک یاقوت کا اور ایک ہیرے کا اور ایک زمرد سبز کا۔ اور سب دروازے کھلے ہوئے تھے اور ان میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں داخل ہوا۔ حالانکہ وہ قبہ سمندر کی تہ میں تھا۔ دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر ایک شخص خوب صورت جوان صاف کپڑے پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے قبہ میں داخل ہو کر اس کو سلام کیا اور فرمایا کہ تجھے اس دریا میں کس چیز نے پہنچایا۔ اس نے جواب دیا کہ اے نبی اللہ! میرے باپ اپاہج تھے اور ماں نابینا تھی۔ میں نے ان کی ستر برس خدمت کی۔ جب میری والدہ وفات پانے لگیں تو انہوں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کی عمر دراز کر اور اپنی عبادت میں عمر گزارنے کی توفیق دے۔ جب باپ کی وفات کی نوبت آئی تو انہوں نے کہا اے خدا! میرے بیٹے سے ایسی جگہ خدمت لے جہاں شیطان کا دخل نہ ہو۔ چنانچہ جب میں انہیں دفنا کر اس ساحل کی طرف آیا تو یہ قبہ نظر آیا میں اس کی خوبصورتی کے ملاحظہ کے لئے اندر داخل ہوا۔ اتنے میں ایک فرشتے نے آ کر مجھے قعر دریا میں اتار دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو کس زمانہ میں یہاں آیا تھا؟ اس نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں۔ حضرت نے تاریخ دیکھی تو معلوم ہوا انہیں دو ہزار سال گزرے تھے۔ اور وہ شخص بالکل جوان تھا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔ آپ نے پھر دریافت کیا کہ تم سمندر کے اندر کیا کھاتے پیتے ہو؟ اس نے کہا اے نبی اللہ! میرے پاس ایک سبز پرندہ اپنی چونچ میں ایک زرد چیز جو آدمی کے سر کے برابر ہے لے آتا ہے میں اسے کھاتا ہوں اس میں دنیا کی ساری نعمتوں کا مزہ آتا ہے۔ اس سے میری بھوک پیاس جاتی رہتی ہے۔ اور گرمی سردی نیند وسستی اور غنودگی وحشت وغیرہ سب کی سب اس سے دفع ہو جاتی ہے۔ آپ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ دیکھو ماں باپ کی دعا کیسی مقبول ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔ حقوق والدین ادا کرو۔ (ص)

اصلی گھر کی تیاری

عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجلس پر گذر ہوا جہاں سے زور سے ہنسنے کی آواز آ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی مجالس میں لذتوں کو مکدر کرنے والی چیز کا تذکرہ شامل کر لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ لذتوں کو مکدر کرنے والی چیز کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بلاتے جو موت کا اور قیامت و آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہو۔

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت کو منقطع کر دیا ایک موت نے دوسرے قیامت میں حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر نے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موت کا معاملہ نہایت خطرناک ہے اور لوگ اس سے بہت غافل ہیں۔ اول تو اپنے مشاغل کی وجہ سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ اور اگر کرتے بھی ہیں تب بھی چونکہ دل دوسری طرف مشغول ہوتا ہے اس لیے محض زبانی تذکرہ مفید نہیں۔ بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ دل کو سب طرف سے بالکل فارغ کر کے موت کو اس طرح سوچے کہ گویا وہ سامنے ہی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب اور جانے والے احباب کا حال سوچے کہ کس طرح ان کو اپنے ہاتھوں مٹی کے نیچے دبا دیا۔ ان کی صورتوں، اعلیٰ منصوبوں کا خیال کرے اور یہ غور کرے کہ اب مٹی نے کس طرح ان کی اچھی صورتوں کو پلٹ دیا ہوگا۔ ان کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے الگ ہو گئے ہوں گے۔ وہ جانے والے کس طرح بچوں کو یتیم، بیوی کو بیوہ اور عزیز و اقارب کو روتا چھوڑ کر چل دیئے ان کے سامان، مال اور سب کچھ یہاں رہ گئے۔ وہ کس طرح مجلسوں میں بیٹھ کر قہقہے لگاتے تھے آج خاموش پڑے ہیں کس طرح دنیا کی لذتوں میں مشغول تھے آج مٹی ہوئے پڑے ہیں۔ کس طرح جوانی کا نشہ تھا آج کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ یہی حال میرا ہے آج میں اتنے انتظامات کر رہا ہوں کل کی خبر نہیں کیا ہوگا۔ (موت کی یاد)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں　　　سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں

(ح)

چار کیمیا اثر نسخے

1-نعمت اور خوشی پر شکر: روزمرہ کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ کتنی ہی باتیں ہر روز ہماری مرضی ومنشاء کے موافق ہوجاتی ہیں... مثلاً کسی شخص سے ملنے جانے کا ارادہ کیا تھا وہ راستہ ہی میں مل گیا... پیاس لگ رہی تھی فریج کھولا تو پانی کی ٹھنڈی بوتل مل گئی ایسی سب باتیں باعث خوشی ہوتی ہیں... ان پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی عادت ڈالنا چاہئے... شکر کا کلمہ "الحمدللہ" ہے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افضل ترین دعا قرار دیا ہے...

2-رنج وپریشانی پر صبر: اسی طرح کتنی ہی باتیں ہماری مرضی اور پسند کے خلاف ہوجاتی ہیں... جن سے ہمیں رنج ہوتا ہے جیسے کہ گرمی لگ رہی تھی پنکھے یا کولر کا سوئچ کھولا تو معلوم ہوا بجلی کا کرنٹ ہی نہیں ہے یا بس پکڑنے گئے اور وہ ہمارے پہنچتے ہی نظروں کے سامنے روانہ ہوگئی... ایسی تمام باتوں پر صبر کی عادت ڈالنا ہے اور صبر کا کلمہ جو ہر خلاف طبیعت معاملہ پر پڑھا جاسکتا ہے اور بڑے سے بڑے صدمہ سے لے کر معمولی رنج وفکر پر پورے یقین اور ترجمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے پڑھنا چاہئے... وہ کلمہ "اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" ہے جس کا ترجمہ ہے کہ "ہم تو (مع مال واولاد کے حقیقۃً) اللہ تعالیٰ کی مِلک ہیں اور ہم سب دنیا سے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں"...

3-گناہ پر استغفار: روزانہ کوئی نہ کوئی خطا ایسی سرزد ہوجاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور پسند کے خلاف ہوتی ہے... ایسے ہر عمل پر توبہ واستغفار اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی عادت ڈالنا ہے اور اس کا مختصر کلمہ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" ہے... استغفار جہاں گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنتا ہے... وہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہونے کا باعث بھی ہے

4-حفاظت کیلئے استعاذہ: آئندہ پیش آنے والی باتیں جو ذہنی یا دنیاوی اعتبار سے نقصان دہ ہیں... ان سے بچاؤ اور حفاظت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو استعاذہ (اللہ سے پناہ چاہنے) کی دعاؤں کا تحفہ دیا ہے... جن میں دنیا وآخرت کی ہر چھوٹی بڑی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن باتوں سے پناہ مانگی ہو وہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ انکی بہت زیادہ اہمیت ہے... (ح)

اُمت میں جوڑ پیدا کرنیوالے اعمال

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرلے وہ اسکو قبول نہ کرے وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آنے پائیگا۔(ابن ماجہ)

غیر مالی حقوق مثلاً کسی شخص نے کسی کو ناحق ستایا کوئی نامناسب بات زبان سے کہہ دی کسی کی دل شکنی ہوگئی تو ایسا شخص اگر معذرت کرلے غلطی کی معافی مانگ لے تو اسکو معاف کردینا بڑے اجر کا ذریعہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص کسی پریشان حال کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر (۷۳) مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لیے کافی ہے اور باقی بہتر ۷۲ مغفرت قیامت کے دن اس کے لیے درجات (کی بلندی) کا ذریعہ بن جائیں گی۔(بیہقی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصہ ملتا ہے۔(بہشتی زیور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دیدیا اور جب اس کا وقت آجائے پھر مہلت دے تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپیہ سے دوگنا روپیہ روزمرہ خیرات کردیا۔(بہشتی زیور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم وتکریم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے لیے اس شخص کو مقرر کریگا جو اس کی تعظیم وتکریم کریگا (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے گروہ میں شامل نہیں)۔(ح)

راحت اور اسباب راحت

اللہ کا قانون یہ ہے کہ اس دنیا کے راحت و سکون کو اللہ نے اسباب کے ساتھ نہیں جوڑا۔ ہماری نظریں جب کسی ایسے شخص پر اٹھتی ہیں جس کو اس دنیا میں بے شمار مال و اسباب بنگلے گاڑیاں جائیداد نوکر چاکر ذہین وخوبصورت اولاد میسر ہو تو فوراً دل میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ شخص کتنا خوش نصیب ہے یہ شخص لیکن نہ ہماری نظر اس سے آگے جاتی ہے نہ ہمارے علم میں یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو میسر نعمتوں کے ذریعے اس کو زندگی میں آرام وسکون اور راحت بھی میسر ہے یا نہیں۔ ان دنیاوی آسائش کے عوامل کے ذریعے کیا ایسی صحت میسر ہے کہ اچھے اچھے کھانے کھا سکے؟ یا گھریلو تعلقات پرسکون ہیں؟ ذہنی سکون حاصل ہے؟

لیجئے: ''امریکہ کے ایک کروڑ پتی راک میلر کے الفاظ پڑھئے۔

''میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میں اس کا حساب بھی نہیں رکھ سکتا لیکن یہ ساری جائیداد دینے کو میں بخوشی تیار ہوں اگر ایک وقت پیٹ بھر کر کھا سکوں''۔

اس کی دولت و ثروت کے فسانے دنیا کے گوشے گوشے میں عام تھے یہ شروع ہی سے سوء ہضم کا مریض تھا بایں ہمہ چوبیس گھنٹے میں تھوڑے سے دودھ اور بسکٹوں کی قلیل مقدار کے کچھ نہ کھا سکتا لیکن اس کے مزدور نوکر چاکر دن بھر پیٹ بھر کر دنیا کی نعمتیں او غذائیں کھاتے۔

امریکہ کا ایک اور کروڑ پتی مسٹر ایڈورڈ اسکرلیس کئی اخبارات کا مالک تھا۔ اسے سکون و یکسوئی کی تلاش ہوئی۔ اس نے چالیس لاکھ ڈالر کے خرچہ سے بحری جہاز بنوایا اور آلات کی مدد سے ہر قسم کی بیرونی آواز سے محفوظ کروایا اپنے گردو پیش میں مصنوعی خاموشی قائم کر کے وہ یہ سمجھا کہ اسے سکون ملے گا۔ وہ سکون کی تلاش میں دنیا کا چکر لگاتا رہا۔ اس حالت حسرت و یاس میں پیام اجل آ پہنچا اور اس کی لاش حسب وصیت سمندر کے حوالے کر دی گئی۔ (ح)

تواضع اور انکساری اختیار کرنا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو انکساری اختیار کریگا اللہ تعالیٰ اسکے مرتبہ کو اتنا بلند کریگا کہ وہ جنت کے سب سے اونچے درجہ میں ہوگا۔

مردم شناسی اور موقع شناسی

صحیح انسان اور صحیح آدمی وہ ہے جو کوئی معاملہ یا بات کرنے سے پہلے مخاطب اور موقع کو پہچانے ورنہ بعض اوقات بڑی بھاری بھرکم غلطیاں کریگا۔ اگر چہ وہ عابد ہے مگر مردم شناسی اور موقع شناسی نہ ہونے سے بعض اوقات دشمنوں کو پال لے گا کہ جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ پر تشریف فرما ہیں ایک شخص آیا اور اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص جو آرہا ہے ایسا اور ایسا ہے یعنی اس کے عیب بیان کئے اور یہ بیان کرنا اصلاحاً وانتظاماً تھا۔ یہ غیبت نہیں ہے۔ وہ اندر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بڑی خاطر مدارات کی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ تو یوں فرما رہے تھے کہ ایسا اور ایسا ہے یعنی غلط قسم کا آدمی ہے اور آپ نے اس کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں اُس سے اپنے کو بُرا کہلواتا یہاں سے اٹھ کر جاتا تو کیسی کیسی برائیاں کرتا۔ میں نے ایسا معاملہ کر کے اُس کی زبان کو روکا ہے۔

ایک دفعہ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی مجلس ہو رہی تھی۔ ایک شخص ہندو بنیوں کا بہروپ دھار کر آ گیا کہ حضرت وہ جو آپ کا ملازم سلیمان ہے وہ میری دکان سے سودا لایا تھا لیکن پیسے نہیں دیئے۔ حضرت والا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی ہم تو نقد منگواتے ہیں ادھار نہیں منگواتے۔ کہنے لگا آپ نے تو پیسے دیئے ہونگے مگر سلیمان نے وہ نہیں پہنچائے۔ مجلس میں بعض صاحبان نے کہا کہ حضرت یہ تو بہروپیہ ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا کہ اچھا بھائی ہم تمہارا انعام تمہارے گھر پہنچا دیں گے۔

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی یہ جانتے ہوئے کہ وہ شخص غلط بیانی کر رہا ہے پھر بھی اسے کچھ دیدیا یہاں سے مسئلہ نکل آیا کہ ایسوں کی زبان بند کر دو ورنہ یہ تم کو بدنام کرتے پھریں گے۔ تو ایسے لوگوں کو دینے اور معاملہ کرنے میں خود بھی ضرر سے بچنا اور دوسرے کو بھی گناہ سے بچانا ہے کہ کیا کچھ غیبتیں کرتا پھرے گا اسی لئے فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس کو برائی سے روک دو۔ اس کا منہ بند کر دو۔ تمہیں اس دنیا میں رہنا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اہتمام وصیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیت والی حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری مگر یہ کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی ہوتی تھی۔ (مسند احمد)

احد کی لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ سعد بن ربیع کا حال معلوم نہیں ہوا کیا گزری؟ ایک صحابی کو تلاش کیلئے بھیجا وہ شہداء کی جماعت میں تلاش کررہے تھے آوازیں بھی دے رہے تھے کہ شاید وہ زندہ ہوں یوں پکار کر کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ سعد بن ربیع کی خبر لاؤں تو ایک جگہ سے بہت ضعیف سی آواز آئی یہ اس طرف بڑھے جا کر دیکھا کہ سعد مقتولین کے درمیان پڑے ہیں اور ایک آدھ سانس باقی ہے جب یہ قریب پہنچے تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام عرض کر دینا کہ اللہ تعالیٰ میری جانب سے آپ کو اس سے افضل اور بہتر بدلہ عطا فرمائے جو کسی نبی کو اس کے امتی کی طرف سے بہتر سے بہتر عطا کیا ہو اور مسلمانوں کو صبر اور پیغام پہنچا دینا کہ اگر کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ بھی چمکتی ہوئی رہی (یعنی وہ زندہ رہا) تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی عذر بھی تمہارا نہ چلے گا۔ یہ فرمایا اور شہید ہو گئے۔

جاں بلب حالت میں کی جانے والی اس وصیت میں ہمارے لئے سبق ہے کہ اپنی قوم کو اور اپنی اولاد کو دین پر ثابت قدم رہنے اور دین پھیلانے کے لئے جان مال کی قربانی پر آمادہ کرنے کی وصیت کرتے رہنا چاہئے۔ (خ)

شہادت کی فضیلت: (۱)۔ شہید کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (۲) قبر کے عذاب سے محفوظ ہوتا ہے۔ (۳) حشر کے دن کی پریشانی نہ ہوگی۔ (۴) سر پر عزت ووقار کا تاج رکھا جائے گا۔ (۵) جنت کی ۷۲ حوروں سے اس کا نکاح کردیا جاتا ہے۔ (۶) رشتہ داروں میں سے ستر کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

رزق حلال

مولانا سعید احمد صاحب رحمہ اللہ نے حضرت لقمان علیہ السلام کا ایک قول نقل فرمایا ہے کہ میں نے چار ہزار پیغمبروں کی صحبت اور ان کی خدمت میں رہ کر جو کچھ ان سے سنا اور جو تعلیمات ان سے حاصل کیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تم دستر خوان پر بیٹھو تو اپنے حلق کی حفاظت کرو۔ اس نصیحت کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ حد سے زیادہ کھانے سے بچو، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اپنے حلق کو لقمہ حرام یا مشتبہ کھانے سے بچاؤ۔ کیونکہ لقمہ حرام ایسا زہر ہے جو دین وایمان کو ملیامیٹ کرنیوالا ہے اور قرآن وحدیث میں حرام کھانے پر بہت وعیدیں آئی ہیں۔

آج ہمارے معاشرہ میں حرام کے بے شمار طریقے پھیلے ہوئے ہیں اور لوگ ان کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ مثلاً بجلی کی چوری کتنی عام ہے، گیس کی چوری، ڈیوٹی کی چوری، سودی لین دین، سودی بینک میں ملازمت، انشورنس کمپنی میں ملازمت بغیر ٹکٹ کے سفر کرنا، رشوت لینا، کم تولنا، کم ناپنا وغیرہ سب حرام خوری کی مختلف صورتیں ہیں۔

یاد رکھئے! جس طرح نماز روزہ فرض ہے اسی طرح حرام سے بچنا بھی فرض ہے۔

بعض مسلمان انعامی بانڈ خرید لیتے ہیں اور اس کے انعام کو بے دھڑک استعمال کرتے ہیں یہاں تک کہ اس انعام سے حج وعمرہ بھی ادا کر لیتے ہیں حالانکہ وہ انعام خالص حرام ہے۔ کتنے مسلمان ایسے ہیں کہ ریٹائرڈ منٹ کے وقت ملنے والی پنشن کو بینک کے فکس ڈپازٹ اکاؤنٹ وغیرہ میں رکھ دیتے ہیں اور ہر ماہ اس کا سود لے کر گزارہ کرتے ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حلال کھانے میں کیا فوائد وبرکات ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان حلال کھانے کا اہتمام کرے چاہے وہ معمولی چٹنی اور دال روٹی ہی کیوں نہ ہو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اس سے دل میں نور پیدا ہوگا اور اس کے نتیجے میں دل میں نیکی کے جذبات پیدا ہوں گے، گناہوں سے نفرت ہوگی فکر آخرت پیدا ہوگی۔

آج جو ہمارے اندر دین کا جذبہ نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری غذا میں مشتبہ غذا کو بڑا دخل ہے اس لیے ہم حرام اور مشتبہ غذا سے بچنے کی کوشش کریں۔ خود بھی بچیں اور اپنے گھر والوں کو بھی حرام اور مشتبہ غذا سے بچائیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض عین ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار آیتوں میں نیک بندوں کے بنیادی اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: "یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر "یعنی وہ نیک بندے دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور بُرائی سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔

لہٰذا یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کے ذمے فرض عین ہے۔ آج ہم لوگ اس کی فرضیت ہی سے غافل ہیں، اپنی آنکھوں سے اپنی اولاد کو اپنے گھر والوں کو غلط راستے پر جاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اپنے ملنے جلنے والوں کو غلط کام کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس بُرائی پر ان کو متنبہ کرنے کا کوئی جذبہ اور کوئی داعیہ ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ ایک مستقل فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا ہے۔ جس طرح ہر مسلمان پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے، جس طرح رمضان کے روزے ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ زکوٰۃ اور حج فرض ہے، بالکل اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی فرض ہے، اس لئے سب سے پہلے اس کام کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے، اگر کسی نے ساری عمر نیکیوں میں گزار دی، ایک نماز نہیں چھوڑی، روزہ ایک بھی نہیں چھوڑا، زکوٰۃ اور حج ادا کرتا رہا، اور اپنی طرف سے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کیا، لیکن اس شخص نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام بھی انجام نہیں دیا۔ اور دوسروں کو بُرائیوں سے بچانے کی فکر بھی نہیں کی، یاد رکھئے، اپنی ذاتی نیکیوں کے باوجود آخرت میں اس شخص کی پکڑ ہو جائے گی کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے یہ بُرائیاں ہو رہی تھیں، اور ان منکرات کا سیلاب اُمڈ رہا تھا، تم نے اس کو روکنے کا کیا اقدام کیا؟ لہٰذا تنہا اپنے آپ کو سدھار لینا کافی نہیں، بلکہ دوسروں کی فکر کرنا بھی ضروری ہے۔ (ش)

اخلاص اور تصحیح نیت

(۱) اخلاص پورے اسلامی اعمال کی روح ہے۔ (۲) اخلاص کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اخلاص کا مطلب ہے کہ ہم جو کام کریں صرف اللہ کو راضی کرنے کیلئے کریں۔

(۳) اخلاص کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا (۴) قیامت کے دن سب سے پہلے ایک قرآن کے عالم ایک شہید اور ایک مالدار کو جہنم میں گرایا جائے گا حالانکہ یہ تینوں عمل بہت بڑے ہیں مگر اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے عذاب میں جانا پڑا۔

کلمہ اخلاص کی تاثیر

حضرت شیخ جمال الدینؒ کے خلوص و روحانیت کی برکت سے تاتاریوں کی چغتائی شاخ میں جو بلاد متوسطہ میں (جس کا مرکز کاشغر تھا) اسلام پھیلا اور پوری شاخ مسلمان ہوگئی۔ واقعہ یوں ہوا کہ جب تغلق تیمور شہزادہ جو چغتائی شاخ کا ولی عہد تھا۔ شکار کھیلنے کے لئے نکلا ہوا تھا تو سپاہیوں نے جناب حضرت شیخ کو جو شکار گاہ میں کہیں سے آ نکلے تھے۔ پکڑ کر شہزادے کے پاس لائے۔ شہزادے نے غصے سے پوچھا کہ اف! کس منحوس کی صورت دیکھی اور نہایت حقارت سے کہا کہ تم اچھے ہو۔ یا میرا کتا؟

شیخ نے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ جناب اس کا فیصلہ ابھی نہیں ہوسکتا اگر میرا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے تو میں اچھا ہوں ورنہ یہ کتا اچھا ہے۔ شہزادے کے دل پر چوٹ لگی۔ اور کہا کہ فی الحال تو میں کچھ نہیں کرسکتا ولی عہد سلطنت ہوں لیکن تم جب میری تاج پوشی کا سنو تو مجھے ضرور ملنا۔ شیخ کی قسمت میں یہ سعادت نہ تھی تو مرض الموت میں یہ کام اپنے بیٹے شیخ رشید الدینؒ کے حوالے کر دیا۔ شیخ رشید الدینؒ نے محل کے قریب سے اونچی آواز میں اذان دی۔ شہزادہ تغلق تیمور اس وقت بادشاہ بن چکا تھا۔ بادشاہ نے اذان کی آواز سن کر حاضر ہونے کا حکم دیا۔ شیخ رشید الدینؒ نے پچھلا قصہ دہرا کر بادشاہ کو کہا۔ الحمدللہ اس بات کا فیصلہ ہوگیا اور میرا والد سلامتی ایمان کے ساتھ اس دنیا سے چل بسا۔ بادشاہ نے وزیر اعظم کو کہا کہ یہ واقعہ میرے ساتھ گزرا ہے اور یہ ایک راز ہے۔ میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ جب بادشاہ کی مرضی رعیت اور ارکان حکومت کو معلوم ہوئی تو چغتائی قبیلے کے سارے لوگ مسلمان ہوگئے ایک مرد قلندر کے اخلاص سے پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا سچ کہا ہے اخلاص بڑا عظیم الشان ہتھیار ہے۔ (در کامل) (ص)

قناعت اور استغناء: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے تو اللہ اسکی مدد کرتا ہے اور سوال کی ذلت سے اسے بچاتا ہے اور جو بلا ضرورت مال بڑھانے کیلئے سوال کرتا ہے اللہ اس کا فقر وفاقہ ختم نہیں کرتا اور اسکی تنگدستی میں اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ ایسا ہے جیسے آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالنے والا۔

گناہوں کی نحوستیں

مسند احمد میں ہے کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط میں لکھا کہ جب بندہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنیوالے مداح بھی مذمت کرنے لگتے ہیں اور دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بے پرواہی انسان کے لئے دائمی تباہی کا سبب ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر توبہ اور استغفار کر لیا تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کی تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور اس کا نام قرآن میں ران ہے۔

"یعنی ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا ان کے اعمالِ بد نے۔" (سورۃ المطففین: آیت ۱۴)

البتہ گناہوں کے مفاسد اور نتائج بد اور مضر ثمرات کے اعتبار سے ان کے آپس میں فرق ضرورت ہے اس فرق کی وجہ سے کسی گناہ کو کبیرہ اور کسی کو صغیرہ کہا جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا کہ چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری کہ انسان ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کیا جائے، جو لوگ نماز تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھو گے اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا، اور سلف صالحین نے فرمایا کہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہے جو انسان کو کافرانہ اعمال واخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (معارف القرآن) (ت) ص

شکر: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ جس نعمت کے شروع میں بسم اللہ ہو اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت کے متعلق قیامت میں سوال نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت

شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور رات دن اسے گناہ میں مبتلا کر کے خدائی رحمت سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قربان کہ انہوں نے معمولی معمولی نیکیوں پر بخشش کا وعدہ فرما کر شیطان کی ساری محنت کو ضائع فرما دیا۔ ذیل میں ان اعمال کی جھلک دکھائی گئی ہے جن کے اہتمام پر مغفرت کا وعدہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ۔خوش خُلقی خطاؤں کو یوں پگھلا دیتی ہے جس طرح پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور بد خُلقی اعمال کو یوں بگاڑتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔ (بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحم کرو تم پر بھی رحم کیا جائیگا بخش دیا کرو تم کو بھی بخش دیا جائے گا۔ خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جو قیف کی طرح علم کی بات سنتے ہیں لیکن نہ اس کو یاد رکھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں (ایسے لوگوں کو قیف سے تشبیہ دی) اور خرابی ہے ضد کرنے والوں کیلئے جو گناہوں پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ ان کو علم ہے۔ (کنز العمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو مسلمان جب آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرائے اور یہ تمام عمل اللہ ہی کیلئے ہو تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کی مغفرت کر دی جائیگی۔ (طبرانی)

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام کی۔ اس کے بعد درجہ بہ درجہ جو افضل ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اگر اس کی دینی حالت پختہ ہو تو آزمائش بھی سخت ہوگی۔ اگر دین کمزور ہے تو اس کے دین کے موافق اللہ تعالیٰ اس کو آزمائے گا۔ مسلسل بندہ پر مصائب آتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس حال میں زمین پر چلتا پھرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیر اور جمعرات میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ سوائے ان دو شخصوں کے جنہوں نے آپس میں بولنا چھوڑ رکھا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔ (ابن ماجہ) (ت)

زکوٰۃ کی برکت کا ایک واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں:

میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے لوگوں سے بھی یہ قصہ سنا کہ ضلع سہارن پور میں ''بہٹ'' سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں۔ اس کے قرب و جوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں۔ جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اور ان مسلمان ملازم ان میں کام کیا کرتے تھے۔ وہ انگریز دہلی کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے۔ کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آ کر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے۔

ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی۔ قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں۔ ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جا کر واقعہ سنایا کہ حضور سب کی کوٹھیاں جل گئیں آپ کی بھی جل گئی۔ وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا۔ نہایت اطمینان سے لکھتا رہا۔ اس نے التفات بھی نہیں کیا۔ ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ حضور سب جل گیا۔ اس نے دوسری دفعہ بھی لاپروائی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکر لکھتا رہا۔

ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی۔ وہ انگریز کے اس لاپروائی کے جواب کو سن کر واپس آ گیا۔ آ کر دیکھا تو واقعی میں سب کوٹھیاں جل چکی تھیں مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی۔ (د)

شوہر سے بات کرنے کے آداب: شوہر کو ہمیشہ ادب سے پکارے، تو سے مخاطب نہ کرے آپ کا لفظ استعمال کرے۔ شوہر کی بات پوری توجہ سے سنے، درمیان میں نہ بولے جب بات پوری ہو جائے اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو تو پوچھ لے۔ شوہر سے ہمیشہ نرم لہجہ میں بات کرے تیز لہجہ میں بات کرنا سخت بے ادبی ہے۔ شوہر کو حکم کے لہجہ میں کوئی بات نہ کہے بلکہ یوں کہے کہ آپ فلاں چیز لا سکیں تو مہربانی ہوگی۔ شوہر کو نام لے کر پکارنا بے ادبی ہے۔

تنگدستی کے باوجود دوسروں کو ترجیح

ایک آدمی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے بھوک نے پریشان کر رکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے ایک کے پاس آدمی بھیجا (کہ اگر کچھ کھانے کو ہے تو بھیج دیں) انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میرے پاس پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پھر آپ نے دوسری ازواج کے پاس باری باری پیغام بھیجا تو سب نے یہی جواب دیا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میرے پاس پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

پھر آپ نے (صحابہؓ سے) فرمایا اسے آج رات کون اپنا مہمان بناتا ہے؟ اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں تیار ہوں۔ چنانچہ وہ اس آدمی کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا اور تو کچھ نہیں صرف بچوں کے لئے کچھ کھانے کو ہے اس انصاری نے کہا بچوں کو کسی چیز سے بہلا دینا اور جب وہ کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا اور جب ہمارا مہمان اندر آئے تو چراغ بجھا دینا اور اس کے سامنے ایسے ظاہر کرنا کہ جیسے ہم بھی کھا رہے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وہ مہمان کھانے لگے تو تو کھڑی ہو کر (ٹھیک کرنے کے بہانے سے) چراغ بجھا دینا۔

چنانچہ وہ سب کھانے کے لئے بیٹھے لیکن صرف مہمان نے کھایا انصاری اور اس کی بیوی دونوں نے بھوکے ہی رات گزاری۔ جب وہ صبح کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا تم دونوں نے آج رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ اللہ کو بہت پسند آیا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (سورۃ الحشر آیت:۹)

ترجمہ:۔ ''اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔'' (اخرجہ مسلم) (د)

توبہ میں اخلاص کی ضرورت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم سے پہلے (بنی اسرائیل کی قوم میں) ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی عالم ہے جس کے پاس جاؤں (اور توبہ کے بارے میں پوچھوں) لوگوں نے اس کو راہب کی رہنمائی کی.... (وہ راہب کے پاس آیا) اور کہا کہ میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ ہے راہب نے کہا نہیں.... اس شخص نے راہب کو قتل کر دیا اور سو پورے کر دیئے پھر لوگوں سے سوال کیا کہ کوئی عالم دنیا پر ہے جس سے میں توبہ کے بارے میں عرض کروں لوگوں نے اس کو عالم کی رہنمائی کی.... وہ شخص عالم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ ہے اس عالم نے کہا جی ہاں....

پھر اس عالم نے کہا کہ فلاں جگہ کی طرف چلا جا وہاں پر لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہوں گے تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا اور تو پہلے والی زمین (جس میں تو نے قتل کئے) کی طرف نہ لوٹنا وہ ارض سوء ہے وہ شخص چلا گیا یہاں تک کہ جب وہ آدھے راستہ پر پہنچ گیا تو اس کو موت آ گئی.... رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا.... رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ توبہ کر کے آیا اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ان کے درمیان ایک فرشتہ انسان کی شکل میں آیا اس نے کہا کہ ماپو زمین کو جس زمین کے قریب ہوگا وہی اس کی روح قبض کریں.... چنانچہ زمین ماپی گئی تو وہ زمین کم نکلی جس کی طرف وہ جا رہا تھا اس کی روح رحمت کے فرشتوں نے قبض کی.... (بخاری شریف) (و)

بزرگوں اور بڑوں کے حقوق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بڑوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔ جو نوجوان کسی بزرگ کی عزت کرے گا اللہ اس کے بڑھاپے میں ایسے لوگ مقرر کرے گا جو اس کی عزت کریں گے۔

جہیز.....چند اصلاحی تجاویز

جہیز کے بارہ میں بعض حضرات یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ جہیز کو قانوناً بالکل ممنوع قرار دے دیا جائے لیکن دراصل یہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے اور اس قسم کے مسائل صرف قانون کی جکڑ بندی سے حل نہیں ہوتے اور نہ ایسے قوانین پر عمل کرنا ممکن ہوتا ہے اس کے لیے تعلیم و تربیت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ایک مناسب ذہنی فضا تیار کرنی ضروری ہے.... بذات خود اس بات میں کوئی شرعی یا اخلاقی خرابی بھی نہیں ہے کہ ایک باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اپنے دل کے تقاضے سے اسے ایسی چیزوں کا تحفہ پیش کرے جو اس کے لیے آئندہ زندگی میں کارآمد ہوں.... خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سادگی کے ساتھ کچھ جہیز عطا فرمایا تھا....شرعی اعتبار سے اس قسم کے جہیز کے لیے کوئی مقدار بھی مقرر نہیں ہے اگر دوسرے مفاسد نہ ہوں تو باپ اپنے دلی تقاضے کے تحت جو کچھ دینا چاہے دے سکتا ہے لیکن خرابی یہاں سے پیدا ہوتی ہے کہ اول تو اسے نمود و نمائش کا ذریعہ بنایا جاتا ہے اور دوسرے لڑکے والے عملاً اسے اپنا حق سمجھتے ہیں....زیادہ سے زیادہ جہیز کی امیدیں باندھتے ہیں اور انتہائی گھٹیا بات یہ ہے کہ اس کی کمی کی وجہ سے لڑکی اور اس کے گھر والوں کو مطعون کرتے ہیں....جہیز کی ان خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے معاشرے کے تمام طبقات کو ان تصورات کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا.... تعلیم و تربیت....ذرائع ابلاغ اور وعظ و نصیحت کے ذریعے ان تصورات کی قباحتیں مختلف انداز و اسلوب سے متواتر بیان کرنے اور کرتے رہنے کی ضرورت ہے.... یہاں تک کہ یہ گھٹیا باتیں ہر کس و ناکس کی نظر میں ایک ایسا عیب بن جائیں جس کی اپنی طرف نسبت سے لوگ شرمانے لگیں.... کسی بھی معاشرے میں پھیلے ہوئے غلط تصورات یا بری عادتیں اسی طرح رفتہ رفتہ دور ہوتی ہیں کہ اس معاشرے کے اہل اقتدار....اہل علم و دانش اور دوسرے بارسوخ طبقے مل جل کر ایک ذہنی فضا تیار کرتے ہیں....یہ ذہنی فضا رفتہ رفتہ فروغ پاتی ہے اور لوگوں کی تربیت کرتی ہے لیکن اس کے لیے دردمند دل اور انتھک جدوجہد درکار ہے....(و)

جمادی الثانی کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات وواقعات	جمادی الاخریٰ	مطابق
۱	مدینہ کے یہودیوں سے معاہدہ	۱ھ	جنوری ۶۲۳ء
۲	غزوہ ذوالعشیرہ	۲ھ	دسمبر ۶۲۳ء
۳	وفات خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۱، ۱۳ء	اگست ۶۳۴ء
۴	وفات حضرت عتاب ابن اسید رضی اللہ عنہ	۲۱، ۱۳ء	اگت ۶۳۴ء
۵	توسیع مسجد نبوی	۱۷ھ	جون ۶۳۸ء
۶	وفات حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ	۲۱ھ	مئی ۶۴۱ء
۷	جنگ جمل مابین حضرت عائشہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ	۱۰، ۳۶ھ	نومبر ۶۵۶ء
۸	وفات حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہم	۱۰، ۳۶ھ	نمبر ۶۵۶ء
۹	ڈاکخانہ کا باقاعدہ قیام منجانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ	۴۸ھ	جولائی ۶۶۸ء
۱۰	وفات حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرۃ رضی اللہ عنہ	۵۰ھ	جون ۶۷۰ء
۱۱	وفات حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ	۷۳ء	اکتوبر ۶۹۲ء
۱۲	وفات حضرت عکرمہ مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ	۸۱ھ	جولائی ۷۰۰ء
۱۳	حضرت محمد ابن قاسم رحمہ اللہ سندھ آئے	۹۲ھ	مارچ ۷۱۱ء

۱۴	وفات حضرت سعید ابن میسّب رضی اللہ عنہ	۹۴ھ	مارچ ۷۱۳ء
۱۵	وفات حضرت امام زفر رحمہ اللہ	۱۵۸ھ	اپریل ۷۷۵ء
۱۶	وفات خلیفہ ہارون الرشید وخلافت الامین	۱۹۳ھ	مارچ ۸۰۹ء
۱۷	وفات سیبویہ النحوی	۱۹۴ھ	مارچ ۸۱۰ء
۱۸	وفات امام ابو عیسیٰ ترمذی	۲۷۹'۲۵ھ	
۱۹	وفات امام شاطبی القاری	۵۹۰ھ	مئی ۱۱۹۴ء
۲۰	شہادت حضرت فریدالدین عطار	۶۲۰ھ	جولائی ۱۲۲۳ء
۲۱	وفات مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ	۶۷۲'۱۵ھ	دسمبر ۱۲۷۳ء
۲۲	وفات حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمہ اللہ	۱۰۱۲ھ	نومبر ۱۶۰۳ء
۲۳	وفات اکبر بادشاہ حکومت جہانگیر	۱۰۱۴ھ	اکتوبر ۱۶۰۵ء
۲۴	وفات جہانگیر وحکومت شاہجہاں	۱۰۳۷	فروری ۱۶۲۸ء
۲۵	وفات سلطان العارفین حضرت سلطان باہو	۱۱۰۲ھ	۲ مارچ ۱۶۹۱ء
۲۶	مجلس احرار نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کیلئے ختم نبوت تحریک چلائی	۱۳۷۲'۱۲ھ	۲۷ فروری ۱۹۵۳ء

بے صبری نہ کیجئے

انسان خواہ کتنا ہی دولت مند ہو، کتنا ہی با اختیار ہو، کتنا ہی نیک اور متقی ہو۔ اسے اس دنیا میں خوشی کے ساتھ غم سے اور آرام کے ساتھ تکلیف سے ضرور سابقہ پیش آئے گا۔ بڑے بڑے پیغمبر بھی تکلیفوں اور پریشانیوں سے گزرے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ مجھے اپنی زندگی میں کبھی کوئی تکلیف یا صدمہ نہ پہنچے تو وہ اس دنیا کی حقیقت ہی سے جاہل ہے۔ اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکتی، کم اور زیادہ کا فرق ضرور ہو سکتا ہے لیکن تکلیف اور صدموں سے بالکلیہ نجات اس دنیا میں ممکن نہیں۔ لہٰذا اس دنیوی زندگی میں ہر شخص کو کسی نہ کسی شکل میں تکلیفوں اور غموں سے سابقہ ضرور پیش آنا ہے، اگر وہ بے صبری کا مظاہرہ کرے، ہر وقت جا بیجا اپنے غموں کا دکھڑا روتا رہے اور اپنی تقدیر کا گلہ شکوہ کرے۔ تب بھی اسے غموں سے بالکلیہ نجات نہیں مل سکتی۔ لیکن اس صورت میں ایک تو وہ ہمیشہ ہمیشہ تکلیف کی گھٹن کا شکار رہے گا، دوسرے اس بے صبری کا بہت بڑا نقصان یہ ہوگا کہ یہ تکلیفیں جو اس کے لئے اجر و ثواب کا ذریعہ بن سکتی تھیں، ان کا کوئی اجر بھی نہیں ملے گا۔

اس کے برعکس ایک انسان وہ ہے جو تکلیف اور صدمے کے موقع پر یہ سوچتا ہے کہ یہ چندروزہ دنیا کی تکلیف ہے، اور دنیا کی تکلیفوں سے کسی کو بھی مکمل چھٹکارا نہیں مل سکتا، اور اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ خواہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ لہٰذا مجھے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا شکوہ کرنے کے بجائے اس کی حقانیت پر ایمان رکھنا چاہئے۔ اگرچہ اس تکلیف دہ واقعے سے مجھے صدمہ پہنچا ہے۔ اس صدمے کی وجہ سے میرا دل بھی اُمڈ رہا ہے۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے کوئی شکایت نہیں، کیونکہ وہی جانتے ہیں کہ میری بہتری کس چیز میں ہے؟ میں ان ہی کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ جو تکلیف مجھے پہنچی ہے۔ اسے میرے حق میں بہتر بنا دیں۔ میرے دل کو سکون اور تسلی عطا فرما دیں اور آئندہ مجھے ایسی تکلیفوں سے محفوظ رکھیں جو مجھے بیتاب کرنے والی ہوں۔

اس شخص کی اسی سوچ کا نام ''صبر'' ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کو تسلی ہوتی ہے، بے چینی میں کمی آتی ہے۔ دل کو قرار نصیب ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف جو تکلیف پہنچی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حساب اجر ملتا ہے۔

حدیث کی چھ بڑی کتب کا تعارف

صحاح ستہ: صحاح صحیح کی جمع ہے اور ستہ کا معنی چھ۔ یہ دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں جو کہ حدیث شریف کی معروف و مستند چھ کتب کیلئے بولا جاتا ہے جو یہ ہیں۔

(1) بخاری شریف (2) مسلم شریف۔ (3) جامع ترمذی

(4) سُنن ابوداؤد۔ (5) سُنن نسائی۔ (6) سُنن ابن ماجہ

(1) - بخاری شریف کو مرتب کرنیوالے محدث محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہیں۔ آپ 13 شوال المکرّم 194ھ میں ایران کے مشہور شہر بخارا میں پیدا ہوئے اور عیدالفطر کی رات 256ھ میں بعمر 63 برس رحلت فرما گئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے 16 برس کی مسلسل تحقیق و جانفشانی کے بعد اپنی کتاب کیلئے 7275 احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا۔ بخاری شریف کو قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب مانا جاتا ہے۔ آپ کا مزار خرتنگ میں ہے جو کہ سمرقند سے 5 میل کے فاصلہ پر ہے۔

(2) - امام مسلم رحمہ اللہ 204ھ میں ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے اور 261ھ میں بعمر 57 برس رحلت فرمائی۔ آپ نے 15 برس کی تحقیق کے بعد 12000 احادیث کا مجموعہ مرتب فرمایا جو احادیث بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہیں وہ ''متفق علیہ'' کہلاتی ہیں۔

(3) - امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ کو امام ترمذی کہا جاتا ہے آپ 209ھ میں ایران کے شہر ترمذ میں پیدا ہوئے اور 279ھ میں بعمر 70 برس انتقال فرمایا۔ آپ کی کتاب جامع ترمذی 2028 احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے۔

(4) امام ابوداؤد رحمہ اللہ 202ھ میں بجستان افغانستان میں قندھار کے قریب پیدا ہوئے اور 275ھ میں بعمر 73 برس انتقال فرمایا۔ آپ کی کتاب سنن ابو داؤد 4800 احادیث پر مشتمل ہے۔

(5) امام نسائی رحمہ اللہ ایران کے شہر نسا میں 215ھ میں پیدا ہوئے اور 303ھ میں بعمر 88 برس انتقال فرما گئے۔ آپ نے سنن نسائی میں 5765 احادیث مبارکہ کو مرتب فرمایا ہے۔

(6) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ 209ھ میں ایران کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے اور 63 برس کی عمر میں 273ھ میں انتقال فرما گئے۔ آپ کی کتاب سنن ابن ماجہ 4000 احادیث پر مشتمل ہے۔

درود شریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے اتنے فضائل احادیث میں آئے ہیں کہ ان سے ایک مستقل کتاب تیار ہوسکتی ہے اور بہت سے علماء نے اس پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا۔ اور اس نے کہا کہ آپ کی امت کا جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتے ہیں۔ اس کے دس گناہ (صغیرہ) معاف فرماتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند فرماتے ہیں"۔

(سنن نسائی ومسند احمد۔ الترغیب للمنذری ص ۱۵۷ ج ۳)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہو' اسے چاہئے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں"۔ (ایضاً)

درود شریف میں سب سے افضل درود ابراہیمی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور سب سے مختصر "صلی اللہ علیہ وسلم" ہے اس سے بھی درود شریف کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لکھا جائے تو پورا جملہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہئے۔ صرف صلعم یا ص لکھنا کافی نہیں ہے۔ (الف)

مجلس کے آداب

1۔ جب کسی مجلس میں بیٹھیں تو پہلے سلام کریں۔ واپسی ہو تو سلام کر کے واپسی ہو۔ (بشرطیکہ وہاں کوئی درس وغیرہ نہ ہو رہا ہو)

2۔ جہاں جگہ مل جائے وہاں ہی بیٹھ جانا چاہئے۔

3۔ تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں باتیں نہ کرنے لگ جائیں۔

4۔ اچھی مجالس میں بیٹھنا چاہئے۔ بُری مجلس سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہئے۔

5۔ جب بھی کوئی آئے اگرچہ جگہ بھی ہو تب بھی ذرا کھسک جانا چاہئے اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

6۔ مجلس سے جانے کے بعد پھر آنے کا ارادہ ہو تو اپنی جگہ پر کوئی چیز رکھ جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ واپس آنا چاہتا ہے۔

7۔ ایک وقت میں ایک ہی کو بولنا چاہئے۔

8۔ مجلس میں جو بات راز کی ہو تو وہ کسی کے سامنے نہیں کہنی چاہئے۔

9۔ مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھ لینی چاہئے:

سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ اَسۡتَغۡفِرُکَ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡکَ

چھینک کے آداب: ۱۔ جتنا ممکن ہو چھینک کے وقت آواز ہلکی اور پست رکھے۔

۲۔ جب چھینک آئے تو ناک کے سامنے ہاتھ یا رومال رکھ لے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی کہ چھینک کا دو مرتبہ جواب دیتے، اگر کسی کو تیسری مرتبہ آتی تو اس کا جواب نہ دیتے اور فرما دیتے: اَلرَّجُلُ مَزۡکُوۡمٌ، یعنی اس شخص کو نزلہ ہو گیا'' گویا اب جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

۴۔ جس کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ نہ کہے تو اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا اگر کوئی جواب نہ دینے کی شکایت کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، تم چھینک کے وقت اللہ کو بھول گئے اس لئے ہم تم کو بھول گئے۔

۵۔ عورتوں کو چاہئے کہ وہ بچوں کو چھینک کے وقت الحمدللہ کہنے کی عادت ڈلوائیں کیونکہ یہی ان کی تربیت کا زمانہ ہے۔

نیکی کی ہدایت کرنا

کسی دوسرے شخص کو کسی نیک کام پر آمادہ کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ اگر ایک شخص کی کوشش سے کوئی دوسرا شخص کسی نیک کام پر تیار ہو جائے تو اس نیک کام کا جتنا ثواب کرنے والے کو ملے گا اتنا ہی ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جس نے اس نیک کام میں اس کی رہنمائی کی۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص کسی نیک کام کی طرف کسی کی رہنمائی کرے اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کے کرنے والے کو ملے گا"۔ (صحیح مسلم)

اور نیک کام کی طرف یہ رہنمائی اگر اجتماعی شکل میں ہو۔ یعنی بہت سے لوگوں کو نیکی کی ترغیب دی جائے اور اس ترغیب کے نتیجے میں وہ کام کر لیں تو سب لوگوں کی نیکیوں کا ثواب رہنمائی کرنیوالے کو ملتا ہے۔ یہ ثواب تو اس وقت ہے جب دوسرا شخص رہنمائی کرنے والے کی بات پر عمل کر لے۔ لیکن اگر بالفرض وہ عمل نہ بھی کرے تب بھی ان شاء اللہ خیر خواہانہ نصیحت کا ثواب ملے گا کیونکہ حدیث میں ہے۔

اَمۡرٌ بِالۡمَعۡرُوۡفِ صَدَقَةٌ وَنَهۡیٌ عَنِ الۡمُنۡكَرِ صَدَقَةٌ

نیکی کا حکم دینا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ (صحیح مسلم)

لہٰذا جب کسی شخص کو کوئی اچھی بات بتانے یا کسی نیکی کا مشورہ دینے کا موقع ملے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے لئے طریقہ ایسا اختیار کیا جائے جس سے سننے والے کی رسوائی یا دل آزاری نہ ہو۔ مجمع میں روک ٹوک نہ کی جائے' اور انداز متکبرانہ اور حقارت آمیز نہ ہو' بلکہ تنہائی میں ایسے نرم لہجے کے ساتھ بات کہی جائے جس میں دل سوزی' دردمندی اور خیر خواہی نمایاں ہو' اس کے لئے ایسے وقت کا انتخاب کیا جائے جس میں سننے والے کا ذہن مشوش نہ ہو۔ غرض حکمت اور خیر خواہی کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ (الف)

ہم سفر سے حُسن سلوک

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مکان کے پڑوسی کے بہت حقوق رکھے ہیں اسی طرح ہم سفر کے بھی حقوق بیان فرمائے ہیں۔ ہم سفر سے مراد وہ شخص ہے، جس سے خواہ پہلے جان پہچان نہ ہو لیکن کسی سفر کے دوران وہ ساتھ ہو گیا ہو۔ مثلاً بسوں، ریلوں اور ہوائی جہاز میں اپنے قریب بیٹھنے والا۔ اس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں ''صاحب بالجنب'' کہا گیا ہے۔ یعنی وہ ہم سفر جو تھوڑے وقت کے لئے پڑوسی بنا ہو۔ اس کا حق یہ ہے کہ اپنے کسی عمل سے اس کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ بعض لوگ سفر میں اپنے آرام کی خاطر اپنے ہم سفروں کو تکلیف پہنچانے سے گریز نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ سوچنا چاہئے کہ سفر تو ایک مختصر وقت کے لئے ہوتا ہے جو کسی نہ کسی طرح گزر ہی جاتا ہے لیکن اگر اپنے کسی عمل سے اپنے ہم سفر کو ناحق کوئی تکلیف پہنچی تو اس کا گناہ اور شدید گناہ ہمیشہ کے لئے اپنے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور یہ گناہ چونکہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے اس لئے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوگا جب تک کہ وہ ہم سفر اس کو معاف نہ کرلے، اور عموماً جن لوگوں سے سفر میں ملاقات ہوتی ہے۔ سفر کے بعد نہ ان سے کبھی ملاقات ہوتی ہے نہ ان کا پتہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سے معافی کرالی جائے۔ اس لئے سفر کے اختتام کے بعد اس گناہ کی معافی کا عام حالات میں کوئی راستہ نہیں رہتا۔ اس لحاظ سے ہم سفر کو تکلیف پہنچانے کا گناہ انتہائی سنگین گناہ ہے، جس کی معافی بہت مشکل ہے۔

دوسری طرف اگر ہم سفر کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے حتیٰ الامکان ایثار سے کام لیا جائے اور اس کو راحت اور آرام پہنچانے کی کوشش کی جائے یا کم از کم اس سے خندہ پیشانی کا معاملہ کیا جائے تو یہ بہت ثواب کا کام ہے اور معمولی توجہ سے ثواب کا ایک بڑا خزانہ اپنے لئے جمع کیا جا سکتا ہے۔ (الف)

چھینک کے وقت کی دعا: جس کو چھینک آئے وہ یہ پڑھے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ (بخاری)

چھینک کا جواب ان الفاظ میں دے: یَرۡحَمُکَ اللّٰہُ (بخاری)

جس کو چھینک آئے وہ یَرۡحَمُکَ اللّٰہُ کہنے والے کا جواب ان الفاظ میں دے۔

یَھۡدِیۡکُمُ اللّٰہُ وَیُصۡلِحُ بَالَکُمۡ۔ (بخاری)

تحیۃ الوضو

وضو خواہ کسی مقصد کے لئے کیا جائے۔ اس کے فوراً بعد دو رکعتیں تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھنا بہت فضیلت کا کام ہے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ اس کا چہرہ بھی اور دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تو اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "مجھے اپنا وہ عمل بتاؤ جس سے تمہیں سب سے زیادہ (ثواب کی) امید ہو۔ کیونکہ میں نے (معراج کے موقع پر) جنت میں اپنے سامنے تمہارے قدموں کی آہٹ سنی ہے۔" حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ "مجھے اپنے جس عمل سے سب سے زیادہ (اللہ کی رحمت کی) امید ہے وہ یہ ہے کہ میں نے دن یا رات کو جس وقت میں بھی کبھی وضو کیا تو اس وضو سے جتنی توفیق ہوئی نماز ضرور پڑھی۔" (بخاری و مسلم)

وضو کے بعد دو رکعت پڑھنے میں دو تین منٹ خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن اس دو تین منٹ کے عمل کا ثواب کتنا عظیم ہے؟ اس لئے اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہئے۔ اگر وضو کے فوراً بعد کسی فرض نماز کا وقت ہو تو بہتر تو یہی ہے کہ تحیۃ الوضو کی نیت سے دو رکعتیں پہلے پڑھ لی جائیں لیکن اگر اس کا وقت نہ ہو تو فرض نماز یا سنتوں ہی میں تحیۃ الوضو کی نیت کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس نیت سے بھی تحیۃ الوضو کا ثواب حاصل ہو جائیگا۔ (الف)

بزرگوں اور بڑوں کے حقوق کی اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بڑوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔

جو نوجوان کسی بزرگ کی عزت کرے گا اللہ اس کے بڑھاپے میں ایسے لوگ مقرر کرے گا جو اس کی عزت کریں گے۔

بازار میں ذکراللہ

جب انسان اپنے کاروبار کے لئے بازار میں جائے تو اس وقت تھوڑے وقفے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بہت اجر وثواب کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس جگہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوں' وہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ایسا ہے جیسے جہاد سے پیٹھ موڑ کر بھاگتے ہوئے انسانوں کے درمیان کوئی شخص ثابت قدم رہے۔ (ترغیب)

حضرت ابو قلابہ مشہور تابعین میں سے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بازار میں دو آدمیوں کی ملاقات ہوئی۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ "آؤ۔ ایسے وقت جب لوگ غفلت میں ہیں' ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔" یہ سن کر دوسرے نے استغفار کیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا۔ اور دوسرے شخص نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ "جس شام ہم دونوں بازار میں ملے تھے اس شام اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کی مغفرت فرمادی تھی۔ (ترغیب)

یوں تو بازار میں جس ذکر کی بھی توفیق ہو جائے خیر ہی خیر ہے۔ لیکن خاص طور پر بعض اذکار کی فضیلت حدیث میں آئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ روایت کئے ہیں۔

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّایَمُوۡتُ بِیَدِہِ الۡخَیۡرُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھتے ہیں۔ ہزار ہزار (صغیرہ) گناہ معاف فرماتے ہیں' اور ہزار ہزار درجے بڑھاتے ہیں۔ (ترمذی)

ان کلمات کو خاص طور پر یاد کر لینا چاہئے اور بازار میں رہنے کے دوران ان کو بار بار پڑھتے رہنا چاہئے۔ (الف)

اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت

اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق یہ ہے کہ اس کی ناراضگی سے انسان ڈرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف وہ عمل ہے، جس کی قرآن کریم اور احادیث میں جا بجا تاکید کی گئی ہے اور اس کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے' اتنے میں اس درخت کے سوکھے پتے گرنے لگے۔ اور درخت پر صرف سبز پتے رہ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس درخت سے کیا مثال نکلتی ہے؟''

لوگوں نے کہا کہ ''اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کی مثال اس مومن کی سی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ خشیت سے جھرجھری آجائے' تو اس کے گناہ گر جاتے ہیں' اور نیکیاں رہ جاتی ہیں۔ (الترغیب)

اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت دل میں پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کا خیال دل میں جمایا جائے۔ پچھلی امتوں کے انجام کو سوچا جائے اور قرآن وحدیث میں نافرمانوں کے لئے جو عذاب مذکور ہے اس کا تصور کیا جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت دل میں پیدا ہوگا اور اس کے نتیجے میں گناہوں' بدعنوانیوں اور ظلم وزیادتی پر انسان کی جرأت کا خاتمہ ہوگا اور اس کے نتیجے میں ''تقویٰ'' حاصل ہوگا جو تمام نیکیوں کی بنیاد اور دنیا و آخرت میں انسان کی صلاح وفلاح کا واحد راستہ ہے۔ (الف)

مسلمانوں کے حقوق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا مال اسکی جان اور اسکی آبرو مسلمان پر حرام ہے۔ جو کسی مسلمان کا حق پامال کرے گا اس کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ اور اس کی نیکیاں اسے دے دی جائیں گی۔ جو مسلمان کی حاجت پوری کرے گا اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا جو مسلمان کی تکلیف دور کریگا اللہ اسکی تکلیف دور کرے گا جو مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا اللہ اسکے عیب کی پردہ پوشی کریگا کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس سے تین دن سے زیادہ سلام وکلام ترک کرے۔

صبر و شکر

عبدیت کا اظہار شکر نعمت ہے اور شکر نعمت واجب ہے اور نا گوار حالات میں صبر واجب ہے۔ یہ دونوں مقام قرب ہیں۔

اپنے موجودہ حالات پر قناعت کر کے ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا اپنے رہنے سہنے اپنی ضروریات زندگی اپنے ماحول اپنے اہل و عیال پر ہر وقت نظر رکھے اور سمجھے کہ جو بھی موجودہ حالت ہے۔ اس میں سب سے بڑی نعمت تو سلامتی ایمان و دین اسلام پر ہونا ہے جو بغیر کسی استحقاق کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمایا ہے۔ پھر اپنے وجود کی نعمتوں پر نظر کرے اپنے ماحول کی راحتوں پر نظر ڈالے۔ اپنے اہل و عیال کی عافیت کو دیکھے۔ دوسروں سے اپنے تعلقات کی خوشگواری کا اندازہ کرے اور پھر دل کی گہرائیوں کے ساتھ ان انعامات الہیہ پر شکر ادا کرے۔ اس کے علاوہ جو بھی موجودہ حالت ہے اگر غور کرے تو لاکھوں مخلوق خدا اس سے محروم ہیں۔ اس حالت کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر شکر ادا کرے۔ اسی طرح ایک ایک چیز پر قدر کے ساتھ نظر ڈالنے کی عادت ڈالے۔ یہ کیمیا کا نسخہ ہے۔ اس پر عمل کر کے دیکھا جائے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تم ہماری نعمتوں پر شکر ادا کرو گے تو ہم ان نعمتوں میں ضرور اضافہ برکت اور ترقی عطا فرمائیں گے۔

شکر کرنے والا آدمی کبھی اتراتا نہیں شکر کے اندر اخلاص اور صدق بھرا ہوا ہوتا ہے جس چیز سے جس لمحہ راحت پہنچ جائے شکر ادا کرے۔ اس سے عبادتوں میں حسن پیدا ہوگا اور زندگی حسین بن جائیگی۔ جب انسان احسانات انعامات الہیہ سے منحرف ہو جاتا ہے تو یہ امر اس کی ہلاکت روحانی و ایمانی کا سبب بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی تمام ظاہری و باطنی نعمتوں کو وہ اپنی ہوس رانی اور نفسانی خواہش کے مطابق استعمال کرتا ہے یعنی ان راستوں کا غیر صحیح و غیر فطری استعمال کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بد اثرات مرتب ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچتی ہیں کہ قلبی استعداد و صلاحیت اور قابلیت صحیحہ مسخ ہو جاتی ہے اور فسق و فجور کفر کے اثرات راسخ ہو جاتے ہیں۔ پھر کوئی استحضار یا احساس ظاہری و باطنی نعمتوں کا باقی نہیں رہتا جب نعمتوں کا احساس و استحضار ہی فطرت سے مفقود ہو جاتا ہے تو محسن و منعم حقیقی کا تخیل و تصور ہی باقی نہیں رہتا اسی کا نام الحاد ہے۔ (میم)

سوچ کر آگے بڑھو اور کام کرو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ عمل کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ ایک معالج کا کہنا ہے کہ جسمانی امراض کو زیادہ ترجیح دینے کی بجائے وساوس اور غلط افکار و نظریات کی جڑ کاٹنے کی فکر کرو کہ یہ امراض سے زیادہ مہلک ہیں۔ ابن السماک رحمہ اللہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں تھے دیکھا کہ خلیفہ نے پانی کا گلاس طلب کیا۔ ابن السماک رحمہ اللہ نے فرمایا اے خلیفہ اس پانی کے پینے سے آپ کو روک دیا جائے تو آپ کیا کریں گے۔ خلیفہ نے کہا کہ میں آدھی سلطنت دے دوں گا۔ جب خلیفہ نے پانی پی لیا تو ابن السماک رحمہ اللہ نے فرمایا اگر یہ پانی آپ کے جسم سے نہ نکلے تو آپ کیا کریں گے۔ خلیفہ نے کہا میں آدھی سلطنت خرچ کر دوں گا۔ اس پر ابن السماک رحمہ اللہ نے فرمایا اس مال و دولت میں کوئی خیر نہیں جو پانی کے ایک گلاس کی قیمت ہو۔

اس واقعہ سے اندازہ کیجئے کہ آدمی دنیا کے مال و سامان کی حرص میں نہ پڑے بلکہ آگے بڑھے اور اعمال صالحہ میں کوشش کرے کہ یہی چیز آدمی کو رشک ملائکہ بنا دیتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی قوم سے ملے جو کچھ کام کاج نہ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا تم لوگ کیا ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو متوکلین ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو متوکل تو درحقیقت وہ شخص ہے جو اپنا غلہ زمین میں ڈال کر اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص کام کاج سے ہاتھ کھینچ کر بیٹھ کر یہ دعا نہ کرے کہ اے اللہ! مجھے رزق عطا فرما دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برسا کرتے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے غرباء و فقراء کو اس بات سے روکا کہ وہ کام کاج چھوڑ کر لوگوں کے صدقات و خیرات پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں چنانچہ آپ نے فرمایا: اے غرباء و فقراء کی جماعت! اچھائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاؤ، اور مسلمانوں پر بوجھ نہ بنو۔ (میم)

قرآن کا دل سورۃ یٰسین

عطا بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورہ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائیں۔

احادیث میں سورہ یٰسین کے بھی بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک دل ہوا کرتا ہے۔ قرآن شریف کا دل سورہ یٰسین ہے جو شخص سورہ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لئے دس قرآنوں کا ثواب لکھتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسین کو آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے پڑھا۔ جب فرشتوں نے سُنا تو کہنے لگے کہ خوشحالی ہے اُس امت کے لئے جن پر یہ قرآن اتارا جائے گا اور خوشحالی ہے۔ اُن دلوں کیلئے جو اُس کو اٹھائیں گے یعنی یاد کریں گے اور خوشحالی ہے ان زبانوں کے لئے جو اسکو تلاوت کریں گی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ یٰسین کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے۔ اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس اس سورۃ کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ یٰسین کا نام توراۃ میں منعمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کیلئے دنیا وآخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے اور یہ دنیا وآخرت کی مصیبت کو دُور کرتی ہے اور آخرت کے ہول کو دور کرتی ہے۔ اس سورۃ کا نام رافعہ خافضہ بھی ہے یعنی مؤمنوں کے رُتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پست کرنے والی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ یٰسین میرے ہر اُمتی کے دل میں ہو ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورہ یٰسین کو ہر رات میں پڑھا پھر مر گیا تو شہید مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو یٰسین کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور جو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے اور جو راستہ گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے اور جو شخص جانور کے گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھے وہ جانور پالیتا ہے اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو تو اس پر نزع میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اور جو ایسی عورت پر پڑھے جس کے بچہ ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اس کے لئے بچہ جننے میں سہولت ہوتی ہے۔ مقریؒ کہتے ہیں کہ جب بادشاہ یا دشمن کا خوف ہو اور اس کے لئے سورہ یٰسین پڑھے تو وہ خوف جاتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے سورہ یٰسین اور والصّٰفّٰت جمعہ کے دن پڑھی اور پھر اللہ سے دُعا کی اس کی دعا پوری ہوتی ہے (اس کا بھی اکثر مظاہر حق سے منقول ہے مگر مشائخ حدیث کو بعض روایات کی صحت میں کلام ہے۔) (و)

اولاد کے مرنے پر صبر کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جس مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچے۔ خواہ وہ پرانی ہو چکی ہو جب بھی اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھے گا تو اس کو وہی پہلی مرتبہ پڑھنے اور صبر کرنے کا سا اجر ملے گا جو مصیبت کے دن ملا تھا۔ حضرت عثمانؓ کا ذکر ہے کہ انکے ہاں کوئی بچہ ہوتا تو اسے ساتویں دن اپنے پاس لیتے تھے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کی کچھ محبت میرے دل میں پیدا ہو جائے تا کہ مر جائے تو اس کا اجر زیادہ ملے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ قضائے الٰہی سے بچہ فوت ہو گیا جسکے بعد باپ بھی کچھ دن حاضر خدمت نہ ہو سکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غیر حاضری محسوس فرمائی پوچھنے پر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا بچہ فوت ہو گیا ہے جو آپ نے دیکھا تھا۔ ارشاد فرمایا تم نے مجھے کیوں اطلاع نہ دی چلو ہم اپنے بھائی کی تعزیت کو چلیں۔ صحابی کے گھر کو شرف سعادت بخشا اور اسے غم واندوہ میں مبتلا دیکھا کہنے لگا یا رسول اللہ! میں اپنے بڑھاپے اور کمزوری کے ایام کیلئے اس کے سہارے اور نفع کی امیدیں لگائے ہوئے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تو قیامت کے دن حاضر ہو گا اس بچے کو کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا۔ تو وہ کہے گا یا اللہ میرے والدین تو باہر ہیں اسے تین دفعہ جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا۔ مگر وہ ہر بار والدین کی سفارش کرے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو قبول فرمائیں گے۔ اور تم سب کو اکٹھے ہی جنت میں داخل فرمائیں گے یہ بات سن کر صحابی کا غم ختم ہو گیا۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعزیت کیلئے جانا مسنون عمل ہے کسی بھائی کو مصیبت پہنچے تو دوستوں اور بھائیوں کو تعزیت کیلئے جانا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے مومن بندے کے بیٹے کی روح کو جب میں قبض کر لیتا ہوں اور پھر وہ اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے تو جنت کے علاوہ کوئی اس کا بدلہ نہیں ہے۔ (ب)

محبوب ترین مال کا صدقہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہؓ انصاری مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑے باغ والے تھے... اُن کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرحاءَ تھا وہ ان کو بہت ہی زیادہ محبوب تھا... مسجد نبوی کے قریب تھا... پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور افراط سے تھا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے...

جب قرآن شریف کی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ترجمہ) تم نیکی کے کامل درجہ کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کرو گے جو تم کو پسند ہیں) نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اپنا باغ بیرحاءَ سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرو... اس لئے وہ اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں آپ جیسا مناسب سمجھیں اس کے موافق اس کو خرچ فرمادیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا... اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے... میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو... ابوطلحہؓ نے اس کو اپنے اہل قرابت میں تقسیم فرمادیا۔

سوچیئے! کیا: ہم بھی اپنا کوئی محبوب ترین مال جائیداد کوئی ایک آدھ وعظ سن کر... قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھ کر یا سُن کر اس طرح بے دھڑک خیرات کر دیتے ہیں... اگر وقف وغیرہ کرنے کا خیال بھی آتا ہے تو زندگی سے مایوس ہو جانے کے بعد یا وارثوں سے خفا ہو کر اُن کو محروم کرنے کی نیت سے اور برس کے برس اس سوچ میں لگا دیتے ہیں کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ میری زندگی میں تو میرے ہی کام آوے بعد میں جو ہووہ ہوتا رہے... ہاں نام ونمود کی کوئی چیز ہو... بیاہ شادی کی تقریب ہو تو سودی قرض سے بھی انکار نہیں... (ف)

ترک لایعنی: بیہودہ باتوں کو چھوڑ دینا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جو بات اس کے لئے مفید اور ضروری نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد تمام کام حرام

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ

اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان دے دی جائے تو اللہ کی یاد کی طرف تیزی سے چل پڑو یعنی جب جمعہ کی پکار اذان ہو جائے تو سب کچھ چھوڑ کر "عبادت" جمعہ کے لئے چل پڑو

معارف القرآن میں ہے آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو یعنی نماز وخطبہ کے لئے مسجد کی طرف چلنے کا اہتمام کرو جب دوڑنے والا کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں دیتا اذان کے بعد تم بھی کسی اور کام کی طرف بجز اذان وخطبہ کے توجہ نہ دو۔ (معارف جلد ۸ صفحہ ۴۴۱)

اذان جمعہ کے بعد جو خرید وفروخت کو اس آیت نے حرام کر دیا ہے اس پر عمل کرنا تو بیچنے والوں اور خریداروں سب پر فرض ہے مگر اس کا عملی انتظام اس طرح کیا جائے کہ دکانیں بند کر دی جائیں تو خریداری خود بخود بند ہو جائے گی۔ (معارف)

علامہ ابن نجیم بحر الرائق میں لکھتے ہیں پہلی ہی اذان سے خرید وفروخت کا چھوڑنا واجب ہے اور پہلی اذان (جو خطبہ سے پہلے دی جاتی ہے کا اعتبار ہے، چونکہ یہی اعلان کے لئے ہے اور یہی قول مذہب صحیح ہے)۔ معارف القرآن میں ہے کہ ہر وہ کام جو جمعہ کی طرف جانے کے اہتمام میں مخل ہو وہ سب بیع کے مفہوم میں داخل ہے اس لئے اذان جمعہ کے بعد کھانا پینا سونا کسی سے بات کرنا یہاں تک کہ کتاب کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب ممنوع ہے۔ صرف جمعہ کی تیاری کے متعلق جو کام ہوں وہ کئے جاسکتے ہیں۔ علامہ قرطبی نے وذروا البیع کی تفسیر میں لکھا ہے تمام وہ معاملات اور امور جو سعی جمعہ سے روک دیں شرعاً حرام ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کو جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت سے منع کرتے تھے، حضرت میمون بیان کرتے ہیں کہ جب جمعہ کی اذان ہو جاتی تو مدینہ پاک میں اعلان کیا جاتا ہے کہ خرید وفروخت حرام ہو گئی، خرید وفروخت حرام ہو گئی۔ (ص)

روح کا حسن

روح کی پاکیزگی ہمیں ان لوگوں میں دکھائی دیتی ہے، جو اپنے غموں سے زیادہ دوسروں کے دکھ کو اپنا سمجھتے ہیں اور انکی ہر ممکن مدد کرتے ہیں۔ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جنہیں روح کی پرورش کرنا آتا ہے جو اپنی روح کو دوسروں کی غیبت، چغلی، کینہ، جھوٹ اور بغض جیسے امراض میں مبتلا نہیں کرتے جو صرف اپنے نفس کو سکون نہیں پہنچاتے بلکہ اپنے نفس پر قابو پاتے ہوئے دوسروں کیلئے آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ پاکیزہ روح رکھتے ہیں۔ انسان پر مصائب و مشکلات تب ہی آتی ہیں جب وہ جسمانی خواہشات و ضروریات کو روح پر غالب کرلے۔ ایسی صورت میں محاسبہ اور فکر کر کے بیمار روح کا علاج کریں، جس طرح ہم جسم کو صحت مند رکھنے کی فکر کرتے ہیں اسی طرح روح کو بھی صحت مند بنائیں جس کیلئے صرف ایک ہی کام کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ہم اپنے نفس پر قابو پالیں۔ آج ہماری روح زخمی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے گھروں میں نحوستیں پال رکھی ہیں اور جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مناظر ہیں۔ اپنوں سے ناطہ توڑ لیا ہے۔ محبت و اخوت کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ ان حالات میں روح کبھی خوبصورت ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ جس انسان کے دل میں کسی اور کیلئے ہمدردی و محبت نہ ہو۔ قربانی کا جذبہ نہ ہو۔ وہ نہ تو جسمانی طور پر خوبصورت کہلائے گا اور نہ روحانی طور پر۔ روح کا سارا حسن عبادت، تقویٰ اور پرہیزگاری پر منحصر ہوتا ہے۔ انسان پر جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے وہیں ایک انسان کیلئے دوسرے انسان کے تئیں ہمدردی اور بھائی چارگی اور عزت و احترام کا جذبہ بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہ ساری خوبیاں انسان میں نہ ہوں تو بیمار روح کی وجہ سے وہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوگا اور آخرت میں بھی۔

جسم کے مقابلہ میں روح کا حسن ہر انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ خود کو صبر و شکر، ایثار و قربانی، محبت و رحمت اور سچ و صداقت جیسے اوصاف سے مزین کر کے اپنی روح کو آراستہ کرسکتا ہے۔ آج ہماری ساری محنت جسم پر ہے جسکا حسن و جمال ہمارے اختیار میں نہیں جبکہ روح کی صحت و پاکیزگی ہمارے اختیار میں ہے اسکی طرف ہماری توجہ بالکل نہیں۔

قرآن کریم روح و جسم کیلئے نسخہ کیمیا

ارشاد خداوندی ہے: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ وَهُدًی وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ

اس آیت میں قرآن مجید کی چار صفات بیان فرمائی ہیں۔

ا۔ نصیحت ۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے نصیحت ہے۔ کسی شخص کی طرف سے نہیں تمھارے رب کی طرف سے نصیحت ہے۔

۲۔ شفا: اسمیں شفا ہے۔ نسخہ استعمال کا طریقہ:۔ اب نصیحت کیسے حاصل ہوگی اور دل کی بیماری سے شفا کیسے ملے گی۔ مثلاً کوئی مریض ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے نسخہ لکھ کر دے دیا۔ بہت عرصہ گزرنے کے بعد مریض کہتا ہے کہ فائدہ ہوا ہی نہیں۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ نسخہ کیسے استعمال کرتے ہیں۔ مریض کہنے لگا پانی میں گھول کر پی جاتا ہوں یا گلے میں باندھ لیتا ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا ارے نالائق! میں نے یہ نسخہ اس لئے دیا تھا کہ نسخے میں جو دوائیں اور پرہیز بتائے ہیں ان پر عمل کرو سو جب قرآن مجید کے بارے میں فرمایا کہ یہ نصیحت اور دلوں کیلئے شفا ہے تو اللہ کو معلوم تھا کہ آگے جا کر مسلمان یہی سمجھیں گے کہ زعفران سے لکھتے رہو اور گھول کر پیتے رہو۔ یوں شفا مل جائے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمادی۔

۳۔ ہدایت: قرآن کو شفا اور نصیحت کہا ہے۔ اس سے شفا اور نصیحت کیسے ملے گی اس سے دل کے روگ کیسے جائیں گے۔ "ھدی" اس میں نسخے ہیں۔ ان نسخوں پر عمل کرنے سے دل کا روگ یعنی دنیا کی محبت کا علاج ہو جائے گا اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ (اس لحاظ سے ہدایت ہے)

۴۔ رحمت: جس نے قرآن میں دیئے گئے نسخوں پر عمل کر لیا اس کیلئے دنیا میں بھی رحمت اور آخرت میں بھی رحمت۔ کوئی بڑی سے بڑی مصیبت بھی اسے پریشان نہیں کر سکتی۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے مالک کو راضی کر لیا ہے۔ اب جو بھی حالت گزر رہی ہے اس محبوب کی طرف سے ہے یقیناً اس میں میرا ہی فائدہ ہے۔

قرآن مجید کی یہ چار صفات بیان فرمانے کے بعد آگے فرماتے ہیں۔
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا یہ اللہ کا فضل اوراس کی رحمت ہے۔ اس کو سوچ سوچ کر خوش ہونا چاہے۔ کبھی آپ لوگوں نے یہ سوچا کہ یہ قرآن کتنی بڑی دولت، کتنی بڑی نعمت ہے ہمیں اس پر خوش ہونا چاہیے۔ لیکن آج کے مسلمان کے قلب میں قرآن سے زیادہ دنیائے مردار کی محبت ہے اس لئے آگے فرماتے ہیں "ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ دنیا بھر کی دولت جو سمیٹ رہے ہو، جمع کر رہے ہو یہ قرآن مجید اس پوری دنیا کی دولت سے بہت زیادہ بہتر ہے۔
دعوت قرآن: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ آپ اپنی امت سے فرما دیں کہ قرآن کی دولت پر خوش ہوا کریں۔ کیسے اکسیر نسخے، کتنی بڑی نعمت، کتنی بڑی دولت، اس پر خوش ہوا کریں۔ ان سے مقصد تقویٰ حاصل کرنیکی دعوت، یہ سبق دینا مقصود ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر مصیبت سے بچنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچئے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مجرم ہیں گناہ کرتے ہیں اللہ کے نافرمان ہیں ان کیلئے ارشاد فرمایا "وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ " تم اگر گناہ نہیں چھوڑو گے تو بہت بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ح)

چار عظیم عمل جو تمام روحانی اعمال کا خلاصہ ہیں

شکر: تمام جسمانی اور روحانی نعمتوں کا استحضار کرے اور جو بات طبیعت کے مطابق اور خوش کرنے والی ہو اس پر یہ کلمات کہنے کی عادت ڈالے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ

صبر: جو بات طبیعت کو ناگوار ہو یا پریشان کرنے والی ہو اس پر "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہنے کی عادت ڈالے۔

استغفار: جب بھی کوئی گناہ یاد آجائے فوراً اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہنے کی عادت ڈالے۔

استعاذہ: جب بھی مستقبل کا کوئی خطرہ اور پریشانی درپیش ہو فوراً کہے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَمِیْعِ الْفِتَنِ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ۔

پانچ کاموں کی عادت بنائیں

1- سچی توبہ۔ دنیا میں جتنے بھی ناجائز اور گناہ کے کام ہیں...... ان سے سچی توبہ کرلیں اور آئندہ ان سے بچنے کا پکا عہد کرلیں اور ہمت بھی کریں...... اور اللہ تعالیٰ سے توفیق بھی مانگیں۔

2- ہر کام میں اخلاص۔ وہ کام جس میں دین اور دنیا کا نفع ہے جن کو عبادت بھی کہہ سکتے ہیں...... جائز اور مباح بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسکے اندر تو ہم صرف اللہ کے واسطہ کرنیکی نیت کرلیں۔ صبح سے شام تک جتنے کام بھی کرینگے...... انکے اندر خالص اللہ کو راضی کرنیکی نیت کرلیں تو سارے کے سارے کام اجر والے ہوجائیں گے......

3- ذکر کی عادت۔ ہم رات دن اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے کے عادی بنیں...... یہ بہت بڑی دولت ہے اور یہی دولت ہمارے اسلاف رحمہم اللہ کو نصیب تھی کہ ہاتھ سے قلم بنارہے ہیں اور زبان اللہ اللہ کرنے میں مصروف ہے۔

4- فضول کاموں سے احتیاط۔ جتنے بھی فضول اور لادینی کام ہیں...... فضول اور لایعنی بحثیں ہیں اور فضول لادینی مجلسیں اور فضول و لادینی پروگرام ہیں...... ان سب سے اپنے آپ کو بچائیں...... اور روزانہ ان چار کاموں پر عمل کر کے اپنی صبح سے شام تک کی زندگی کا جائزہ لیں۔

5- دینی کتب کے مطالعہ کا شوق۔ دہلی میں ایک طالب علم نے جو بہت غریب تھے...... اور مطالعہ کیلئے تیل نہ ہونیکی وجہ سے پریشان تھے...... انہوں نے ایک دکاندار سے کہا کہ میں تمہاری دکان کا رات کو پہرہ دیا کروں گا...... میرے رات بھر کے تیل کا انتظام کردیا جائے۔

دکاندار خوش ہوا کہ اتنی کم اجرت پر آدمی مل گیا۔ اور یہ طالب علم خوش ہوئے کہ میرے مطالعہ کا انتظام ہوگیا...... اس لئے یومیہ کوئی وقت مقرر کر کے اہل علم کے مشورے سے دینی کتب کا مطالعہ ضرور کریں۔ (ح)

مراقبہ ومحاسبہ

مراقبہ کی طرح محاسبہ بھی عربی زبان کا لفظ ہے لیکن اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے جو باہم حساب کرنے کے معنی میں آتا ہے۔فرصت کے لمحات میں صرف یہ سوچ لیا جائے کہ ہم صبح بیدار ہونے سے رات کو سونے تک کیا اعمال کرتے ہیں۔کیا ہمارا ہر دن خیر کی طرف بڑھ رہا ہے یا شر کی طرف۔ہمارا ذریعہ معاش کس حد تک حلال ہے۔ہماری شکل وصورت ایسی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں پسندیدہ بھی ہے یا نہیں۔کہیں ہماری معاشرت ایسی تو نہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے مشابہ ہو۔اسی طرح اپنے لباس کے متعلق سوچیں کہ وہ اسلامی معاشرت کا آئینہ دار ہے یا غیر مسلموں کی بے ڈھب نقالی کر رہا ہے۔

محاسبہ کا فائدہ یہی ہے کہ انسان اگر یہ سوچے کہ اگر اللہ نے مجھے چند روزہ زندگی دی ہے تو میں دنیا کی زندگی جس طرح بھی بسر کرلوں بالآخر مجھے ایک دن مرنا ہے ہر ایک مسلمان کا عقیدہ یہی ہے کہ موت اختتام زندگی نہیں بلکہ انتقال زندگی کا نام ہے۔موت کے بعد اللہ رب العزت کے روبرو مجھے اپنی زندگی کے ہر ہر عمل کا جواب دینا ہے۔میری زندگی کا ایک ایک سانس اللہ کی طرف سے نعمت ہے جس کا شکر میں کیسے ادا کرسکتا ہوں۔اس طرح اللہ کی بے شمار نعمتوں کے مقابلے میں اپنے کردار کے بارہ میں سوچ وفکر کی جائے تو فرصت کے یہ لمحات بڑے قیمتی بن سکتے ہیں۔اسی کا نام مراقبہ ہے اس سے انسان اپنی اصلاح کیلئے فکر مند ہو جاتا ہے۔اپنی اصلاح کیلئے فکر مند ہونا ہی اصلاح کی جانب ایک اہم قدم ہے جو محاسبہ ومراقبہ ہی کی بدولت اٹھا سکتے ہیں۔صبح بیدار ہو کر صرف دو منٹ کیلئے انسان یہ سوچ لے کہ نیند (جسے موت کی بہن قرار دیا گیا ہے) میری موت آ ہی چکی تھی لیکن اللہ نے کرم فرمایا اور مجھے مزید ایک دن کی مہلت عطا فرما دی اب اس ایک دن کو میں اپنی زندگی کا آخری دن سمجھ کر خوب سوچ سمجھ کر بسر کرونگا۔تا کہ ہر دن پچھلے دن کی نسبت خیر کی طرف بڑھنے والا ہو۔ (ح)

ہاتھ دھونا: ہاتھ دھونے کی سنت بھی بہت ثواب کا ذریعہ ہے۔کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب اور مسنون ہے۔

اتباع سنت تمام نیکیوں کی کنجی ہے

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ساری نیکیاں ایک مکان میں جمع کر دیں اور اس کی کنجی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے.... اب اتباع کیا ہے متابعت کرو قناعت میں.... حرص میں نہ پڑو.... رزق کی زیادہ فکر نہ کرو.... تم بقدر ضرورت تو جمع کر لو لیکن ضرورت سے زیادہ جمع نہ کرو.... بھیک بھی مانگنا نہ پڑے اور فضولیات میں بھی نہ پڑ جاؤ یہ عام مسلمانوں کو حکم ہے کسی کو کچھ دو تو کچھ روک کر بھی رکھو.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کا ایک تہائی سے بھی کم قبول کیا.... باقی واپس کر دیا اور ایک شخص کو بالکل واپس کر دیا جو اپنا سارے کا سارا لایا تھا اس سے خفگی بھی ظاہر کی یہ تو عام معمول تھا اور اپنے لئے اور خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے خصوصیت تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سارا مال قبول کر لیا... ان کے درجات اور ہیں.... غرض اعتدال سے جمع کرنے کا حکم ہے.... آج دل کو پکڑتے پھرتے ہیں.... کھانا ہضم نہیں ہوتا مگر دنیا کی زیب وزینت حاصل کرنے کا روگ ہو گیا ہے بغیر فرنیچر کے چین نہیں آتا....

فضول باتوں.... فضول مجلسوں.... فضول کاموں.... فضول کھانے.... غرض ہر فضولیات سے بچو جہاں چار آدمی بیٹھتے ہیں غیبت اور لایعنی ہوتا ہے.... یہ بڑا عذاب لگ گیا ہے قوم کے متقی لوگ بھی اس سے نہیں بچتے.... (مجالس مفتی اعظم) (ع)

نیک فال: جب کوئی اچھا نام یا کوئی اچھی بات سنو تو اس کو اپنے لئے اچھی بات سمجھو۔ (کہ ان شاء اللہ کوئی اچھی بات میرے ساتھ ہوگی) اور خوش ہو جاؤ۔ یہی فال لینا ہے۔ بدفالی سخت منع ہے۔ مثلاً سفر میں جاتے وقت اگر گیدڑ راستہ سے گزر جائے تو اس دن سفر نہ کرنا بلکہ کسی اور دن سفر کرنا یا صبح کو بندر کا نام نہیں لیتے اور اس کو برا سمجھتے ہیں یہ سب باتیں غلط ہیں۔ کسی آدمی یا جگہ کو منحوس سمجھنا بھی غلط ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ اس مکان کی نحوست کی وجہ سے ہم کو یہ بیماری یا نقصان ہوا غلط ہے۔

میت کو جلدی دفن کرو: میت کے بارے میں سنت یہ ہے کہ جلدی دفن کریں۔

اعتدال کی تعلیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی رات کے وقت صحابہ کرامؓ کو دیکھنے کے لیے باہر نکلا کرتے تھے.... ایک مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ تہجد کی نماز میں بہت آہستہ آہستہ آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کررہے ہیں .... جب آگے بڑھے تو دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زور زور سے قرآن کریم کی تلاوت کررہے ہیں...... اس کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے.... صبح فجر کی نماز کے بعد جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ رات کو ہم نے دیکھا کہ آپ نماز میں بہت آہستہ آہستہ قرآن کریم کی تلاوت کررہے تھے...... اتنی آہستہ آواز میں کیوں کررہے تھے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کتنا خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا... فرمایا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں جس سے مناجات کررہا تھا اس کو سنادیا...... اسلئے مجھے آواز زیادہ بلند کرنے کی ضرورت نہیں...... جس ذات کو سنانا مقصود تھا اس نے سن لیا...... اس کیلئے بلند آواز کی شرط نہیں.... اس کے بعد آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ اتنی زور سے کیوں پڑھ رہے تھے.... انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں اسلئے زور سے پڑھ رہا تھا کہ سونے والوں کو جگاؤں اور شیطان کو بھگاؤں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''تم ذرا بلند آواز سے پڑھا کرو'' اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''تم اپنی آواز کو تھوڑا سا کم کردو'' (ابوداؤد) (ع)

پسندیدہ نام: اپنی اولاد کا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن رکھیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔
(اس کے علاوہ نام رکھنا بھی جائز ہے لیکن یہ دونوں نام افضل ہیں)

رجب المرجب کے متعلق معمولات نبوی

ا.... جب یہ مہینہ آ تا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے یوں دعا فرماتے....

''اے اللہ! ہم کو رجب اور شعبان میں برکت یعنی نفع تام عطا فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا....''

۲۔ اسی ماہ میں ایک شب کو (جس کی زیادہ مشہور تاریخ ۲۷ ہے) اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قدرت دکھانے کے لئے جاگتے میں جسم کے ساتھ براق پر مکہ سے بیت المقدس شام تک اور پھر وہاں سے عرش تک رفرف پر سفر کرایا.... اس وقت آپ کی عمر ۴۹ سال یا ۵۱ سال کی تھی.... نماز معراج میں فرض ہوئی....

.... اس ماہ میں کوئی حکم خداوندی یعنی عمل فرض و واجب نہیں.... اعمال مسنونہ یہ ہیں....

ا:.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ میں نفل روزے بکثرت رکھے ہیں....

۲:.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ میں نفل نماز بکثرت پڑھی ہے....

اس ماہ میں تین باتیں کچھ مسلمان بھائی کیا کرتے ہیں....

ا۔ رجب کے جلسے.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کی یادگار اور تذکرے کے لئے شاندار جلسے کرتے ہیں.... جن میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں.... ستائیسویں شب کو چراغاں.... شب بیداری میں بعض تو وقت گزاری کیلئے گراموفون بجاتے اور دکانوں کو تصاویر سے سجاتے ہیں وغیرہ....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے یہ معنی کہاں ہیں کہ ان کی یاد میں جلسہ ہو اور انہیں کے حکم کے خلاف تصاویر سے آرائش کی جائے.... نیز معراج کی یادگار میں جلسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں جو عشاق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے.... اور جن میں اس کا زیادہ جوش اور ولولہ تھا.... رجبی کا جلسہ ایک بزرگ نے غلبہ حال میں کیا تھا وہ خود معذور تھے ہم کو ان کی نقل کرنا اور ان کی سنت جاری رکھنا نہ ضروری ہے نہ مصلحت.... اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ معراج شریف کی یادگار میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عام مسلمانوں کو بھی ایک معراج عطا فرمائی تھی اور وہ نماز ہے.... مسلمان بھائی کثیر تعداد

میں پنج وقتہ نماز باجماعت مسجدوں میں ادا کرتے رہیں تو یہ خود ہی معراج شریف کی اصلی یادگار اور رجبی کا دینی جلسہ واجتماع ہے.... مگر اس دینی جلسہ (یعنی نماز باجماعت ادا کرنے) کی بجائے لوگ جلسہ کر لینے کو معراج کی یادگار کافی سمجھ لیتے ہیں.... انا للہ و انا الیہ راجعون....

۲۔اسی ۲۷/ تاریخ کو معراج کی یادگار میں روزہ رکھنے کو ہزاری روزہ، بی بی مریم کا روزہ وغیرہ کہتے ہیں اور اس کو ایک ہزار روزہ کے برابر سمجھتے ہیں....اس کا کوئی قوی ثبوت حدیث وفقہ میں نہیں ہے.... نہ رسول نے یہ تاریخ مقرر کی نہ یہ ثواب بتایا....اگر کوئی ۲۷ ہی کو وہ روزہ رکھے تو عام نفل روزہ سمجھ کر رکھ لے....

۳۔اس ماہ کی ۲۲ تاریخ کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی تاریخ ہے.... بددینوں کو صحابہ رسول سے بُغض تو ہے ہی....انہوں نے ایک فرضی من گھڑت قصے کے ذریعے اسی دن ''کونڈے کی عید'' منائی اور سُنیوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لئے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کا نام لے دیا....

سُنی بھائی اس چکمہ میں آ کر بددینوں کی طرح اس دن گھی کی پوریاں پکاتے اور کھاتے کھلاتے ہیں....اناللہ....رسول کے صحابی کی تاریخ وفات میں عید منا کر گھی کے چراغ جلا کر گھی کی پوریاں پکا کر مسلمان فلاح نہیں پا سکتے....اللہ مسلمان بھائیوں سے یہ بلا چھڑوائے....(ع)

مسلمانوں کے حقوق: (۱) مسلمان کی غلطی کو معاف کرنا۔(۲) اس کے عیب پر پردہ ڈالنا (۳) اس کا عذر قبول کرنا۔(۴) اس کی تکلیف دور کرنا۔(۵) بیمار ہو تو عیادت کرنا۔(۶) اس کی دعوت قبول کرنا۔(۷) اس کا تحفہ قبول کرنا۔(۸) اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرنا۔(۹) اس کی سفارش قبول کرنا۔(۱۰) اس کی چھینک کا **یرحمک اللہ** سے جواب دینا۔(۱۱) اس کے جنازہ اور دفن میں شریک ہونا۔(۱۲) اس کے سلام کا جواب دینا۔(۱۳) جو اپنے لئے پسند کرے وہ مسلمان کے لئے پسند کرے۔(۱۴) اگر اس پر ظلم ہو رہا ہو تو اس کی مدد کرنا۔(۱۵) اس کے احسان اور نعمت کا شکر بجا لانا اور اس کا بدلہ دینا۔(۱۶) جب اس کو مدد کی ضرورت ہو اس کی مدد کرنا۔

وصیت نامہ لکھ لیجئے

وصیت لکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر آپ نے یہ وصیت نہیں لکھی، اور قضا نمازوں کو ادا کرنے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں ورثاء کے ذمے شرعاً یہ ضروری نہیں ہوگا کہ آپکی نمازوں کا فدیہ ادا کریں۔ یہ فدیہ ادا کرنا ان کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ چاہیں تو دیں اور چاہیں تو نہ دیں۔ اگر فدیہ ادا کریں گے تو یہ ان کا احسان ہوگا۔ شرعاً ان کے ذمے فرض و واجب نہیں۔ لیکن اگر آپ نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کر دی تو اس صورت میں ورثاء شرعاً اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ کل مال کے ایک تہائی ترکہ کی حد تک اس وصیت کو نافذ کریں، اور نمازوں کا فدیہ ادا کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور اس کے پاس کوئی بات وصیت لکھنے کے لئے موجود ہو تو اس کے لئے دو راتیں بھی وصیت لکھے بغیر گزارنا جائز نہیں۔" (جامع ترمذی)

لہٰذا اگر کسی کے ذمے نمازیں قضا ہیں تو اس حدیث کی روشنی میں اس کو وصیت لکھنا ضروری ہے، اب ہم لوگوں کو ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے لوگوں نے اپنا وصیت نامہ لکھ کر رکھا ہوا ہے، حالانکہ وصیت نامہ نہ لکھنا ایک مستقل گناہ ہے۔ جب تک وصیت نامہ نہیں لکھے گا۔ اس وقت تک یہ گناہ ہوتا رہے گا۔ اس لئے فوراً آج ہی ہم لوگوں کو اپنا وصیت نامہ لکھ لینا چاہئے۔ (ش)

کن لوگوں کو کس وقت سلام نہ کرنا چاہئے؟: (۱) جو شخص نماز پڑھ رہا ہو (۲) قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہو (۳) جب واعظ وعظ کہہ رہا ہو (۴) کوئی شخص ذکر کر رہا ہو (۵) جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ (۶) مؤذن جب اذان دے رہا ہو (۷) اجنبی عورت کو (۸) کافر کو (۹) کھانا کھاتے ہوئے کو (۱۰) جماع کے وقت (۱۱) قضائے حاجت کے وقت (۱۲) اذان اور تکبیر کے وقت (۱۳) جو لوگ دینی مسائل میں گفتگو کر رہے ہوں۔

جھوٹ

زبان کو جلد بازی، مذاق، دل لگی اور کھیل میں جھوٹ سے بچانا چاہئے کیونکہ جب آدمی ہزل یعنی مسخرہ پن اور بے ہودگی میں جھوٹ کی عادت ڈال لیتا ہے تو دوسرے اوقات میں یعنی راست اور سنجیدہ گفتگو میں (نادانستہ) اس سے باز نہیں رہ سکتا۔ جھوٹ کبیرہ یعنی بڑے گناہوں میں سے ایک ہے۔ جب کوئی آدمی دروغ گوئی میں مشہور ہو جاتا ہے تو کوئی اس کی باتوں پر اعتماد نہیں کرتا اور سوائے حقارت کی نظر کے اس کو نہیں دیکھتا۔ اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ جھوٹ کیونکر برا ہے تو دوسروں کو دیکھو جب وہ جھوٹ کہتے ہیں تو تم کو کیسا برا لگتا ہے اور وہ شخص تمہاری نظر میں کس طرح حقیر اور کمینہ دکھائی دیتا ہے۔ اپنے تمام عیبوں کی اصلاح اس طرح کرو چونکہ تم اپنے عیبوں کو آپ نہیں جانتے ہو تو دوسروں کو دیکھو جو کوئی چیز تمہیں دوسروں میں بری لگے اس کو اپنے لئے بھی پسند نہ کرو۔

وعدہ خلافی

دوسری بات وعدہ خلافی ہے۔ وعدہ خلافی مت کرو۔ جہاں تک ہو سکے کہ کوئی نیکی کرنے کا وعدہ مت کرو بلکہ بلا وعدہ نیکی کرو۔ جب بھی تم وعدہ کرو تو کسی حال میں بھی وعدہ خلافی نہ کرو کیونکہ یہ منافقت کی علامت ہے۔ الا یہ کہ جب تم مجبور ہو یا کوئی خاص ضرورت لاحق ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین باتیں جس کسی میں ہوں وہ منافق ہے اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو۔ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔ (خ)

داڑھی بڑھانا، مونچھیں کترانا: مونچھوں کو کترنا اور داڑھی کو بڑھانا سنت ہے۔ ایک مشت (مٹھی) سے داڑھی کم کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح داڑھی کو ایک مشت سے کم کٹوانا یا منڈوانا بالکل حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔ داڑھی رکھنا سنت ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا واجب ہونا سنت (حدیث پاک) سے ثابت ہے۔ جب ہی تو ایک مشت سے کم کترنا جائز نہیں ہے۔ (اس موضوع پر حضرت شیخ الحدیث صاحب کا رسالہ "داڑھی کا وجوب" دیکھا جا سکتا ہے) اگر لبوں کو کاٹ لے تو مونچھوں کا رکھنا اور سبالین کا بڑھانا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہیے

وہ لوگ جو تم سے ربط و تعلق رکھتے ہیں' ان کے ساتھ رہنے کے آداب جاننا بہت ضروری ہیں۔ اولاً وہ ہستی جو ہمیشہ سفر و حضر' خواب و بیداری اور زندگی اور موت میں تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارا مالک و پروردگار ہے جب بھی تم اسے یاد کرتے ہو تو جیسا کہ اس نے کہا ہے وہ تمہارے ساتھ ہے۔ "انا جلیس من ذکر نی" میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھ کو یاد کرتا ہے اور جب تم اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں کی وجہ سے دل شکستہ ہوتے ہو تب تو وہ تمہارے نزدیک ہوتا ہے کیونکہ "انا عندالمنکسرة قلوبهم من اجلی" میری وجہ سے جن کے دل شکستہ ہوں میں ان کے قریب ہوں۔

جو کوئی اس کو پہچان لے گا جیسا کہ اس کی شناخت اور معرفت کا حق ہے تو وہ اس کے سوا کسی کو ساتھی اور دوست نہ بنائے گا اور ساری مخلوقات سے پیٹھ پھیر لے گا اگر ہر وقت اسکے ساتھ اور اس کی معیت میں رہنا ممکن ہو تو اس کے حصول میں ساری کوششیں کر ڈالو ورنہ ہو سکے تو دن رات میں ایک ساعت خلوت کی تنہائی میں اس کے ساتھ راز و نیاز اور مناجات میں مشغول رہو۔ اسکے ساتھ خلوت نشینی کے آداب یہ ہیں کہ پہلے تم اچھی طرح بیٹھو جیسا کہ تم تشہد میں بیٹھتے ہو۔ اس وقت آنکھیں سامنے اپنی گود میں رکھو اور زبان خاموش ہو لیکن دل میں حق تعالیٰ کی شان میں حاضر رہو۔ ہرگز ہرگز اس کا موقعہ نہ آنے دو کہ اللہ کے سوا کسی چیز کا بھی تمہارے دل میں گزر ہو' اپنے اعضاء و جوارح کو ساکن اور خاموش رکھو اور ہر آن اس کے حکم و فرمان کے منتظر رہو جو کچھ بھی واقعات و خطرات تمہارے دل میں پیش آئیں اس کی تقدیر پر اعتراض کرنے کا خیال بھی نہ آئے اور اس کے حکم و قضاء پر راضی رہو اور حق تعالیٰ کے کاموں کو سب کاموں پر ترجیح دو اور سب سے امیدیں قطع کر لو اور صرف اس کے فضل پر تکیہ کر لو اور اسی پر توکل کرو اور یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے مقدر میں لکھتا ہے اسی میں تمہاری بھلائی ہوتی ہے (خ)

مہندی کا خضاب: جس کے بال سفید ہوں اس کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ مہندی اور نیل کے ساتھ خضاب کرے۔ سیاہ خضاب نہ کرے کیونکہ سیاہ خضاب مکروہ ہے۔

اخلاص میں نور ہوتا ہے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں ایک مہمان پنجاب سے حاضر ہوئے ان کا حضرت والا سے بیعت کا تعلق تھا۔ بعد مصافحہ کرنے کے عرض کیا کہ کچھ پکی ہوئی مچھلی اور روغنی روٹی بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت والا نے دیکھ کر فرمایا اس قدر زائد لانے کی کیا ضرورت تھی۔ تھوڑی لے آتے۔ عرض کیا کہ حضرت یہ تو تھوڑی ہی ہے۔ بطور مزاح فرمایا کہ اب یہ اعتراض ہے کہ تھوڑی کیوں لائے۔ زائد کیوں نہیں لائے یہاں پر تو دونوں شقوں پر اعتراض ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت والا نے فرمایا کہ ایسے ہدایا میں سے ضرور کھانا چاہئے اس میں ایک نور ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت حاجی صاحب کا معمول تھا کہ ایسی چیزوں میں سے ضرور کچھ تھوڑا بہت کھا لیتے تھے۔ حضرت کا رنگ تو عجیب تھا یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ حضرت لذائذ سے بچے ہوئے ہیں۔ آپ کھاتے تھے اور بہت قلیل۔ یہ بڑی مشکل بات ہے کہ کھاتے اور کم کھاتے اس سے یہ آسان ہے کہ بالکل نہ کھاتے۔ مگر حضرت کا یہ معمول تھا کہ کیسی ہی کوئی چیز آ گئی مثلاً انگور وغیرہ۔ بس ایک دانہ اٹھا کر نوش فرما لیا اور باقی کو تقسیم کرا دیا۔ یہ بہت ہی دقیق زہد تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسی چیزوں کی نسبت یوں بھی فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز حب فی اللہ کی وجہ سے آئے اس سے ضرور کھائے۔ اس میں نور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ دوسرے بزرگ کی ملاقات کو چلے' راستہ میں خیال آیا کہ بزرگ کی خدمت میں جا رہا ہوں کچھ ہونا ضرور چاہئے' پاس کچھ نہ تھا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ درختوں کی پتلی پتلی کچھ شاخیں خشک ہو کر نیچے زمین پر خود بخود گر جاتی ہیں۔ ان بزرگ نے خیال کیا کہ یہ ہی لے چلو۔ حضرت کے ہاں ایک وقت کی روٹی ہی پک جائے گی۔ لکڑیاں جمع کیں اور سر پر رکھ کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت یہ کچھ لکڑیاں لایا ہوں۔ فرمایا بہت اچھا اب ان بزرگ کی قدر دانی دیکھئے۔ خادم کو بلایا اور فرمایا کہ یہ لکڑیاں لیکر حفاظت سے رکھو! اور جب ہم مر جائیں ان لکڑیوں سے ہمارے غسل کا پانی گرم کیا جائے اس کی وجہ سے ہمیں اپنی نجات کی امید ہے۔ ان کی برکت سے ان شاء اللہ ہماری بخشش ہو جائے گی۔ (ص)

حق تعالیٰ کی وسعت رحمت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے راہ دکھائی اور جس کی میں نے رہنمائی کی۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تا کہ میں تم کو سیدھی راہ دکھاؤں۔ تم سب کے سب فقیر اور محتاج ہو مگر وہ شخص جس کو میں غنی اور بے پروا کر دوں۔ پس تم مجھ سے سوال کرو میں تم کو رزق عطا کروں گا۔ تم سب کے سب گنہگار ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے بچالیا پس جو تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں مغفرت اور بخشش کی قدرت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور گناہ معاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتا۔

اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو یہ متقی میری سلطنت اور حکومت میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی زیادتی نہیں کر سکتے۔ یعنی خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان و جنات گنہگار اور فاسق ہو جائیں تو میری حکومت اور سلطنت میں سے یہ اجتماع ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کر سکتا یعنی یہ سب فاسق اور گنہگار خدا کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات ایک مقام پر جمع ہو کر ہر ایک اپنی اپنی آرزوئیں اور امیدیں مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک سائل کی خواہش پوری کر دوں تو میری سلطنت اور میرے خزانوں میں اتنی کمی نہ ہو گی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اٹھالے اور اس پر کچھ نمی یا تری آ جائے۔ یہ اس لئے کہ میں جود و سخا کا مالک ہوں۔ سخاوت کرنے والا ہوں۔ اپنی خدائی میں تنہا اور اکیلا ہوں۔ میری عطا اور میرا دینا صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے میری پکڑ اور میرا عذاب بھی صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے۔ جب میں کسی شی کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا صرف اسی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا تو وہ شے موجود ہو جاتی ہے۔ (احمد ترمذی ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔ (ت)

حضرت زاہر رضی اللہ عنہ کا قصہ

شمائل ترمذی میں ایک صحابی حضرت زاہر بن حرام اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت خوبصورت انداز سے نقل کیا گیا ہے۔

یہ دیہات کے رہنے والے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیہاتی تحفہ لایا کرتے تھے، سبزی ترکاری وغیرہ جو بھی دیہات میں ان کو میسر ہوتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ لایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تحفہ بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمالیا کرتے تھے اور یہ صورت وشکل کے اعتبار سے قبول صورت نہیں تھے لیکن ان کی سیرت اور کمال ایمان اعلیٰ درجہ کا تھا، جب یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دیہات واپس جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو کچھ تحفہ دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ مدینہ کے بازار میں حضرت زاہر اپنا سامان فروخت کررہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے پیچھے کی طرف سے آکر اچانک ان کی آنکھوں کو بند کرکے دبالیا، اب ان کو تو نظر نہیں آتا، اور معلوم بھی نہیں کہ کون ہے...... ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ عام لوگوں میں سے کوئی ہے...... زور زور سے شور مچا کر کہنے لگے کہ یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو، پھر کن انکھیوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پہچان لیا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو بجائے چھوڑ دو کہنے کے اپنی پیٹھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چپکا دیا کہ محبوب حقیقی کے سینے سے میرے بدن کا لگ جانا خیر وبرکت ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے اس بندے کو کون خریدے گا؟ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! اگر آپ مجھے بیچیں گے تو نہایت گھاٹا ہوگا اس لئے کہ مجھ جیسے بدصورت کو بیچنے سے کیا پیسہ مل سکے گا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ اللہ کے یہاں کم قیمت اور سستے نہیں ہیں بلکہ اللہ کے نزدیک آپ بڑے قیمتی ہیں۔ (شمائل ترمذی) (د)

بال رکھنا یا مونڈنا: سر کے تمام بال رکھنا یا تمام بال مونڈنا سنت ہے۔ اسی طرح کچھ بال رکھنا اور کچھ کترنا یا مونڈنا سخت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔

خواتین کیلئے بشارتیں

1...... ایک حاملہ عورت کی دو رکعت کی نماز بغیر حاملہ عورت کی اسی رکعتوں سے بہتر ہے۔

2...... جو عورت اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلاتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ ایک ایک بوند پر ایک ایک نیکی عطا فرماتے ہیں۔ 3...... جب شوہر پریشان حال گھر آئے اور اس کی بیوی اس کو ''مرحبا'' کہے اور تسلی دے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو 1/2 جہاد کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

4...... جو عورت اپنے بچے کے رونے سے رات بھر نہ سو سکے اللہ تعالیٰ اس کو بیس غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر دیتے ہیں۔

5...... جو شخص اپنی بیوی کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے اور بیوی شوہر کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

6...... جو عورت اپنے شوہر کو اللہ کے راستے میں بھیجے اور خود گھر میں آداب کی رعایت کرتے ہوئے رہے وہ عورت مرد سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گی اور ستر ہزار فرشتوں اور حوروں کی سردار ہو گی۔ اس عورت کو جنت میں غسل دیا جائے گا اور ''یاقوت'' کے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خاندان کا انتظار کرے گی۔

7...... جو عورت اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے سو نہ سکے اور اپنے بچے کو آرام دینے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور اس کو بارہ سال کی مقبول عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ 8...... جو عورت اپنی گائے یا بھینس کا دودھ بسم اللہ شریف پڑھ کر دوہے وہ جانور اس عورت کو دعائیں دیتا ہے۔

9...... جو عورت بسم اللہ شریف پڑھ کر آٹا گوندھے اللہ تعالیٰ اسکی روزی میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

10...... جو عورت غیر مرد کو دیکھنے جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتے ہیں جیسے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے، اسی طرح غیر مرد کو دیکھنا بھی حرام ہے۔

11...... جو عورت ذکر کرتے ہوئے جھاڑو دے، اللہ تعالیٰ اس کو خانہ کعبہ میں جھاڑو دینے جتنا ثواب عنایت کرتے ہیں۔ 12...... اگر تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو۔ (بخاری)

13...... جو عورت نماز اور روزہ کی پابندی کرے، پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے، اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ)

14...... دو افراد کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی، ایک وہ غلام جو اپنے مالک سے بھاگا ہو، دوسری وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو۔

15...... جو عورت حاملہ ہو، اس کی رات، عبادت کی رات اور دن روزہ میں شمار ہوتا ہے۔

16...... جب کسی عورت کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے لئے ستر سال کی نماز اور روزے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور بچہ پیدا ہونے میں جو تکلیف برداشت کرتی ہے ہر رگ کے درد پر ایک ایک حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

17...... اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر اندر فوت ہو جائے تو اس کو شہادت کا درجہ عطا ہوگا۔ 18...... جب بچہ رات کو روئے، ماں بددعا دیے بغیر دودھ پلائے تو اس کو ایک سال کی نماز اور روزے کا ثواب ملے گا۔

19...... جب بچے کا دودھ پینے کا وقت پورا ہو جائے تو آسمان سے ایک فرشتہ آکر اس عورت کو خوشخبری سناتا ہے کہ اے عورت اللہ نے تجھ پر جنت واجب کر دی۔

20...... جب شوہر سفر سے واپس آئے اور عورت اس کو کھانا کھلائے اور اس دوران اس نے کوئی خیانت بھی نہ کی ہو تو اس عورت کو بارہ سال کی نفلی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

21...... جب عورت اپنے شوہر کو کہے بغیر دبائے تو اس کو سات تولے سونا صدقہ کا ثواب ملتا ہے اگر شوہر کے کہنے پر دبائے تو سات تولے چاندی کا ثواب ملتا ہے۔

22...... جس عورت کا خاوند اس پر راضی ہو اور وہ مر جائے تو جنت اس پر واجب ہو گئی۔

23...... ایک نیکوکار عورت ستر مردوں سے افضل ہے۔

24...... اپنی بیوی کو ایک مسئلہ سکھانا اسی سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

25...... جنت میں لوگ اللہ کے دیدار کے لئے جائیں گے۔

26...... عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ کریں، باریک کپڑا پہننے والی عورتیں لوگوں میں خواہش رکھنے والی عورتیں یعنی تکلف اور بناؤ سنگھار سے رہنے والی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی ان کو جنت کی خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔ (مسلم) (ح)

رجب المرجب کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات وواقعات	رجب	مطابق
۱	طوفان نوح علیہ السلام کا آغاز	۱-رجب	
۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء اور معراج کا واقعہ	۲۷، ۱۰ نبوی	۸ مارچ ۶۲۰ء
۳	پنجگانہ نماز کی فرضیت، شب معراج	۲۷، ۱۰ نبوی	۸ مارچ ۶۲۰ء
۴	فرضیت زکوۃ	۱۰/۲۷ نبوی	۸ مارچ ۶۲۰ء
۵	حضرت سلمان فارسی کا قبول اسلام	۲ھ	جنوری ۶۲۴ء
۶	غزوہ تبوک	۹ھ	۶۳۰ء
۷	جزیہ لینے کا حکم	۹ھ	۶۳۰ء
۸	سریہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ	۹ھ	۶۳۰ء
۹	وفات حضرت سعد ابن عبادۃ	۱۵ھ	۶۳۶ء
۱۰	وفات اسید ابن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ	۱۵ھ	۶۴۱ء
۱۱	وفات ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۳۹ھ	نومبر ۶۵۹ء
۱۲	وفات ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۴۱ھ	اکتوبر ۶۶۱ء
۱۳	وفات حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ	۴۳ھ	۶۶۳ء
۱۴	وفات حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ	۴۵ھ	ستمبر ۶۶۵ء
۱۵	وفات حضرت معاویہ ابن خدیج رضی اللہ عنہ	۵۲ھ	جولائی ۶۷۲ء
۱۶	وفات حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ	۵۴ھ	جون ۶۷۴ء
۱۷	وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وخلافت یزید	۶۰ھ	اپریل ۶۸۰ء

۱۸	وفات حضرت عمر ابن عبدالعزیز خلافت یزید ثانی	۱۰۱ھ	جنوری ۷۲۰ء
۱۹	وفات مالک ابن دینارؒ	۱۲۴ھ	اپریل ۷۴۵ء
۲۰	وفات حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ	۱۴۸ھ	اگست ۷۶۵ء
۲۱	وفات امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ	۱۲، ۱۵۰ھ	اگست ۷۶۷ء
۲۲	خدائی کے دعویدار مقنع نے آگ میں کود کر خودکشی کرلی	۱۵۹ھ	اپریل ۷۷۶ء
۲۳	وفات حضرت حماد ابن ابی حنیفہؒ	۱۷۶ھ	اکتوبر ۷۹۲ء
۲۴	بغداد میں کاغذ سازی کے پہلے کارخانے کا قیام	۵، ۱۷۶ھ	اکتوبر ۷۹۲ء
۲۵	وفات حضرت موسیٰ کاظم	۵، ۱۸۳ھ	اگست ۷۹۹ء
۲۶	وفات حضرت امام شافعی	۳۰، ۲۰۴ھ	دسمبر ۸۱۹ء
۲۷	وفات امام مسلم قشیریؒ صاحب، مسلم شریف	۲۵، ۲۶۱ھ	اپریل ۸۷۵ء
۲۸	محمود غزنویؒ کا ملتان پر پہلا حملہ	۳۹۶ھ	مئی ۱۰۰۶ء
۲۹	وفات امام احمد ابن محمد قادوری مصنف قدوری	۴۲۸ھ	اپریل ۱۰۳۷ء
۳۰	وفات سلطان محمود غزنویؒ	۴۴۰ھ	دسمبر ۱۰۴۸ء
۳۱	وفات امام غزالی	۵۰۵ھ	جنوری ۱۱۱۲ء
۳۲	وفات حضرت خواجہ معین الدین اجمیری	۶۳۳ھ	مارچ ۱۲۳۶ء
۳۳	وفات ابن خلکان المورخ	۶۸۱ھ	اکتوبر ۱۲۸۶ء
۳۴	وفات علامہ عبداللہ نسفی حنفی صاحب تفسیر مدارک	۲۱، ۷۰۱ھ	مارچ ۱۳۰۱ء
۳۵	پانی پت کی جنگ	۷، ۹۳۲ھ	اپریل ۱۵۲۶ء
۳۶	وفات قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی	۱۲۲۵ھ	اگست ۱۸۱۰ء
۳۷	دہلی پر انگریز کا قبضہ	۱۲۷۴ھ	فروری ۱۸۵۸ء
۳۸	وفات حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۱۶، ۱۳۶۲ھ	۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء
۳۹	وفات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب	۱۲، ۱۴۰۰ھ	۲۷ مئی ۱۹۸۰ء

نیت کی برکات

اپنے بچوں سے اس نیت سے پیار کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت فرماتے تھے۔ گھر کا کام اس نیت سے کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تھے تو گھر کے کاموں میں اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ بیوی بچوں سے خوش طبعی کی باتیں اس نیت سے کی جائیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

مہمانوں کی خاطر مدارات اس غرض سے کی جائے کہ مہمان کا اکرام سنت ہے اور مومن کے حقوق میں سے ہے۔ گھر میں کوئی پودا یا درخت لگانا ہو تو اس نیت سے لگایا جائے کہ اس سے کسی انسان یا جانور کو فائدہ پہنچے گا اور دیکھنے والوں کو اس کا منظر اچھا معلوم ہوگا تو ان کو اس سے خوشی ہوگی۔ اپنی تحریر کو اس نیت سے صاف اور خوبصورت بنانے کی کوشش کی جائے کہ پڑھنے والوں کو سہولت ہوگی۔ عورت جائز زیب و زینت اس لئے کرے کہ شوہر کو خوشی حاصل ہوگی اور مرد اس نیت سے صاف ستھرا رہے کہ بیوی کو مسرت اور راحت ملے گی۔ جائز تفریحات بقدر ضرورت اس غرض سے کی جائیں کہ ان سے فرائض کی ادائیگی میں چستی اور نشاط پیدا ہوگا۔ گھڑی اس نیت سے رکھی جائے کہ اس کے ذریعے نماز کے اوقات کا علم ہوگا، اور وقت کی قدر و قیمت پہچان کر اسے اچھے کاموں میں صرف کروں گا۔

غرض یہ تو چند متفرق اور سرسری مثالیں ہیں۔

ورنہ جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں بجا طور پر فرمایا ہے کہ انسان کی زندگی کا کوئی جائز کام ایسا نہیں ہے جسے کوئی نہ کوئی اچھی نیت کر کے ثواب کا کام نہ بنایا جاسکے۔ یہاں تک کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے سے اگر اس نیت سے لذت حاصل کریں کہ ایک دوسرے کا حق ادا کر رہے ہیں اور اس سے دونوں کو عفت اور پاک دامنی حاصل ہوگی تو اس عمل پر بھی ثواب لکھا جاتا ہے۔ (الف)

سَیِّدُالۡاِسۡتِغۡفَار

استغفار ہر زبان میں ہوسکتا ہے اس کا مختصر عربی جملہ یہ ہے۔

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ

میں اللہ تعالیٰ اپنے پروردگار سے ہر گناہ کی مغفرت مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

لیکن حدیث میں استغفار کی ایک مخصوص دعا کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں اور اسے ''سیدالاستغفار'' (استغفار کا سردار) قرار دیا گیا ہے۔ وہ استغفار یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِیۡ وَاَنَا عَبۡدُکَ، وَاَنَا عَلٰی عَھۡدِکَ وَوَعۡدِکَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّمَا صَنَعۡتُ اَبُوۡءُ لَکَ بِنِعۡمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوۡءُ بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّہٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ.

یا اللہ! آپ میرے پروردگار ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے مجھے پیدا کیا۔ میں آپ کا بندہ ہوں اور میں حتی الوسع آپ سے کئے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں آپ نے جو نعمتیں مجھ کو عطا فرمائیں، میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، لہٰذا میرے گناہ معاف فرمادیجئے کیونکہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کی مغفرت نہیں کرتا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ کلمات پورے یقین کے ساتھ صبح کے وقت کہے اور شام سے پہلے اس کا انتقال ہوجائے تو وہ جنتیوں میں شمار ہوگا اور جو شخص یہ کلمات رات کے وقت پورے یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے مرجائے تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (صحیح بخاری، باب افضل الاستغفار)

خاص طور سے رات کو سونے سے پہلے چند بار حضور قلب کے ساتھ اپنے دن بھر کے اعمال کی کوتاہیوں کا اجمالی تصور کرکے ان سب سے استغفار کرلینا چاہئے۔ (الف)

نکاح کا مسنون دن: نکاح کے لئے جمعہ کا دن مسنون ہے کیونکہ یہ دن بھلائی اور برکت والا ہے۔

اللہ کے لئے محبت کرنا

کسی شخص سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر محبت رکھنا بڑا عظیم الشان عمل ہے جس پر بہت اجر و ثواب کے وعدے کئے گئے ہیں۔ "اللہ کے لئے محبت کرنے کے" معنی یہ ہیں کہ کسی سے کوئی دنیوی مفاد حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ بلکہ یا تو اس سے اس لئے محبت کی جائے کہ وہ زیادہ دیندار، متقی، پرہیزگار ہے یا اس کے پاس دین کا علم ہے۔ یا وہ دین کی خدمت میں مشغول ہے یا اس لئے محبت کی جائے کہ اس سے محبت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ مثلاً والدین۔

ایسی محبت کو احادیث میں "حب فی اللہ" (اللہ کے لئے محبت) کہا گیا ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج جب کہ میرے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہے۔ میں ایسے لوگوں کو اپنے سائے میں رکھوں گا"۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "اللہ کی عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اور لوگ ان پر رشک کریں گے"۔ (جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت رکھنا چونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر اللہ تعالیٰ سے محبت کا اجر و ثواب ملتا ہے اور اس محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ محبت کرنے والے کو اپنے محبوب لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ "تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟" عرض کیا کہ "تیاری تو کچھ نہیں۔ البتہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہو گے"۔

آغاز سفر کا دن: جمعرات اور ہفتہ کے دن سفر شروع کرنا سنت ہے۔

یتیموں اور بیواؤں کی مدد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر اشارہ فرمایا۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں کسی یتیم کی سرپرستی کی اتنی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اسکی عظمت کا تصور بھی مشکل ہے یعنی ایسا شخص جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریب ہوگا۔ اس انتہائی قرب کو ظاہر کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس قسم کا قرب ہوگا جیسا شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ایک دوسرے سے قریب ہوتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ یتیم کی سرپرستی کرنے والا خواہ اس کا کوئی رشتہ دار ہو مثلاً ماں، دادا، بھائی وغیرہ یا رشتہ دار نہ ہو۔ دونوں صورتوں میں وہ اس اجر و ثواب کا حق دار ہوگا۔ (ریاض الصالحین)

اور بیوہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بیوہ یا کسی مسکین کے لئے کوشش کرے وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل بغیر کسی وقفے کے نماز میں کھڑا ہو، اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو کبھی روزہ نہ چھوڑتا ہو۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مسلمانوں کا سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے حسن سلوک کیا جاتا ہو، اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے بدسلوکی کی جاتی ہو۔" (ابن ماجہ)

قرآن و حدیث یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے فضائل سے بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن ان چند ارشادات ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو کتنا محبوب ہے۔ لہٰذا جب کبھی کسی یتیم یا بیوہ کے ساتھ کسی بھلائی کا موقع ملے۔ اس کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے اور جس قسم کی بھلائی یا مدد کی توفیق ہو جائے اسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔ ان شاء اللہ ان فضائل میں سے حصہ ضرور ملے گا۔ (الف)

میاں بیوی کا آپس میں حسن سلوک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو کھانے کی چیز تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو اس پر بھی تمہیں ثواب ملتا ہے"۔ بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ میاں بیوی آپس میں جو جنسی عمل کرتے ہیں، اس پر بھی ثواب ہے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ اپنی نفسانی خواہش پوری کرتے ہیں، کیا اس پر بھی اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص یہ خواہش حرام طریقے پر پوری کرتا تو کیا اس کو گناہ ہوتا؟ (یقیناً ہوتا) تو جو شخص اسے حلال طریقے سے پورا کر رہا ہے اس کو اجر ملے گا۔" (صحیح مسلم)

میاں بیوی چونکہ ہر وقت ساتھ رہتے اور طویل مدت تک ایک ساتھ زندگی گزارتے ہیں اس لئے کبھی نہ کبھی ایک دوسرے سے ناگواری پیش آجانا بھی ایک فطری سی بات ہے۔ لیکن اگر اس ناگواری کو لڑائی جھگڑے اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کا ذریعہ بنالیا جائے تو دنیا کی مسرتیں بھی غارت ہو جاتی ہیں، اور میاں بیوی کے آپس میں حسن سلوک کا اجر و ثواب بھی ضائع ہو جاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع کے لئے بھی بڑا زریں دستور العمل عطا فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن باتوں سے ناگواری ہو رہی ہے صرف ان ہی کو نہ دیکھو یہ بھی سوچو کہ جس کی باتیں ناگوار ہو رہی ہیں اسی میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں۔ ان خوبیوں پر دھیان دینے سے ناگواری میں یقیناً کمی آئے گی۔

اور ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے کلی طور پر بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہو گی تو کوئی دوسری بات پسند بھی ہو گی۔

اگر میاں بیوی اس اصول پر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ زندگی گزاریں، اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کی پوری کوشش کریں تو ان کی ازدواجی زندگی مسرتوں سے مالا مال بھی ہو جائے گی اور حسن سلوک کی وجہ سے دونوں کے اجر و ثواب میں بھی زندگی بھر اضافہ ہوتا رہے گا۔ (الف)

اذان دینا

اذان شعائر اسلام میں سے ہے اور احادیث میں اذان دینے کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر لوگوں کو اذان کے اجر اور فضیلت کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم ہو جائے تو ہر شخص اذان دینے کی کوشش کرے اور خواہش مند افراد کی زیادتی کی وجہ سے قرعہ اندازی کرنی پڑ جائے۔

آج کل مسجدوں میں تو عموماً موذن مقرر ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص مسجد کے علاوہ کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں تک اذان کی آواز نہیں پہنچی تو وہاں بھی نماز سے پہلے اذان دینا مسنون ہے اور ایسے مواقع پر اذان کی یہ فضیلت ضرور حاصل کرنی چاہئے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن صعصعہؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ ”میں دیکھتا ہوں کہ تم کو بکریوں اور صحراؤں سے بہت لگاؤ ہے۔ اب جب کبھی تم اپنی بکریوں کے درمیان یا صحرا میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو بلند آواز سے اذان دیا کرو اس لئے کہ مؤذن کی آواز جہاں تک بھی پہنچتی ہے وہاں کے جنات، انسان، اور ہر چیز جو اس آواز کو سنتی ہے وہ قیامت کے دن اذان دینے والے کے حق میں گواہی دے گی۔ یہ کہہ کر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ”میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔“ (صحیح بخاری)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اذان دینے کی کتنی بڑی فضیلت ہے۔ اور موقع ملنے پر اس فضیلت کے حصول میں کبھی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ (الف)

قیام کرنا: سفر میں ٹھہرنے کی سنت یہ ہے کہ راستے کے درمیان جہاں مسافروں کے چلنے کی جگہ ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ ایک طرف ہٹ کر ٹھہرے۔

فوراً واپس لوٹ آنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس مقصد کے لئے سفر کیا تھا جب وہ حاصل ہو جائے تو واپس لوٹ آئے۔ بلا ضرورت سفر میں نہیں رہنا چاہئے۔“

اچھی طرح وضو کرنا

وضو کو اطمینان کے ساتھ سنت کے مطابق آداب کی رعایت کے ساتھ انجام دینا بھی بہت فضیلت کا عمل ہے جس پر احادیث میں بہت اجر وثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے تو اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے تک سے خارج ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم ونسائی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: "کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتے اور درجات بلند فرماتے ہیں؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نفس کے ناگوار ہونے کے باوجود وضو مکمل طریقے سے کرنا اور مسجد کی طرف کثرت سے قدم بڑھانا' اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ اعمال جہاد کی فضیلت رکھتے ہیں۔" (مسلم وترمذی)

یعنی جب سرد موسم کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے وضو کرنا دشوار معلوم ہو رہا ہو اس وقت بھی وضو کو مکمل طریقے سے ادا کرنے کا اتنا ثواب ہے جتنا جہاد میں کسی سرحد پر پہرہ دینے کا ثواب ہوتا ہے' اور وضو کو مکمل طریقے سے انجام دینے کا مطلب یہ ہے کہ تمام سنتوں اور آداب کے ساتھ وضو کیا جائے۔ لہٰذا وضو کرنے میں ان تمام آداب کا اہتمام کرنا چاہئے اور وضو کا صحیح طریقہ اچھی طرح سیکھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے کہ اس سے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ (الف)

گھر واپسی کی اطلاع دے: اگر کہیں دور سفر پر گیا تھا تو اچانک گھر نہ چلا جائے بلکہ پہلے آنے کی خبر کر دے پھر کچھ ٹھہر کر جائے۔ اگر رات کو تاخیر سے واپس آؤ تو رات ہی کو گھر نہ چلے جاؤ بلکہ کہیں (قریب) ٹھہر کر صبح کو گھر جاؤ۔ لیکن اگر گھر والوں کو آنے کی خبر ہو اور وہ لوگ انتظار میں ہوں تو رات ہی کو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ طریقے سنت کے ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا وآخرت کی بھلائیاں ملتی ہیں۔

قرض اور مقروض کو مہلت

کسی ضرورت مند شخص کو قرض دینے کا بہت ثواب ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر قرض صدقہ ہے۔" (طبرانی)

بلکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ضرورتمند کو قرض دینے کا ثواب صدقے سے بھی زیادہ ہے۔ (ترغیب، بحوالہ طبرانی و بیہقی)

غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ قرض عموماً اتنی رقم دی جاتی ہے، جس کے صدقہ کرنے کی نیت نہیں ہوتی، اور وہ ایسے شخص کو دیا جاتا ہے جو ضرورت مند ہوتا ہے لیکن لوگوں سے مانگتا نہیں۔ لہذا اس کی ضرورت پوری کرنے میں اجر و ثواب بھی زیادہ ہے۔

کسی تنگدست مقروض کو قرضے کی ادائیگی میں مہلت دینے کی قرآن و حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَاِنۡ کَانَ ذُوۡ عُسۡرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیۡسَرَۃٍ

اور اگر مقروض تنگدست ہو تو خوش حالی تک اسے مہلت دی جائے۔ (سورۃ البقرۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے یا اس کے قرض میں کمی کردے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایسے دن اپنے عرش کے سائے میں رکھیں گے، جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "پچھلی امتوں میں سے ایک شخص کی روح فرشتوں نے قبض کی، اس سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے کوئی بھلائی کا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے کارندوں کو حکم دیا ہوا تھا کہ وہ تنگدست کو مہلت دے دیا کریں اور جو شخص خوشحال ہو اس سے بھی چشم پوشی کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرشتوں سے فرمایا کہ تم بھی اس شخص سے چشم پوشی کرو۔" اور اس طرح اس کی مغفرت ہوگئی۔ (بخاری و مسلم) (الف)

نیکی کا اجر اللہ تعالیٰ سے مانگئے

ہر نیکی اللہ کی رضا کے لئے کی جائے اور اس کا اجر وثواب اللہ کے ہاں ملنے کی قوی امید رکھئے اور کسی سے بدلہ اور اجر کی امید نہ رکھیں۔ اور نہ پریشان ہوں۔ اگر آپ نے کسی سے احسان کیا اور اس نے ٹھکرا دیا تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔ تمام نیکیاں صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے کی جائیں۔ ایک شخص نے نابینا آدمی کو عمدہ قسم کا حلوہ کھلایا تو کسی نے کہا کہ آپ نابینا آدمی کو اتنی عمدہ چیز کھلا رہے ہیں جس کو نظر بھی نہیں آ رہا کہ وہ کیا کھا رہا ہے؟ تو میزبان نے جواب دیا اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ ہم اس کو کیا کھلا رہے ہیں۔ اس لئے آپ کوئی بھی نیک کام کریں تو یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا بندوں کی پرواہ نہ کریں اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر نظر رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ میں اچھی صفات رکھی ہیں۔ ان کی وجہ سے بعض لوگ آپ کے ساتھ حسد بدگمانی اور بدزبانی کریں گے۔ ایسے لوگوں کی حالت بیکار افراد کی طرح ہے جو اپنی صلاحیات کو فضول کاموں میں خرچ کرتے ہیں لہٰذا آپ خود کو قیمتی بنائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ لوگوں کی بدزبانیاں میرے بارہ میں ختم ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اپنے لئے ایسا نہیں کیا جبکہ یہ میرے بندے ہیں اور میں نے انہیں پیدا کیا، رزق دیا اور یہ میرے ساتھ بھی بدزبانی کرتے ہیں۔

لہٰذا آپ لوگوں کی زبان نہیں پکڑ سکتے لیکن اچھے کام کر سکتے ہیں اور لوگوں کی بدزبانی سے بچ سکتے ہیں۔ کوئی آپ سے بداخلاقی کرے تو آپ خاموشی اختیار کریں کہ دشمن کو پریشان کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور عفو ودرگزر کرنا چاہیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہی صفت تھی۔ ہر پریشانی کے بعد کشادگی آتی ہے۔ ہر مصیبت کے بعد راحت ملتی ہے۔ سفر کے بعد حضر نصیب ہوتا ہے۔ آندھی کے بعد بادل چھٹ جاتے ہیں اور فقیر امیر ہو جاتا ہے۔ حالات یکساں نہیں رہتے اور پریشانی ختم ہونے کے بعد اس کے آثار بھی باقی نہیں رہتے۔ اس لئے حالات کا جواں مردی سے مقابلہ کیا جائے اور لوگوں کی بدزبانی کو اپنی ترقی میں رکاوٹ نہ بننے دیا جائے۔ (میم)

سورۂ کہف کی فضیلت واہمیت

ہر جمعہ کو رات میں یا دن میں سورۂ کہف ضرور پڑھا کریں اس لئے کہ:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے اس کیلئے اس جمعہ سے آنیوالے جمعہ کے درمیان (پورے ہفتہ میں) ایک نور روشن رہے گا۔'' (مشکوٰۃ جلد ا، صفحہ ۱۸۹)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے، اس کے لئے اس کی جگہ اور بیت العتیق (خانہ کعبہ) کے درمیان ایک نور روشنی بخشتا رہتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورۂ کہف جس طرح اتری ہے اسی طرح (صحیح طریق) پر پڑھ لی تو اس کی جگہ اور مکہ کے درمیان وہ ایک (ضیاپاش) نور بنی رہتی ہے اور جو شخص اس کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے گا اگر دجال (اس کی زندگی میں) نمودار ہو گیا تو وہ اس شخص پر مسلط نہ ہو سکے گا۔'' (یعنی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا) (سنن الکبریٰ للبیہقی)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اوّل تین آیتیں پڑھتا رہے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔'' (مسلم)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہئے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔'' اس لئے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو اس کے فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔'' (ابوداؤد)

اسی طرح اپنے بچوں اور بچیوں کو کم از کم سورۂ کہف زبانی یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز جو شخص سورۃ کہف پڑھے گا اس کا دل دوسرے جمعہ تک ان شاء اللہ نور سے منور رہے گا، اور فتنۂ دجال سے بھی محفوظ رہے گا۔ (انمول موتی) (و)

گھر سے پہلے مسجد: سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھنا سنت ہے۔ سفر میں کتا اور کھونگرو ساتھ نہ رکھنا بھی سنت ہے ورنہ شیطان پیچھے لگ جاتا ہے اور سفر بے برکت ہو جاتا ہے۔

پانچ خدائی عطیات

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے غلطی اور بھول کا حکم اٹھادیا ہے۔اور اسی طرح وہ چیزیں بھی جن پر تم کو مجبور کیا جائے اور جو تمہاری طاقت میں نہ ہو نیز بوقت ضرورت بعض چیزیں تمہارے لئے حلال کردی ہیں جو عموماً حرام ہیں۔اور پانچ چیزیں تم کو عطا فرمائیں۔

۱۔اس نے دنیا تمہیں محض اپنے فضل سے عطا فرمائی اور تم سے اس کا مطالبہ بطور قرض کے کیا ہے سو تم اس میں سے جو کچھ اپنی دلی خوشی سے دوگے تو وہ تمہارے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ بے حساب حد تک بڑھادیا جائے گا۔

۲۔دوسری چیز یہ کہ اس نے بعض چیزیں تمہاری طبیعت کے خلاف تم سے لے لیں۔اور تم نے اس پر صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے صلاۃ و رحمت مقرر فرمائی۔ارشاد پاک ہے۔اُولٰئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ ۔

۳۔تیسری چیز یہ ہے کہ نعمت پر شکر کروگے تو اس نعمت میں زیادتی اور اضافہ کا وعدہ فرمایا کہ شکر کروگے تو میں بالضرور تمہیں زیادتی عطا کروں گا۔

۴۔چوتھی یہ کہ تم میں سے کوئی شخص اتنی برائی کرے کہ حد کفر کو پہنچ جائے مگر پھر توبہ کر لے تو وہ توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ارشاد باری ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے۔

۵۔اور پانچویں چیز یہ ہے کہ اگر جبرائیلؑ و میکائیلؑ کو وہ عطا ہوتی تو ان کیلئے بھی بہت ہی گرانقدر ہوتی۔وہ یہ ہے۔ارشاد فرمایا۔

اُدۡعُوۡنِیۡٓ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا)

صلہ رحمی کی حقیقت

صلہ رحمی وہ ہے جو اس بات کو دیکھے بغیر کی جائے کہ دوسرے نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر قربان جایئے بخاری شریف میں ہے آپ نے فرمایا کہ

لیس الواصل بالمکافی لکن الواصل من اذا قطعت رحمہ وصلھا

یعنی وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو مکافات کرے اور بدلہ دے اور ہر وقت اس ناپ تول میں لگا رہے کہ اس نے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا اور میں اس کیساتھ کیسا سلوک کروں۔ بلکہ صلہ رحمی کرنے والا درحقیقت وہ شخص ہے کہ دوسرے شخص کے قطع رحمی کرنے کے باوجود یہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کر رہا ہے یا مثلاً دوسرا شخص تو اس کے لئے کبھی کوئی تحفہ نہیں لایا لیکن یہ اس کے لئے تحفہ لے کر جا رہا ہے اور اس نیت سے لے جا رہا ہے کہ ہدیہ دینے کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ لہٰذا اب دوسرا شخص ہدیہ دے یا نہ دے میں تو ہدیہ دوں گا۔ اس لئے کہ میں "بدلہ" کا قائل نہیں ہوں۔ میں اس کو درست نہیں سمجھتا۔ حقیقت میں ایسا شخص صلہ رحمی کرنے والا ہے لہٰذا ہر معاملے میں ترازو لے کر مت بیٹھ جایا کرو کہ اس نے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا جیسا اس نے کیا تھا میں بھی ویسا ہی کروں گا یہ غلط ہے بلکہ صلہ رحمی کو عبادت سمجھ کر انجام دینا چاہئے۔ جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو کیا اس وقت آپ کو یہ خیال آتا ہے کہ میرا دوست نماز نہیں پڑھتا اس لئے میں بھی نہیں پڑھتا۔ یا میرا دوست جیسی نماز پڑھتا ہے میں بھی ویسی ہی پڑھوں' نماز کے وقت یہ خیال نہیں آتا اس لئے کہ اس کی نماز اس کے ساتھ تمہاری نماز تمہارے ساتھ اس کا عمل اس کیساتھ تمہارا عمل تمہارے ساتھ۔ بالکل اسی طرح صلہ رحمی بھی ایک عبادت ہے اگر وہ صلہ رحمی کی عبادت انجام نہیں دے رہا تو تم تو اس عبادت کو انجام دو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرو۔ اسی طرح اگر وہ تمہاری عیادت کے لئے نہیں آ رہا ہے تو تم تو اس کی عیادت کیلئے جاؤ اس لئے کہ عیادت کرنا بھی ایک عبادت ہے۔ (ش)

راستہ کے حقوق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم راستے میں بیٹھنے سے پرہیز کرو تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! راستوں میں بیٹھنے سے بچنا تو ہمارے لئے مشکل ہے۔ کیونکہ جب ہم راستوں سے گزرتے ہیں تو ہماری ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے۔ اور ملاقات ہونے کی وجہ سے ہمیں ضروری باتیں اور مشورہ کرنا ہوتا ہے۔ کچھ باتیں کہنی ہوتی ہیں اور کچھ باتیں بتانی ہوتی ہیں اور اس قسم کی باتیں ہم وہاں کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر نہ کریں تو ہمارے لئے یہ مشکل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھا اگر تمہیں راستے میں مجبوراً بیٹھنا پڑتا ہے تو پھر تم راستوں کا حق ادا کرو یعنی راستے میں بیٹھنے یا کھڑے ہونے کا جو حق ہے وہ ادا کرو تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! راستوں کا کیا حق ہے۔ تاکہ ہم راستے کے حقوق ادا کرتے ہوئے راستے میں بیٹھیں یا کھڑے ہوکر بات کریں تو ہماری بات چیت بھی ہوجائے اور ساتھ ساتھ جو حق ہے وہ بھی ادا ہوجائے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

1۔ راستے کا ایک حق ہے نظر نیچی رکھنا۔ 2۔ تکلیف دہ چیز سے بچانا۔

3۔ گزرنے والوں کے سلام کا جواب دینا۔

4۔ اچھی بات کا حکم دینا۔

5۔ بُری بات سے روکنا۔

مزید حقوق دوسری حدیثوں میں بیان کئے گئے ہیں۔

6۔ جو راستہ یا جگہ بھول گیا ہو اس کی رہنمائی کرنا۔

7۔ کوئی شخص مظلوم ہو...... حیران اور پریشان ہو اور مدد کا خواہشمند ہو...... اس کی مدد کرنا۔

8۔ جو شخص اپنے سر پر وزن لادے ہوئے ہو اپنے سر پر وزن رکھنا چاہتا ہو...... یا وزن اتارنا چاہتا ہو...... اس کی مدد کرنا۔ (ح)

ہمارا طرز زندگی اور بیماریاں

گذشتہ زمانہ میں لوگ قدرتی طرز زندگی اختیار کرتے تھے، صبح سویرے اٹھتے تھے، نماز، تلاوت سے فارغ ہو کر اپنا کام شروع کر دیتے تھے، مرد حضرات کھیتوں میں کام کرتے تھے، یا جانوروں کے چارے کا بندوبست کرتے تھے۔ خواتین بھی لسی نکالنے یا چکی پر اجناس پیسنے میں مشغول ہو جاتی تھیں زیادہ پیدل چلنا ان لوگوں کی زندگی کا حصہ ہوتا تھا، بہت دور جانا ہوتا تو سائیکل کا استعمال ہوتا تھا، الغرض سستی و کاہلی کا نام و نشان نہ ہوتا تھا بلکہ مشقت اور محنت جسموں میں رچی ہوتی، نتیجہ بیماریاں انسانوں سے دور رہتی تھیں۔

اگر کسی نے آدھا کلومیٹر دور کسی کام سے جانا ہو تو پیدل یا سائیکل پر جانے کا رواج ہی نہیں، موٹر سائیکل یا کار کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے۔ دودھ اور لسی کی جگہ چائے اور مصنوعی مشروبات نے لے لی ہے۔ سادہ غذا کی جگہ مرغن غذاؤں اور فاسٹ فوڈ نے لے لی ہے۔ بڑھتی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دیسی مرغی اور انڈوں کی بجائے برائلر کی نسل ایجاد کی گئی یعنی قدرتی چیز کو مصنوعی طریقے سے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ نتیجہ برڈ فلو جیسی مہلک بیماری کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ گھر میں کھانا پکانے کی بجائے باہر ہوٹلوں اور ریستورانوں میں کھانا کھانے کو فیشن سمجھا جانے لگا ہے، اس چیز سے قطع نظر کہ وہاں کس قسم کے مضر مصالحہ جات استعمال کئے جاتے ہیں۔ قدرتی طرز زندگی سے روگردانی کرنے سے ہماری صحت پر جو خوفناک اثرات ظاہر ہوئے ہیں وہ ہماری نسل کی بقاء کے لئے ایک خطرہ ہیں۔ تو آپ نے دیکھ لیا کہ ہم نے بیماریوں کو خود دعوت دے رکھی ہے اور اگر ہمیں صحت مند رہنا ہے تو آج کل کے مصنوعی طرز حیات کو چھوڑ کر صحت مند اور قدرتی طرز زندگی کو اپنانا ہوگا۔ (ح)

بالوں میں تیل لگانا: جس شخص کے سر پر بال ہوں اس کو چاہئے کہ کبھی کبھی ان کو دھویا کرے اور کنگھا کیا کرے۔ سر اور ڈاڑھی کو تیل لگانا بھی سنت ہے کہ پہلے بھوؤں کو اور پھر ڈاڑھی کو لگائے (از خصائل نبوی)

بہتر یہ ہے کہ سر اور ڈاڑھی میں روزانہ کنگھا نہ کرے بلکہ ایک دن آڑ یعنی درمیان میں ایک دن چھوڑے۔

اتباع سنت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے دو نتائج اور فوائد ظاہر ہوں گے....

ا۔ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہ (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا)....یہ ایک عجیب بات ہے.... عام قاعدہ یہ ہے کہ آپ کسی سے محبت کریں تو آپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرے.... چنانچہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے سعادت کی اور کیا بات ہوگی کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بنا دیا کہ تم اس سے جتنی محبت کرنا چاہو.... کرو لیکن تمہاری محبت اس وقت معتبر ہوگی جب تم میرے رسول کی پیروی کرو گے.... جب تم میرے رسول کا اتباع کرلو گے تو میں محبت کا جواب محبت سے دوں گا اور اگر میرے رسول کی پیروی نہ کی تو میری طرف سے محبت کا جواب محبت سے نہیں ملے گا....

۲۔ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ (اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا) معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے.... اسی طرح اگر اس سے گناہ ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتے ہیں....

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو سنت کے سانچے میں مکمل طور پر ڈھال دیا تھا.... لباس و پوشاک میں.... گفتگو میں.... کھانے پینے میں.... اٹھنے بیٹھنے میں.... چلنے پھرنے میں.... نماز میں.... عبادات میں.... معاملات میں.... تجارت میں.... محنت و مزدوری میں غرضیکہ ہر چیز میں وہ دیکھتے تھے کہ ہمارے رسول کا اس میں کیا طریقہ تھا؟ (ع)

مصیبت زدہ کی مدد کرنا: جو مصیبت زدہ کی مدد کرے گا اللہ اس کے لئے ۷۳ مغفرتیں لکھے گا ایک مغفرت سے اس کے دنیا کے کاموں کو درست کرے گا اور ۷۲ سے آخرت کے درجات بلند کرے گا۔

صدقہ جاریہ چھوڑنا: حضور نے ارشاد فرمایا نیک اولاد چھوڑنا، مسجد بنانا یا مدرسہ بنانا، مسافر خانہ قرآن مجید ورثہ میں چھوڑنا نہر جاری کرنا اور صحت کے زمانہ میں مال خیرات کرنا یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا مرنے کے بعد ثواب مرنے والے کو ملتا رہتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات

بعد فجر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر ہی جانماز پر آلتی پالتی مار کر (چار زانو) بیٹھ جاتے..... صحابہ رضی اللہ عنہم پروانہ وار پاس آ کر جمع ہو جاتے.....

یہی دربار نبوت تھا.... یہی حلقہ توجہ تھا.... یہی درسگاہ ہوتی تھی.... یہی محفل احباب بنتی تھی.... یہیں آپ نزول شدہ وحی سے صحابہ کو مطلع فرماتے.... یہیں آپ فیوض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے.... یہیں آپ دین کے مسائل.... معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے لوگوں کے آپس کے معاملات ومقدمات فیصل فرماتے....

بعد ظہر

نماز ظہر باجماعت پڑھ کر اکثر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے.....دکانداروں کا معائنہ واحتساب فرماتے.....ان کا مال ملاحظہ فرماتے ان کے مال کی اچھائی بُرائی جانچتے ان کے ناپنے تولنے کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے.... بستی اور بازار میں حاجت مند ہوتا تو اس کی حاجت پوری کرتے.....

بعد عصر

نماز عصر باجماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے.... حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقرر وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ وقت کے بہت قدرشناس اور پابند ہیں....

بعد مغرب

نماز مغرب باجماعت پڑھ کر اور نوافل (اشراق چاشت اور اوابین کی نماز کبھی آپ ادا فرماتے اور کبھی چھوڑ دیتے تا کہ امت پر فرض، واجب یا سنت مؤکدہ نہ ہو جائیں)

اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپ شب گزارنے کے لئے وہیں ٹھہر جاتے....اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آ کر جمع ہو جاتیں....

مدینہ کی اور عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں....اس لئے کہ اس وقت آپ عورتوں کو دینی مسائل تعلیم فرماتے گویا مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا....جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین.... حسن معاشرت، حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتیں....اللہ کے رسول عورتوں کو (جن کی گودیں بچوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہیں) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے....یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں....آپ ان کا فیصلہ فرماتے....وہ اپنی پریشانیاں، شکائتیں، مجبوریاں بیان کرتیں....آپ ان کو حل فرماتے، اگر کوئی بیعت ہونا چاہتیں تو یہیں آپ ان کو بیعت فرماتے....(ع)

سلام کرنے کے آداب: ا۔ جب بھی کسی مسلمان بھائی سے (خواہ پہلے تعارف ہو یا نہ ہو) ملاقات ہو تو مسرت کا اظہار کرنے کیلئے اس کو السلام علیکم کہا جائے۔

۲۔ السلام علیکم کے الفاظ ہی کے ساتھ سلام کریں اس کے علاوہ دوسرے الفاظ کے ساتھ سلام نہیں ہوتا۔ ۳۔ ساری جماعت میں سے ایک آدمی سلام کر لے تو وہ ساری جماعت کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے اسی طرح جماعت میں سے ایک آدمی نے جواب دے دیا تو کافی ہو جاتا ہے۔

۴۔ گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت بھی سلام کرنا چاہیے۔

۵۔ مجلس میں آنے والا جانے والا سلام کرے گا۔

۶۔ سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے۔

۷۔ جب کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہنا چاہئے۔

۹۔ جب کوئی غائبانہ سلام بھیجے تو اس کے جواب میں یوں کہا جائے: عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ

۱۰۔ سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دینا چاہئے۔

عشاء کے بعد معمولات نبوی

نمازعشاء با جماعت پڑھ کر آپ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے.... عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ پسند نہ فرماتے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے.... اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے.... قبلہ کی طرف سرہانا کرتے.... جا نماز اور مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے.... سوتے وقت سورۂ جمعہ بعض روایات میں سورۃ حشر سورۃ بنی اسرائیل اور سبح اسم ربک الاعلیٰ کا پڑھنا بھی آیا ہے) تغابن، صف کی تلاوت فرماتے.... سوتے وقت فرماتے.... ''خدایا تیرا نام لے کر مرتا اور زندہ ہوتا ہوں....'' کبھی آدھی رات کبھی دو تہائی رات کے بعد اُٹھتے اور فرماتے.... ''اس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے کے بعد زندہ کیا اور حشر بھی اسی کی طرف ہوگا....'' (سیرۃ النبی دوم)

پھر مسواک سے دانت صاف کرتے.... وضو کرتے پھر تہجد کی نفلیں کبھی دو کبھی چار کبھی چھ کبھی آٹھ کبھی دس رکعات پڑھتے.... اس کے بعد تین رکعات وتر پڑھ کر پھر دو رکعتیں نفل کھڑے ہو کر پڑھتے (آخر عمر میں البتہ بیٹھ کر پڑھی مگر آپ کو ثواب پورا ہی ملتا تھا، دعا زیادہ مانگتے.... کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دعا مانگتے پھر آرام فرماتے.... جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے.... حجرہ شریفہ ہی میں دو رکعت سنت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ ذرا لیٹ رہتے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور باجماعت نماز فجر ادا فرماتے....

یہ تھے آپ کے روزانہ کے معمولات.... اول تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں.... ہر تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے کہ اتنا وقت گزر گیا.... اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کر لو.... اس پابندی وقت کے علاوہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کے لئے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے اسی وجہ سے آپ بہت کام کر لیتے تھے کبھی آپ نے وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں فرمائی.... (ع)

شعبان المعظم کے متعلق معمولات نبوی

(فضائل) ا.... اس مہینہ کو رسول مقبول نے اپنا مہینہ فرمایا.... تا کہ آپ سے محبت رکھنے والے مسلمان آپ کا خیال کر کے اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کریں اور معصیت سے بچنے کا زیادہ اہتمام کریں....

۲.... اس ماہ کی پندرھویں شب کو وہ رات ہے جسے قرآن میں "لیلۃ مبارکہ" اور حدیث میں "لیلۃ البراءۃ" کہا گیا ہے اسی کو ہم شب رات کہتے ہیں.... اس شب کے متعلق آپ نے فرمایا کہ....

ا۔ "لیلۃ البراءۃ" شب قدر (رمضان والی) کے بعد تمام راتوں سے افضل ہے....

۲۔ (مثل شب قدر کے) اس شب میں بھی غروب آفتاب کے بعد ہی سے صبح صادق تک اللہ تعالیٰ اپنا دربار عام بندوں سے قریب یعنی پہلے آسمان پر منعقد کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ کوئی گناہ بخشوانا چاہے تو میں بخش دوں کوئی روزی مانگے تو میں روزی دوں کوئی مصیبت سے نجات مانگے تو میں اسے نجات دوں....

چنانچہ ان تین آدمیوں کے سوا یعنی اول ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا دوسرے مسلمانوں سے کینہ و بغض رکھنے والا تیسرے کسی شرعی وجہ کے بغیر خاندان سے قطع تعلق کرنے والا) سب کی جائز دعا قبول ہوتی ہے....

۳۔ اس شب میں آئندہ سال پیدا ہونے والے.... مرنے والے لوگوں کے نام لوحِ محفوظ سے نقل کر کے کارکن فرشتوں کو دیدیئے جاتے ہیں.... اسی طرح ہر شخص کی یکسالہ روزی.... عمر، علم، عمل، اولاد وغیرہ کی بھی تقسیم ہوتی ہے اور کارکن فرشتوں کے سپرد کر دی جاتی ہے....

۴۔ اس شب میں تمام انسانوں کے گزشتہ سال کے اعمال خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں....

(اعمال) اس ماہ میں کوئی حکم خداوندی نہیں ہے البتہ عمل رسول یہ ہیں....

ا۔ شعبان کے چاند کی فکر اور اس کی تاریخ وحساب کا اہتمام رکھنا تا کہ رمضان شریف کے چاند کا حساب ٹھیک معلوم ہو سکے....

۲۔ چودہ تاریخ سے پہلے پہلے کثرت سے نفلی روزہ رکھنا.... کیونکہ پندرہ کے بعد نفلی روزہ رکھنے سے آپ نے منع فرمایا ہے کہ کہیں ان نفلی روزوں کی تھکاوٹ سے رمضان کے فرض روزوں میں سستی نہ ہو....

۳۔ پندرہویں شب کو رات بھر جاگنا (اور اگر رات بھر جاگنا ممکن نہ ہو تو عشاء اور فجر کی نمازیں حسب معمول جماعت سے پڑھنا) نفلیں پڑھنا اپنے لئے اور اپنے مُردہ اعزاء بلکہ تمام زندہ مُردہ مسلمانوں کے لئے خدا سے دعاء مغفرت کرنا.... قبرستان میں تنہا یا ایک دو آدمیوں کے ساتھ جانا اور تمام کے لئے دعا کرنا....

۴۔ اگلے دن یعنی پندرہویں کو صرف ایک دن روزہ رکھنا....

انتباہ.... ا۔ چودھویں تاریخ پندرھویں شب میں پٹاخے چھڑانا.... حلوہ پکانا سبائیوں کا طریقہ ہے کیونکہ ان کے ''امام غائب'' جب بھی ظاہر ہوں گے اسی تاریخ میں ظاہر ہوں گے وہ انہیں کے استقبال میں یہ سب کرتے ہیں مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے....

۲۔ اس روزہ میں عرفہ کے نام سے دوسرا روزہ جوڑنا غلط ہے....

۳۔ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے کوئی واجب روزہ بھی نہ رکھنا چاہئے....

۴۔ شعبان کا آخری دن اگر دوشنبہ یا پنجشنبہ ہو اور کسی کی ہمیشہ سے یہ عادت ہو کہ اس دن روزہ رکھے تو وہ البتہ اپنے معمول کے مطابق نفلی روزہ رکھ سکتا ہے....

۵۔ جس دن یہ شک ہو کہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی آخری اس دن مفتی اور خواص علماء تو صرف نفل کی نیت سے روزہ رکھ لیں.... رمضان کی پہلی ثابت ہو جانے پر وہ روزہ خود ہی رمضان کا شمار ہو جائے گا.... مگر عوام کا روزہ افطار کرا دیں، فرض روزہ اور نفل روزہ کا تذبذب نہ ہو.... بلکہ صرف نفلی روزہ کی پختہ نیت ہو.... (ع)

بوقت شام بچوں کی باہر جانے کی ممانعت

جب شام ہو جائے تو بچوں کو باہر نہ نکلنے دو۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اس وقت شیطان کا لشکر زمین پر پھیلتا ہے۔

قریب المرگ کے متعلق ہدایات

حضور نے فرمایا... مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو.... (جمع الفوائد)

نیز فرمایا... مرنے والوں کے سامنے سورۂ یاسین پڑھا کرو.... (جمع الفوائد)

نیز فرمایا نیک مسلمان مرتا ہے تو اس کے ماتھے پر پسینہ ہوتا ہے.... (جمع الفوئد)

فرمایا... جس کی آخری گفتگو لا الہ الا اللہ ہوگی تو اسے جنت ملے گی.... حدیث میں ہے جب آنکھیں اوپر کو اٹھ جائیں.... سانس اُکھڑ کر جلدی جلدی چلنے لگے.... اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں اینٹھنے لگیں تو وہ وقت موت کا ہے.... (جمع الفوائد)

ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک مردہ کی روح جب نکلنے لگتی ہے اس وقت پہلے تو کچھ خوش رُو فرشتے، جنت کا کفن، خوشبو لے کر آتے اور مریض سے حد نظر کے فاصلہ پر بیٹھتے ہیں کہ اتنے میں ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اور اس کے سرہانے نرمی اور دل جوئی سے روح کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں روح خوشی سے فوراً نکل کر ان کے ہاتھ میں آتی ہے.... اب وہ دور والے فرشتے لپک کر ان سے وہ روح لیتے اور عمدہ خوشبودار کفن میں رکھ کر آسمان میں لے جاتے ہیں.... ہر جگہ کے فرشتے کہتے ہیں.... ''آہاہا کیسی اچھی روح ہے یہ کون ہے؟'' وہ کہتے ہیں ''یہ فلاں بن فلاں ہے''.... اور اس کی تعریف کرتے ہیں.... پھر ہر جگہ کے فرشتے ساتھ ہوتے ہوئے اسے ساتویں آسمان پر خدا کے حضور لے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.... ''میرے اس بندہ کو علیین میں رکھو اور اسے پھر زمین میں لے جاؤ....'' تو وہ روح کو (عالم قبر میں جسم برزخی میں داخل کرنے کیلئے) واپس لاتے ہیں.... لیکن بُرے آدمی کے لئے سیاہ فام فرشتے کمبل لے کر آتے ہیں، روح مشکل سے نکلتی ہے.... اس میں بدبو بہت ہوتی ہے.... ہر جگہ کے فرشتے اسے بُرا کہتے ہیں.... آسمانوں کا دروازہ اس کے لئے نہیں کھولا جاتا.... اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کو سجین میں رکھو اور وہ پھینک دی جاتی ہے تو (عالم قبر میں جسم برزخی سے ملنے کے لئے) وہ واپس لائی جاتی ہے.... (جمع الفوائد) (ع)

لعنت سے بچیے

زبان کو لعنت کرنے سے محفوظ رکھو۔ اللہ کی مخلوق میں انسانوں' جانوروں اور کھانوں میں سے کسی پر بھی لعنت مت بھیجو اور کسی پر یہ حکم مت لگاؤ کہ وہ منافق ہے اور ملعون ہے کیونکہ بندوں کے بھید اللہ ہی جانتا ہے کہ کون منافق ہے اور کون ملعون ہے۔

یاد رکھئے! جس طرح کسی پر لعنت نہ کرنا چاہئے ایسا ہی اس کی مذمت بھی نہ کرنا چاہئے کیونکہ مخلوق کو عیب لگانا خالق کے حق میں بے حرمتی اور عیب گوئی کے مترادف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کھانے کو برا نہیں کہتے تھے لیکن اگر جی چاہتا اور وہ کھانا پسند آتا کھا لیتے ورنہ ہاتھ روک لیتے۔

اسی طرح کسی شخص کے حق میں بددعا مت کرو اگر چہ وہ تم پر ظلم کرتا ہو اور اس کے معاملہ کو اللہ پر چھوڑ دو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مظلوم ظالم کے حق میں اس وقت تک بددعا کرتا رہتا ہے جب تک اس کے ظلم کا بدلہ نہ لیا جائے اور ظالم کی زیادتی اس پر باقی رہتی ہے اور قیامت میں ظالم' مظلوم سے اس کی بددعا کا بدلہ طلب کرے گا اور مظلوم کی پکڑ ہوگی۔

ایک شخص نے حجاج ابن یوسف ثقفی (جس نے کہا جاتا ہے کہ ہزاروں صلحاء اور تابعین کو قتل کیا) کے بارے میں زبان درازی کی۔ اس وقت کے بزرگوں میں سے کسی نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جنہوں نے حجاج ابن یوسف کے بارے میں زبان درازی کی اسی طرح بدلہ لے گا جس طرح حجاج ابن یوسف نے جن پر ظلم کیا ان کا حجاج ابن یوسف سے بدلہ لیا جائے گا اور سب کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ (خ)

دروازہ بند کرو

جب رات کو عشاء کی نماز کے بعد گھر میں آؤ تو گھر کا دروازہ زنجیر' کواڑ یا پٹی سے بند کر لو۔ (یعنی تالا یا کنڈی لگا دو)

طالب علم کے آداب

متعلم یعنی طالب علم کا ادب استاد کے ساتھ یہ ہے کہ وہ پہلے سلام کرے اور استاد کے سامنے بات چیت کم کرے جب تک پہلے اجازت حاصل نہ کرلے خود بات نہ کرے اور نہ کوئی مسئلہ پوچھے' جب وہ جواب دے تو اس پر اعتراض نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ فلاں شخص نے اس کے خلاف کہا ہے اور یہ بھی نہ کہے کہ اس کے خلاف مسئلہ زیادہ صحیح اور درست ہے اور اس کے سامنے کسی کے ساتھ راز دارنہ گفتگو نہ کرے۔ اپنی آنکھیں اپنے سامنے رکھے اگر وہ کوئی بات کہے تو صرف اس کی جانب نظر رکھے اور کسی طرف نہ دیکھے استاد کے سامنے ادب واحترام کے ساتھ بیٹھے جیسے کہ نماز میں بیٹھتے ہیں۔

جب استاد کو کوئی رنج وملال ہو تو سوال کرنا اور پڑھنا ملتوی کردو۔ راستے میں سوال مت کرو۔ اگر استاد میں کوئی ایسی چیز دیکھو جو اسے زیبا نہ ہو تو تم اس کے بارے میں کوئی غلط خیال قائم نہ کرو اور یہی سمجھو کہ وہ تم سے بہتر جانتا ہے۔ اس کیلئے اس کے پاس کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی جس کا شاگردوں کو علم نہیں۔ قصہ خضر وموسیٰ علیہما السلام کو یاد کرو کہ کشتی میں سوراخ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منکر معلوم ہوا لیکن جہاں تک حضرت خضر علیہ السلام کے علم کا تعلق ہے وہ منکر نہ تھا۔ اس لئے جو کچھ بزرگوں میں دیکھو انکے بارے میں ایسا ہی خیال کرنا چاہئے۔ (خ)

عشاء کے بعد گفتگو

عشاء کے بعد طرح طرح کے قصے کہانیاں مت کہو ایسا نہ ہو کہ صبح کی نماز قضاء ہو جائے' بلکہ عشاء کے بعد جلدی سو جانا چاہئے۔ ہاں اگر نصیحت کی باتیں کی جائیں یا انبیاء اور اولیاء کا ذکر کیا جائے (یعنی ان کے دین پر چلنے کے حالات سنائے جائیں جس سے دین پر چلنے کا شوق پیدا ہو) تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کام کرنے والا (کاریگر) اپنا کام کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

اخلاص کی دور اندیشی

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے۔ وہیں ان کی وفات بھی ہوئی۔ انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبی خاندان کو بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں۔ مکہ میں چاہے سارے خاندان (خدانخواستہ) اجڑ جائیں مگر شیبی کا خاندان قیامت تک کے لئے باقی رہے گا۔ یہ ان کا ایمان تھا...... مولانا کو عجیب ترکیب سوجھی۔

واقعی ان بزرگوں کو داد دینی چاہئے کہاں ذہن پہنچا۔

مولانا نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار۔ یہ دونوں لیں اور امام مہدی کے نام ایک خط لکھا کہ:

"فقیر رفیع الدین دیو بندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں۔ مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کی ذات کے لئے ہدیہ ہے اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجئے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے اجر مل جائے جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا"

یہ خط لکھ کر تلوار اور حمائل شیبی کے سپرد کی جوان کے زمانہ میں شیبی تھا اور کہا کہ مہدی کے ظہور تک یہ امانت ہے تم جب انتقال کرو تو جو تمہارا قائم مقام ہو اسے وصیت کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ جب اس کا انتقال ہو تو وہ اپنی اولاد کو وصیت کرے کہ "رفیع الدین" کی یہ تلوار اور حمائل شریف خاندان میں چلتی رہے یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہو جائے تو جو اس زمانے میں شیبی ہو وہ میری طرف سے امام مہدی کو یہ دونوں ہدیئے پیش کر دے۔ (ص)

چراغ و چولہے گل کر دو

جب رات کو سونے لگو تو چراغ گل کر دو۔ جلتا نہ رہنے دو کیونکہ اس سے آگ لگ جانے کا خطرہ ہے۔ اس سے سنت کا بھی ثواب ملے گا اور حفاظت بھی ہو گی۔ اسی طرح اگر چولہے میں آگ ہو تو اس کو مٹی یا راکھ ڈال کر بجھا دو کھلی نہ چھوڑو۔ سردی کے موسم میں ہیٹر بند کر کے سونا چاہئے۔

امیر غریب ہر مسلمان کیلئے صدقہ لازم ہے

حضرت اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دست وبازو سے محنت کرے اور کمائے۔ پھر اس سے خود بھی فائدہ اُٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ نہ کر سکتا ہو تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی پریشان حال محتاج کا کوئی کام کر کے اس کی مدد ہی کر دے۔ (یہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہے) عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنی زبان ہی سے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کے لیے کہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: (کم از کم) شر سے اپنے کو روکے (یعنی اس کا اہتمام کرے کہ اس سے کسی کو تکلیف اور ایذاء نہ پہنچے) یہ بھی اس کے لیے ایک طرح کا صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری)

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں پر دولت اور سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی ان کو بھی صدقہ کرنا چاہیے۔ اگر روپیہ پیسہ سے ہاتھ بالکل خالی ہو تو محنت مزدوری کر کے اور اپنا پیٹ کاٹ کر صدقہ کی سعادت حاصل کرنی چاہیے۔ اگر اپنے خاص حالات کی وجہ سے کوئی اس سے بھی مجبور ہو تو کسی پریشان حال کی خدمت ہی کر دے اور ہاتھ پاؤں سے کسی کا کام نہ کر سکے تو زبان ہی سے خدمت کرے۔

حدیث کی روح اور اس کا خاص پیغام یہی ہے کہ ہر مسلمان خواہ امیر ہو یا غریب' طاقتور اور توانا ہو یا ضعیف' اس کے لیے لازم ہے کہ دامے' درمے' قدمے' سخنے جس طرح اور جس قسم کی بھی مدد اللہ کے حاجت مند بندوں کی کر سکے ضرور کرے اور اس سے دریغ نہ کرے۔ (د)

بیمار پرسی کا ادب: رات کو بیمار پرسی کرنا جائز ہے۔ بعض لوگ رات کو بیمار پرسی کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ جب بیمار آدمی تین دن بیمار رہے پھر بیمار پرسی کرنی چاہئے بلکہ جب چاہے بیمار پرسی کرے خواہ ایک دن ہی بیمار رہا ہو۔

دل کی سختی دور کیجئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ میرا دل بہت سخت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یتیموں کے سروں پر شفقت کیساتھ ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرو۔ (دل نرم ہو جائیگا)

کسی انسان کا دل کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو لیکن ایک سلیم الفطرت کا دل کسی یتیم کو دیکھ کر بھر آتا ہے جب وہ یہ سوچتا ہے کہ جس طرح میں اپنی اولاد کا ایک مشفق اور مربی باپ ہوں اس کا بھی اسی طرح کا کوئی مشفق اور مربی باپ ہوگا جس کی شفقت سے آج یہ محروم ہے۔ اگر اس نیت سے وہ کسی یتیم کے ساتھ رحم وکرم کا برتاؤ کرنے لگتا ہے تو قدرت آہستہ آہستہ اس کی قلبی سختی کو نرمی میں بدل دیتی ہے۔ اس حدیث میں ایک طرف یتیم پر شفقت کی تعلیم ہے اور دوسری طرف اس شفقت کرنے والے کا ذاتی نفع بھی بیان کیا گیا ہے مگر آہ! افسوس کہ آج ہمارے مسلمان بھائیوں کے یتیم بچے ایک طرف اپنے والد کی شفقت سے محروم ہوتے ہیں تو دوسری طرف عام مسلمانوں کی شفقت سے صرف محروم ہی نہیں ہوتے بلکہ ان کی بے رحمی کے شکار ہوتے ہیں۔ اسلام نے بیواؤں یتیموں اور مساکین کی طرف توجہ کی ہے جبکہ دوسرے مذاہب میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

ڈاکٹروں نے ہر بیماری کیلئے الٹے سیدھے علاج گھڑ رکھے ہیں مگر کیا کوئی ہے جس کو دل کی سختی کا علاج معلوم ہو؟ یہ صرف رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان ہے کہ انہوں نے اس لاعلاج مرض کی دوا تجویز کی اور وہ بھی ایسی کہ جو ایک طرف تو مفت اور بے خطا ہے اور دوسری طرف یتیموں کی شیرازہ بندی اور پرورش کا ایک باعزت اور مضبوط نظام ہے۔ باعزت اس لئے کہ اس نظریہ میں یتیم سے زیادہ خود اس کا فائدہ ہے۔ (میم)

سرگوشی: جب تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو آدمیوں کے لئے جائز نہیں کہ تیسرے کو چھوڑ کر خود باتیں کریں۔ کیونکہ اس سے تیسرے آدمی کو تکلیف ہوگی اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔

حرص سے بچو

حدیث شریف میں ہے کہ کسی شخص کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ جتنا رزق اس کے نصیب میں لکھا ہوا ہے وہ پورا نہ کر لے۔

اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور حرص کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں کہ اس سے مقررہ رزق میں تو اضافہ نہ ہوگا بلکہ آدمی اپنے لئے پریشانیاں پیدا کر لے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی مقدار رکھی ہے جس کو جو چیز ملنی ہے وہ مل کر رہے گی اور مقررہ مقدار سے کمی بیشی کا خطرہ بھی نہیں۔ اس لئے حرص سے بچنا چاہئے کہ وہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔

جب یہ دنیا انسان کے اوپر مسلط ہو جاتی ہے تو اس کے دل میں دنیا کے سوا دوسرا خیال نہیں آتا۔ یہ ہے حب دنیا جس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر یہ حب دنیا نہ ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مال دیدے اور اس مال کے ساتھ دل اٹکا ہوا نہ ہو اور وہ مال اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی میں رکاوٹ نہ بنے بلکہ وہ مال اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے میں صرف ہو تو پھر وہ مال دنیا نہیں ہے بلکہ وہ مال بھی آخرت کا سامان ہے لیکن اگر اس مال کے ذریعہ آخرت کے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تو وہ حب دنیا ہے جس سے روکا گیا ہے۔

حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ یہ ایسا مرض ہے کہ اس کو ام الامراض کہنا چاہئے کیونکہ اسی کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں اگر لوگوں میں حرص مال نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے بدکاری کا منشاء بھی لذت کی حرص ہے۔ اخلاق رذیلہ کی جڑ بھی یہی حرص ہے کیونکہ عارفین کا قول ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ کی اصل کبر ہے اور کبر ہوس جاہ ہی کا نام ہے۔ پس کبر کا منشاء بھی حرص ہوا۔ (میم)

ہر ایک کو سلام

سلام بھی ایک بڑی اور اہم سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہئے خواہ اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کیونکہ سلام اسلام کا حق ہے جو جاننے پر موقوف نہیں ہے۔

شعبان المعظم کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات وواقعات	شعبان المعظم	مطابق
۱	تحویل قبلہ بوقت نماز ظہر	۱۵، ۲ھ	۱۱ فروری، ۶۲۴ء
۲	رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت آخری عشرہ میں	۲ھ	۲۰ فروری ۶۲۴ء
۳	نکاح ام المؤمنین حضرت حفصہؓ ہمراہ نبی پاک	۳ھ	جنوری ۶۲۵ء
۴	غزوہ بنی مصطلق یا مریسیع	۳، ۵ھ	۲۸، دسمبر ۶۲۶ء
۵	تیمم کے حکم کا باقاعدہ نزول	۳، ۵ھ	۲۸ دسمبر ۶۲۶ء
۶	نکاح ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۳، ۵ھ	۲۸، دسمبر ۶۲۶ء
۷	سریہ دومۃ الجندل	۶ھ	دسمبر ۶۲۶ء
۸	مسجد ضرار کو نذر آتش کیا گیا	۹ھ	دسمبر ۶۳۰ء
۹	وفد خولان کی آمد اور قبول اسلام	۱۰ھ	نومبر ۶۳۱ء
۱۰	مسیلمہ کذاب کا قتل	۱۲ھ	اکتوبر ۶۳۱ء
۱۱	وفات حضرت قتادہ ابن نعمان رضی اللہ عنہ	۲۳ھ	جون ۶۴۴ء
۱۲	پہلا رفاہی ہسپتال حضرت معاویہؓ نے قائم فرمایا	۴۹ھ	ستمبر ۶۶۹ء
۱۳	وفات حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ	۵۰ھ	اگست ۶۷۰ء

۱۴	وفات حضرت ثوبان	۵۴ھ	جولائی ۶۷۴ء
۱۵	وفات حضرت عرباض ابن ساریہ اسلمی	۷۵ھ	نومبر ۶۹۴ء
۱۶	وفات حضرت انسؓ خادم خاص حضرت رسول مقبول ﷺ	۹۳ھ	مئی ۷۱۲ء
۱۷	وفات حضرت حسن بصری رحمہ اللہ	۱۱۰ھ	نومبر ۷۲۸ء
۱۸	ابو مسلم خراسانی کا قتل	۱۳۸ھ	جنوری ۷۵۶ء
۱۹	وفات حضرت سفیان ثوری	۱۶۱ھ	مئی ۷۷۸ء
۲۰	وفات امام محمد ابن حسن شیبانی	۲۲، ۱۸۹ھ	جولائی ۸۰۵ء
۲۱	محمود غزنوی نے سومنات توڑا	۲۲، ۴۱۶ھ	ستمبر ۱۰۲۵ء
۲۲	وفات علامہ ابن حزم ظاہری	۲۷، ۴۵۶ھ	۱۰۶۴ء
۲۳	سلطان شہاب الدین غوری نے سندھ پر قبضہ کیا	۵۷۱ھ	فروری ۱۱۷۶ء
۲۴	وفات سلطان شہاب الدین غوری	۲، ۶۰۲ء	مارچ ۱۲۰۶ء
۲۵	وفات میر جعفر بنگالی	۱۱۷۸ھ، ۳	جنوری ۱۷۶۵ء
۲۶	وفات علامہ سید محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی	۲۳، ۱۲۷۰ھ	اپریل ۱۸۵۴ء
۲۷	وفات مولانا محمد الیاس کاندھلوی	۲۳، ۱۳۶۲ھ	اگست ۱۹۴۳ء
۲۸	وفات مولانا ابوالکلام آزاد	۲۳، ۱۳۷۷ھ	۲۱ فروری ۱۹۵۸ء
۲۹	وفات خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی	۹، ۱۳۸۶ھ	۲۳، نومبر ۱۹۶۶ء
۳۰	وفات حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ثم ملتانی	۲۰، ۱۳۹۰ھ	۲۲، اکتوبر ۱۹۷۰ء
۳۱	پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا	۱۹، ۱۳۹۴ھ	۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

کسی کے عیب کی پردہ پوشی

اگر کسی مسلمان کے کسی عیب کا علم ہو جائے تو جب تک اس سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو اس کی پردہ پوشی بڑے ثواب کا کام ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَایَسۡتُرُ عَبۡدٌ عَبۡدًا فِی الدُّنۡیَا اِلَّاسَتَرَہُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ

جو کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کی پردہ پوشی کرتا ہے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلہ)

''پردہ پوشی'' یا ''عیب چھپانے'' کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں سے اس کا ذکر نہ کرے' اور اس عیب کی تشہیر نہ کرے۔ لیکن اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں یاد رکھنی ضروری ہیں۔

(۱) کسی کے عیب کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اس عیب کے بارے میں سوال کرے تو اول تو جواب کو ٹالنے کی کوشش کرے اور اگر جواب دینا پڑ جائے تو کوئی بات خلاف واقعہ نہ کہے۔

(۲) کسی کے عیب کی پردہ پوشی اسی وقت جائز ہے جب اس عیب کا اثر اس شخص کی ذات کی حد تک محدود ہو' لیکن اگر اس سے کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو متعلقہ شخص کو اس عیب کے بارے میں بتا دینا جائز' بلکہ موجب ثواب ہے۔ بشرطیکہ نیت دوسرے کو نقصان سے بچانے کی ہو' رسوا کرنا مقصد نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کا پیسہ دھوکہ سے لے کر کھا جاتا ہے یا قرض لے کر واپس کرنے کا اہتمام نہیں کرتا اور ناواقف لوگ اس کے ساتھ معاملہ کر کے نقصان اٹھا سکتے ہیں' تو جن لوگوں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو انہیں بتانے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کہیں شادی کا پیغام دیا ہے اور لڑکی والے اس کے حالات کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو انہیں صحیح صورتحال سے باخبر کر دینا درست ہے۔ لیکن ان تمام صورتوں میں نیت انہیں نقصان سے بچانے کی ہونی چاہئے۔ (الف)

صلح کرا دینا

اگر دو مسلمانوں کے درمیان کوئی تنازعہ ہو تو ان کے درمیان صلح کرا دینا نہایت اجر وثواب کا کام ہے۔ اس غرض کے لئے دونوں کو ایک دوسرے کی ایسی باتیں پہنچانی چاہئیں جن سے ان کے درمیان آپس میں محبت پیدا ہو اور غلط فہمیاں دور ہوں۔ یہاں تک کہ اس غرض کے لئے ایسی باتیں کہنا بھی جائز ہے جو بظاہر خلاف واقعہ معلوم ہوتی ہوں مثلاً دو آدمیوں کے درمیان رنجش ہو تو ان میں سے کسی سے یہ کہہ دینا "وہ شخص تو تمہارے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔" اور دل میں یہ نیت کر لینا کہ "وہ تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت کی عام دعا کرتا ہے" اور تمام مسلمانوں میں اس کا مد مقابل بھی داخل ہے۔ اسی قسم کی باتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان مصالحت کرائے اور کوئی بھلائی کی بات دوسرے تک پہنچائے یا کوئی بھلائی کا کلمہ کہے۔ (صحیح بخاری مسلم)

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

يَعْدِلُ بَيْنَ الاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ (کی طرح موجب ثواب) ہے۔ (بخاری و مسلم)

لوگوں کے درمیان بغض و عداوت پیدا کرنا ایک شیطانی عمل ہے اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو کسی عمل سے اتنی خوشی نہیں ہوتی، جتنی دلوں میں پھوٹ ڈالنے سے خوشی ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ وہ اپنا سب سے بڑا کارنامہ اس کو سمجھتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان تفرقہ ڈال دے۔ اس کے برخلاف اگر دو مسلمانوں کے درمیان، خاص طور سے میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیاں دور کر کے ان کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کی کوشش کی جائے تو یہ انتہائی ثواب کا کام ہے۔ یہ بات خاص طور سے ان لوگوں کو یاد رکھنی چاہئے جو ایک ساتھ رہتے ہیں نیز ساس، بہو اور نند بھاوج کے درمیان ہمارے معاشرے میں جو تنازعات ہوتے ہیں وہ عموماً اسلام کی اس تعلیم کو نظر انداز کرنے سے ہوتے ہیں۔ اگر اس تعلیم پر عمل کیا جائے تو دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔ (الف)

خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی

لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس پر اجر بھی ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیکی کے کسی کام کو حقیر نہ سمجھو، خواہ وہ نیک کام یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے کھلے ہوئے چہرے (خندہ پیشانی) سے ملو۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنے کو ایک نیکی قرار دیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اس نیکی کو کوئی معمولی یا حقیر نیکی نہ سمجھو۔ مطلب یہ ہے کہ اس پر بھی تمہارے نامۂ اعمال میں بڑے ثواب کا اضافہ ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن مومن بندے کی میزان میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے ہودہ گو شخص کو سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ انسانوں کو جنت میں داخل کرنے والی چیز کیا ہے؟

آپ نے فرمایا ''تقویٰ اور خوش اخلاقی''۔ (جامع ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن اپنے حسن اخلاق سے اس شخص کے درجے تک پہنچ جاتا ہے جو روزہ دار اور نماز میں کھڑا رہنے والا ہو (یعنی نفلی روزے بہت رکھتا ہو اور نفلی نمازیں بہت پڑھتا ہو) (ابوداؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جو قیامت کے دن مجلس میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے، وہ لوگ ہیں جو تم میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

ان تمام احادیث میں جس خوش اخلاقی کی عظیم فضیلتیں بیان کی گئی ہیں وہ اگرچہ ایک وسیع مفہوم رکھتی ہیں لیکن دوسروں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا اس کا ایک اہم حصہ ہے اور اس پر بھی یہ فضائل صادق آتے ہیں۔ (الف)

اذان کا جواب

اذان کا ادب یہ ہے کہ جب اذان ہو رہی ہو تو حتی الامکان خاموش ہو جانا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی تاکید فرمائی ہے کہ اذان کے ہر لفظ کا جواب دینا چاہئے۔ یعنی جو جو الفاظ مؤذن کہتا جائے وہ سننے والے کو بھی کہنے چاہئیں۔ البتہ جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو ان کلمات کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا چاہئے۔ اور جب فجر کی نماز میں مؤذن اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے تو اس کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے بعد جو دعا تلقین فرمائی۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "وسیلہ" کی دعا موجود ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلاۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے بعد یہ دعا پڑھنے والے کو یہ بشارت دی ہے کہ قیامت کے دن اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (بخاری)

اذان کا جواب دینے اور اذان کے بعد یہ دعاء پڑھنے میں کوئی دیر نہیں لگتی نہ کوئی محنت کرنی پڑتی ہے۔ صرف دھیان دینے اور عادت ڈالنے کی بات ہے۔ اگر ان اذکار کی عادت ڈال لی جائے تو بغیر کسی دقت اور محنت کے انسان کو بہت عظیم اجر وثواب حاصل ہو جاتا ہے اس لئے اذان کے وقت ان آداب کا پورا خیال رکھنا چاہئے ہاں! کوئی عذر ہو تو بات اور ہے۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی جگہ ایک سے زیادہ مسجدوں کی اذانیں یکے بعد دیگرے سنائی دیتی ہوں تو صرف پہلی اذان جو صاف سنائی دے اس کا جواب دینے سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے۔ بعد میں ہونے والی اذانوں کا جواب اگر نہ دیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ (الف)

سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت

قرآن کریم کی تلاوت جس حصے سے بھی ہو ثواب ہی ثواب ہے۔ لیکن بعض سورتوں کے خاص خاص فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ مختصر سورتوں میں سب سے زیادہ فضائل سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کے بیان کئے گئے ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت میں سورۂ اخلاص کو ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ "جمع ہو جاؤ' میں تمہارے سامنے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کروں گا۔" کچھ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر اندر تشریف لے گئے۔ پھر تھوڑی دیر میں باہر تشریف لاکر فرمایا:

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہارے سامنے ایک تہائی قرآن پڑھوں گا' یاد رکھو' یہ سورت (یعنی سورۂ اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔" (مسلم و ترمذی)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"کیا تم میں کوئی ایک رات میں ایک تہائی قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتا؟

صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایک شخص ایک رات میں تہائی قرآن کی تلاوت کیسے کرے گا؟" آپ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔" (صحیح مسلم)

اسی لئے بزرگوں کا معمول ہے کہ مردوں کو ایصال ثواب کیلئے تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب مردے کو پہنچا دیتے ہیں۔ (الف)

مصافحہ کرنا: جب کسی مسلمان بھائی سے ملو تو مصافحہ کرنا سنت ہے۔ مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے۔ مرد کا عورت سے اور عورت کا مرد سے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔

دائیں طرف سے شروع کرنا

اچھے کاموں کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے جس پر ثواب کی امید ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کام دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے' وضو میں بھی' کنگھی کرنے میں بھی اور جوتا پہننے میں بھی۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا لَبِسۡتُمۡ وَاِذَا تَوَضَّأۡتُمۡ فَابۡدَءُوۡا بِأَيَامِنِكُمۡ

جب تم لباس پہنو اور وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو (ابوداؤد ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے شروع کرے۔ (بخاری ومسلم)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیا اور بائیں ہاتھ سے کھانے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔ (صحیح مسلم)

اگر کوئی چیز تقسیم کرنی ہو' تو بھی دائیں طرف سے تقسیم شروع کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا۔

بیت الخلا میں جاتے وقت بایاں پاؤں پہلے داخل کرنا چاہئے اور نکلتے وقت دایاں پاؤں پہلے نکالنا چاہئے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت اس کے برعکس دایاں پاؤں پہلے داخل کرنا چاہئے' اور بایاں پاؤں پہلے نکالنا چاہئے سنت کے اتباع کی نیت سے ان شاء اللہ یہ تمام کام باعث اجر وثواب ہوں گے۔

یہ انتہائی آسان اعمال ہیں' اور ذرا سی توجہ اور عادت ڈالنے سے ان کے ذریعے اتباع سنت کا نور حاصل ہوتا ہے' بچوں کو بھی شروع سے ان باتوں کا عادی بنانا چاہئے۔ (الف)

راحت کا نسخہ

آپ اپنے دائیں بائیں دیکھیں تو آپ کو ہر کوئی غم زدہ نظر آئے گا۔ ہر گھر میں نوحہ خواں اور ہر آنکھ میں آنسو نظر آئیں گے۔ کتنے وہ لوگ ہیں جو مصیبت زدہ ہیں بلکہ دوسرے بھی مشکلات و مصائب کا شکار ہیں۔ دوسروں کی حالت دیکھنے سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ کی تکلیف ان سے کم ہے۔ کتنے بیمار ہیں جو چار پائیوں پر بے حس وحرکت پڑے ہوئے ہیں جن کی عرصہ سے یہی حالت ہے۔ وہ اپنے دکھ درد میں چلا رہے ہیں۔ کتنی جیلیں ہیں جو اپنے اندر بے گناہ لوگوں کو ٹھہرائی ہوئی ہیں۔ جن کی آنکھوں نے کبھی دھوپ کا نظارہ نہیں کیا۔ کتنے ماں باپ ہیں جنہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے لخت جگر کو سپرد خاک کیا، کتنے قرض دار ہیں جنہیں مشکلات کا سامنا ہے۔ ایسے لوگوں کو دیکھو اور اپنے حالات سے موازنہ کرو تا کہ تمہیں حوصلہ افزائی ہو اور جینے کا حوصلہ پیدا ہو۔

جان لیجئے! یہ دنیا مومن کے لئے جیل ہے جو کہ مصائب کا گھر ہے، صبح ہوتے ہی خوبصورت گھرانوں میں خوشیوں کے ترانے ہوتے ہیں لیکن شام کو وہی لوگ نوحہ کناں ہوتے ہیں۔ صبح بدن میں قوت و عافیت تھی، مال و دولت تھی، آل واولاد تھی لیکن چند لمحوں کے بعد سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا اور وہی دولت مندی فقیری کی حالت میں آگئی۔ آپ کو چاہیے کہ خود کو مصائب کے لئے تیار رکھیں اور ان لوگوں کے حالات سے سبق حاصل کریں جن پر مصائب گزر چکے ہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں تا کہ آپ کے مصائب کم ہوں۔ (میم)

سفید لباس: ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کا کپڑا پسند تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا بھی ثابت ہے۔

عمامہ: سیاہ عمامہ باندھنا مسنون ہے۔ سفید عمامہ باندھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ شملہ ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ بھی مسنون ہے۔

زمزم پینا: کسی چیز کو پینے کی ایک سنت یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے۔ کھڑے ہو کر صرف زم زم یا وضو کا بچا ہوا پانی پینا سنت ہے۔

پریشانی سے بچئے

ہر قسم کی پریشانیوں سے بچئے ورنہ آپ کمزور ہو جائیں گے، دل مرجھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پر بدگمانی پیدا ہوگی۔ پریشانی سے آدمی نفسیاتی امراض کا شکار ہوں گے، وساوس پیدا ہوں گے، جوڑوں کا درد پیدا ہوگا، پریشانی کے سامنے نڈھال ہونا اور فارغ و بے کار بیٹھنے سے پریشانی بڑھتی ہے۔ نماز تسبیحات اور اچھی کتاب کے مطالعہ میں خود کو مصروف رکھئے اور یوں اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر عقلمندی کا ثبوت دیجئے۔

مشائخ فرماتے ہیں لوگ آج کل سامان راحت کو مقصود سمجھتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر کسی پر پھانسی کا مقدمہ قائم ہو جائے اور سامان راحت اس کے پاس سب کچھ ہو تو کیا اسے کچھ راحت ہوگی ہرگز نہیں اور کچھ نہیں اور اگر ایک لنگوٹا بند بھی اس کے ساتھ قید ہوا ہو اور چند روز کے بعد وہ رہا ہو جائے تو گویا اس کے گھر میں سامان راحت کچھ نہیں مگر دیکھ لیجئے کہ رہائی کی خبر سن کر اس کے یہاں کیسی عید آئے گی۔ اگر ایک امیر کبیر کو پھانسی کا حکم ہو جائے اور اس سے کہا جائے کہ تم اس پر راضی ہو کہ یہ تمام دولت اس غریب کو دے دو اور یہ تمہارے عوض پھانسی لے لے تو وہ یقیناً قبول کر لے گا۔ اب بتلایئے کہ یہ قبول کیوں ہو ا اس لئے کہ دولت کے بدلے میں ایک مصیبت سے نجات ہوئی اور راحت نصیب ہوئی۔

معلوم ہوا کہ راحت اور چیز ہے اور سامان راحت اور چیز ہے یہ ضروری نہیں کہ جس کے پاس سامان راحت نہ ہو اس کو راحت حاصل نہ ہو اور میں فقط دلیل ہی سے نہیں بلکہ مشاہدہ سے دکھلاتا ہوں کہ آپ ایک تو کامل دیندار شخص کو لیں مگر ہم جیسا دیندار نہیں بلکہ واقع میں کامل دیندار ہو اور ایک نواب یا رئیس کو لے لیں پھر ان کی نجی حالت کا موازنہ کریں تو واللہ ثم واللہ وہ دیندار تو آپ کو سلطنت میں نظر آئے گا اور یہ نواب و رئیس مصیبت میں گرفتار نظر آئے گا مشاہدہ کے بعد تو آپ مانیں گے کہ راحت کا مدار سامان پر نہیں۔ باقی میں سامان سے منع نہیں کرتا بلکہ دین کے برباد کرنے سے منع کرتا ہوں اگر دین کے ساتھ یہ سامان دنیا بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ شریعت نے ضعفاء کو سامان راحت جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ (میم)

حی علی الصلوۃ

انسان کمزور ہے اور وہ حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے کسی مضبوط عمل اور بڑی شخصیت کا سہارا چاہتا ہے۔ اس کیلئے قرآن کریم میں مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔ اے ایمان والو اللہ سے صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اگر سینے میں تنگی ہو اور مشکل سامنے آئے تو نماز پڑھو۔

حالات کشیدہ ہوں تو نماز میں مصروف ہو جاؤ کہ نماز میں سکون اور راحت بھی ہے اور تمام جسمانی و روحانی امراض کا علاج بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی مشکل پیش آتی تو آپ فوراً نماز میں مصروف ہو جاتے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مصر میں گیا وہاں قلعہ میں مجھے ڈاکوؤں نے گھیر لیا تو میں نے اٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے نجات کی مناجات کیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان ڈاکوؤں سے نجات دے دی۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نیک آدمی کو شام کے راستہ میں ڈاکوؤں نے روک لیا اور قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس مظلوم شخص نے دو رکعت نفل پڑھنے کی اجازت چاہی اور نماز شروع کر دی۔ اور نماز میں یہ آیت پڑھی۔ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ۔ اس نے یہ آیت تین مرتبہ پڑھی اللہ تعالیٰ نے اس مضطرب کی نصرت کیلئے آسمان سے فرشتہ نازل فرمادیا جس نے ڈاکوؤں کو قتل کر دیا اور اس آدمی کو نجات مل گئی۔

سو نماز کے ذریعے جہاں آخرت میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے وہاں دنیا میں بھی نقد انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ لہٰذا اس اہم فریضہ میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ (میم)

ٹوپی پر عمامہ باندھنا

عمامہ ٹوپی پر باندھنا سنت ہے۔ اگر کسی نے بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھا تو یہ سنت کے خلاف ہے۔ اسی طرح اگر بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھا اور درمیان سے سر کھلا رہ گیا تو نماز مکروہ ہوگی۔ ان مسائل کو یاد رکھو دنیا اور آخرت میں فائدہ ہوگا۔

ایک نیکی پر جنت میں داخلہ

قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو حاضر کیا جائے گا جس کے میزان کے دونوں پلڑے نیکی اور بدی کے برابر ہوں گے اور ایسی کوئی نیکی نہیں ہوگی جس سے نیکی کا پلڑا جھک جائے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے فرمائیں گے کہ لوگوں میں جا کر تلاش کرو کہ تمہیں کوئی نیکی مل جائے جس سے تم کو جنت میں پہنچاؤں۔ وہ شخص بہت حیران و پریشان لوگوں میں تلاش کرتا رہے گا لیکن ہر شخص یہی کہے گا: مجھے اپنے بارے میں ڈر ہے کہ میری نیکی کا پلڑا ہلکا نہ ہو جائے، اور میں تجھ سے نیکی کا زیادہ محتاج ہوں، وہ شخص بہت مایوس ہوگا، اتنے میں ایک شخص پوچھے گا تجھے کیا چاہئے؟ وہ کہے گا: مجھے ایک نیکی چاہئے اور میں بہت لوگوں سے مل چکا ہوں جن کی ہزاروں نیکیاں ہیں لیکن ہر ایک نے مجھ سے بخیلی کی...... وہ شخص کہے گا میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تھی اور میرے صحیفے میں صرف ایک ہی نیکی ہے، اور مجھے یہ گمان ہے کہ اس سے میرا کوئی فائدہ نہیں ہوگا لہٰذا تو ہی اس کو میری طرف سے ہدیہ لے جا۔ (اور اپنی جان بچا)

وہ شخص اس کی نیکی کو لے کر بہت مسرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا، اللہ تعالیٰ اپنے علم کے باوجود اس سے پوچھیں گے کہ تیری کیا خبر ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! اس نے اپنا کام اس طریقہ سے پورا کیا (وہ شخص اپنی پوری حالت وہاں بیان کرے گا)...... پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو حاضر کرے گا جس نے اس کو نیکی دی تھی، اور اس سے اللہ تعالیٰ کہے گا آج کے دن میری سخاوت تیری سخاوت سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور تم دونوں جنت میں چلے جاؤ۔ (زرقانی) (و)

لنگی باندھنے کا طریقہ

لنگی باندھنی چاہئے تا کہ سنت کا ثواب حاصل ہو۔ لنگی باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ٹخنوں سے اوپر رہے اور اگر کھل جانے کا خوف ہو تو سلی ہوئی پہنو۔ مسلمان اور کافروں کے لباس میں فرق ہونا چاہئے۔

ہمسایوں سے حسن سلوک

ابوحمزہ سکریؒ حدیث کے ایک راوی گزرے ہیں، "سُکّر" عربی زبان میں چینی کو کہتے ہیں، اوران کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ انہیں "سُکّری" اس لئے کہا جاتا تھا کہ ان کی باتیں ان کا لہجہ اوران کا انداز گفتگو بڑا دلکش اور شیریں تھا، جب وہ بات کرتے تو سننے والا ان کی باتوں میں محو ہو جاتا تھا، وہ بغداد شہر کے ایک محلے میں رہتے تھے، کچھ عرصے کے بعد انہوں نے اپنا مکان بیچ کر کسی دوسرے محلے میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا، خریدار سے معاملہ بھی تقریباً طے ہو گیا۔ اتنے میں ان کے پڑوسیوں اور محلّہ داروں کو پتہ چلا کہ وہ اس محلے سے منتقل ہو کر کہیں اور بسنے کا ارادہ کررہے ہیں، چنانچہ محلّہ والوں کا ایک وفد ان کے پاس آیا، اوران کی منت سماجت کی کہ وہ یہ محلّہ نہ چھوڑیں، جب ابوحمزہ سکریؒ نے اپنا عذر بیان کیا تو تمام محلّہ والوں نے متفقہ طور پر انہیں یہ پیشکش کی کہ آپ کے مکان کی جو قیمت لگی ہے، ہم آپ کی خدمت میں وہ قیمت بطور ہدیہ پیش کرنے کو تیار ہیں، لیکن آپ ہمیں اپنے پڑوس سے محروم نہ کیجئے، جب انہوں نے محلّہ والوں کا یہ خلوص دیکھا تو منتقل ہونے کا ارادہ ملتوی کردیا۔

ابوحمزہ سکریؒ کی مقبولیت کی ایک وجہ ان کی سحر انگیز شخصیت بھی ہوگی، لیکن بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے ایک مثال قائم کی تھی، قرآن کریم نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی بار بار تاکید فرمائی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہت سے ارشادات میں پڑوسی کے حقوق کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، یہاں تک کہ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام آئے، اور مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید وہ پڑوسی کو ترکے میں وارث بھی قرار دیدیں گے۔

قرآن وسنت کی ان تعلیمات کے سائے میں جو معاشرہ پروان چڑھا، اس میں پڑوسی کی حیثیت ایک قریبی رشتہ دار سے کم نہ تھی، ایک ساتھ رہنے والے نہ صرف ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک تھے، بلکہ ایک دوسرے کے لئے ایثار وقربانی کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ (ش)

ڈاڑھی رکھنے کا آسان وظیفہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاڑھی رکھنے کے بارہ میں ایک آسان طریقہ بیان فرمایا ہے' وہ یہ کہ جب آپ ڈاڑھی منڈائیں تو رات کو سوتے وقت یہ دعا کریں کہ ''یا اللہ مجھ سے سخت گناہ سرزد ہوا ہے' میں نادم ہوں' مجھے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں'' پھر اگلے دن ڈاڑھی منڈائیں تو رات کو اسی گناہ کا اعتراف اور توفیق کی دعا کریں' اس طرح چند دنوں میں اللہ تعالیٰ ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

ڈاڑھی سنت ہے اور سنت سے اجتناب دراصل صحت سے اجتناب ہے۔ ڈاڑھی کے فوائد و محاسن شرعی لحاظ سے بالکل واضح ہیں۔

ذیل میں سائنسی لحاظ سے شیو کے نقصانات بیان کئے جا رہے ہیں۔

برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر مور نے شیو' بلیڈ اور صابن پر برسوں تجربات کے بعد جو نتائج اخذ کئے ہیں۔ ان کو ماہنامہ صحت (دہلی) نے کچھ یوں بیان کئے ہیں۔

شیو سے جتنا زیادہ نقصان جلد کو پہنچتا ہے شاید جسم کے کسی اور حصے کو پہنچتا ہو۔ دراصل شیو کا نشتر جلد کو مسلسل رگڑتا رہتا ہے اور ہر آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ چہرے پر ایک بھی بال موجود نہ ہوتا کہ چہرے کے حسن اور نکھار میں کمی واقع نہ ہو۔ اب بار بار ایک تیز استرے یا بلیڈ سے جلد کو چھیلا جاتا ہے جس سے چہرے کی جلد حساس (Sensitive) ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے امراض کو قبول اور حصول کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہے۔

کند استرا یا بلیڈ چہرے پر پھیرنے میں زیادہ طاقت استعمال کرنا پڑتی ہے۔ جس سے جلد مجروح ہو جاتی ہے یہ زخم آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ لیکن ان کی جلن کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ جب جلد پر کوئی خراش آ جائے تو جراثیم کو داخلے کا راستہ مل جاتا ہے۔ اس طرح ڈاڑھی مونڈنے والا طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (ص)

مسنون تکیہ: وہ تکیہ جس میں کسی درخت کی چھال بھری ہوئی ہو مسنون ہے۔ اگر کھجور کی چھال بھری ہوئی ہو تو بہت بہتر ہے۔

قلب کا بہترین مصلح....ایمان ہے

شریعت نے دل کی اصلاح کے لئے ایمان رکھا ہے۔ اس لحاظ سے ایمان کا محل بھی انسانی دل ہے۔ اللہ و رسول کی محبت بھی دل کے اندر آتی ہے۔ یہی محبت آدمی سے عمل کراتی ہے۔ دل کے اندر جذبے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی جذبے کے مطابق انسان چلتا ہے تو اولاً ایمان انسانی دل پر وارد ہوتا ہے۔ وہاں سے وہ ترقی کر کے دوسرے مقامات پر پہنچتا ہے۔ اس کی تاثیر سارے بدن پر پہنچتی ہے تو پھر ہاتھ بھی مومن بن جاتا ہے اور کان بھی مومن بن جاتا ہے اور سب اعضاء میں ایمانداری پیدا ہو جاتی ہے اگر دل میں بے ایمانی گھسی ہوئی ہو تو ہاتھ پیر بھی بے ایمان ہوں گے اور بے ایمانی کی حرکتیں کریں گے اور دماغ بھی بے ایمان ہو جائے گا۔ سوچے گا تو بے ایمانی کی باتیں سوچے گا اس لئے کہ دل کی نیت خراب ہے چنانچہ دل کو اصل قرار دے کر انبیاء علیہم السلام اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ اس کے اندر نور و چمک پیدا کریں تا کہ اس کے اندر عالم غیب کی چیزیں روشن ہو جائیں اور یہ اسی وقت ہوگا جب کہ دل پر ایمان وارد ہو اور دل چونکہ پاک ظرف ہے اس لئے اس میں پاک چیز یعنی ایمان داخل ہوتا ہے اور پھر عمل بھی ویسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اگر دل میں خوشی ہے تو چہرے پر بھی خوشی کے آثار ظاہر ہوں گے چونکہ خوشی درحقیقت قلب کی صفت ہے مگر چہرے سے نظر آتی ہے۔ دل میں اگر غم بھرا ہوا ہے تو چہرے سے معلوم ہو جاتا ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ آج تم بڑے غمگین نظر آتے ہو حالانکہ غم چھپی ہوئی چیز ہے وہ آنکھوں سے دیکھنے کی چیز نہیں ہے چونکہ دل کا اثر چہرے پر پڑتا ہے تو ہر جاننے والا جان لیتا ہے کہ یہ غم زدہ ہے اور واقعی وہ غم زدہ ہوتا ہے۔ تو غمی و خوشی محبت و عداوت اور کرنا نہ کرنا یہ چیزیں انسان کے دل سے متعلق ہیں اگر دل درست ہے تو سب چیزیں درست ہیں اگر دل خراب ہے تو اس کی وجہ سے سب چیزیں خراب ہیں اور اسی وجہ سے ہاتھ پیر پر اثر پڑتا ہے اور وہ اثر جو دل پر وارد ہوتا ہے وہ ترقی کر کے اعضاء و جوارح پر طاری ہوتا ہے اچھا ہو یا برا۔ (ح)

جسم اور رُوح

ہر زندہ انسان جسم اور روح سے مرکب ہے... روح سوار ہے اور جسم سواری ہے ہم نے جسم کے ذریعے روح کو اسکے اعلیٰ مقام تک لے جانا ہے... لیکن یہ کیا؟ جسم کی تکلیف کا تو ہمیں احساس ہوتا ہے لیکن روح کی نہ بیماری کا پتہ ہے اور نہ علاج کی فکر... جبکہ روح لطیف چیز ہے جس کی معمولی بیماری بھی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے... جسم کے ذریعے ہم نے ان اعمال صالحہ کو اختیار کرنا ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب ورضا اور اسکی مظہر جنت تک لے جائیں...

حضرت آدم علیہ السلام کی اصل رہائش گاہ جنت ہے امتحان کی غرض سے چند روز کیلئے دنیا میں بھیجے گئے تمام اولاد آدم کا بھی اصلی مقام جنت ہے لیکن انہی خوش نصیب لوگوں کیلئے جو روح کو پاکیزہ کر کے خود کو جنت کا مستحق بنا دیں... اسی محنت اور روحانی تربیت کیلئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی... جن کی تعلیمات براہ راست روح کو مخاطب کرتی ہیں اور بیمار روحوں کیلئے غذا اور دوا کا کام دیتی ہیں...

آج بھی ہر جگہ ایسے اللہ والے موجود ہیں جو روح کے معالج ہیں جن کی چند لمحوں کی صحبت انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے... آج ہماری روح کن کن امراض میں مبتلا ہے اس کا احساس اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم اپنی محنت کا میدان جسم کی بجائے روح کو بنالیں مادیت کی دلدل میں سے نکلیں اور روح کی طرف متوجہ ہوں...

جسم تو ہمیں روح کی خدمت کیلئے دیا گیا تھا لیکن ہم نے جسم کو اس قدر خود پر سوار کرلیا کہ اصل سوار یعنی روح کو ہی بھلا بیٹھے اور اس کی نہ بیماری کا احساس ہے اور نہ علاج کی فکر... ہر گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جہاں دل پر سیاہ نکتہ لگتا ہے وہاں روح بھی اندر ہی اندر مجروح ہوتی رہتی ہے... (ح)

نکاح میں سادگی: نکاح میں سنت یہ ہے کہ سادگی سے ہو نہ اس میں بہت زیادہ تکلف ہو اور نہ بہت زیادہ سامان کا لین دین ہو۔

مراقبۂ موت

یہ حقیقت ہر انسان کو ہر وقت سامنے رکھنی چاہئے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب یہ حقیقت ہے تو سوچئے اور مسلسل سوچئے کہ اگر ابھی اسی گھڑی موت آ گئی تو کیا ہوگا۔ اس لئے کہ موت جب بھی آئی۔ ایسے ہی آئے گی میرا کیا ہوگا۔ اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے۔

سوچنے کی بات ہے اگر پہلے سے کوئی تیاری نہیں کی تو عین وقت پر کیا کر سکو گے۔ بس حسرت سے منہ تکتے رہو گے۔ اس لئے انسان کو پہلے سے تیار رہنا چاہئے۔

دنیا میں انسان آرزوؤں اور تمناؤں کے سہارے جی رہا ہے کہ ہو جائے۔ وہ ہو جائے یا یہ کہ ابھی تو مجھے یہ کرنا ہے اور وہ کرنا ہے ان جھوٹی تمناؤں کا انجام دیکھنا ہے تو ذرا قبرستان چلے جاؤ۔ ساری حسرتیں، تمنائیں اور آرزوئیں خاک میں ملی ہوئی ہیں۔

زمین کے ایک ٹکڑے پر دو شخص لڑ رہے تھے۔ ایک کہتا ہے کہ یہ جگہ میری ہے دوسرا کہتا ہے میری ہے۔ مگر زمین سے آواز آئی کہ دونوں جھوٹ بولتے ہیں۔ میں ان میں سے کسی کی نہیں ہوں بلکہ یہ دونوں میرے ہیں۔ ان دونوں کو میرے پیٹ میں آنا ہے۔ پھر جب میں نے بھینچا اور پسلیاں ہونے لگیں ادھر کی اُدھر، تب پتہ چلے گا کہ میں ان کی ہوں یا یہ میرے ہیں۔

سوچا جائے کہ ہمیں کہاں جانا ہے؟ جس شخص نے اپنی زندگی میں اللہ کو راضی نہیں کیا۔ گناہوں میں زندگی گزار دی توبہ واستغفار نہیں کیا۔ گناہوں کو چھوڑنے کا تہیہ نہیں کیا۔ وہ جب مرتا ہے قبر میں جاتا ہے تو ایسے شخص کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”قبر اس سے خطاب کرتی ہے کہ اب تک تو میرے اوپر چلتا رہا۔ آج میرے اندر ہے۔ آج دیکھ! تیری کیسی خبر لیتی ہوں؟ پھر وہ اس طریقے سے دباتی ہے کہ پسلیاں ادھر کی اُدھر، اُدھر کی اِدھر ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ وہ وقت آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تیاری کی توفیق عطا فرمائیں۔ (ح)

الوداعی سلام: جب لوگوں سے رخصت ہونے لگو تو ان کو سلام کر کے رخصت ہو۔

پرہیز علاج سے بہتر ہے

''پرہیز علاج سے بہتر ہے'' یہ مقولہ صدیوں پرانا ہے مگر اس کی افادیت آج بھی برقرار ہے۔ دور جدید میں ایک تو غیر فطری طرز زندگی نے ہر انسان کو بیمار کر دیا ہے دوسرا طب کا مقدس پیشہ اب پیشہ نہیں رہا بلکہ ایک منافع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر چکا ہے ان دونوں عوامل کی وجہ سے علاج معالجہ اب عام آدمی کی پہنچ سے دور ہو گیا ہے۔ گھر کا خرچ ہی پورا نہیں ہوتا دوائی کے پیسے کہاں سے آئیں گے۔ اس کے علاوہ بیمار ہونے سے گھر کا کفیل جب کمائے گا نہیں تو بچوں کا پیٹ کہاں سے پالے گا عورت اگر بیمار ہو گی تو گھر کا سارا نظام پلٹ ہو کر رہ جائے گا۔ مختصراً یہ کہ آج کل کوئی بھی شخص بیمار ہونے کا متحمل ہی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ضروری ہے بیمار ہونے اور علاج کرنے کی بجائے بیماریوں سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنا چاہئیں۔

سستی اور کاہلی سے پرہیز اور محنت و مشقت کی عادت ڈالی جائے۔ اسلام ہمیں ہر معاملے میں اعتدال کا سبق دیتا ہے۔ اگر ہم ہر معاملے پر اعتدال کا راستہ اختیار کریں تو بہت سی پریشانیوں اور بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔ اگر ہم متوازن غذا کھائیں اور بسیار خوری سے بچیں تو موٹاپا' شوگر اور ہائی بلڈ پریشر جیسی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پرہیز اور احتیاطی تدابیر پر جو خرچ آتا ہے وہ بیماری کے علاج کے مقابلے میں انتہائی قلیل ہے۔

پیدل چلنے کو ترجیح دیں اس سے آپ موٹاپا' شوگر اور ہائی بلڈ پریشر جیسی بیماریوں کو دور رکھ سکیں گے۔ مٹھائی' کیک' پیسٹری' تیل کی تلی ہوئی چیزوں کی بجائے فروٹ اور سبزیوں کو اپنی غذا کا حصہ بنائیں۔ مصنوعی مشروبات کی بجائے پانی' دودھ اور لسی کی عادت ڈالیں۔ کھانا ہمیشہ وقت پر کھائیں اور درمیان میں اضافی اور زبان کے چٹخارے کی خاطر غذا سے گریز کریں۔ غذا اچھی طرح چبا کر کھائیں (دانت صرف منہ میں ہوتے ہیں معدے میں نہیں) نمک کا استعمال کم کریں' اپنی اشیائے خوردنی کو ڈھانپ کر رکھیں تاکہ مکھی ان پر نہ بیٹھ سکے۔ باسی اشیائے خوردنی کو کھانے کی بجائے تلف کر دیں۔ اپنے ماحول اور گرد و نواح کو صاف ستھرا رکھیں تاکہ مکھی مچھر سے بچاؤ ہو سکے۔ غیر ضروری شور سے پرہیز کریں اس سے نہ صرف قوت سماعت متاثر ہوتی ہے بلکہ طبیعت میں چڑچڑا پن بھی پیدا ہوتا ہے۔ پرہیز اور احتیاطی تدابیر کے باوجود اگر آپ خدانخواستہ بیمار ہو جائیں تو ٹونے ٹوٹکوں اور عطائیوں سے علاج کی بجائے کسی مستند معالج سے اپنا علاج کرائیں۔ (ح)

مغفرت کا بہانہ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ محدثین کے امام ہیں....صحاح ستہ میں شامل ان کی سنن....ان کے زندہ وجاوید ہونے کے لئے کافی ہے....ایک بار وہ کشتی میں سفر کر رہے تھے....دریا کے کنارے ایک آدمی کو چھینکنے کے بعد "اَلْحَمْدُلِلّٰه" کہتے ہوئے سنا.... چھینکنے والا "اَلْحَمْدُلِلّٰه" کہے تو جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰہ" کہنا سنت بھی ہے اور مسلمان بھائی کا حق بھی! امام کی کشتی آگے نکل گئی....آپ نے ایک دوسری چھوٹی کشتی ایک درہم کے عوض کرایہ پر لی....چھینکنے والے کے پاس آئے اور انہیں "یرحمک اللہ" کہا....اس نے جواب میں "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہ" (اللہ آپ کو ہدایت دے) کہا....امام واپس اپنی کشتی پر آ گئے.... ساتھیوں نے ان سے اس تکلف کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے "مجھے خیال ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ آدمی مستجاب الدعوات ہو.... اللہ کے ہاں اس کی دعا قبول ہوتی ہو.... میرے "یَرْحَمُکَ اللّٰہ" کہنے کے جواب میں وہ "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہ" کہے گا تو بہت ممکن ہے اسکی یہ دعا میرے حق میں قبول ہو جائے....اس لئے میں کشتی لے کر اس کے پاس گیا"....

کہتے ہیں جب سفر کرتے ہوئے رات کو کشتی کے مسافر سو گئے تو سب نے یہ ہاتف غیبی سنی کہ آواز آ رہی ہے "کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم کے عوض اللہ سے جنت خرید لی ہے"....(شرح الشوائی علی مختصر ابن أبی جمرۃ)(ع)

انگوٹھی: مرد کے لئے انگوٹھی پہننے میں سنت یہ ہے کہ ساڑھے چار ماشے چاندی کی انگوٹھی پہنے۔اس سے زیادہ وزن کی انگوٹھی پہننا مرد کے لئے جائز نہیں ہے۔بعض بہت زیادہ وزن کی بلکہ دو دو چار انگوٹھیاں پہنتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔یہ طریقہ عورتوں کے لئے ہے۔

بچوں کو سلام: چھوٹے بچوں کو سلام کرنا بھی سنت ہے۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔(بخاری ومسلم)

رمضان المبارک میں معمولات نبوی

1۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ.... عظمت و برکت کا مہینہ محتاجوں کی ہمدردی کا مہینہ ہے....

2۔ اس ماہ میں قرآن مجید (لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر) نازل ہوا (پھر پہلے آسمان سے دنیا میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے پہل ماہ ربیع الاول میں سورۂ اِقرأ کا نزول ہوا....)

3۔ دوسرے پیغمبروں پر اللہ کی پاک کتابیں.... توراۃ.... زُبور.... انجیل بھی اسی ماہ مبارک میں لوح محفوظ سے نازل ہوئیں....

4۔ اس ماہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ملتا ہے....

5۔ چاند رات ہی سے سرکش جنوں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے....

6۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں....

7۔ ہر رات کو اللہ تعالیٰ کا منادی پکارتا ہے ”اے نیکی کے جویا ادھر آ.... اے بُرائی کے شیدائی رُک جا....

8۔ اس ماہ میں صاحب ایمان کا رزق بڑھایا جاتا ہے....

9۔ ہر رات کچھ دوزخ کے مستحق دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں....

10۔ اس ماہ کے دن بہت برکت والے ہیں....

اعمال:.... اس ماہ میں احکام خداوندی یہ ہیں....

ا۔ پورے مہینہ کا روزہ رکھنا یعنی ہر بالغ مسلمان کا صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنا.... جھوٹ گالی غیبت اور لڑائی وغیرہ سے پرہیز کرے ورنہ روزہ ناقص ہو جائے گا اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا....) (صرف بھوکا رہنا روزہ نہیں فاقہ ہے)

اس مبارک ماہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال یہ ہیں....

ا۔ ہر روز بعد عشاء بیس رکعات تراویح با جماعت پڑھنا....۲۔ تراویح میں ایک قرآن پورا پڑھنا یا سننا....۳۔ تراویح کے بعد وتر جماعت سے پڑھنا....۴۔ شب قدر کی تلاش میں اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں جاگنا....۵۔ محتاجوں کو کھانا کھلانا اور سلوک کرنا....۶۔ غلام باندی.... نوکر.... ماما سے کم کام لینا....۷۔ روزہ داروں کو افطار کرانا یا کھانا کھلانا....۸۔ اخیر کے دس دنوں میں اعتکاف کرنا.... مرد مسجد با جماعت میں اور عورت گھر کے کسی کونہ میں (قولہ گھر کے کسی کونہ میں الخ بلکہ پورے کمرے میں اعتکاف کر سکتی ہے)....

(فائدہ).... اعتکاف (اعتکاف کا مفہوم یہ ہے کہ سب کام چھوڑ کر نیت کے ساتھ مسجد میں رہنا اور بغیر ضرورت انسانی کے باہر نہ جانا) کے معنی ہیں سب کام چھوڑ کر اللہ کے دروازے پر آ پڑنا.... اور اسی کا نام رٹنا.... یہ تین قسم کا ہوتا ہے.... ایک فرض یعنی وہ اعتکاف جو منت اور نذر میں مانا ہوا ہو اس کا پورا کرنا فرض ہے.... ایک سنت مؤکدہ کفائی یعنی وہ جو رمضان کے اخیر عشرہ کے دس دن کا ہوتا ہے (ہر بستی یا بڑے محلّہ سے ایک آدمی ضرور معتکف ہو ورنہ سب ترک سنت کے گناہگار ہوں گے) اور ایک مستحب جو ہر وقت ہو سکتا ہے اس میں روزہ بھی شرط نہیں....

انتباہ:.... ختم تراویح کے دن روشنی کرنا.... شیرینی بانٹنا.... جھنڈیاں لگانا محض فضول خرچی ہے نہ حکم خدا ہے نہ عمل رسول اس لئے اس پر جمے رہنا مناسب نہیں اسی طرح شیرینی کا چندہ جبراً لینا.... شیرینی لینے کے لئے مسجد میں شور مچانا جائز نہیں ہے....(ع)

دیندار کی تعظیم

جب کوئی بڑا دیندار شخص تمہارے پاس آئے تو اس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ لیکن کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں۔

''توبہ'' تین چیزوں کا مجموعہ

عام طور پر دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ایک ''استغفار'' اور ایک ''توبہ'' اصل ان میں سے ''توبہ'' ہے اور ''استغفار'' اس توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے اور یہ ''توبہ'' تین چیزوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔جب تک یہ تین چیزیں جمع نہ ہوں، اس وقت تک توبہ کامل نہیں ہوتی، ایک یہ کہ جو غلطی اور گناہ سرزد ہوا ہے اس پر ندامت اور شرمندگی ہو۔پشیمانی اور دل شکستگی ہو۔دوسرے یہ کہ جو گناہ ہوا اس کو فی الحال فوراً چھوڑ دے، اور تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کامل ہو، جب تین چیزیں جمع ہو جائیں۔تب توبہ مکمل ہوتی ہے۔اور جب توبہ کر لی تو وہ توبہ کرنے والا شخص گناہ سے پاک ہو گیا، حدیث شریف میں ہے کہ:

''جس نے گناہ سے توبہ کر لی۔وہ ایسا ہو گیا جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں'' (ابن ماجہ)

صرف یہ نہیں کہ اس کی توبہ قبول کر لی۔اور نامہ اعمال کے اندر یہ لکھ دیا کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا وہ گناہ معاف کر دیا گیا۔بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم دیکھئے کہ توبہ کرنے والے کے نامہ اعمال ہی سے وہ گناہ مٹا دیتے ہیں اور آخرت میں اس گناہ کا ذکر بھی نہیں ہوگا کہ اس بندہ نے فلاں وقت میں فلاں گناہ کیا تھا۔(ث)

لباس پہننے کا طریقہ: کپڑے اور جوتے دائیں پاؤں میں پہلے پہننا مسنون ہے۔مگر میت کو کفن میں پہلے بائیں طرف سے لپیٹا جائے گا پھر دائیں طرف سے لپیٹا جائے گا۔

نئے کپڑے کی دعا: نئے کپڑے کی سنت یہ ہے کہ اس کو پہن کر یہ دعا پڑھے۔

الحمد لله الذى كَسَانا هذا ''تمام تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے ہمیں یہ (کپڑا) پہنایا ہے۔'' **لنگی و پاجامہ کی سنت:** لنگی شلوار یا پاجامہ کی سنت یہ ہے کہ ٹخنے سے اوپر رہے نیچے ہرگز نہ لٹکائے۔اس سے اللہ جل جلالہٗ کو بہت سخت غصہ آتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص پاجامہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر نہ ڈالیں گے۔

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہئے ستر کا ڈھانکنا زیادہ ضروری ہے اس لئے اگر ستر کھلنے کا ڈر ہو تو سلی ہوئی لنگی پہنیں۔

قرآن کریم سے برکت حاصل کیجئے

قرآن کریم کے بارے میں حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے **تبرک بالقرآن فانه کلام الله و خرج منه** برکت حاصل کرو اس کلام خداوندی سے اس لئے کہ یہ اللہ کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم کے الفاظ نازل فرمائے ان الفاظ میں وہ کمالات چھپے ہوئے ہیں جو بولنے والے کے اندر تھے وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں ان الفاظ کے ذریعہ دنیا میں کوئی بھی جذبہ بغیر لفظوں کے سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے لفظوں کو بیچ میں لانا لازمی ہے اور ان ہی الفاظ کے اندر اللہ تعالیٰ نے کھپایا ہے اپنے کمالات کو اور ان ہی الفاظ کے ذریعہ ان کمالات کو بندوں تک پہنچایا ہے اور ان کے دل میں اتارا ہے ان کمالات کو اپنے دل میں حاصل کرنے کی نیت سے اگر آپ تلاوت کریں گے اور دھیان اس پر دیں گے کہ کیا کہا جا رہا ہے اور میرے دل میں کمالات کس طرح اتر رہے ہیں تو پھر اور ہی شان ہوگی۔ اسی کو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ **تبرک بالقرآن فانه کلام الله و خرج منه** برکت حاصل کرو اس قرآن سے یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے اندر سے نکلا ہے بولنے والا جو بولتا ہے وہ اندر سے بولتا ہے لفظ آڑ ہوتے ہیں۔

یہ آسمان اور چاند سورج بھی اللہ کے تبرکات ہیں جن سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن آسمان و زمین، چاند، سورج، یہ اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آئے ہیں۔ اللہ نے ان کو پیدا فرمایا ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں ہی ایسی ہیں کہ اللہ کے حکم سے وہ پردۂ عدم سے وجود میں آتی ہیں۔ اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آتیں مگر قرآن اندر سے نکل کر آیا ہے۔ یہ تو کلام ہے اس لئے قرآن سے تعلق اللہ کے باطن سے تعلق ہے آپ کو اوپر کھینچنے کیلئے۔ اللہ نے ایک رسی لٹکا دی ہے جس کے ذریعہ آپ کو کھینچ لیا جائے۔

حق تعالیٰ نے اوپر سے ایک رسی لٹکائی کہ جسے نکلنا ہو وہ اس رسی کو پکڑ لے جب ہم اس رسی کو کھینچیں گے وہ بھی کھنچ کر ہمارے پاس آ جائیگا اور اس علاقہ سے نکل جائے گا وہ رسی درحقیقت قرآن کریم ہے۔ (و)

ہر ایک کا دوسرے کو ترجیح دینا

علامہ واقدیؒ کہتے ہیں کہ میرے دو دوست تھے۔ ایک ہاشمی اور ایک غیر ہاشمی۔ ہم تینوں میں ایسے گہرے تعلقات تھے کہ ایک جان تین قالب تھے۔ میرے اوپر سخت تنگی تھی۔ عید کا دن آ گیا، بیوی نے کہا کہ ہم تو ہر حال میں صبر کرلیں گے مگر عید قریب آ گئی ہے، بچوں کے رونے اور ضد کرنے نے میرے دل کے ٹکڑے کردیئے ہیں یہ محلّہ کے بچوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ عمدہ عمدہ لباس اور سامان عید کیلئے خرید رہے ہیں اور یہ پھٹے پرانے کپڑوں میں پھر رہے ہیں۔ اگر کہیں سے تم کچھ لاسکتے ہوتو لادو ان بچوں کے حال پر مجھے بہت ترس آتا ہے، میں ان کے بھی کپڑے بنادوں۔

میں نے بیوی کی یہ بات سن کر اپنے ہاشمی دوست کو پرچا لکھا، اس میں صورت حال ظاہر کی، اس کے جواب میں اس نے سربمہر ایک تھیلی میرے پاس بھیجی اور کہا کہ اس میں ایک ہزار درہم ہیں تم ان کو خرچ کرلو، میرا دل اُس تھیلی سے ٹھنڈا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ میرے دوسرے دوست کا پرچہ میرے پاس اسی رقم کے مضمون کا جو میں نے اپنے ہاشمی دوست کو لکھا تھا، آ گیا، میں نے وہ تھیلی سربمہر اس کے پاس بھیج دی اور گھر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ مسجد میں چلا گیا اور دو دن رات مسجد میں ہی رہا، شرم کی وجہ سے خالی ہاتھ گھر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ تیسرے دن میں گھر گیا اور بیوی سے سارا قصہ سنادیا، اس کو ذرا بھی ناگوار نہ ہوا، نہ اس نے کوئی حرف شکایت کا مجھ سے کہا۔ بلکہ میرے اس فعل کو پسند کیا اور کہا کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ میں ابھی یہ بات ہی کر رہا تھا کہ میرا وہ ہاشمی دوست وہی سربمہر تھیلی ہاتھ میں لیے ہوئے آیا، اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ سچ سچ بتاؤ، اس تھیلی کا کیا قصہ ہوا۔ میں نے اس کو واقعہ سنادیا، اس کے بعد اس ہاشمی نے کہا کہ جب تیرا پرچہ پہنچا تو میرے پاس اس تھیلی کے سوا کوئی چیز بالکل نہ تھی، میں نے یہ تھیلی تیرے پاس بھیج دی، اس کے بعد میں نے تیسرے دوست کو پرچہ لکھا تو اس نے جواب میں یہی تھیلی میرے پاس بھیجی۔ اس پر مجھے بہت تعجب ہوا کہ یہ تو میں تیرے پاس بھیج چکا تھا۔ یہ اس تیسرے دوست کے پاس کیسے پہنچ گئی۔ اس لئے میں تحقیق کے واسطے آیا تھا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ ہم نے اس تھیلی میں سے سو درہم تو اس عورت کو دے دیئے، اور نو سو درہم ہم تینوں نے آپس میں بانٹ لئے اور اس واقعہ کی کسی طرح مامون الرشید کو خبر ہوگئی۔ اس نے مجھے بلایا اور مجھ سے سارا قصہ سنا۔ اس کے بعد مامون الرشید نے سات ہزار درہم دیئے، دو دو ہزار ہم تینوں کو اور ایک ہزار عورت کو۔ (اتحاف) (د)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ہر صحابی میں اللہ تعالیٰ نے الگ الگ خصوصیات رکھی تھیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خصوصیت یہ تھی کہ قرآن کریم بہترین پڑھا کرتے تھے۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا **اقرئھم ابی بن کعب** سارے صحابہ میں سب سے بہتر قرآن کریم پڑھنے والے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک دن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین کے واسطے سے یہ پیغام بھیجا ہے کہ تم ابی بن کعب سے کہو کہ وہ تمہیں قرآن شریف سنائیں۔ جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو فوراً یہ سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے کہ ابی بن کعب سے ایسا کہو؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! تمہارا نام لے کر فرمایا ہے۔ بس اسی وقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو گیا اور روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور فرمایا کہ میں اس قابل کہاں کہ اللہ تعالیٰ میرا ذکر فرمائیں اور میرا نام لیں۔ (ش)

اکٹھے کھانے کا طریقہ

اگر کئی آدمی ساتھ کھانے والے ہوں تو ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آگے سے کھائے۔ اگر کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی ہوں تو ہر ایک کے لئے جس طرف سے بھی کھائے جائز ہے۔ اسی طرح جو شخص اکیلا کھانا کھائے اس کے لئے بھی سنت یہی ہے کہ اپنی طرف سے کھانا کھائے اور درمیان سے کھانا نہ کھائے کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔

جن لوگوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ خود پاک ہیں اور پاک مال ہی قبول فرماتے ہیں... مسلمانوں کو اسی چیز کا حکم دیا جس کا اپنے رسولوں کو حکم فرمایا... چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے...

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ..

اے رسولو! پاک چیزوں کو کھاؤ اور نیک عمل کرو میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں... دوسری جگہ ارشاد ہے... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ... اے ایمان والو ہمارے دیئے ہوئے پاک رزق میں سے کھاؤ...اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ لمبے لمبے سفر کرتا (اور مسافر کی دُعاء قبول ہوتی ہے) اور اس کے ساتھ ہی بکھرے ہوئے بالوں والا...غبار آلود کپڑوں والا...(یعنی پریشان حال) دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! لیکن کھانا بھی اس کا حرام ہے پینا بھی حرام ہے...لباس بھی حرام ہے، ہمیشہ حرام ہی کھایا...تو اسکی دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے...(جمع الفوائد)

ہمیں اکثر یہ فکر سوار رہتی ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں...لیکن حالات کا اندازہ اس حدیث شریف سے کیا جا سکتا ہے...اگرچہ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل سے کبھی کافر کی دُعاء بھی قبول فرمالیتے ہیں چہ جائیکہ فاسق کی...لیکن متقی کی دُعا اصل چیز ہے اسی لئے متقیوں سے دُعا کی تمنا کی جاتی ہے... جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری دُعائیں قبول ہوں...اُن کو بہت ضروری ہے کہ حرام مال سے احتراز کریں... اور ایسا کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ میری دُعا قبول نہ ہو... (ف)

کھانے میں بیٹھنے کا طریقہ: کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کی سنت یہ ہے کہ اوکڑوں بیٹھ کر کھانا کھائے۔ یا ایک پاؤں بچھائے اور ایک کو کھڑا رکھے۔ دوزانوں بیٹھ کر کھانا کھانا بھی سنت ہے اور کھانے کے لئے بلاضرورت چار زانو نہیں بیٹھنا چاہئے۔

راہِ خدا میں خرچ کا شوق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا... اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا... میں نے کہا آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا... یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا اس میں سے آدھا لے آیا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا... میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر کیا چھوڑا... میں نے عرض کیا کہ آدھا چھوڑ آیا...

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے حضور نے فرمایا... ابو بکر صدیق! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا... انہوں نے فرمایا... اُن کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا... یعنی اللہ اور اس کے رسول پاک کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں... میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا...

فائدہ: خوبیوں اور نیکیوں میں اس کی کوشش کرنا کہ دوسرے سے بڑھ جاؤں یہ بڑی اچھی بات ہے... قرآن پاک میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے... یہ قصہ غزوۂ تبوک کا ہے... اسوقت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی خاص طور سے ترغیب فرمائی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق بلکہ ہمت و وسعت سے زیادہ امداد اور تعاون فرمایا۔ (ف)

دائیں ہاتھ سے کھاؤ: دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے۔ کھانے کے بعد کچھ کھانے کے ذرے وغیرہ گرے ہوئے ہوں تو اٹھا کر کھالینا چاہئے اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔ اگر بائیں ہاتھ سے کھانے کی عادت ہو تو اس کو چھوڑنا چاہئے۔

گرا ہوا لقمہ اٹھالو: اگر کسی کا لقمہ گر گیا ہو تو اس کو چاہئے کہ لقمہ کو صاف کر کے کھالے اس لقمہ کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

سرکہ: سرکہ کا کھانا سنت ہے۔ جس گھر میں سرکہ ہو اس میں (مزید) سالن کی ضرورت نہیں۔ (یعنی سرکہ بھی سالن ہے)

عزت وذلت کی بنیاد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ... اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے...(رواہ مسلم)

یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں... عمل کرتے ہیں... حق تعالیٰ شانہ... اُن کو دنیا و آخرت میں... رفعت وعزت عطا فرماتے ہیں اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہ... وتقدس اُن کو ذلیل کرتے ہیں کلام اللہ شریف کی آیات سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے... يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا حق تعالیٰ شانہ... اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں... اور بہت سے لوگوں کو گمراہ... دوسری جگہ ارشاد ہے ... وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ اس اُمت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے... بعض مشائخ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ بندہ ایک سورت کلامِ پاک کی شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دُعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو... اور دوسرا شخص ایک سورۃ شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت... کرتے ہیں... بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اُوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی... قرآن شریف میں پڑھتا ہے الا لعنة الله علی الظلمین اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس وعید میں داخل ہوتا ہے اسی طرح پڑھتا ہے... لعنة الله علی الکذبین... اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے...(ف)

بسم اللہ پڑھنا: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بڑی ضروری سنت ہے۔ اگر بسم اللہ پڑھ کر نہیں کھایا تو کھانے میں شیطان شامل ہو جاتا ہے اور کھانا بے برکت ہو جاتا ہے۔ اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت کہہ لے اس کھانے میں برکت واپس آ جاتی ہے۔

فضیلت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں جہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے...(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب)

کتنی بڑی فضیلت ہے اور قبولیت کی انتہا ہے کہ یہ کلمہ براہِ راست عرش معلّٰی تک پہنچتا ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں کے ساتھ بھی کہا جائے تو نفع سے اس وقت بھی خالی نہیں...

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ کبائر سے بچنے کی شرط قبول کی جلدی اور آسمان کے سب دروازے کھلنے کے اعتبار سے ہے ورنہ ثواب اور قبول سے کبائر کے ساتھ بھی خالی نہیں... بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ایسے شخص کے واسطے مرنے کے بعد اُس کی رُوح کے اعزاز میں آسمان کے سب دروازے کُھل جائیں گے...ایک حدیث میں آیا ہے دو کلمے ایسے ہیں کہ اُن میں سے ایک کے لئے عرش سے نیچے کوئی منتہا نہیں...دوسرا آسمان اور زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر سے) بھر دے..ایک لا الہ الا اللہ دوسرا اللہ اکبر ... (ف)

حاکم اور خلیفہ کے فرائض

ا۔ اسلامی حکمران پر دین کو محفوظ رکھنا واجب ہے۔

۲۔ خلاف شریعت کاموں کو مٹانا فرض ہے۔ ۳۔ ارکان اسلام کو قائم کرنا مثلاً جمعہ، عیدین، نماز، روزہ، زکوٰۃ کی وصولی کا نظام حج کا انتظام وغیرہ۔ ۴۔ شہروں اور دیہاتوں میں علوم دینیہ کی اشاعت کا انتظام کرنا۔ ۵۔ قاضی اور جج مقرر کرنا۔ ۶۔ تمام علاقوں کو کافروں اور چور ڈاکوؤں کے شر سے محفوظ رکھنا۔ ۷۔ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا۔ ۸۔ حکومت کے کارندوں کے اعمال کی نگرانی کرنا۔ ۹۔ مسلمانوں کا کوئی عہدہ کافروں کے سپرد نہ کرے۔ ۱۰۔ بقدر استعداد جہاد کرنا اور لشکر ترتیب دینا۔ ۱۱۔ مجاہدین، مدرسین، قاضیوں اور ائمہ مساجد و مؤذنین کا وظیفہ مقرر کرنا۔ ۱۲۔ کافروں سے جزیہ اور خراج وصول کرنا۔

ہماری نمازیں بے اثر کیوں؟

نماز میں چار مقامات زیادہ اہم ہیں۔

۱-نماز کی حاضری لگوانا ۲-نماز کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع کروانا

۳-سلامتی رحمت اور برکت کا حقدار بننا ۴-دعاء کا قبول کرانا

(1)-تکبیر تحریمہ کے بعد پہلا کام نماز کی حاضری لگوانا ہے کیونکہ ملازم کو بغیر حاضری لگائے تنخواہ نہیں ملتی، پوری نماز میں اگر ذہن دنیا میں کھویا رہا' اللہ کی یاد ہی نہیں آئی تو یہ نماز کس کھاتہ میں شمار ہوگی، اس لیے فوراً یہ نیت کرلیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

(2)-اگر آپ نے تشہد میں دھیان اور توجہ سے ترجمہ ذہن میں رکھ کر اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ کہہ دیا تو اس نماز کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کے کھاتہ میں جمع ہوگیا اگر آپ نے دنیا کے خیالات میں التحیات پڑھ دیا تو نماز کا مقصد فوت ہوگیا نماز دل میں پڑھنا بھی منع ہے اتنا زور سے پڑھیں کہ خود سن سکیں اسی طرح نماز میں غیر ضروری حرکت کرنا' ہلتے رہنا یا بار بار کپڑوں کو صحیح کرنا نماز کے اجر کو کم کردیتا ہے۔

(3)-جب آپ نے نبی علیہ السلام پر سلام رحمت اور برکت بھیجی یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ نیت سے کہا تو فرشتے کی دعاء سے آپ خود بھی ان تینوں چیزوں کے حقدار بن گئے بس توجہ شرط ہے، مگر شیطان آپ سے یہ جملے بلا سوچے سمجھے فر فر کہلوانے کی کوشش کریگا تا کہ آپ بلاؤں اور بیماریوں میں گھرے رہیں سلامتی رحمت اور برکت سے محروم رہیں۔ اپنے اوپر سلام بھیجنا بھی مت بھولیں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا توجہ سے پڑھیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی ایک اور نعمت عظمیٰ سے بھی باخبر رہیں وہ ہے دنیا میں ہر نماز پڑھنے والے کی طرف سے آپ کو سلام پہنچنا، اگر آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں اور گناہ کی صورت میں (چوبیس گھنٹے کے اندر) معافی مانگ لیتے ہیں تو

آپ کا شمار عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیۡنَ میں ہوگا پھر آپ ہر نمازی کے سلام کے حقدار ہیں اور خود بھی توجہ سے یہ جملہ پڑھ کر صالحین کو سلام بھیجا کریں۔

(4) - دعاء کی قبولیت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا شرط ہے اور درود شریف دھیان سے پڑھیں ترجمہ ذہن میں رکھ کر پڑھیں تا کہ آگے آنے والی آخری دعا قبول ہو جو عبادت کا نچوڑ اور مغز ہے، اور خود دعاء ہی بغیر سوچے سمجھے پڑھ لی تو خدا حافظ سب محنت پر پانی پھر گیا۔ سلام کے بعد اَللهُ اَکۡبَرُ اور تین بار اَسۡتَغۡفِرُ اللهَ پڑھ لیں نماز میں کمی یا کوتاہی کا ازالہ ہو جائے گا۔ مزید اپنی نماز کو قیمتی بنانے میں ہر نماز کے بعد اس دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کریں

رَبِّ اَعِنِّیۡ عَلٰی ذِکۡرِکَ وَشُکۡرِکَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِکَ.

اس طرح آپ نفس وشیطان پر ایک دن ضرور غالب آجائیں گے شیطان ناکام ہونیکی صورت میں نماز کے علاوہ بھی آپکو بُرے خیالات ڈالے گا اسوقت آپ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ لیا کریں۔

مصافحہ اور معانقہ کے آداب

۱۔ مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرے۔

۲۔ مصافحہ کے ساتھ سلام بھی کرے۔

۳۔ مصافحہ اور سلام کے وقت جھکنا منع ہے۔

۴۔ اگر مصافحہ سے دوسرے کو تکلیف ہو جیسے ہجوم میں علماء کو مصافحہ کرنا یا بیمار اور نازک مزاج کو مصافحہ کرنا ہو تو صرف سلام پر اکتفا کرے۔

۵۔ معانقہ اور مصافحہ میں جسم کو اس طرح نہ دبائے جس سے تکلیف ہو۔

۶۔ جو آدمی جلدی میں آئے مصافحہ معانقہ نہ کرے۔

۷۔ جہاں لوگ پڑھنے لکھنے میں مصروف ہوں وہاں صرف سلام پر اکتفا کرے۔

رمضان المبارک کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات وواقعات	رمضان المبارک	مطابق
۱	آغاز نزول قرآن	۱۸؍۱ انبوی	۱۴؍ اگست ۶۱۰ء
۲	ابتدائی طور پر دو نمازوں کی فرضیت	۱۸؍۱ انبوی	۱۴؍ اگست ۶۱۰ء
۳	خفیہ دعوت اسلام آغاز	۸ ۃ؍ انبوی	۱۴؍ اگست ۶۱۰ء
۴	وفات خواجہ ابوطالب	۱۰ انبوی	جنوری ۶۱۹ء
۵	وفات ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری	۱۰ انبوی	جنوری ۶۱۹ء
۶	نکاح ام المومنین حضرت سودہ	۱۰ انبوی	فروری ۶۱۹ء
۷	سریہ سیف البحر	۱ھ	مارچ ۶۲۳ء
۸	ہجرت حضرت عائشہ صدیقہ الی المدینہ	۱ھ	مارچ ۶۲۳ء
۹	غزوہ بدر بروز جمعۃ المبارک	۱۷؍۲ھ	مارچ ۶۲۴ء
۱۰	وفات حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۲ھ	مارچ ۶۲۴ء
۱۱	وجوب صدقہ ....الفطر و نماز عید الفطر	۲۸؍۲ھ	۲۴ مارچ ۶۲۴ء
۱۲	فتح مکہ	۱۰/۸ھ	جنوری ۶۳۰ء
۱۳	سریہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ	۲۵/۸ھ	۱۶ جنوری ۶۳۰ء
۱۴	سریہ حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ	۲۵؍۸ھ	۱۶ جنوری ۶۳۰ء
۱۵	سریہ سعد ابن زید اشہلی رضی اللہ عنہ	۲۶؍۸ھ	۱۶؍ جنوری ۶۳۰ء
۱۶	وفد ثقیف کا قبول اسلام	۹ھ	دسمبر ۶۳۰ء
۱۷	حرمت سود نزول آیت ربوا	۹ھ	دسمبر ۶۳۰ء
۱۸	وفد عبد القیس کا قبول اسلام	۹ھ	جنوری ۶۳۱ء
۱۹	وفد بنی فزارہ کا قبول اسلام	۹ھ	جنوری ۶۳۱ء
۲۰	وفد بنی مرہ کا قبول اسلام	۹ھ	دسمبر ۶۳۱ء

۲۱	وفد غسان کا قبول اسلام	۱۰ھ	دسمبر ۶۳۱ء
۲۲	وفات حضرت فاطمۃ الزہرا خاتون جنت	۱۱ھ	دسمبر ۶۳۲ء
۲۳	وفات حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا	۱۱ھ	نومبر ۶۳۲ء
۲۴	وفات حضرت سہل ابن عمرو	۱۸ھ	ستمبر ۶۳۹ء
۲۵	وفات ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ	۱۹ھ	اگست ۶۴۰ء
۲۶	وفات حضرت عبداللہ ابن مسعود	۹، ۳۲ھ	اپریل ۶۵۳ء
۲۷	وفات حضرت عباس	۹، ۳۲ھ	اپریل ۶۵۳ء
۲۸	وفات حضرت مقداد ابن الاسود	۳۳ھ	مارچ ۶۵۴ء
۲۹	شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۴۰ھ	جنوری ۶۶۱ء
۳۰	خلافت حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ	۴۰ھ	جنوری ۶۶۱ء
۳۱	وفات حضرت حسان ابن ثابت	۵۴ھ	اگست ۶۷۴ء
۳۲	وفات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ	۱۷، ۵۷ھ	جولائی ۶۷۷ء
۳۳	وفات حضرت ام سلمہ ام المومنین	۱۷، ۵۹ھ	جون ۶۷۹ء
۳۴	وفات حضرت رابعہ بصری	۱۳۵ھ	۷۵۴ء
۳۵	وفات اسحاق ابن راہویہ	۱۵، ۲۳۸ھ	جولائی ۸۵۲ء
۳۶	وفات امام بخاری مصنف بخاری شریف	۳۰، ۲۵۶ھ	اگست ۸۷۰ء
۳۷	وفات امام ابن ماجہ قزوینی	۲۷۳ھ	جنوری ۸۸۷ء
۳۸	وفات امام ابوعیسیٰ ترمذی صاحب سنن	۲۷۹ھ	نومبر ۸۹۲ء
۳۹	جامعہ ازہر قاہرہ کا افتتاح	۷، ۳۶۱ھ	۲۳، جون ۹۷۲ء
۴۰	وفات ابوداؤد اندلسی	۴۹۶ھ	جون ۱۱۰۳ء
۴۱	وفات حضرت بوعلی قلندر پانی پتی	۷۲۴ھ	اگست ۱۳۲۴ء
۴۲	وفات امیر خسرو دہلوی	۷۲۵ھ	اگست ۱۳۲۵ء
۴۳	وفات علامہ ابن خلدون مؤرخ	۸۰۸ھ	فروری ۱۴۰۶ء
۴۴	وفات حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی	۱۳۴۰ھ	اگست ۱۹۱۲ء
۴۵	وفات شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری	۱۳۸۱ھ	فروری ۱۹۶۲ء

اللہ کیلئے ملاقات

کسی مسلمان سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ملاقات کے لئے جانا بڑی فضیلت کا عمل ہے۔ اور اللہ کے لئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے ملاقات کا مقصد کوئی دنیوی مفاد حاصل کرنا نہ ہو بلکہ یا تو اس لئے اس سے ملاقات کی جائے کہ وہ ایک نیک آدمی ہے یا کوئی عالم ہے اور اس کی صحبت سے اپنی اصلاح مقصود ہے یا اس لئے ملاقات کی جائے کہ اس کا دل خوش ہو اور مسلمان کا دل خوش کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ اس صورت میں بھی یہ ملاقات اللہ تعالیٰ ہی کیلئے سمجھی جائے گی اور ان شاء اللہ اس پر اجر ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے یا اپنے کسی بھائی کے پاس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ملاقات کو جائے اس کو ایک (غیبی) منادی پکار کر کہتا ہے کہ: "تو بھی مبارک، تیرا چلنا بھی مبارک اور تو نے جنت کی ایک منزل میں ٹھکانہ بنالیا۔" (ترمذی، وقال: حسن)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان سے بہ نیت ثواب ملنے سے بھی نامۂ اعمال میں نیکیوں کا بہت اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ حکم ان ہی لوگوں سے ملاقات کرنے کا ہے جن کی ملاقات سے اپنا کوئی دینی نقصان نہ ہو۔ اس کے برخلاف اگر یہ اندیشہ ہو کہ اس کی ملاقات کے نتیجے میں کسی گناہ میں مبتلا ہونا پڑے گا یا اس کی بری صحبت سے اپنے اوپر برا اثر پڑے گا یا غیبت وغیرہ کرنی یا سننی پڑے گی یا بے فائدہ باتوں سے بہت سا وقت ضائع ہو جائے گا تو ایسی صورت میں ایسی ملاقات اور صحبت سے بچنا ہی بہتر ہے۔ (الف)

چھینک کا جواب

جب چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہو۔ جب کسی کو چھینک کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہوئے سنو تو اس کو جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ضرور کہو۔ اس کا بہت خیال کرو کہ یہ اسلام کا ضروری حق ہے۔

پہلی صف اور اس کی تکمیل

انفرادی نماز کے مقابلہ میں جماعت کے ساتھ فرض نماز پڑھنے کی فضیلت ستائیس گنا زیادہ ہے' لیکن جماعت کی نماز میں بھی پہلی صف میں نماز پڑھنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اتنا زیادہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ پہلی صف میں کیا فضیلت ہے تو قرعہ اندازی کرنی پڑے۔ (صحیح مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔" (مسند احمد)

لہٰذا یوں تو ہر نماز پہلی صف میں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر ہر نماز میں اس کی پابندی نہ ہو سکے تو جب بھی موقع ملے' پہلی صف کی فضیلت حاصل کرنے کی فکر اہتمام کے ساتھ کرنی چاہئے۔ لیکن پہلی صف میں اس طرح زبردستی گھسنا جائز نہیں ہے' جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اس خوف سے پہلی صف کو چھوڑ دے کہ کسی دوسرے کو تکلیف ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلی صف کے ثواب سے دوگنا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (الترغیب)

جماعت کے دوران صفوں کو سیدھا رکھنے اور صفوں کے درمیان خلا کو پر کرنے کی بہت تاکید آئی ہے اور اس کی بڑی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی صف کو ملائے (یعنی اس کے خلا کو پر کرے) اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قرب سے نوازتے ہیں۔ (نسائی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صف کے کسی خلا کو پر کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (ترغیب بحوالہ بزار) (الف)

آنے والے کا ادب

جب کوئی شخص مجلس میں آئے اور جگہ نہ ہو تو بیٹھنے والوں کے لئے سنت ہے کہ ذرا مل کر بیٹھ جائیں اور آنے والے کے لئے جگہ بنا دیں۔

شہادت کی دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونا انسان کی عظیم ترین سعادت ہے اور جس طرح شہادت کا بے حساب اجر وثواب ہے اسی طرح اس کی تمنا اور دعا کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ نے وہی اجر وثواب رکھا ہے جو شہادت پر ملتا ہے چنانچہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے شہید ہونے کی سچے دل سے دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مرتبے تک پہنچادیتے ہیں۔ خواہ وہ شخص اپنے بستر پر مرا ہو۔ (صحیح مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سچے دل سے شہادت کا طلب گار ہو اس کو شہادت دے دی جاتی ہے خواہ بظاہر وہ اس کو نہ ملی ہو (یعنی وہ اپنے بستر پر مرے) (صحیح مسلم) (الف)

جمعہ کے دن کے سنت اعمال

۱- غسل کرنا، اور غسل میں خطمی (بوٹی) استعمال کرنا۔ اب صابن اس کی جگہ ہے۔

۲- ناخن کٹوانا، ہاتھ کے ناخن کاٹنے میں ترتیب مسنون یہ ہے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی، بیچ کی انگلی، اس کے برابر والی انگلی، چھنگلیا، پھر الٹے ہاتھ کی چھنگلیا، اس کے برابر والی انگلی، بیچ والی انگلی، اس کے برابر والی انگلی، انگوٹھا، پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔

اور پاؤں کے ناخن کاٹنے میں ترتیب مسنون یہ ہے کہ دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرنا۔ ۳- خوشبو لگانا۔ ۴- سورۂ کہف پڑھنا۔

۵- جمعہ کی آخری ساعت میں دعاؤں کا اہتمام کرنا۔ ۶- کثرت درود شریف۔

۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلیٰٓ آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً

اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔

چھ جامع نیکیاں

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ایسے اعمال بتائے، جن کی پابندی کرنے والے کے لئے آپؐ نے جنت کی ضمانت لی ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی طرف سے چھ باتوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اسے ادا کرو۔ جب کسی سے کوئی معاہدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ جب بات کرو تو سچ بولو، اور اپنی شرم گاہوں کی (ناجائز کاموں سے) حفاظت کرو اور اپنی نگاہیں نیچی رکھو، اور اپنے ہاتھوں کو (دوسروں کو تکلیف پہنچانے اور گناہ کرنے سے) روکو۔ (شعب الایمان للبیہقی) (الف)

نکاح اور ولیمہ

نکاح کے بعد چھوارے لٹانا اور تقسیم کرنا سنت ہے۔

شب زفاف: نکاح کے بعد جب پہلی رات کو بیوی کے پاس جائے تو سنت ہے کہ اس کے پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَھَا وَخَیۡرَ مَافِیۡھَا وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّھَا وَشَرِّ مَافِیۡھَا

ولیمہ: جب پہلی رات بیوی کے ساتھ گزار لے تو ولیمہ کرنا اور اپنے رشتہ داروں اعزہ اقرباء دوستوں کو کھانا کھلانا سنت ہے۔ ولیمہ میں بہت زیادہ اہتمام کرنا ضروری نہیں بلکہ تھوڑا سا کھانا پکا کر رشتہ داروں کو کھلانے سے بھی ولیمہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔

وہ ولیمہ بہت برا ہے جس میں صرف امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اس لئے جب ولیمہ کیا جائے تو سب امیروں اور غریبوں کو بلایا جائے۔ ولیمہ صرف سنت ادا کرنے کی نیت سے کیا جائے۔ جو شخص ولیمہ ناموری کے لئے کرتا ہے اس کو سنت کا کچھ ثواب نہیں ملتا بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کا سبب نہ بن جائے۔

دعوت قبول کرنا: اگر کوئی شخص دعوت کرے تو دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ اگر دعوت کرنے والے کا مال حرام ہو جیسے وہ رشوت، سود اور بدکاری وغیرہ میں مبتلا ہو تو اس کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ اگر دو شخص ایک ساتھ دعوت کریں تو جس کا گھر تمہارے گھر سے قریب ہو اسکی دعوت قبول کرو۔

لوگوں سے شکریہ کے منتظر نہ رہو

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ وہ عبادت کے ذریعے اس کی شکر گزاری کریں۔لیکن کتنے لوگ ہیں جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں جو کہ غیر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

انسانی طبیعت میں ناشکری غالب ہے۔انسان کو چاہیے کہ غم زدہ نہ ہو، جب آپ کسی کے ساتھ احسان کریں اور وہ آپ کو ٹھکرا دے تو آپ اس نیکی کو بھول جائیں کہ آپ نے کسی کے ساتھ احسان کیا ہے۔جس خالق کی خوشنودی کے لئے آپ نے یہ نیکی کی ہے وہ بڑا قدر دان ہے۔لہٰذا احسان کا بدلہ نہ ملنے پر رنجیدہ نہ ہوں۔آپ کا احسان جس عظیم اعمال نامہ میں درج ہو چکا ہے وہاں وہ واضح ہے۔

والد بیٹے کے ساتھ کیا کیا احسان کرتا ہے تعلیم وتربیت اور خورد ونوش کے کتنے مراحل ہیں جن میں وہ اپنی خواہشات کا گلہ دبا کر اولاد کی راحت کو ترجیح دیتا ہے تا کہ اولاد راحت کی نیند سو سکے۔یہی بچہ جب بڑا ہوتا ہے اور والد کی نافرمانی کرتا ہے تو اس وقت والد کے دل پر کیا گزرتی ہے لیکن وہ یہ سوچ کر خود کو مطمئن کر لیتا ہے کہ اولاد کی پرورش اللہ کی رضا کے لئے کی تھی وہ جانتا اور دیکھتا ہے۔

وہ بڑا قدر داں ہے وہی اس کی جزا دے گا اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں۔

مشائخ فرماتے ہیں اللہ میاں سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا (لہٰذا) دعا ضرور مانگنی چاہیے پھر یا تو مقام شکر ہے یا مقام صبر ایک میں ترقی کا وعدہ (لازیدنکم) ہم ضرور تمہارے لیے نعمتوں کا اضافہ کریں گے۔دوسرے میں معیت کا اعلان (اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیۡنَ) ''بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں'' یہ بھی ان کی رضائے کاملہ وہ بھی رضائے کاملہ مقصود بہر حال حاصل ہے۔(میم)

برتن کو صاف کرنا

کھانا کھانے کے بعد برتن کو اچھی طرح چاٹ لینا اور صاف کر لینا چاہیے۔ اس سنت کا بھی بہت ثواب ہے۔جس نے برتن کو صاف کیا وہ برتن صاف کرنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

پریشانی کیوں؟

آپ پریشان کیوں ہیں؟ مالی تنگ دستی ہے تو کتنے لوگ ہیں جو اسی فقر کی وجہ سے جیل میں ہیں۔ اگر آپ کے پاس سواری نہیں تو کتنے لوگ ہیں جو چلنے پھرنے سے بھی معذور ہیں۔ اگر آپ کو کوئی مرض ہے تو کتنے لوگ ہیں جو چارپائیوں پر بے حس وحرکت پڑے ہیں۔ اگر آپ کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو کتنے لوگ ہیں جن کا اس بھری دنیا میں کوئی نہیں۔ لہٰذا آپ پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام اور دین وایمان کی دولت سے نوازا ہے جو حقیقی کامیابی کا سرٹیفکیٹ ہے۔

اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرکے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیجئے۔ استغفار کیجئے اور اپنی اصلاح کی طرف پیش قدمی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ ہر خاص وعام کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ جہاں سے توبہ کی قبولیت کی ندا آرہی ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دنیا کی تمام پریشانیوں سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ پریشانیوں کو پریشانیاں نہ سمجھو۔ تو کوئی پریشانی نہیں رہتی۔ نفسیات کو علاج میں بڑا دخل ہے۔ آج کل ہر بیماری کا نفسیات سے علاج ہو رہا ہے۔ نفسیات کیا ہے؟ کہ دماغ کو اس تکلیف سے ہٹالو تو تکلیف جاتی رہتی ہے۔ یعنی اگر کسی کو بخار ہے اور دوسرے نے کہہ دیا کہ یہ بخار بہت خطرناک ہے۔ تو اب تک تو خطرناک نہ تھا۔ ہاں اب خطرناک بن گیا۔ اسی طرح اگر پریشانی کو یہ سمجھا جائے کہ یہ پریشانی کچھ بھی نہیں ہے تو وہ پریشانی نہیں رہتی۔ (میم)

گندم میں جَو ملانا: گندم میں کچھ جَو ملا لینا سنت ہے۔ جیسے اگر خالص گندم پانچ کلو استعمال کرتا ہے تو اس میں آدھا کلو یا ایک پاؤ جو ملا لے تا کہ جَو کھانے کی سنت کا ثواب حاصل ہو۔

گوشت کھانا: گوشت کھانا سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گوشت دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار ہے۔

کمانے میں اعتدال

زمین پر ہر جاندار کے رزق کا رزاق نے وعدہ کیا ہے اور وہ انسان کے علاوہ کرہ ارض پر پھیلی بے شمار مخلوقات کے ان کے مناسب رزق پہنچانے کا نظام کرتا ہے۔ پرندوں کو فضا میں، گھونسلوں میں، مچھلیوں کو دریا اور سمندر میں۔ حشرات الارض، کیڑے مکوڑوں کو زمین میں رزق پہنچانے کا نظام صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتے ہیں۔ انسان کے لئے پوری کائنات کا نظام متحرک ہے تاکہ یہ اللہ کا خلیفہ اپنے رزق کے سلسلہ میں دوسری مخلوقات کا محتاج نہ رہے۔ بلکہ بے شمار جانوروں کو اپنے قبضہ میں کر کے اپنی روزی کا بندوبست کرتا ہے۔

اس لئے یہ انسان کی کم فہمی ہے کہ وہ رزق کے بارے میں پریشان ہے جبکہ وہ دیگر تمام مخلوقات سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر حالت میں آزماتے ہیں اور یہ دنیا ہے بھی امتحان گاہ۔ کسی کو رزق کی فراخی دے کر آزماتے ہیں تو کسی کو تنگدستی کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں۔ لیکن بقدر ضرورت ہر انسان کو رزق مل رہا ہے۔ بندہ صبح خالی پیٹ اٹھتا ہے لیکن رات کو پیٹ بھر کر سوتا ہے۔ اس لئے بقدر ضرورت رزق کے حصول کی کوشش کرنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے لیکن آدمی حرص اور لالچ نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق مقدر کر دیا ہے وہ بندے کو مل کر ہی رہنا ہے۔ اس لئے رزق کے معاملہ میں پریشان نہ ہونا چاہیے۔ یہ دنیا صرف ضروریات پوری کرنے کی جگہ ہے خواہشات کی تکمیل جنت میں رکھی گئی ہے۔ (میم)

کھانے کے بعد شکر کرنا: کھانے کے بعد پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ**

حدیث شریف میں ایک اور دعا آئی ہے جس سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنِیۡ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیۡہِ مِنۡ غَیۡرِ حَوۡلٍ مِّنِّیۡ وَلَاقُوَّۃٍ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے عطا فرمایا۔'' اور اگر کسی دعوت میں کھانا کھایا ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَطۡعِمۡ مَنۡ اَطۡعَمَنَا وَاسۡقِ مَنۡ سَقَانَا

''اے اللہ! آپ اس کو کھلایئے جس نے ہمیں کھلایا اور اس کو پلایئے جس نے ہمیں پلایا۔''

کام ایک دم کرنا ٹھیک نہیں

حدیث میں آیا ہے کہ (سب سے اچھا کام وہ ہوتا ہے جو مسلسل ہو چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو) کہا جاتا ہے پانی کے ایک قطرہ کو دوسرے قطرے سے ملاتے ہوئے نہر بن جاتی ہے۔ ہم میں ایک یہ کمی ہے کہ جو کام کرنا چاہتے ہیں اسے ایک دم پورا کرنا چاہتے ہیں اس سے تھکاوٹ زیادہ ہوتی ہے پھر کام چھوڑنا پڑتا ہے۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا کام کرے اور کام کو کئی مراحل پر تقسیم کردے تو آرام آرام سے بہت کام نکل جائے گا۔ نمازوں کی تقسیم سے عبرت لو جیسے پانچ نمازوں کو پانچ اوقات میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ مؤمن کا دل بھر نہ جائے اور راحت و اطمینان سے ہر نماز کی طرف خشوع وخضوع کے ساتھ آئے۔ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ جس کام کو کئی مراحل پر تقسیم کر کے کیا جاتا ہے وہ بہت راحت و آسانی سے نمٹ جاتا ہے جو کہ اگر ایک دم پورا کرنا چاہے تو نہ ہو سکے گا بلکہ خراب ہو جائے گا۔

بعض علماء نے نمازوں کے اوقات سے یہ فائدہ حاصل کیا کہ اپنے سب کاموں کو ان پانچ نمازوں کے درمیان تقسیم کرلیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الصَّلٰوۃَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا تو اگر انسان اپنے دینی و دنیاوی کاموں کو ہر نماز کے بعد تقسیم کرلے تو وقت میں بہت وسعت اور برکت آئے گی۔

اس بات کو مثال سے یوں سمجھئے کہ اگر کوئی طالب علم اپنے اوقات نمازوں پر ایسے تقسیم کرے مثلاً کہ..... فجر کی نماز کے بعد کسی بھی علم کے حفظ کرنے کا وقت ہو، ظہر کی نماز کے بعد کسی مفید کتاب میں مطالعہ کرنے کا وقت ہو، عصر کی نماز کے بعد گھر کے کام نمٹانے کا وقت ہو، مغرب کے بعد صلہ رحمی کے لئے وقت ہو، عشاء کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھنا ان کی خبر گیری کرنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا اس نظام کی برکت سے اس کے تمام کام درست رہیں گے۔ (میم)

پانی پینے کا طریقہ: پینے کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے تین سانس میں پیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے (یعنی الحمد للہ کہے)

دل کی اصلاح کیلئے وقت نکالنے کا طریقہ

دل کی درستی ذکراللہ اور صحبت اہل اللہ سے ہوتی ہے۔ آج کہاں سے لاؤں یہ چیزیں سارادن فرصت نہیں ٹائم ہی نہیں ملتا ٹائم اس لئے نہیں کہ اللہ نے تندرستی دے رکھی ہے ابھی ذرا کان میں درد ہو جائے سارا ٹائم نکل آئے گا۔ وقت تو نکالنے سے نکلتا ہے بعض لوگ انتظار میں رہتے ہیں فرصت کی، جب فرصت ہوگی تب ذکراللہ کریں گے تم تو فرصت کا انتظار کررہے ہو اور فرصت تمہارا انتظار کررہی ہے عمر بھر تم کو فرصت نہیں ملے گی یہ تو نکالنے سے نکلے گی گھر کی ضروریات کے لئے، مقدمہ کے لئے اور دوا کیلئے وقت نکالتے ہو۔ صحبت اہل اللہ کے لئے کیوں نہیں نکالتے جس مالک نے سب کچھ دیا ہے نفس کی خاطر تو چوبیس گھنٹے میں سے کتنے نکالتے ہو۔ اللہ کے شکر کے لئے کتنا وقت نکالتے ہو۔ وقت نکلتا نہیں نکالا جاتا ہے۔ نفس سے مطالبہ کرو کہ آرام اور کھانے کمانے اور بچوں میں کتنا وقت لگاتا ہے اور ذکر کے لئے کتنا مقرر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دن میں دو تہائی اور رات میں دو تہائی اللہ کی یاد کے لئے نکالا ہے تم چوتھائی آٹھواں کچھ تو نکالو آٹھواں حصہ جو بہت کم ہے وہ تین گھنٹہ ہے اس میں بھی بہت کچھ کر سکتے ہو۔ اب یہ سمجھ لو کہ ادنیٰ درجہ آٹھواں حصہ یعنی تین گھنٹہ ہے جس میں نفس کی پیروی کی کاروبار کی کوئی شمولیت نہ ہو اب اس میں اگر سب نمازیں بھی شامل کرلو تو بہت خشوع سے دو گھنٹہ ہوتے ہیں یعنی نمازوں کے علاوہ ایک گھنٹہ نکالو اس ملئے کہ علاج کرنا ہے دل کا۔ ہمارا دل بیمار ہے۔ سب سے اچھا یہ ہے کہ کسی اللہ والے سے رابطہ پیدا کرو، اپنی باگ اس کے ہاتھ میں دے دو جب تک ڈاکٹر کی رائے سے علاج نہ کراؤ گے صحت کاملہ نہ ملے گی۔ (و)

قرآن مجید کے حقوق

ہم پر قرآن مجید کے پانچ حقوق ہیں۔

1۔ قرآن پر ایمان لائیں۔ 2۔ اس کی تلاوت کریں۔ 3۔ اس کو سمجھیں اور اس میں غور وفکر کریں۔ 4۔ اس پر عمل کریں۔ 5۔ اور اسے دوسروں تک پہنچائیں۔

غموں سے نجات پانے کا آسان نسخہ

حضرت مولانا عبدالغنی شاہ پھولپوری رحمہ اللہ ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کتنا ہی شدید طبیعت پر گرانی طاری ہو، قلب میں انتہائی ظلمت اور جمود پیدا ہو گیا ہو اور سالہا سال سے دل کی یہ کیفیت نہ جاتی ہو تو ہر روز وضو کر کے پہلے دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے، پھر سجدہ میں جا کر بارگاہ رب العزت میں عجز و ندامت کے ساتھ خوب گریہ و زاری کرے اور خوب استغفار کرے، پھر اس وظیفہ کو تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے: ﴿یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ سُبۡحَانَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ وظیفہ مذکورہ میں ﴿یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ﴾ دو اسماء الٰہیہ ایسے ہیں جن کے اسم اعظم ہونے کی روایت ہے، اور آگے وہ خاص آیت ہے جس کی برکت سے حضرت یونس علیہ السلام نے تین تاریکیوں سے نجات پائی...... پہلی تاریکی اندھیری رات کی...... دوسری پانی کے اندر کی...... تیسری مچھلی کے شکم (پیٹ) کی...... ان تین تاریکیوں میں حضرت یونس علیہ السلام کی کیا کیفیت تھی اس کو خود حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَهُوَ مَکۡظُوۡمٌ﴾ ''اور وہ گھٹ رہے تھے۔'' (سورہ قلم: آیت ۴۸)

کظم عربی لغت میں اس کرب و بے چینی کو کہتے ہیں جس میں خاموشی ہو۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اسی آیت کریمہ کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے غم سے نجات عطا فرمائی اور آگے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: ﴿وَکَذٰلِکَ نُنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾ (سورۂ انبیاء: آیت ۹۹)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات عطا فرماتے رہتے ہیں۔''

پس معلوم ہوا کہ قیامت تک کے لئے غموں سے نجات پانے کے لئے یہ نسخہ نازل فرما دیا گیا۔ جو کلمہ گو بھی کسی اضطراب و بلا میں کثرت سے اس آیت کریمہ کا ورد رکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ نجات پائے گا۔ (و)

کھانے میں عیب نہ نکالو: کھانے کو نہ برا کہنا چاہئے اور نہ اس میں عیب نکالنا چاہئے اگر پسند نہ آئے تو کھانا چھوڑ دینا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی تھی۔

تعلق مع اللہ

اللہ تعالیٰ سے تعلق اس کی برکت سے تمام پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔

جیسے ڈاکٹر کہتے ہیں "مریض ہسپتال میں داخل ہونے کے بعد سیف (محفوظ) ہو جاتا ہے"۔ یعنی ہسپتال میں داخل کرنے کے بعد مریض اور اس کے رشتہ داروں کی پریشانی ختم ہو جانا چاہیے اور انہیں پورے طور پر مطمئن رہنا چاہیے، اس لئے کہ اسباب ظاہرہ کے لحاظ سے حفاظت کا مکمل انتظام ہو گیا، آگے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ مقدر ہے وہی ہوگا۔

ڈاکٹر کا یہ جملہ مسلمان کیلئے بہت ہی عبرت آموز ہے، مسلمان کو اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے۔ "جو شخص گناہ چھوڑ دے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سیف ہو جاتا ہے"۔

ڈاکٹر کی مریض سے محبت وشفقت ناقص، علم ناقص، قدرت ناقص، اور اللہ تعالیٰ کی اپنے فرمانبردار بندہ سے محبت وشفقت کامل، اس کا علم کامل، قدرت کامل، اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر اسے راضی کر لیتا ہے، اور اس مالک الملک، قادر مطلق، رحیم وکریم کے ہاں سیف ہو جاتا ہے وہ ہسپتال میں سیف ہونے والے مریض کی بنسبت بدرجہا زیادہ مطمئن رہتا ہے کسی بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی اس کے قلب میں تشویش و پریشانی کا گزر نہیں ہو سکتا۔

دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا مرے دل میں ہمدم جو مصائب میں بھی ہوں میں خوش وخرم

(ب)

پانی پینے کے آداب: ا۔ پینے سے پہلے بسم اللہ الخ اور آخر میں الحمد للہ کہنا چاہئے۔
۲۔ دائیں ہاتھ سے آہستہ آہستہ کر کے پینا چاہئے۔ ۳۔ پینے سے پہلے پانی کو دیکھ لینا چاہئے
۴۔ ایک سانس میں پانی نہیں پینا چاہئے بلکہ تین سانس میں پینا چاہئے۔ بیٹھ کر پینا چاہئے۔
۵۔ کھڑے ہو کر یا بائیں ہاتھ سے نہیں پینا چاہئے۔
۶۔ اگر کوئی مشروب خود پی کر دوسرے کو دیا جائے تو دائیں جانب والا زیادہ حقدار ہے۔
۷۔ مشروب وغیرہ دوسرے کو پلائے تو پلانے والا خود آخر میں پئے۔

اصلاح میں حکمت

ایک نوجوان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا' اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے زنا کرنے اور بدکاری کرنے کی اجازت دے دیجئے۔ اس لئے کہ میں اپنے اوپر کنٹرول نہیں کر سکتا۔ آپ ذرا اندازہ لگایئے کہ وہ نوجوان ایک ایسے فعل کی اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کر رہا ہے جس کے حرام ہونے پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ آج اگر کسی پیر یا شیخ سے کوئی شخص اس طرح کی اجازت مانگے تو غصے کے مارے اس کا پارہ کہیں سے کہیں پہنچ جائے' لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر قربان جایئے کہ آپ نے اس پر ذرہ برابر بھی غصہ نہیں کیا۔ اور نہ اس پر ناراض ہوئے' آپ سمجھ گئے کہ یہ بیچارہ بیمار ہے' یہ غصہ کا مستحق نہیں ہے' بلکہ ترس کھانے کا مستحق ہے۔ چنانچہ آپ نے اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا' اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا' پھر اس سے فرمایا کہ اے بھائی تم نے مجھ سے ایک سوال کیا' کیا ایک سوال میں بھی تم سے کروں؟ اس نوجوان نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ کیا سوال ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ اگر کوئی دوسرا آدمی تمہاری بہن کے ساتھ یہ معاملہ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو پسند کرو گے؟ اس نوجوان نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ' پھر آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہاری بیٹی کے ساتھ یا تمہاری ماں کے ساتھ یہ معاملہ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو پسند کرو گے؟ اس نوجوان نے کہا کہ نہیں یارسول اللہؐ میں تو پسند نہیں کروں گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم جس عورت کے ساتھ یہ معاملہ کرو گے وہ بھی تو کسی کی بہن ہوگی' کسی کی بیٹی ہوگی' کسی کی ماں ہوگی' تو دوسرے لوگ اپنی بہن اپنی بیٹی سے اور اپنی ماں کے ساتھ اس معاملے کو کس طرح پسند کریں گے؟ یہ سن کر اس نوجوان نے کہا کہ یارسول اللہ! اب بات سمجھ آ گئی۔ اب میں دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا۔ اور اب میرے دل میں اس کام کی نفرت بیٹھ گئی ہے۔ اس طریقے سے آپ نے اس کی اصلاح فرمائی۔ (ش)

کلونجی اور شہد کا استعمال: کلونجی اور شہد سے دوا تیار کرنا سنت ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں میں شفا رکھی ہے۔ ان دونوں کے بہت سے فوائد حدیث میں آئے ہیں۔

دو محبوب کلمے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی اور اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں

وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْم ہیں...(مسلم)

زبان پر ہلکے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے میں نہ وقت خرچ ہو کہ بہت مختصر ہیں نہ یاد کرنے میں کوئی دقت یا دیر لگے اور اس کے باوجود جب اعمال کے تولنے کا وقت آئیگا تو ترازو میں ان کلموں کی کثرت کیوجہ سے بہت زیادہ وزن ہو جائیگا اور اگر کوئی بھی فائدہ نہ ہوتا تو بھی اس سے بڑھ کر کیا چیز تھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دو کلمے سب سے زیادہ محبوب ہیں... امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو ان ہی دو کلموں پر ختم فرمایا اور یہی حدیث کتاب کے ختم پر ذکر فرمائی ہے... ایک حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے کہ کوئی شخص تم میں سے اس بات کو نہ چھوڑے کہ ہزار نیکیاں روزانہ کر لیا کرے... سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سو مرتبہ پڑھ لیا کرے ہزار نیکیاں ہو جائینگی... اتنے گناہ تو ان شاء اللہ روزانہ کے ہوں گے بھی نہیں... اور اس تسبیح کے علاوہ جتنے نیک کام کئے ہوں گے ان کا ثواب علیحدہ نفع میں رہا... ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح و شام ایک ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کی پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے... خواہ سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں... ایک حدیث میں آیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے (سردی میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں...(ف)

جمائی کا طریقہ: جب جمائی آئے تو سنت یہ ہے کہ منہ کو بند کر لے۔ اگر منہ کو بند نہ کر سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

مجلس کا ادب: جب کسی مجلس میں جاؤ تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جاؤ۔ کسی کو جگہ سے اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا مکروہ ہے۔

فاقہ، تنگدستی اور بیماری کے اسباب

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اسباب سے مربوط فرمایا ہے ہمیں پہنچنے والی ہر پریشانی ہمارے اعمال بدکا نتیجہ ہے۔ آیئے دیکھیں کہیں ذیل کے کاموں میں تو ہم مبتلا نہیں۔

۱..... مہمان کو حقارت سے دیکھنا۔ ۲..... قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا۔
۳..... بغیر بسم اللہ کے کھانا۔ ۴..... کھڑے ہو کر کھانا۔
۵..... جوتے پہن کر کھانا۔ ۶..... بغیر ہاتھ دھوئے کھانا۔
۷..... ننگے سر کھانا۔ ۸..... کھانے کے برتن کو صاف نہ کرنا۔
۹..... مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔ ۱۰..... نماز قضا کرنا۔
۱۱..... بزرگوں کے آگے چلنا۔ ۱۲..... دروازے پر بیٹھنے کی عادت۔
۱۳..... نامحرم عورتوں کو دیکھنا۔ ۱۴..... اولاد کو گالی دینا۔
۱۵..... جھوٹ بولنا۔ ۱۶..... صبح کے وقت سونا۔
۱۷..... مغرب کے بعد سونا۔ ۱۸..... شکستہ کنگھا استعمال کرنا۔
۱۹..... ننگے سر بیت الخلاء میں جانا۔ ۲۰..... بیت الخلاء میں باتیں کرنا۔
۲۱..... بیت الخلاء میں تھوکنا۔ ۲۲..... اہل وعیال سے لڑتے رہنا۔
۲۳..... نہانے کی جگہ پیشاب کرنا۔ ۲۴..... کھڑے ہو کر نہانا۔
۲۵..... فقیر کو جھڑکنا۔ ۲۶..... حوض یا غسل والی جگہ پیشاب کرنا۔
۲۷..... گانے بجانے میں دل لگانا۔ (ص)

انسان کے ہر جز پر روزہ ہے: قرآن پاک میں ہے۔

اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔
مفسرین حضرات نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ آدمی کے ہر جز پر روزہ ہے۔

زبان کا روزہ: یہ ہے کہ اس کو جھوٹ بولنے سے بچائے۔

کان کا روزہ: یہ ہے کہ ناجائز چیزوں کے سننے سے بچائے۔

آنکھ کا روزہ: یہ ہے کہ ناجائز اور خلاف شرع اور بیہودہ باتوں کے دیکھنے سے بچائے۔

نفس کا روزہ: یہ ہے کہ اس کو حرص اور فضول نفسانی خواہشات سے بچائے۔

دل کا روزہ: یہ ہے کہ اس کو دنیا کی محبت سے خالی رکھے۔

صدمہ موت اور اس کی حقیقت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عزیز کی فوتگی پر جو صدمہ ہوتا ہے تو غور کر لیا جائے کہ یہ صدمہ محض جدائی پر نہیں بلکہ ہمیشگی کی جدائی کا عقیدہ اس کا سبب ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بس اب یہ ہمیشہ کے واسطے ہم سے جدا ہو گیا۔ اگر یہ خیال ذہن میں نہ جمے تو محض جدائی سے زیادہ صدمہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ دنیا میں بھی بعض دفعہ اس سے جدائی ہوتی ہے۔ چنانچہ کبھی ہم کو سفر پیش آتا تھا۔ کبھی عزیز کو سفر پیش آتا تھا۔ جس میں مہینہ دو مہینہ اور بعض سالہا سال کی جدائی ہوتی ہے۔ مگر یہ اس لئے گوارا تھا کہ پھر ملاقات کی امید رہتی ہے۔ تو انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کی دعا میں یہ بتلایا گیا ہے کہ تم اس جدائی کو جدائی نہ سمجھو۔ کیونکہ تم بھی ایک دن وہیں جانے والے ہو۔ جہاں یہ عزیز گیا ہے اور وہاں اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ پس یہ جدائی ویسی ہی چند روزہ جدائی ہے جیسی دنیا میں کبھی سفر وغیرہ سے پیش آیا کرتی تھی۔ ایک دن یہ جدائی ختم ہو کر ملاقات میں تبدیل ہو جائے گی اور قاعدہ ہے کہ جس فراق کے بعد وصال کی یقینی امید ہو وہ زیادہ گراں نہیں ہوتا۔

اس کی ایسی مثال ہے جیسے حاکم ایک شخص کو اپنے یہاں کسی اعلیٰ ملازمت پر بلا لیں اور اس کے بھائی کو جدائی کا صدمہ ہو۔ حاکم اس کے صدمہ کی خبر سن کر خط لکھ دیں کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم تم کو بھی بلا لیں گے۔ تو غور کر لیجئے کہ حاکم کے اس خط سے غمگین بھائی کا صدمہ فوراً زائل ہو جائے گا یا نہیں یقیناً پہلا سا غم تو ہرگز نہ رہے گا۔ البتہ اب اس فکر میں پڑ جائے گا کہ دیکھئے وہ دن کب آتا ہے کہ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں اور جب تک جدائی رہے گی اس وقت تک گن گن کر دن گزارے گا اور ملاقات کی امید میں یہ جدائی کے دن خوشی سے گزار دے گا۔

پس ہم کو بھی کسی عزیز کی وفات پر یہی سمجھنا چاہیے کہ یہ جدائی چند روزہ ہے۔ ایک دن خدا تعالیٰ ہم کو بھی بلا لیں گے۔ جیسا اسے بلایا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کل الینا راجعون۔ پھر حیرت ہے کہ حاکم حیدر آباد کے تو اس کہنے سے کہ ہم تم کو بھی بلا لیں گے۔ جدائی کا غم جاتا رہے اور خدا تعالیٰ کے فرمانے سے ہلکا بھی نہ ہو۔

غرض شریعت کا مقصود یہ ہے کہ صدمہ کے وقت ہمارے زخم پر مرہم لگا دیں۔ چنانچہ عقلی غم کے استیصال کا اور حزن طبعی کی کمی کا ہر طرح مکمل سامان کر دیا ہے۔ (ص)

ڈرائیونگ کے اصول

اسلامی فقہ میں یہ اصول لکھا ہوا ہے کہ عام راستوں پر چلنا اور کوئی سواری چلانا اس شرط کیساتھ جائز ہے کہ چلنے والا دوسروں کی سلامتی کی ضمانت دے۔ یعنی ہر ایسے کام سے بچے جو کسی دوسرے شخص کیلئے تکلیف یا خطرے کا باعث بن سکتا ہو۔

غور فرمایئے! اگر ایک شخص سگنل توڑ کر گاڑی آگے لے گیا' یا اس نے کسی ایسی جگہ سامنے والی گاڑی کو اوورٹیک کیا جہاں ایسا کرنا ممنوع تھا۔ بظاہر تو یہ معمولی سی بے قاعدگی ہے لیکن درحقیقت اس معمولی سی حرکت میں چار بڑے گناہ جمع ہیں۔

۱۔ قانون شکنی ۲۔ وعدہ خلافی ۳۔ کسی کو تکلیف پہنچانا۔

۴۔ سڑک کا ناجائز استعمال۔

یہ گناہ ہم دن رات کسی تکلف کے بغیر اپنے دامن میں سمیٹ رہے ہیں اور ہمیں کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو رہا ہے۔

بظاہر ڈرائیونگ ایک ایسا کام ہے جسکے بارہ میں عام مسلمان کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ اس کام کے متعلق اسلام ہمیں کیا ہدایات دیتا ہے؟ اسکے متعلق اصولی بات تو یہ ہے کہ عام راستوں پر چلنا اور کوئی سواری چلانا دوسروں کی ضمانت کی شرط کیساتھ جائز ہے کہ ہر ایسے کام سے بچا جائے جو کسی دوسرے شخص کیلئے تکلیف یا خطرہ کا سبب بن سکتا ہو۔

دوران ڈرائیونگ ان امور کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے تا کہ ہم دوسروں کو تکلیف سے بچا سکیں۔ ۱۔ سڑک پر جہاں پانی وغیرہ جمع ہو وہاں سے آرام سے چلیں تا کہ ناپاک پانی اڑ کر پیدل چلنے والوں یا سائیکل' موٹر سائیکل سوار کے کپڑوں پر نہ پڑے۔ اس طرح ان کو تکلیف بھی ہوگی اور بعض اوقات کپڑے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اپنی گاڑی روڈ پر نکالنے سے پہلے پٹرول' بریک' کلچ' اینڈی کیٹر (اشارے) جیسی چیزیں چیک کرلیں تا کہ خود آپ کو یا دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔ (ح)

خدارا.....انصاف کیجئے

ٹی وی دیکھنا کہنے کو تو ایک گناہ ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک گناہ نہیں بلکہ یہ لاتعداد گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ گناہ کے آلہ کا استعمال۔ ۲۔ اسکی خریداری پر مال ضائع کرنا۔ ۳۔ تصویر سازی۔
۴۔ تصویر بینی۔ ۵۔ تصور نمائی۔ ۶۔ رحمت کے فرشتوں سے دوری۔
۷۔ لعنت کا مستحق ہونا۔ ۸۔ کفار کی مشابہت۔ ۹۔ پڑوسیوں کو تکلیف دینا۔
۱۰۔ اذان اور دیگر دینی احکام کا احترام نہ کرنا۔ ۱۱۔ نماز باجماعت میں تاخیر۔
۱۲۔ مردوں کا غیر محرم عورتوں کو دیکھنا۔ ۱۳۔ عورتوں کا غیر محرم مردوں کو دیکھنا۔
۱۴۔ غیر محرم عورتوں کی آواز سننا۔ ۱۵۔ بلاضرورت شرعیہ غیر محرم مردوں کی آواز سننا۔
۱۶۔ نیم برہنہ لباس میں مخلوط اجتماع کا دیکھنا۔ ۱۷۔ وقت ضائع کرنیکا گناہ۔ ۱۸۔ اعلانیہ گناہ کرنا۔ یہ تمام گناہ کبیرہ ہیں۔ تو ٹی وی دیکھنے والا بیک وقت درجہ بالا اٹھارہ گناہ کر رہا ہوتا ہے۔ ٹی وی پر گناہ اور آخرت میں عذاب ایسی چیزیں ہیں جنکا معاملہ آخرت سے ہے لیکن ٹی وی کے وہ نقصان جن کا تعلق انسانی جسم اور اسکے اعضاء سے ہے۔ اس پر مبنی واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ اب معالجین بھی بانگ دہل پکار رہے ہیں کہ ٹی وی کے زہر سے بچو۔ امریکا شکاگو ہسپتال کے مشہور ڈاکٹر آئل کروب نے مرتے وقت غصے کی حالت میں لوگوں کو سمجھاتے ہوئے کہا تھا کہ ''خدارا! اپنے گھروں سے ٹی وی کا وجود نکال دو۔ کیونکہ ٹی وی کا وجود ایک جان لیوا کینسر کی طرح ہے۔ اس سے بچوں کو بھی کینسر ہو سکتا ہے''۔

جرمنی کے کئی ماہرین نے کئی درس گاہوں اور اداروں کے براہ راست اور بھرپور مطالعے کے بعد سوسائٹی اور نئی نسل پر ٹی وی کے خطرات کا گہرائی سے جائزہ لینے کے بعد کہا کہ ''لوگو! ٹی وی اور اسکے نظام کو تباہ کر دو اس سے پہلے کہ یہ تمہیں برباد کر دے''۔

(ح)

عورت اور غیرت

چنگیز خان نے جب ایک علاقہ پر قبضہ کرلیا تو وہاں کے خلیفہ کی ایک کنیز جو نہایت حسین تھی وہ بھی اس کے ساتھ آئی۔ اس نے ایسی حسین عورت کبھی دیکھی نہ تھی چنانچہ وہ بہت خوش ہوا اور اس کی بہت عزت اور خاطر و مدارت کی اور بہلا پھسلا کر اپنی طرف میلان کرانا چاہا۔ اس عورت نے ایک عجیب تدبیر کی۔ چنگیز خان نے اس عورت سے بہت حالات خلیفہ کے دریافت کئے اس نے بتلائے اور کہا اور تو جو کچھ ہے وہ ہے مگر ایک چیز خلیفہ نے مجھ کو ایسی دی نہ کسی نے کسی کو آج تک دی اور نہ شاید کوئی دے۔ چنگیز خان نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ کہا کہ وہ ایک تعویذ ہے اس کا اثر یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی باندھے ہو تو اس پر نہ تلوار اثر کرے نہ گولی اور نہ پانی میں ڈوب سکے۔

چنگیز خان یہ سن کر بہت خوش ہوا اس لئے کہ ایسی چیز کی تو ہر وقت ضرورت رہتی ہے یہ خیال کیا کہ نقل کرا کے فوج میں تقسیم کرادوں گا۔ چنگیز خان نے وہ تعویذ مانگا اس نے کہا کہ پہلے تم اس کا امتحان کرلو میرے پاس اس وقت وہ تعویذ ہے تم بے دھڑک اور بلا خطر مجھ پر ایک ہاتھ تلوار کا مار دو دیکھو کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ بارہا آزمایا ہوا ہے۔ چنگیز خان نے ایک ہاتھ تلوار کا صاف کیا تو اس عورت کی گردن بڑی دور جا پڑی۔ چنگیز خان کو اس پر بے حد صدمہ ہوا کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی محبوب کو فنا کردیا۔ اس عورت کی غیرت کو دیکھئے کہ کس قدر غیور تھی گو کہ فعل ناجائز تھا خودکشی تھی مگر منشا اس فعل کا غیرت تھی کہ دوسرے کا ہاتھ نہ لگے۔

رمضان میں چار باتوں کی کثرت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگاروں کے لئے اس مہینہ میں پڑھنے کے لئے ایک وظیفہ بھی بتلادیا کہ:

اگر تم پروردگار عالم کی خوشنودی اور رضا چاہتے ہو تو چار باتوں کا وردر کھو۔

(۱) کلمہ طیبہ کی کثرت (۲) استغفار کا ورد (۳) طلب جنت (۴) عذاب دوزخ سے پناہ۔

یہ چاروں چیزیں اس دعا میں جمع ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ۔

کیا آپ جنت میں جانا چاہتے ہیں؟

ایک صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری جنت اور دوزخ ہیں۔ (یعنی چاہے تو ان کی خدمت کر کے ان کو خوش رکھ کر جنت میں چلا جا اور چاہے تو ان کی نافرمانی کر کے دوزخ میں چلا جا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے۔ اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ سارے گناہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں معاف کر دیتے ہیں۔ سوائے والدین کو ستانے کے کہ اس کی سزا مرنے سے پہلے دے دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف ایک مرتبہ رحمت کی نظر سے دیکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیں گے۔ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی سو مرتبہ روزانہ رحمت کی نظر سے دیکھے تب بھی یہی اجر ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کیا شک ہے اللہ بہت بڑا ہے اور ہر عیب سے پاک ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فرمایا جنت ماں کے قدموں تلے ہے اور اس کی چابی باپ کی پیشانی پر ہے۔ دوستو اگر تم کسی مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو صدق دل سے بڑی خوش دلی سے ماں باپ کی خدمت کرو۔ دل سے عزت کرو ان کی سختی و ترشی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرو۔ ان کا کہا مانو۔ اطاعت شعاری و فرمانبرداری کے زیور سے مزین ہو جاؤ۔ نرم لہجے میں گفتگو کرو۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے ہرگز بلند نہ کرو۔ ان کے آگے سر تسلیم خم کر دو۔ ہاں اگر کوئی کام خلاف شریعت کرنے کو کہیں تو پھر اس وقت اللہ رب العزت کے حکم پر چلو اور ان کی اطاعت نہ کرو۔ کیونکہ مخلوق کی اطاعت اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہے۔ (ح)

رفیق سفر

سفر میں دو آدمیوں کا جانا مسنون ہے۔ ایک آدمی کا جانا بہتر نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت یا مجبوری ہو تو ایک آدمی کے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کے وظیفے

حدیث شریف میں آتا ہے: جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں خیر و برکت زیادہ ہو جاتی ہے۔ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور شیطان نکل جاتا ہے اور جس گھر میں تلاوت نہ ہو وہ گھر لوگوں پر تنگ ہو جاتا ہے، اس میں خیر و برکت کم ہوتی ہے، شیطان اس گھر میں اپنا مسکن بنا لیتے ہیں، فرشتے وہاں سے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہئے کہ گھر میں روزانہ تلاوت کا خوب اہتمام کریں۔

گھر سے نکلتے ہوئے دو رکعت نفل پڑھ کر نکلیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گھر سے جاتے تو دو رکعت پڑھ کر جاتے۔" (کتاب الزہد)

لہٰذا دو رکعت کا اہتمام ہر مرد و عورت کو کرنا چاہئے، فرضوں کے اہتمام کے ساتھ ساتھ ان نوافل کا اہتمام خیر و برکت کا سبب ہوگا اور گھروں سے جھگڑوں کے ختم ہونے کا ذریعہ ہوگا، شوہر اور والد کو چاہئے کہ گھر میں داخل ہوتے ہی سلام کر کے پہلے دو رکعت نفل پڑھے، پھر کوئی بات وغیرہ کرے، اسی طرح گھر سے نکلتے ہوئے دو رکعت نفل پڑھ کر نکلے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے اہتمام سے گھروں کی بہت سی پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔

منزل پڑھنے کا اہتمام کریں یہ قرآنی آیات کا مجموعہ ہے۔ اس کو پڑھیں اور گھر میں دم کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہت ہی فائدہ ہوگا۔

آیتِ کریمہ سو مرتبہ پڑھ کر محبت کیلئے دعا مانگیں۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں۔

یَآ اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ پانچ سو مرتبہ یا ستر مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے، اے اللہ! ہم دونوں میاں بیوی میں محبت پیدا فرما۔ (ح)

پہلے اجازت لو: کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا سنت ہے۔ اجازت حاصل کر کے داخل ہونا چاہئے۔

عشاء کے بعد معمولات نبوی

نماز عشاء با جماعت پڑھ کر آپ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے.... عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ پسند نہ فرماتے.... آپؐ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے.... اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے.... قبلہ کی طرف سرہانا کرتے.... جا نماز اور مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے.... سوتے وقت سورۂ جمعہ (قولہ سورۂ جمعہ الخ بعض روایات میں سورۃ حشر سورۃ بنی اسرائیل اور سبح اسم ربک الاعلیٰ کا پڑھنا بھی آیا ہے) تغابن، صف کی تلاوت فرماتے.... سوتے وقت فرماتے.... ''خدایا تیرا نام لے کر مرتا اور زندہ ہوتا ہوں....'' کبھی آدھی رات کبھی دو تہائی رات کے بعد اُٹھتے اور فرماتے.... ''اس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے کے بعد زندہ کیا اور حشر بھی اسی کی طرف ہوگا....''

پھر مسواک سے دانت مانجتے.... وضو کرتے پھر تہجد کی نفلیں کبھی دو کبھی چار کبھی چھ کبھی آٹھ کبھی دس رکعات پڑھتے.... اس کے بعد تین رکعات وتر پڑھ کر پھر دو رکعتیں نفل کھڑے ہو کر پڑھتے (آخر عمر میں البتہ بیٹھ کر پڑھی مگر آپ کو ثواب پورا ہی ملتا تھا، دعا زیادہ مانگتے.... کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دعا مانگتے پھر آرام فرماتے.... جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے.... حجرہ شریفہ ہی میں دو رکعت سنت پڑھ کر دو ہیں داہنی کروٹ ذرا لیٹ رہتے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور با جماعت نماز فجر ادا فرماتے....

یہ تھے آپ کے معمولات روزانہ.... اول تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں.... ہر تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے کہ اتنا وقت گزر گیا.... اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کر لو.... اس پابندی وقت کے علاوہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کے لئے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے اسی وجہ سے آپ بہت کام کر لیتے تھے کبھی آپ نے وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں فرمائی.... (ع)

شوال المکرّم میں معمولات نبوی

1۔ اس ماہ کا پہلا دن عیدالفطر کا دن ہے جو خدا کے انعام اور رحمت اور برکت کا دن ہے اس دن خدا تعالیٰ روزہ داروں پر فخر فرماتا ہے....

2۔ یہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے....

اس میں احکام خداوندی یہ ہیں:....

پہلی تاریخ کو عید کی نماز پڑھنا واجب ہے اس نماز میں چھ واجب تکبیریں زائد کہنی چاہئیں:
خطبہ عید پڑھنا سنت ہے اور اس کے سننے کے لئے ٹھہرنا بھی سنت ہے مگر جو سننے کے لئے ٹھہر جائے تو پھر اس پر خطبہ سننا واجب ہے....(شرح تنویر)
صاحب نصاب پر صدقہ فطر دینا واجب ہے یہ صدقہ کی جنس یا نقد مسلمان غریبوں ہی کو دینا چاہئے کافر کو دینے سے ادا نہیں ہوتا....
پہلی کو روزہ رکھنا حرام ہے....

شوال کے اعمال یہ ہیں

۱۔ ثواب لینے کی نیت سے عید کی رات میں جاگنا....۲۔ عید کی نماز کے لئے مسواک کرنا....۳۔ غسل کرنا....۴۔ مقدرت بھر صاف اچھے کپڑے پہننا....۵۔ خوشبو لگانا سرمہ لگانا (سرمہ لگانا عید یا جمعہ کی سنت نہیں بطور علاج کے اور سنت کی نیت سے رات سونے سے پہلے لگانا چاہئے) ۶۔ عیدگاہ جانے سے قبل میٹھی چیز کھالینا....۷۔ صدقہ فطر عیدگاہ جانے سے قبل ادا کر دینا....۸۔ عیدگاہ جانا اور راستے میں آہستہ آہستہ **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** کہتے جانا....۹۔ عیدگاہ ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا....۱۰۔ امام کا نماز کے بعد خطبہ پڑھنا اور خطبہ میں وعظ و نصیحت کے ساتھ صدقہ فطر کے مسائل بھی بیان کرنا....۱۱۔ اس مہینہ میں چھ دن نفل روزہ رکھنا مسنون ہے اس کا ثواب سال بھر روزہ رکھنے کے برابر ہے....۱۲۔ اس ماہ میں شادی کرنا اور لڑکی کی رخصتی کرنا مسنون ہے....

انتباہ:.....ا۔عید کے دن نماز عید سے قبل کوئی نفل نماز نہ گھر پڑھے.....نہ عید گاہ میں.....
چاشت واشراق بھی اس دن ساقط ہے.....
۲۔عید کے دن سیوئیں ویسے کھالے مگران پر فاتحہ دینا اوراس کو دین اور لازم سمجھنا غلط ہے..
۳۔نماز عید کے بعد گلے ملنا..... ہاتھ ملانا رسول کا نہیں ہندوؤں اور رافضیوں کا طریقہ ہے البتہ صحابہؓ سے "تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنۡکُمۡ" کہنا ثابت ہے.....(یعنی ہماری تمہاری عبادتیں قبول ہوں) عید مبارک کہنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔
۴۔گود کے بچوں کو عید گاہ یا مسجد لے جانا خلاف مصلحت ہے.....(ع)

میزبانی اور مہمانی کے آداب

ا۔میزبان مہمان کو بیت الخلاء اور قبلہ رخ بتادے۔
۲۔ایک مہمان کے انتظار میں باقی مہمانوں کو انتظار میں نہ ڈالے۔
۳۔مہمان میزبان کی اجازت کے بغیر دوسری جگہ دعوت قبول نہ کرے۔
۴۔مہمان میزبان کو بتلائے بغیر باہر نہ جائے جب جائے تو واپس آنے اور کھانے کے متعلق بتائے۔
۵۔میزبان مہمان کو خندہ پیشانی سے ملے اور اسکی غلطی کو نظر انداز کردے۔
۶۔پھل اور لذیذ کھانے شروع ہی میں دستر خوان پر رکھے اور دیر تک رکھا رہنے دے تاکہ سب سیر ہوکر کھالیں۔ ۷۔میزبان مہمان کو کہتا رہے اور کھاؤ اور کھاؤ۔
۸۔ایک دن رات مہمان کیلئے کھانے میں تکلف کرے۔
۹۔میزبان مہمان کو رخصت کرتے وقت دروازہ تک جائے۔
۱۰۔جو کھانا مہمان کو کھلایا جائے اسکا حساب نہ ہوگا۔
۱۱۔مہمان کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے۔اَللّٰھُمَّ اَطۡعِمۡ مَنۡ اَطۡعَمَنِیۡ وَاسۡقِ مَنۡ سَقَانِیۡ
۱۲۔جو کچھ موجود ہو پہلے مہمان کو وہ پیش کردے۔
۱۳۔مہمان کو حسب منشا کھانا کھلانا باعث برکت ہے۔

بہنوں سے ان کی جائیداد کا حصہ معاف کروانا

سوال۔ ہمارے معاشرے میں وراثت سے متعلق یہ روایت چل رہی ہے کہ باپ کے انتقال کے بعد اس کی اولاد میں سے بھائی اپنی بہنوں اور ماں سے یہ لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں چاہئے۔ بہنیں بھائیوں کی محبت کے جذبے میں سرشار ہوکر اپنے حصے سے دستبردار ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح باپ کی تمام جائیداد بیٹوں کو منتقل ہوجاتی ہے۔ کیا شرعی لحاظ سے اس طرح معاملہ کرنا درست ہے؟ کیا اس طرح بہنیں اپنی اولاد کا حق غصب کرنے کی مرتکب نہیں ہوتیں؟ اگر بہنیں اپنے حصے سے دستبردار ہوجائیں تو کیا ان کی اولاد کو مذکورہ حصہ طلب کرنے کا حق ہے؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ نے باپ کی جائیداد میں جس طرح بیٹوں کا حق رکھا ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق رکھا ہے لیکن ہندوستانی معاشرے میں لڑکیوں کو انکے حق سے محروم رکھا جاتا رہا۔ اس لئے رفتہ رفتہ یہ ذہن بن گیا کہ لڑکیوں کا وراثت میں حصہ لینا گویا ایک عیب یا جرم ہے۔ لہٰذا جب تک انگریزی قانون رائج رہا کسی کو بہنوں سے حصہ معاف کرانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور جب سے پاکستان میں شرعی قانون وراثت نافذ ہوا۔ بھائی لوگ بہنوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں حصہ نہیں چاہئے۔ یہ طریقہ نہایت غلط اور قانون الٰہی سے سرتابی کے مطابق ہے۔ آخر ایک بھائی دوسرے کے حق میں کیوں دستبردار نہیں ہوجاتا؟ اس لئے بہنوں کے نام ان کا حصہ کردینا چاہئے۔ سال دو سال کے بعد اگر وہ اپنے بھائی کو دینا چاہیں تو ان کی خوشی ہے۔ ورنہ موجودہ صورت حال میں وہ خوشی سے نہیں چھوڑتیں بلکہ رواج کے تحت مجبوراً چھوڑتی ہیں۔

اگر کسی بہن نے اپنا حصہ واقعتاً خوشی سے چھوڑ دیا ہو تو اس کی اولاد کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اولاد کا حق ماں کی وفات کے بعد ثابت ہوتا ہے۔ ماں کی زندگی میں ان کا ماں کی جائیداد پر کوئی حق نہیں۔ اس لئے اگر وہ کسی کے حق میں دستبردار ہوجائیں تو اولاد اس کو نہیں روک سکتی۔ (ش)

خاتمہ کی فکر کیجئے

ہر آدمی کی زندگی کے آگے ایک انتہائی اہم موڑ کھڑا ہے جس نے بڑے بڑے عارفین کو حسرتوں کا شکار بنایا اور بڑوں بڑوں کے دلوں پر گھبراہٹ طاری رکھی۔ اس موڑ سے خیریت وسلامتی سے گذر جانے کیلئے انہوں نے چھپ چھپ کر زاریاں کیں اور اپنے نفس کو اپنے پختہ عزم وہمت کے کوڑوں سے سرزنش کر کے اسے نیکی کی راہ پر ڈالا۔

یہ ایسی رہ گذر ہے کہ جہاں پر نافرمان عموماً پھسل جاتے ہیں اور ہلاکت کا شکار ہوتے ہیں۔

اس خطرناک موڑ اور حساس رہ گذر سے مراد خاتمہ کا وقت ہے انسان کی زندگی کے خاتمہ کے لمحات کی کیفیت ایسی ہے کہ جیسے اسے آگ کے سمندر کے اوپر بنی ایک پل پر سے گذرنا ہے۔

اے بھائیو! بتاؤ آپ نے اس پل پر سے خیریت سے گذرنے کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک نہیں سنی ہے جس نے نیکو کاروں کے دلوں کو دہشت زدہ کر رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ایک آدمی ایک لمبے عرصہ تک جنت والوں جیسے اعمال کرتا رہتا ہے پھر اس کے اعمال کا خاتمہ جہنمیوں والے اعمال پر ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایک لمبا عرصہ جہنمیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے پھر اس کے اعمال کا خاتمہ جنت والوں کے اعمال پر ہوتا ہے" (رواہ مسلم)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "اعمال کا اعتبار ان کے خاتموں کے ساتھ ہے" (رواہ البخاری)

علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "خلاصہ یہ ہے کہ جتنے لوگ دنیا سے گذر گئے انکی وراثت ان کے خاتمے ہیں یہی وجہ ہے کہ پرانے بزرگوں کو برے خاتمہ کا خوف رہتا تھا" (ث)

میت والوں کو کھانا کھلانا

میت کے رشتہ داروں کو کھانا کھلانا سنت ہے۔ صرف ان لوگوں کو جو میت کے گھر والوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں نہ کہ ساری برادری کو کھلانا سنت ہے۔ اسی وقت جو موجود ہو حاضر کر دیا جائے ناموری دکھلانا جائز نہیں ہے۔

غیبت

زبان کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ غیبت زنا کاری سے بدتر ہے کیونکہ زانی توبہ کر کے زنا سے رہائی پا جاتا ہے مگر غیبت توبہ سے دور نہیں ہوتی۔ جب تک اس شخص سے معافی نہ مانگے جس کی غیبت کی تھی۔ ہر وہ بات جو تم کسی کے بارے میں کہو اگر وہ اس کو سن لے تو رنجیدہ ہو جاؤ تو جان لو کہ وہ بات غیبت ہے اگرچہ وہ صحیح اور سچ ہو ریا کار لوگوں کی غیبت سے دور رہو کیونکہ یہ لوگ دعا اور شفقت کے انداز میں غیبت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: ”فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ اس کام میں جزائے خیر دے جس میں وہ آ گرا ہے اور اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے نفس کی بلاؤں سے محفوظ رکھے اس بے چارے فلاں شخص کو ایسا حادثہ پیش آیا ہے“۔ ایسی باتوں سے ان کا مقصود اس شخص کے عیبوں کو ظاہر کرنا ہے لیکن وہ دعا کے پیرائے میں دکھ درد کا اظہار کرتے ہوئے غیبت کرتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اس طرح غیبت سے بچ جائیں گے لیکن درحقیقت یہ لوگ غیبت کے ساتھ اور دو گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک ریا یعنی اپنے آپ کو نیک کردار ظاہر کرنا اور دوسرے اپنی آپ تعریف کہ میں ایسا نیک ہوں کہ میں کسی کی غیبت نہیں کرتا۔ اس کیلئے دعائے خیر کرتا ہوں اور اس کی حالت پر رنج و غم کھاتا ہوں حالانکہ اگر اس کا مقصود دعا ہوتا تو تنہائی میں اس کیلئے دعا کرتا اور اگر اس کے رنج و عیب سے غمگین ہوتا تو ہرگز اس کے عیب ظاہر نہ کرتا بلکہ اس کے ظاہر ہونے سے غمگین اور ملول ہوتا جو کوئی یہ جانتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کرنے والے کو مردار خور کے مانند قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ (سورہ حجرات)

کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس کو سخت ناپسند کرتے ہو۔ تو وہ ہرگز غیبت نہ کرے گا۔ (خ)

قبر: قبر کے بارے میں سنت یہ ہے کہ اس پر پانی ڈالیں بہت اونچی اور پکی نہ بنائیں۔

بستر جھاڑنا: سونے سے پہلے بستر جھاڑنا سنت ہے تاکہ خدانخواستہ اس میں کوئی موذی چیز نہ پڑی ہو۔

والدین کے آداب

اولاد کے آداب ماں باپ کے ساتھ یہ ہیں کہ وہ جو کچھ کہیں اچھی طرح توجہ سے سنیں جب وہ کھڑے ہو جائیں تو وہ بھی احتراماً سروقد کھڑے ہوئیں اوران کے آگے نہ چلے جو کچھ فرمائیں اگر وہ گناہ اور معصیت نہ ہوتو ان کے حکم کو بسر و چشم بجالاؤ۔ اپنی آوازوں کو ان کی آواز پر بلند نہ ہونے دو۔ جب بھی وہ آواز دیں تو بہت جلد لبیک یعنی جی حاضر کہو۔ ان کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی بہت کوشش کرو۔ تمہاری یہ کوشش حرص کے درجہ تک پہنچ جائے اپنے آپ کو ان کے آگے جھکا ہوا رکھے۔ اس زمانہ کو یاد کرو جب کہ تم گہوارے میں ایک قیدی کی طرح تھے۔ انہوں نے تم کو ناز و نعمت سے پالا پوسا اور پرورش کی۔ کئی کئی رات تمہاری خاطر جاگتے رہے اور اپنے راحت و آرام اور سکھ اور چین کا کچھ خیال نہ کیا۔ یہاں تک کہ تم کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا جو بھی اچھا سلوک تم نے ان کے ساتھ کرو ان پر احسان نہ جتاؤ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھو اور نہ ان کے سامنے پیشانی پر بل ڈالو ان کی اجازت کے بغیر سفر بھی نہ کرو۔

جاننا چاہئے کہ اوپر بیان کردہ لوگوں کے علاوہ باقی جو لوگ ہیں وہ تین طرح کے ہیں۔ ایک دوست احباب، دوسرے شناسا یعنی جان پہچان والے، تیسرے وہ لوگ جن سے تمہاری جان پہچان بھی نہ ہو۔ یعنی اجنبی جو عام لوگوں میں سے ہوں۔ (خ)

ملاقات کے آداب

۱۔ خندہ پیشانی سے ملے۔ ۲۔ بات کرنے سے پہلے سلام کرے واپسی پر بھی سلام کرے۔
۳۔ مصافحہ سے سلام کی تکمیل ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ۴۔ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرے اور تین دفعہ سے زیادہ دروازہ نہ کھٹکھٹائے ورنہ واپس آجائے۔
۵۔ مکان سے باہر کھڑا ہو کر اندر نظر نہ ڈالے دروازہ سے ایک طرف ہو کر کھڑا ہو۔
۶۔ ہدیہ لے کر جائے خواہ معمولی ہو اس سے محبت پیدا ہوگی۔
۷۔ اگر اندر سے نام پوچھے تو نام بتائے یہ نہ کہے کہ میں ہوں۔

حاکم کے انتخاب میں شرعی طریقے

پہلا طریقہ: مسلمانوں کے سمجھ دار لوگ اپنے اتفاق سے جس میں امیر بننے کی شرائط دیکھیں امیر مقرر کرلیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا گیا۔

ایسا حکمران جس کی امانت اور خیر خواہی مسلّم ہو کسی کو نامزد کردے جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا۔

دوسرا طریقہ: امیر اور خلیفہ کسی جماعت کو نامزد کردے کہ ان میں سے کسی کو امیر منتخب کرلیا جائے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو نامزد کیا تو حضرت عثمان کو ان حضرات کا خلیفہ مقرر کردیا۔

تیسرا طریقہ: قوت جمع کر کے زبردستی امیر بننا اور نظام حکومت پر قبضہ کرنا اگر ایسے حکمران سے مقابلہ کی قوت نہ ہو اور مسلمانوں کے جان و مال کو شدید خطرہ ہو تو صبر کرے اور اصلاح کی کوشش بقدر استعداد واجب ہے۔

چوتھا طریقہ: اگر خلیفہ بننے کی تمام شرائط کسی میں نہ پائی جائیں تو جس میں زیادہ پائی جائیں اسے خلیفہ بنایا جائے اگر ایسا خلیفہ عدل و انصاف کو قائم کرے اور امانت و دیانت کو غالب رکھے تو وہ بھی خلافت ہی ہے۔

مصافحہ کرنے کے آداب

مصافحہ پورے ہاتھ سے کرنا چاہئے صرف انگلیاں ملانے سے مصافحہ کی سنت ادا نہیں ہوتی۔

مصافحہ سلام کی تکمیل ہے ہاتھ ملانے سے پہلے السلام علیکم بھی کہنا چاہئے۔

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔

مصافحہ کرتے وقت جھکنا منع ہے۔ موقع دیکھ کر مصافحہ کرنا چاہیے کہ اگر آدمی مصروف ہے یا اس کے ہاتھ میں تکلیف ہے یا بھیڑ زیادہ ہے تو مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔

حجام سے اخلاص کی تعلیم

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا ہے۔ جب میں مکہ معظمہ میں تھا تو ایک حجام ایک خواجہ کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے حجام سے کہا کیا اللہ کی رضا کیلئے میرے بال کاٹ دو گے۔

اس نے کہا ہاں اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ ابھی تک اس خواجہ کی حجامت پوری نہ ہوئی تھی کہ حجام نے اس سے کہا آپ اب اٹھ جایئے کیونکہ جب اللہ کا نام درمیان میں آ گیا تو میں نے سب کچھ پا لیا (اس وقت حجام کو خواجہ کی حجامت مکمل کرنی چاہئے تھی اس کے بعد جنید کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ اس نے ایک معاملہ کیا تھا جو کہ اس کو پورا کرنا چاہئے تھا) پھر مجھ کو بٹھایا' میرے سر کو بوسہ دیا اور میرے بال مونڈ دیئے۔ اس کے بعد اس نے مجھے ایک کاغذ دیا جس پر ریزگاری تھی اور مجھ سے کہا اسے اپنی ضرورت پر خرچ کرنا۔

میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو نیت کی کہ اول جو فراخی مجھے نصیب ہوگی۔ میں اس کے ساتھ مروت کروں گا۔ ابھی بہت دن نہ گزرے تھے کہ لوگوں نے مجھے بصرہ سے ایک اشرفیوں کی تھیلی بھیج دی۔ میں اسے لے کر اسی حجام کے پاس گیا۔ جب میں نے وہ تھیلی اس کو دی تو اس نے کہا یہ کیا ہے؟

میں نے کہا میری نیت یہ تھی کہ جو فراخی ہوگی وہ میں تمہیں دوں گا۔ اس نے کہا آپ کو خدا سے شرم نہیں آئی؟ آپ نے مجھے کہا تھا کہ اللہ کیلئے میری حجامت بنا دیجئے اور اب یہ کیا لا رہے ہو کیا یہ اس کا عوض ہے؟ بھلا آپ نے یہ دیکھا ہے کہ کوئی شخص اللہ کیلئے کام کرے اور اس کا عوض طلب کرے؟ (ص)

سخاوت اور ایثار: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (۱) تم لوگوں پر خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (۲) جو آدمی صلہ رحمی اور بخشش کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس کے مال میں زیادتی کر دیتا ہے۔ (۳) ہدیہ دینے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ (۴) سخاوت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ ایثار کے معنی ہیں اپنی ضرورت دبا کر دوسرے انسانوں کی ضرورت پوری کرنا یہ عمل اللہ کو بہت محبوب ہے۔

نکاح میں برابری کی وضاحت

1...... ہر وہ شخص کسی لڑکی کا کفو (برابر) ہے جو اپنے خاندانی حسب نسب' دین داری اور پیشے کے لحاظ سے لڑکی اور اس کے خاندان کا ہم پلہ ہو یعنی کفو میں ہونے کے لیے اپنی برادری کا فرد ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص کسی اور برادری کا ہے لیکن اس کی برادری بھی لڑکی کی برادری کے ہم پلہ سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی لڑکی کا کفو ہے' کفو سے باہر نہیں ہے۔ مثلاً سید' صدیقی' فاروقی' عثمانی' علوی بلکہ تمام قریشی برادریاں آپس میں ایک دوسری کیلئے کفو ہیں۔ اسی طرح جو مختلف عجمی برادریاں ہمارے ملک میں پائی جاتی ہیں مثلاً راجپوت' خان وغیرہ وہ بھی اکثر ایک دوسری کے ہم پلہ سمجھی جاتی ہیں اور ایک دوسری کے لیے کفو ہیں۔

2...... بعض احادیث و روایات میں یہ ترغیب ضرور دی گئی ہے کہ نکاح کفو میں کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ دونوں خاندانوں کے مزاج آپس میں میل کھا سکیں لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کہ کفو سے باہر نکاح کرنا شرعاً بالکل ناجائز ہے یا یہ کہ کفو سے باہر نکاح شرعاً درست نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر لڑکی اور اس کے اولیاء کفو سے باہر نکاح کرنے پر راضی ہوں تو کفو سے باہر کیا ہوا نکاح بھی شرعاً منعقد ہو جاتا ہے اور اس میں نہ کوئی گناہ ہے' نہ کوئی ناجائز بات' لہٰذا اگر کسی لڑکی کا رشتہ کفو میں میسر نہ آ رہا ہو اور کفو سے باہر کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو وہاں شادی کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے' کفو میں رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے لڑکی کو عمر بھر بغیر شادی کے بٹھائے رکھنا کسی طرح جائز نہیں۔

3...... شریعت نے یہ ہدایت ضرور کی ہے کہ لڑکی کو نکاح بغیر ولی کے نہیں کرنا چاہیے (خاص طور سے اگر کفو سے باہر نکاح کرنا ہو تو ایسا نکاح اکثر فقہاء کے نزدیک بغیر ولی کے درست نہیں ہوتا) لیکن ولی کو بھی یہ چاہیے کہ وہ کفو کی شرط پر اتنا زور نہ دے جس کے نتیجے میں لڑکی عمر بھر شادی سے محروم ہو جائے اور برادری کی شرط پر اتنا زور دینا تو اور بھی زیادہ بے بنیاد اور لغو حرکت ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ایک حدیث شریف میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب تمہارے

پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دین داری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے (اپنی لڑکی کا) نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ فساد برپا ہوگا"۔

4......اسی ضمن میں یہ غلط فہمی بھی بہت سے لوگوں میں عام ہے کہ سید لڑکی کا نکاح غیر سید گھرانے میں نہیں ہو سکتا۔ یہ بات بھی شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے، ہمارے عرف میں "سید" ان حضرات کو کہتے ہیں جن کا نسب بنی ہاشم سے جا ملتا ہو۔ چونکہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلئے بلاشبہ اس خاندان سے نسبی وابستگی ایک بہت بڑا اعزاز ہے لیکن شریعت نے ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی کہ اس خاندان کی کسی لڑکی کا نکاح باہر نہیں ہو سکتا بلکہ جیسا اوپر لکھا گیا نہ صرف شیوخ بلکہ تمام قریشی نسب کے لوگ بھی شرعی اعتبار سے سادات کے کفو ہیں اور ان کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ قریش سے باہر کے خاندانوں میں بھی باہمی رضامندی کیساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ (ن)

دین کی خدمت و دعوت

اسلامی فرائض میں سے ایک فرض اللہ کے بندوں کو دین کی دعوت دینا اور دینی احکام ان کی زندگیوں میں لانے کی کوشش کرنا بھی ہے تمام انبیاء اسی مقصد کے لئے تشریف لائے، یہ سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اب اللہ کے بندوں میں دین کی محنت اور کوشش کرنا حضور کی امت کا فریضہ ہے۔ حضور کی امت خیر امت اسی وجہ سے ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آدمی نیکی کی طرف دعوت دے اس کی بات مان کر لوگ جتنی نیکیاں کریں گے اس دعوت کا کام کرنیوالے کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔ ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علی اگر تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت مل جائے یہ سرخ اونٹ مل جانے سے بہتر ہے۔

۳۔ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو اگر ایسا نہیں کرو گے اللہ تم پر عذاب مسلط کر دے گا پھر تم دعائیں کرو گے وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کرے گا۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا۔

شوال المکرّم کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات وواقعات	شوال المکرّم	مطابق
۱	نکاح المومنین حضرت عائشہ صدیقہ	۱۰ھ	فروری ۶۱۹ء
۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر طائف	۲۷، ۱۰ھ	مارچ
۳	رخصتی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱ھ	اپریل ۶۲۳ء
۴	زکوۃ کی باقاعدہ وصولی	۲ھ	۲ مارچ ۶۲۴ء
۵	غزوہ بنی قینقاع	۲ھ	۲ مارچ ۶۲۴ء
۶	غزوہ احد	۶، ۳ھ	۲۴ مارچ ۶۲۵ء
۷	غزوہ حمراء الاسد	۸، ۳ھ	۲۴ مارچ ۶۲۵ء
۸	نکاح حضرت زینب بنت خزیمہ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵ھ	مارچ ۶۲۷ء
۹	غزوہ طائف	۱۰، ۸ھ	فروری ۶۳۰ء
۱۰	وفد نجیب کی آمد	۱۰ھ	جنوری ۶۳۲ء
۱۱	وفات حضرت ابوقحافہ	۱۴ھ	نومبر ۶۳۵ء
۱۲	جنگ قادسیہ	۱۵ھ	نومبر ۶۳۶ء
۱۳	فتح بیت المقدس	۱۶ھ	اکتوبر ۶۳۷ء
۱۴	نکاح حضرت ام کلثوم بن فاطمہ ہمراہ حضرت عمرؓ	۱۷ھ	اکتوبر ۶۳۸ء
۱۵	وفات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ	۳۶ھ	مارچ ۶۵۷ء
۱۶	وفات صہیب رومی رضی اللہ عنہ	۳۸ھ	مارچ ۶۵۹ء
۱۷	وفات عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ	۴۳ھ	جنوری ۶۶۴ء
۱۸	وفات حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا	۵۴ھ	ستمبر ۶۷۴ء
۱۹	وفات حضرت زین العابدین رحمہ اللہ	۹۴ھ	جون ۷۱۳ء

۲۰	وفات امام ابن سیرین رحمہ اللہ	۱۰۵ھ	مارچ ۷۲۴ء
۲۱	وفات الفراء النحوی	۲۰۷ھ	فروری ۸۲۳ء
۲۲	وفات امام محمد بن اسماعیل البخاری	۲۵۶ء	ستمبر ۸۷۰ء
۲۳	وفات حضرت بایزید بسطامیؒ	۲۶۱/۱۶ھ	جولائی ۸۷۵ء
۲۴	وفات امام ابوداؤد سجستانیؒ	۲۷۵ھ	فروری ۸۸۹ء
۲۵	وفات حضرت جنید بغدادیؒ	۲۹۸ھ	جون ۹۱۰ء
۲۶	حجر اسود کعبہ میں واپس لایا گیا	۳۳۹ھ	مارچ ۹۵۱ء
۲۷	وفات امام فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر	۶۰۶ھ	۱۲۱۰ء
۲۸	وفات شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	۱۳۳۹/۷ھ	مئی ۱۸۲۴ء
۲۹	وفات محافظ ختم نبوت آغاز شورش کاشمیریؒ	۱۲۹۵/۱۷ھ	۲۴/۱اکتوبر ۱۹۷۵ء
۳۰	وفات فقیہ العصر مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ	۱۳۹۶/۱۱ھ	۲۴/۱اکتوبر ۱۹۷۶ء

جھگڑے سے پرہیز

لڑائی جھگڑا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے قرآن کریم میں جھگڑالو آدمی کی بہت مذمت کی گئی ہے اس کے برخلاف حلم، بردباری اور جھگڑے سے پرہیز کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اور ایسے شخص کو اجر وثواب سے نوازتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِنَّ فِیۡکَ خَصۡلَتَیۡنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلۡحِلۡمُ وَالۡاَنَاةُ تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، بردباری اور تمکنت (مسلم)

چنانچہ اگر کوئی شخص حق پر ہونے کے باوجود محض رفع شر اور لڑائی جھگڑے سے بچنے کی خاطر اپنا حق چھوڑ دے یا صلح کر لے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت عظیم بشارت دی ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَنَا زَعِیۡمٌ بِبَیۡتٍ فِیۡ رَبَضِ الۡجَنَّةِ لِمَنۡ تَرَکَ الۡمِرَاءَ وَاِنۡ کَانَ مُحِقًّا

میں اس شخص کو جنت کے کناروں پر گھر دلوانے کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے، خواہ وہ حق پر ہو۔ (سنن ابوداؤد)

جس شخص کو جنت میں پہنچانے بلکہ جنت میں گھر دلوانے کی ضمانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو اس کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے؟ (الف)

مفسداتِ نماز

(۱) نماز میں کلام کرنا قصداً ہو یا بھول کر تھوڑا ہو یا بہت، ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
(۲) سلام کرنا یعنی کسی شخص کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اسی جیسا کوئی لفظ کہہ دینا۔ (۳) سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو یَرۡحَمُکَ اللّٰهُ یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دُعا پر آمین کہنا۔ (۴) کسی بُری خبر پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا یا کسی عجیب خبر پر سبحان اللہ کہنا۔

حاجی یا مجاہد کے گھر کی خبر گیری

''حج'' اور ''جہاد'' بڑی عظیم عبادتیں ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنی عدم استطاعت کی وجہ سے یہ عظیم عبادتیں خود انجام نہ دے سکیں ان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ان عبادتوں کے ثواب میں حصہ دار بننے کا بہترین راستہ پیدا فرما دیا ہے اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مجاہد کو جہاد کی تیاری میں مدد دے' یا کسی حاجی کے سفر حج کی تیاری میں مدد کرے' اللہ تعالیٰ اس کو بھی جہاد اور حج کے ثواب میں حصہ دار بنا دیتے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص جہاد یا حج پر گیا ہوا ہے تو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر گیری' ان کی ضروریات پوری کر دینا یہ بھی ایسا عمل ہے جس سے انسان جہاد یا حج کے ثواب میں حصہ دار ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جو شخص کسی مجاہد کو (جہاد کیلئے) تیار کرے' یا کسی حاجی کو (حج کے لئے) تیار کرے۔ (یعنی اس کے اسباب فراہم کرنے میں مدد دے) یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی دیکھ بھال کرے' یا کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کو ان سب لوگوں کے جتنا ثواب ملتا ہے۔ بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔'' (سنن نسائی) (الف)

مفسداتِ نماز: (۵) درد یا رنج کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اُف کرنا (۶) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قرأت بتانا۔ (۷) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا (۸) قرآنِ مجید پڑھنے میں کوئی سخت غلطی کرنا۔ (۹) عملِ کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ (۱۰) کھانا پینا قصداً ہو یا بھولے سے (۱۱) دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنا (۱۲) قبلے کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا (۱۳) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا (۱۴) ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رُکن کی مقدار ٹھیرنا۔ (۱۵) دُعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے۔ مثلاً یا اللہ مجھے آج سو روپے دیدے۔

(۱۶) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔

(۱۷) بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر یا آواز سے ہنسنا (۱۸) امام سے آگے بڑھ جانا وغیرہ۔

رزق کی قدر کیجئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ اگر کھانا کھاتے وقت کوئی نوالہ زمین پر گر جائے تو اسے اٹھا کر جو مٹی وغیرہ لگ گئی ہو اسے صاف کر کے اور ضرورت ہو تو دھو کر کھا لینا چاہئے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

''جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے تو جو ناپسندیدہ چیز اس پر لگ گئی ہو اسے دور کر کے اسے کھالے۔ اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے پھر فارغ ہونے پر اپنی انگلیاں چاٹ لے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (صحیح مسلم)

اس حدیث کی رو سے اللہ تعالیٰ کے رزق کی ناقدری شیطانی عمل ہے۔ اور اٹھا کر کھالینے میں رزق کی قدردانی ہے۔ چنانچہ ان اعمال پر ان شاء اللہ ثواب ملے گا۔ لہٰذا ان اعمال کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں نام نہاد شرم سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ہاں اگر لقمہ اس طرح گر جائے کہ اسے صاف کرنا ممکن نہ ہو تو بات دوسری ہے۔ (الف)

مکروہاتِ نماز: (۱) سدل یعنی کپڑے کو لٹکانا۔ مثلاً چادر سر پر ڈال کر اُسکے دونوں کنارے لٹکا دینا۔ یا اچکن یا چوغہ بغیر اُس کے کہ آستینوں میں ہاتھ ڈالے جائیں کندھوں پر ڈال لینا (۲) کپڑوں کو مٹی سے بچانے کیلئے ہاتھ سے روکنا یا سمیٹنا۔ (۳) اپنے کپڑوں یا بدن سے کھیلنا (۴) معمولی کپڑوں میں جنھیں پہن کر مجمع میں جانا پسند نہیں کیا جاتا نماز پڑھنا (۵) منہ میں روپیہ یا پیسہ یا اور کوئی ایسی چیز رکھ کر نماز پڑھنا جس کی وجہ سے قرأت کرنے سے مجبور نہ رہے اور اگر قرأت سے مجبوری ہو جائے تو بالکل نماز نہ ہوگی (۶) مرد کا سُستی اور بے پروائی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا۔ عورت کی نماز ننگے سر نہیں ہوتی۔

(۷) پائخانہ یا پیشاب کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا۔ (۸) بالوں کو سر پر جمع کر چٹیا باندھنا۔ (۹) کنکریوں کو ہٹانا لیکن اگر سجدہ کرنا مشکل ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں مضائقہ نہیں۔ (۱۰) انگلیاں چٹخانا یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔ (۱۱) کمر یا کوکھ یا کولھے پر ہاتھ رکھنا۔

چھینک آنے پر حمد اور اس کا جواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں، اور جمائی کو ناپسند، پس جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ" کہے اور جو شخص اس کو سنے اس پر پہلے شخص کا حق ہے کہ وہ "یَرۡحَمُکَ اللّٰہ" کہے۔ (صحیح بخاری)

یہ اسلامی تہذیب کے وہ آداب ہیں جن کا ہر مسلمان عادی ہوا کرتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اب لوگ ان چیزوں سے بھی نا آشنا ہوتے جا رہے ہیں ان آداب کو پھر سے تازہ کرنے اور ان کو رواج دینے کی ضرورت ہے۔ (الف)

مکروہاتِ نماز: (۱۲) قبلے کی طرف سے منہ پھیر کر یا صرف نگاہ سے اِدھر اُدھر دیکھنا۔ (۱۳) کتے کی طرح بیٹھنا یعنی رانیں کھڑی کر کے بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے اور گھٹنوں کو سینے سے ملا لینا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لینا۔ (۱۴) سجدے میں دونوں کلائیوں کو زمین پر بچھا لینا مرد کیلئے مکروہ ہے۔ عورت کیلئے نہیں۔ (۱۵) کسی ایسے آدمی کی طرف نماز پڑھنا جو نمازی کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھا ہو۔ (۱۶) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔ (۱۷) بلا عذر چار زانو (آلتی پالتی مار کر) بیٹھنا۔ (۱۸) قصداً جمائی لینا یا روک سکنے کی حالت میں نہ روکنا۔ (۱۹) آنکھوں کو بند کرنا۔ لیکن اگر نماز میں دل لگنے کے لئے بند کرے تو مکروہ نہیں۔ (۲۰) امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا۔ لیکن اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں۔ (۲۱) اکیلے امام کا ایک ہاتھ اونچی جگہ پر کھڑا ہونا اور اگر اسکے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں۔ (۲۲) ایسی صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا جس میں جگہ خالی ہو۔ (۲۳) کسی جاندار کی تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔ (۲۴) ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ نمازی کے سر کے اُوپر یا اس کے سامنے یا دائیں بائیں طرف یا سجدے کی جگہ تصویر ہو۔ (۲۵) آیتیں یا سورتیں یا تسبیحیں انگلیوں پر شمار کرنا۔ (۲۶) چادر یا کوئی اور کپڑا اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ جلدی سے ہاتھ نہ نکل سکیں۔ (۲۷) نماز میں انگڑائی لینا یعنی سُستی اُتارنا۔ (۲۸) عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا۔ (۲۹) سنت کے خلاف نماز میں کوئی کام کرنا۔

زمین کی سیاحت

انسان کا دل جن چیزوں سے کھلتا ہے اور غم ختم ہو کر راحت ملتی ہے اس کا ایک ذریعہ سفر ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی زمین میں سفر کرے اور دنیا کی کھلی کتاب کا مطالعہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ کرے اور دنیا کے سرسبز باغات سے اپنی آنکھوں و دماغ کو تروتازہ کرے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی زمین میں چلو پھرو اور آفاق میں غور و فکر کرو۔ پہاڑوں پر چڑھو۔ وادیوں میں سیر کرو، طرح طرح کے پھولوں کی خوشبو سے دل کو معطر کرو۔ پھر دیکھو آپ کی روح کس طرح خوش ہوتی ہے۔ اور غم ختم ہوتے ہیں۔ گھر سے باہر نکلو اور آنکھوں سے غم کا پردہ ہٹاؤ۔ اللہ کی زمین پر ذکر کرتے ہوئے چلو۔ صرف اپنے محدود دائرے میں زندگی گزارنا خودکشی کا سب سے چھوٹا طریقہ ہے۔ آنکھ، کان اور دل کو آزاد کرو۔

قرآن کی تلاوت کرو، باغات میں پرندوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح خدائی حمد کا ترانہ گا رہے ہیں۔ اطباء کا کہنا ہے کہ زمین میں چلنا پھرنا غم ختم کرنے کا ذریعہ ہے لہٰذا وہ اسی کی وصیت کرتے ہیں اور نفسیاتی مریضوں کو گھر کی چار دیواری کے اندھیرے سے نکال کر دنیا کی روشنی کی طرف لے آتے ہیں۔

مومن اللہ کی زمین پر صرف چلتا ہی نہیں بلکہ وہ زمین و آسمان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھتا ہے اور پکار اٹھتا ہے:

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اس طرح مومن کے ایمان میں اضافہ اور عمر و رزق میں برکت دے دی جاتی ہے۔ (میم)

حدیث میں بعض نفل نمازوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے

تحیۃ الوضو: حدیث میں ہے جو شخص وضو کرنے کے بعد دو رکعت اس خلوص سے پڑھے کہ ان میں کوئی وسوسہ نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا (بخاری و مسلم) مگر یہ نفل مکروہ وقت میں نہ پڑھے،

ذکراللہ اور استغفار کی کثرت کیجئے

استغفار کی کثرت سے طبیعت کو سکون ملتا ہے اور رزق حلال نصیب ہوتا ہے۔ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس نے استغفار کی کثرت کی اس کو ہر مصیبت سے نجات ملے گی اور وہ ہر تنگی سے نکل جائے گا۔آپ سید الاستغفار کی کثرت کریں جو یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِیۡ وَاَنَا عَبۡدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھۡدِکَ وَوَعۡدِکَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّ مَا صَنَعۡتُ اَبُوۡءُ لَکَ بِنِعۡمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوۡءُ بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّہٗ لَا یَغۡفِرُالذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے مجھے پیدا کیا اور میں آپ کا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدہ پر ہوں جہاں تک میں طاقت رکھتا ہوں میں اپنے اعمال کی برائی سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی جو نعمتیں مجھ پر ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں۔اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں سو آپ مجھے بخش دیجئے کہ آپ کے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خبردار! دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا اپنے ذکر کی صرف تاکید ہی نہیں فرمائی بلکہ بکثرت ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔لہٰذا تمام دینی و دنیاوی معاملات میں آسانی کے لئے اللہ کا ذکر اور استغفار مجرب عمل ہیں۔

حدیث میں ہے۔

میرے دل پر غبار سا آجاتا ہے چنانچہ میں ہر دن سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

دیگر احادیث میں بھی کثرت سے استغفار کرنے کی تاکید وارد ہوئی ہے۔اس کے ذریعہ دل کی صفائی کی اصل وجہ یہ ہے کہ گناہوں پر ندامت کے ساتھ جب آدمی استغفار کرے گا تو ندامت اور شرمندگی کی بنا پر خود بخود دل میں نرمی پیدا ہو جائے گی اور رب العزت کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا احساس جاگزیں ہوگا اور یہ احساس دل کے تزکیہ کی سب سے زیادہ موثر تدبیر ہے۔(میم)

شوہر کے ذمہ بیوی کے حقوق

۱۔ بیوی کو دین کی بنیادی تعلیم دینا۔

۲۔ اپنی وسعت کے مطابق بیوی پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کرنا کیونکہ سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے۔

۳۔ بیوی کو اس کے والدین اور قریبی رشتہ داروں کو کبھی کبھی ملنے کی اجازت دینا۔

۴۔ بیوی کی غلطیوں پر صبر کرنا اور گالی گلوچ نہ کرنا۔ اور نہ اس کو کوسے نہ طعنہ دے۔

۵۔ اگر تنبیہ کی ضرورت ہو تو زیادہ سختی نہ کرنا

۶۔ بیوی کے چہرہ پر مارنا، یا ایسی مار مارنا جس سے جسم پر نشان پڑے جائز نہیں۔

۷۔ بقدر حاجت جماع کرنا۔

۸۔ بدگمانی نہ کرے اور نہ بالکل اس سے غافل بنے۔

۹۔ بیوی سے اچھے اخلاق اور عمدہ برتاؤ کا معاملہ کرے۔

۱۰۔ بلاضرورت طلاق نہ دے۔

۱۱۔ بیوی کو ایسی رہائش دینا جس میں وہ آزادی سے رہ سکے اور اپنا سامان رکھ سکے اس کا حق ہے اگر بیوی شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا پسند نہ کرے تو علیحدہ رہائش دینا شوہر پر واجب ہے۔

۱۲۔ عورت کے زیور کی زکوٰۃ صدقۃ الفطر، فطرانہ شوہر پر واجب نہیں۔

۱۳۔ بیوی کو کچھ ایسا جیب خرچ دے جو وہ اپنی مرضی سے خرچ کر سکے۔

۱۴۔ بیوی کی دلجوئی کرنا اور خوش کرنے کیلئے باتیں کرنا اور رات کو بیوی کے پاس رہنا بھی اسکا حق ہے۔

۱۵۔ بیوی کی مکمل اصلاح کی توقع نہ رکھے، اگر بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اس کو توڑ دو گے۔

۱۶۔ بیوی سے روٹھ کر گھر سے باہر مت جائے۔

۱۷۔ شوہر اور بیوی کی ملکیت کی چیزیں علیحدہ اور ممتاز ہونی چاہئیں تاکہ زکوٰۃ اور میراث کا صحیح حساب ہو سکے۔

عورت کے ذمہ شوہر کے حقوق

۱۔ ہر جائز امر میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا۔
۲۔ شوہر کی مالی حیثیت سے زیادہ خرچ کا مطالبہ نہ کرنا۔
۳۔ شوہر کو جس کا گھر آنا ناپسند ہو اس کی اجازت کے بغیر نہ آنے دینا۔
۴۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کا مال کسی کو نہ دینا۔
۵۔ اس کی اجازت کے بغیر نفل نماز نہ پڑھنا اور نہ نفل روزہ رکھنا۔
۶۔ شوہر اگر ہمبستری کے لئے بلائے اور کوئی شرعی عذر نہ ہو تو اس سے انکار نہ کرنا۔
۷۔ شوہر کو غربت یا بدصورتی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا۔
۸۔ اگر شوہر میں شریعت کے خلاف کوئی چیز دیکھے تو ادب سے منع کرنا۔
۹۔ شوہر کا نام لے کر نہ پکارنا۔
۱۰۔ کسی کے سامنے اس کے عیب بیان نہ کرنا اور نہ اس کے سامنے زبان درازی کرنا۔
۱۱۔ شوہر کے عزیز و اقارب سے لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔
۱۲۔ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو شوہر کے والدین کی خدمت کو سعادت سمجھنا۔
۱۳۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلنا۔
۱۴۔ عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔
۱۵۔ جس عورت کی موت اس حال میں آئے کہ اسکا شوہر اس سے راضی ہو وہ عورت جنتی ہے۔
۱۶۔ شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنا اس کا حق ہے عورت کو اس پر اجر ملتا ہے۔
۱۷۔ شوہر پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح اپنا مال خرچ کرنا سعادت سمجھے۔
۱۸۔ شوہر کو کوئی پریشانی پیش آجائے تو اس کو تسلی دے۔
۱۹۔ شوہر کی خدمت محبت اور خلوص سے کرنا اپنی سعادت سمجھے۔
۲۰۔ شوہر کو حرام کمائی سے بچانے کی فکر کرے۔

۲۱۔ شوہر کے سامان اور گھر کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرے۔
۲۲۔ شوہر کے آرام کا خیال کرے۔
۲۳۔ شوہر کوئی سوال کرے تو مقصد سمجھنے کی کوشش کرے اور سوچ کر جواب دے۔
۲۴۔ شوہر کی پکار پر فوراً جواب دے صرف اس بنا پر دیر نہ کرے کہ وہ خود ہی کر لیں گے۔
۲۵۔ شوہر اگر مشورہ طلب کرے تو خلوص سے مشورہ دے۔
۲۶۔ شوہر اگر غصہ ہو تو فوراً معافی مانگ کر اس کے مزاج کو ٹھنڈا کر دے۔
۲۷۔ شوہر کے سامنے زبان درازی نہ کرے۔

گھر کا کام کاج کرنا

سلیقہ اور حسن تدبیر سے کام کرنے والی عورت گھر کے ہر فرد کے دل میں محبوب بن جاتی ہے جبکہ کام چوری عورت میں بہت بڑا عیب ہے، صحابیات دین کی محنت کے ساتھ ساتھ گھروں کے کام انجام دیتی تھیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے تمام کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتی، آٹا پیسنا، تنور کیلئے لکڑی لانا، کھانا تیار کرنا۔ پانی بھر کر لانا، گھر کی صفائی کرنا وغیرہ ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے کام کی زیادتی کی شکایت کی اور خادم طلب کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی جب تک سب اہل مدینہ کو غلام اور باندی میسر نہ آجائیں اس وقت تک میں اپنی بیٹی کے لئے غلام اور باندی پسند نہیں کرتا جب تم کام سے تھک جاؤ اور رات کو بستر پر لیٹنے لگو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ غلام اور باندی سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی ان کے پاس کوئی جائیداد وغیرہ نہ تھی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے گھوڑے کو خود پانی پلاتیں لمبی مسافت طے کر کے کھجور کی گٹھلیاں لاتیں اور پیس کر اونٹ کو کھلاتیں۔ اور گھر کے تمام کام خود کرتیں۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک خادمہ دی جس سے ان کے کاموں میں آسانی ہوگئی عورت گھر میں جو کام بھی انجام دیتی ہے ان سب پر اجر لکھا جاتا ہے۔

گھر کو پُرسکون بنانے کیلئے چند اُصول

۱۔ جب بھی گھر میں داخل ہوں تو اعوذ باللہ، بسم اللہ، سورۃ اخلاص، اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھ لیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَ الۡمَوۡلَجِ وَخَیۡرَ الۡمَخۡرَجِ بِسۡمِ اللّٰہِ وَلَجۡنَا بِسۡمِ اللّٰہِ خَرَجۡنَا وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلۡنَا۔

۲۔ شوہر جب غصہ میں ہو تو پلٹ کر جواب مت دو

۳۔ شوہر کی ہر جائز بات پر جی ہاں کہنے کی عادت ڈالو۔ اور جب غلطی ہو جائے تو کہو معاف کریں آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

۴۔ جب شوہر کے گھر آنے کا وقت ہو تو اس کے آنے سے پہلے تمام کاموں سے فارغ ہو جاؤ تاکہ شوہر کو پوری توجہ دے سکو۔

۵۔ میاں بیوی اپنے جھگڑوں کی تفصیل رشتہ داروں کو بیان نہ کریں۔

۶۔ شوہر جو چیز بھی گھر لائے اس پر شکر کے کلمات کہنے کی عادت ڈالو۔

۷۔ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی ناگوار باتوں پر صبر کریں۔

۸۔ شوہر کا مزاج دیکھ کر بات کرو کیونکہ شوہر رتبہ میں باپ سے بھی بڑا ہے۔

۹۔ بیوی شوہر کے سامنے اپنے گھر والوں کے راز نہ کھولے۔

۱۰۔ میاں بیوی آپس کی باتیں کسی کو نہ بتائیں قیامت کے دن سب سے برے وہ لوگ ہوں گے جو اپنی تنہائی کی باتیں اوروں کو بتلاتے پھرتے ہیں۔

۱۱۔ فرض نمازوں کے بعد پابندی سے یہ دعا کرو۔

اے اللہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان اس طرح محبت پیدا فرما جس طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت میں اپنے شوہر کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اے اللہ میں ایسے شوہر سے آپ کی پناہ چاہتی ہوں جو مجھے ستائے اور میرے بارہ میں آپ سے نہ ڈرے۔ ۱۲۔ شوہر سفر سے واپس آئے تو مسکراہٹ سے استقبال کرو، خیریت معلوم کرو پانی، کھانا پیش کرو، آتے ہی یہ مت پوچھو کہ ہمارے لئے کیا لائے۔

۱۳۔ میاں بیوی غصہ کی حالت میں ایک دوسرے سے تھوڑی دیر کیلئے جدا ہو جائیں۔

اچھے کاموں میں مصروف رہو

ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل کفار تھے اور دین اسلام کو ختم کرنے کے لئے مال و دولت خرچ کرتے تھے۔ اگر مسلم نوجوانوں کو دیکھا جائے تو یہ ست اور نڈھال دکھائی دیتے ہیں کھانے پینے یا نیند میں مشغول نظر آتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح سے شام تک اپنے کاموں میں مصروف رہتے نیند کم کرتے ایک مرتبہ گھر والوں نے کہا کہ آپ نیند کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا اگر میں رات کو سوؤں تو میں آخرت کو ضائع کروں گا اگر دن میں سوؤں تو میری عوام ضائع ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناکام بیٹھنے والوں اور فارغ رہنے والوں کو تنبیہ کرتے ایک مرتبہ چند نوجوان صبح سے شام تک مسجد میں رہے عبادت کرتے رہے آپ نے انہیں مار کر مسجد سے نکالا اور فرمایا کہ جاؤ رزق کے لئے جدوجہد کرو۔ آسمان سے سونا چاندی کی بارش نہیں ہوتی بیکار اور فارغ رہنے سے وساوس پیدا ہوتے ہیں اور آدمی نفسیاتی امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ جدوجہد اور چستی سے دل خوش ہوتا ہے اور سعادت حاصل ہوتی ہے۔ سستی اور کاہلی سے پریشانیاں اور غم دل پر سوار ہوتے ہیں ذہن مریض ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی اپنے وقت کا خیال کرے اور اسے اچھے کاموں میں مشغول رکھے تو تمام پریشانیاں اور بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

دین اسلام نے عمل اور حرکت کی ترغیب دی ہے کہ حرکت میں برکت ہے۔ (میم)

معاشرت: معاشرت کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی انسان تنہا نہیں رہتا اور نہ ہی تنہا رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور جب وہ دنیا میں رہتا ہے تو اس کو کسی نہ کسی سے واسطہ پڑتا ہے۔ گھر والوں سے، دوستوں سے، پڑوسیوں سے، بازار والوں سے اور جس جگہ وہ کام کرتا ہے وہاں کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب دوسروں سے واسطہ پڑے تو ان کے ساتھ کس طرح معاملہ کرنا چاہئے؟ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ اس کو معاشرت کے احکام کہا جاتا ہے۔ یہ بھی دین کے شعبوں میں سے ایک بڑا شعبہ ہے لیکن ہماری نادانی اور بے عملی کی وجہ سے یہ شعبہ بالکل نظر انداز ہو کر رہ گیا ہے اور اس کو دین کا حصہ ہی نہیں سمجھا جاتا اور اس کے بارے میں شریعت نے جو احکام عطا فرمائے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

سسرال میں رہنے کا طریقہ

۱۔ساس اور سسر کا ادب اپنے والدین کی طرح کرے۔
۲۔جو کام ساس نندیں کریں اسے کرنے میں عار محسوس مت کرو۔
۳۔جب دو عورتیں چپکے چپکے باتیں کرتی ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔
۴۔اگر شوہر اپنی آمدنی کی رقم والدین کے ہاتھ پر رکھے اسے برا مت مناؤ آخر والدین نے اسے پالا، پروان چڑھایا، تعلیم دلوائی، ۔۵۔سسرال کی ناگوار باتیں والدین کو جا کر مت بتلاؤ۔
۶۔اپنی چیزیں اور سامان خود سمیٹنے کی عادت ڈالو کسی کے انتظار میں بکھری ہوئی مت چھوڑ دو۔
۷۔خاوند کی بھابیاں اگر تم سے بڑی ہوں تو ان کے مرتبہ کا خیال رکھو اور اگر چھوٹی ہوں تو ان سے شفقت کا معاملہ کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بڑوں کا اکرام نہ کرے اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

۸۔ساس کی شکایتیں بار بار شوہر سے نہ کرے بلکہ صبر کرے اور یہ سوچے کہ میری والدہ کے ساتھ میری بھابیاں یہ معاملہ کریں تو مجھ پر کیا گزرے گی ۔۹۔کسی کا فون آئے تو ساس کے ہوتے ہوئے ساس کو دے دیں خصوصاً جبکہ ساس شک بھی کرتی ہو۔۱۰۔گاڑی میں کہیں جانا ہو تو شوہر سے کہیں کہ والدہ کو آگے بٹھائیں اس سے وہ خوش ہونگی۔۱۱۔سیر و تفریح کے لئے جانا ہو تو کبھی کبھی ساس کو ساتھ لے جائیں خصوصاً جبکہ سسر انتقال کر چکے ہوں۔

حاجت مندوں کے حقوق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں مجھ سے اتنا قریب ہوگا جس طرح دو انگلیاں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ بیماروں کی خبر گیری کرو۔ قیدیوں کو چھڑاؤ۔ بیوہ عورت اور محتاجوں کی مدد کرنے والے کو ایسا اجر ملتا ہے جیسے جہاد کرنے والے کو اور وہ ایسا ہے جیسے دن میں روزہ رکھنے والا رات کو نفل پڑھنے والا۔ جو کسی کو کھانا کھلائے اللہ اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ جو کسی کو کپڑے پہنائے اللہ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

شکر کرنے کے طریقے

آج کل ہماری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ سناؤ جی کام کیسا ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ بس جی گزارہ ہے۔ حالانکہ یہ وہ آدمی بات کر رہا ہوتا ہے جس کی کئی دکانیں ہیں' کئی مکانات ہیں' وہ اگر خود کھا پی لیتا ہے مگر اس کے پاس لاکھوں کی تعداد میں وافر مال پڑا ہوتا ہے' لاکھوں کی جائیداد کا مالک ہے۔ او خدا کے بندے! تیری زبان کیوں چھوٹی ہوگئی' تیری زبان سے کیوں تیرے رب کی تعریفیں ادا نہیں ہوتیں' اگر کوئی وزیر تیرے بچے کی نوکری لگوا دے تو جگہ جگہ اس کی تعریفیں کرتا پھرتا ہے کہ فلاں نے میرے بیٹے کی نوکری لگوا دی۔ ارے! اس بندے نے تجھ پر چھوٹا سا احسان کیا تو اتنا احسان مند ہوتا ہے' تیرے پروردگار کے تجھ پر کتنے احسانات ہیں تو اس کے احسانات کی تعریف نہیں کرتا۔ پوچھا بھی جاتا ہے سناؤ' کاروبار کیسا؟ او جی بس گزارہ ہے۔ تجھے چاہئے تو یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میرے مولا کا کرم ہے۔ میری اوقات اتنی نہیں تھی جتنا رب کریم نے مجھے عطا کر دیا' میں تو اس قابل نہ تھا میں پروردگار کا کن الفاظ سے شکر ادا کروں۔ میرے دوستو! ہم اپنے رب کے گن گایا کریں' کہا کریں کہ پروردگار نے مجھ پر اتنا کرم کیا کہ یقیناً میں اس قابل نہ تھا' میں تو ساری زندگی سجدے میں پڑا رہوں تو بھی اس مالک کا شکر ادا نہیں کر سکتا' میں تو ساری زندگی اگر اس کی عبادت میں گزار دوں تو پھر بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس قسم کا جواب دیں جس سے پروردگار کی عظمتیں ظاہر ہوں اس کی تعریفیں ہوں کہ پروردگار نے ہم پر کتنے احسانات کئے' ہمیں اس کے شکر ادا کرنے کا سبق پھر سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ آپ غور کریں گے تو آپ کو اپنے گرد کتنی ہی نعمتیں ایسی نظر آئیں گی کہ آپ خود ہی کہیں گے کہ رب کریم کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں۔ میں تو اس کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ (انمول موتی)

پڑوسیوں کے حقوق: ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کے شر سے ڈرتا ہو۔

فکر انگیز فارم

ٹکٹ: فری..... سیٹ: یقینی..... نام عبداللہ ابن آدم..... عرفیت: انسان.....

قومیت: مسلمان..... شناخت: مٹی، پتہ: روئے زمین.....

دوران سفر: چند ثانیے...... جس میں چند لمحات کے لئے دو میٹر زیر زمین قیام۔

ضروری ہدایات: تمام مسافرین کرام سے درخواست ہے کہ وہ ان لوگوں کو اپنی نظر میں رکھیں، جو ان سے پہلے آخرت کی طرف سفر کر گئے ہیں۔ اسی طرح ہر لمحہ ان کی نظر طیارے کے پائلٹ ملک الموت کی طرف رہنی چاہئے۔ مزید تفصیلات کیلئے ان ضروری ہدایات کو بغور پڑھ لیں، جو کتاب اور سنت رسول میں مندرج ہیں۔ اگر اس سلسلے میں کچھ سوالات درپیش ہوں تو جواب کے لئے علمائے امت سے رجوع کریں......

ہر مسافر اپنے ساتھ چند میٹر سفید لٹھا اور تھوڑی سی روئی لے جا سکتا ہے، لیکن وہ سامان جو میزان میں پورا اترے گا وہ نیک اعمال، صدقۂ جاریہ، صالح اولاد اور وہ علم ہوگا جس سے بعد والے نفع حاصل کر سکیں گے۔ اس سے زیادہ سامان سفر لانے کی کوشش کی گئی تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ تمام مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ پرواز کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔

پرواز کے متعلق مزید معلومات کے لئے فوری طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول سے رابطہ قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں روزانہ پنج وقتہ مسجد کی حاضری مفید ہوگی۔ آپ کی سہولت کے لئے دوبارہ عرض ہے کہ آپ کی سیٹ ریزرو ہو چکی ہے اور اس سلسلے میں کسی ری کنفرمیشن کی حاجت نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ سفر کے لئے تیار ہوں گے۔ ہم آپ کو اس مبارک سفر پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہماری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ (بکھرے موتی) (و)

تحیۃ المسجد: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مسجد میں داخل ہوا کرو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لیا کرو (بخاری، مسلم) لیکن یہ نفل صرف ظہر، عصر، عشاء، ان تین نمازوں میں پڑھ سکتے ہیں، فجر کی نماز سے پہلے صرف دو سنتیں فجر کی پڑھیں، اور مغرب کی نماز سے پہلے بھی کوئی نفل نماز نہیں پڑھنا چاہئے۔

عافیت کی قیمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کے فضائل بیان فرمائے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ ہر مرض کسی خاص محل یا عضو پر پڑتا ہے لیکن بخار ایسا مرض ہے کہ اندر سے لے کر باہر تک ناخن تک اس کا اثر ہوتا ہے تو پورے بدن کا کفارہ ہوتا ہے۔ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو جا کر دعا کی کہ اے اللہ بخار ٹھہر جائے کسی وقت نہ اترے۔ مگر میں جمعہ اور نماز میں جاتا رہوں۔ معذور ہو کر نہ جاؤں۔ مگر بخار ہر وقت رہے۔ بخار ٹھہر گیا۔ بہر حال صحابہ ولی ہیں مستجاب الدعوات ہیں۔ مساجد میں تو حاضر ہوتے رہے مگر بخار تو بخار ہی ہے رنگ جلنا شروع ہوا۔ سوکھنے شروع ہوئے۔ یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوہریرہؓ تمہارا کیا حال ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ آپ نے بخار کے فضائل بیان فرمائے تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ بارہ مہینہ بخار مجھے رہا کرے فرمایا بندہ خدا! یہ مطلب تھوڑا ہی تھا کہ بخار کو خود مانگا کرو۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ آجائے تو صبر کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ مانگ مانگ کر مصیبتیں مول لو۔

چنانچہ آپ نے پھر دعا کی تو بخار زائل ہو گیا۔ اور فرمایا **اسئل اللّٰہ العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ**. یعنی اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگا کرو۔ (ب)

کم سن اولاد کی وفات پر اجر و ثواب: حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے تین بچے مر گئے ہوں وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے آڑ بن جائیں گے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ کسی کے دو بچے مرے ہوں؟ فرمایا وہ بھی پھر کسی نے عرض کیا یارسول اللہ جس کا ایک ہی مرا ہو؟ فرمایا وہ بھی کسی نے عرض کیا یارسولؐ اللہ جس کا ایک بھی نہ مرا ہو تو آپ نے فرمایا **انا فرط لامتی ولن یصا بوا بمثلی**۔ کہ میں تو اپنی امت کا آگے جا کر سامان کرنے والا ہوں اور میری موت جیسا حادثہ میری امت پر کوئی نہ آئے گا اس لئے ان کے واسطے وفات کا صدمہ ہی مغفرت کے لئے کافی ہے۔ یعنی آگے جا کر اپنی امت کے لئے مغفرت کی کوشش و سفارش کروں گا۔

جھگڑے کس طرح ختم ہوں؟

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر انسان اس اصول پر عمل کر لے تو امید ہے کہ پچھتر فیصد جھگڑے تو وہیں ختم ہو جائیں چنانچہ فرمایا کہ: ''ایک کام یہ کرلو کہ دنیا والوں سے امید باندھنا چھوڑ دو' جب امید چھوڑ دو گے تو انشاء اللہ پھر دل میں کبھی بغض اور جھگڑے کا خیال نہیں آئے گا''۔

دوسرے لوگوں سے جو شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً یہ کہ فلاں شخص کو ایسا کرنا چاہئے تھا اس نے یہ نہیں کیا جیسی میری عزت کرنی چاہئے تھی اس نے ایسی عزت نہیں کی جیسی میری خاطر مدارات کرنی چاہئے تھی اس نے ویسی نہیں کی یا فلاں شخص کے ساتھ میں نے فلاں احسان کیا تھا اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا وغیرہ وغیرہ یہ شکایتیں اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ دوسروں سے توقعات وابستہ کر رکھی ہیں اور جب وہ توقع پوری نہیں ہوتی تو اس کے نتیجے میں دل میں گرہ پڑ گئی کہ اس نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا اور دل میں شکایت پیدا ہو گئی ایسے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت پیدا ہو جائے تو اس سے جا کر کہہ دو کہ مجھے تم سے یہ شکایت ہے تمہاری یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی مجھے بری لگی پسند نہیں آئی یہ کہہ کر اپنا دل صاف کرلو لیکن آج کل بات کہہ کر دل صاف کرنے کا دستور ختم ہو گیا بلکہ اب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو اور اس شکایت کو دل میں لے کر بیٹھ جاتا ہے اس کے بعد کسی اور موقع پر کوئی اور بات پیش آ گئی ایک گرہ اور پڑ گئی چنانچہ آہستہ آہستہ دل میں گرہیں پڑتی چلی جاتی ہیں وہ پھر بغض کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور بغض کے نتیجے میں آپس میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ (ش)

نمازِ اشراق: (اگر یہ نماز طلوع آفتاب سے پندرہ بیس منٹ بعد پڑھی جائے تو اشراق کہتے ہیں اور زیادہ دیر بعد پڑھی جائے تو چاشت کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اشراق کی نماز پڑھنے والے کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہے اور ذکر اذکار کرتا رہے۔ دنیاوی کام کاج اور کسی سے دنیاوی بات چیت نہ کرے جب سورج پورا نکل آئے تو دو یا چار رکعت نماز اشراق پڑھے اگر کوئی فجر کی نماز پڑھ کر کام کاج میں لگ گیا تو وہ بھی پڑھ سکتا ہے، مگر ثواب میں کمی ہو جائے گی۔

سوچ کر بولنے کی عادت ڈالیں

ایک حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں اوندھے منہ ڈالنے والی چیز زبان ہے یعنی جہنم میں اوندھے منہ گرائے جانے کا سب سے بڑا سبب زبان ہے۔ اس لئے جب بھی اس زبان کو استعمال کرو۔ استعمال کرنے سے ذرا سا سوچ لیا کرو کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو جب کوئی ایک جملہ بولنا ہو تو پہلے پانچ منٹ تک سوچے پھر زبان سے وہ جملہ نکالے تو اس صورت میں بہت وقت خرچ ہو جائے گا؟ بات دراصل یہ ہے کہ اگر شروع شروع میں انسان بات سوچ سوچ کر کرنے کی عادت ڈال لے تو پھر آہستہ آہستہ اس کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر سوچنے میں دیر نہیں لگتی۔ ایک لمحہ میں انسان فیصلہ کر لیتا ہے کہ یہ بات زبان سے نکالوں یا نہ نکالوں۔ پھر اللہ تعالیٰ زبان کے اندر ہی ترازو پیدا فرما دیتے ہیں جس کے نتیجے میں زبان سے پھر صرف حق بات نکلتی ہے غلط اور ایسی بات زبان سے نہیں نکلتی جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے والی ہو۔ بشرطیکہ یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اس سرکاری مشین کو آداب کیساتھ استعمال کرنا ہے۔ (ش)

پڑوسیوں کے حقوق: - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اگر تم پھل خریدو تو اس کو بھی ہدیہ دو اگر ایسا نہ کر سکو تو چپکے سے چھپا کر لاؤ اور اپنی ہانڈی کی بھاپ سے اس کو تکلیف نہ دو یا اس میں سے اس کو بھی دو۔

دائیں بائیں چالیس گھر تک پڑوس ہوتا ہے۔ پڑوسی جب تم سے مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو۔ اگر قرض طلب کرے تو بقدر ضرورت قرض دو۔

۵۔ جب بیمار ہو اس کی عیادت کرو۔ ۶۔ اگر اس کو مصیبت پہنچے تو اس کی تعزیت کرو۔

۷۔ فوت ہو جائے اسکے جنازہ میں جاؤ۔ ۸۔ اپنا مکان اس کے مکان سے اونچا نہ بناؤ ۹۔ جب کسی چیز کا محتاج ہو تو اسکی حاجت روائی کرو اور معمولی برتنے کی چیزیں دینے سے انکار نہ کرو۔

ملکیت متعین ہونی چاہئے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ معاملات چاہے بھائیوں کے درمیان ہوں، باپ بیٹے کے درمیان ہوں، شوہر اور بیوی کے درمیان ہوں۔ وہ معاملات بالکل صاف اور بے غبار ہونے چاہئیں اور ان میں کوئی غبار نہ ہونا چاہئے۔ اور ملکیتیں آپس میں متعین ہونی چاہئیں کہ کونسی چیز باپ کی ملکیت ہے اور کونسی چیز بیٹے کی ملکیت ہے۔ کونسی چیز شوہر کی ملکیت ہے اور کونسی چیز بیوی کی ملکیت ہے۔ کونسی چیز ایک بھائی کی ہے اور کونسی چیز دوسرے بھائی کی ہے۔ یہ ساری بات واضح اور صاف ہونی چاہئے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ چنانچہ اہل عرب کا محاورہ ہے۔ **تعاشروا کالاخوان، تعاملوا کالا جانب** یعنی بھائیوں کی طرح رہو، لیکن آپس کے معاملات اجنبیوں کی طرح کرو۔ مثلاً اگر قرض کا لین دین کیا جا رہا ہے تو اس کو لکھ لو کہ یہ قرض کا معاملہ ہے، اتنے دن کے بعد اس کی واپسی ہوگی۔

آج ہمارا سارا معاشرہ اس بات سے بھرا ہوا ہے کہ کوئی بات صاف ہی نہیں۔ اگر باپ بیٹوں کے درمیان کاروبار ہے تو وہ کاروبار ویسے ہی چل رہا ہے، اس کی کوئی وضاحت نہیں ہوتی کہ بیٹے باپ کے ساتھ جو کام کر رہے ہیں وہ آیا شریک کی حیثیت میں کر رہے ہیں، یا ملازم کی حیثیت میں کر رہے ہیں، یا ویسے ہی باپ کی مفت مدد کر رہے ہیں، اس کا کچھ پتہ نہیں مگر تجارت ہو رہی ہے، ملیں قائم ہو رہی ہیں، دکانیں بڑھتی جا رہی ہیں، مال اور جائیداد بڑھتا جا رہا ہے۔ لیکن یہ پتہ نہیں ہے کہ کس کا کتنا حصہ ہے۔ اگر ان سے کہا بھی جائے کہ اپنے معاملات کو صاف کرو، تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو غیریت کی بات ہے۔ بھائیوں بھائیوں میں صفائی کی کیا ضرورت ہے؟ یا باپ بیٹوں میں صفائی کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب شادیاں ہو جاتی ہیں اور بچے ہو جاتے ہیں، اور شادی میں کسی نے زیادہ خرچ کر لیا اور کسی نے کم خرچ کیا۔ یا ایک بھائی نے مکان بنا لیا اور دوسرے نے ابھی تک مکان نہیں بنایا۔ بس اب دل میں شکایتیں اور ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہونا شروع ہو گیا، اور اب آپس میں جھگڑے شروع ہو گئے کہ فلاں زیادہ کھا گیا اور مجھے کم ملا۔ اور اگر اس دوران باپ کا انتقال ہو جائے تو اس کے بعد بھائیوں کے درمیان جو لڑائی اور جھگڑے ہوتے ہیں وہ لامتناہی ہوتے ہیں، پھر ان کے حل کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ (س)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں معیت کیلئے نماز کی مدد

حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارتا تھا اور تہجد کے وقت وضو کا پانی اور دوسری ضروریات مثلاً مسواک مصلّٰی وغیرہ رکھتا تھا... ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خدمات سے خوش ہو کر فرمایا... مانگ کیا مانگتا ہے... انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کچھ کہا بس یہی چیز مطلوب ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا میری مدد کرو... سجدوں کی کثرت سے (ابوداؤد)

اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ صرف دُعاء پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھنا چاہیے... بلکہ کچھ طلب اور عمل کی بھی ضرورت ہے اور اعمال میں سب سے اہم نماز ہے کہ جتنی اس کی کثرت ہوگی اتنے ہی سجدے زیادہ ہوں گے... جو لوگ اس سہارے پر بیٹھے رہتے ہیں کہ فلاں پیر... فلاں بزرگ سے دُعاء کرائیں گے... سخت غلطی ہے... اللہ جل شانہٗ نے اس دنیا کو اسباب کے ساتھ چلایا ہے... اگرچہ بے اسباب ہر چیز پر قدرت ہے اور قدرت کے اظہار کے واسطے کبھی ایسا بھی کر دیتے ہیں... لیکن عام عادت یہی ہے کہ دنیا کے کاروبار اسباب سے لگا رکھے ہیں... حیرت ہے کہ ہم لوگ دنیا کے کاموں میں تو تقدیر پر اور صرف دُعاء پر بھروسہ کر کے کبھی نہیں بیٹھتے... پچاس طرح کی کوشش کرتے ہیں مگر دین کے کاموں میں تقدیر اور دُعاء بیچ میں آ جاتی ہے... اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کی دُعاء نہایت اہم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارشاد فرمایا کہ سجدوں کی کثرت سے میری دُعاء کی مدد کرنا... (ف)

قسم کے احکام: مسئلہ: غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔ مسئلہ: جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اس پر توبہ واجب ہے۔ مسئلہ: کسی گناہ کے کام پر قسم کھائی تو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے
مسئلہ: اگر کسی جائز کام مستقبل میں کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے تو قسم پورا کرنا واجب ہے۔
مسئلہ: اگر کسی نے قسم توڑ دی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلائے۔ یا دس مسکینوں کو اتنا کپڑا دے جس سے بدن ڈھک جائے اگر کوئی خود مسکین ہو تو تین روزے لگاتار رکھے۔

شوق شہادت

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ پاؤں سے لنگڑے تھے... اُنکے چار بیٹے تھے جو اکثر حضور کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے اور لڑائیوں میں شرکت بھی کرتے تھے... غزوۂ اُحد میں عمرو بن جموحؓ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جاؤں لوگوں نے کہا کہ تم معذور ہو... لنگڑے پن کی وجہ سے چلنا دشوار ہے... اُنہوں نے فرمایا... کیسی بری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنت میں جائیں اور میں رہ جاؤں... بیوی نے بھی اُبھارنے کیلئے طعنہ کے طور پر کہا کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ وہ لڑائی سے بھاگ کر لوٹ آیا... عمروؓ نے یہ سن کر ہتھیار لئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعاء کی **اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیۡ اِلٰی اَھۡلِیۡ** (اے اللہ مجھے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائیے)

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کے منع کرنے کا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اپنے لنگڑے پیر سے جنت میں چلوں پھروں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تم کو معذور کیا ہے... تو نہ جانے میں کیا حرج ہے... اُنہوں نے پھر خواہش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی... ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمروؓ کو لڑائی میں دیکھا کہ اکڑتے ہوئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں جنت کا مشتاق ہوں... اُن کا ایک بیٹا بھی ان کے پیچھے دوڑا ہوا جاتا تھا... دونوں لڑتے رہے حتیٰ کہ دونوں شہید ہوئے...

اُن کی بیوی اپنے خاوند اور بیٹے کی نعش کو اونٹ پر لاد کر دفن کے لئے مدینہ لانے لگیں تو وہ اُونٹ بیٹھ گیا... بڑی دقت سے اس کو مار کر اُٹھایا اور مدینہ لانے کی کوشش کی مگر وہ اُحد ہی کی طرف کا منہ کرتا تھا... اُن کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُونٹ کو یہی حکم ہے... کیا عمروؓ چلتے ہوئے کچھ کہہ کر گئے تھے... اُنہوں نے عرض کیا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دُعا کی تھی... **اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیۡ اِلٰی اَھۡلِیۡ** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... اسی وجہ سے یہ اُونٹ اس طرف نہیں جاتا (قرۃ)

اسی کا نام ہے جنت کا شوق اور یہی ہے وہ سچا عشق اللہ کا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کی وجہ سے صحابہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے کہ اُن کے جذبے مرنے کے بعد بھی ویسے ہی رہتے... بہتیری کوشش کی کہ اُونٹ چلے... مگر یا تو وہ بیٹھ جاتا یا اُحد کی طرف چلتا تھا... (ف)

کلمات تعزیت

تعزیت کا لفظی معنیٰ ہے صبر دلانا جس کی تعزیت کرنی ہو اس کو ایسے کلمات کہنے چاہئیں جس سے اس کو تسلی ہو

مثلاً یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے، اللہ تعالیٰ تمہارا اجر بڑھائے، اور اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اس کے درجات بلند فرمائے اور آئندہ تمہیں مصائب سے محفوظ رکھے اور اس مصیبت پر تمہیں بہترین اجر عطا فرمائے اس کے علاوہ اور کلمات بھی کہہ سکتا ہے جن میں صبر کی تلقین ہو۔

حضرات فقہاء نے تعزیت کا یہی طریقہ لکھا ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے۔ تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے۔ دوسرے اوقات میں خصوصاً نمازوں کے بعد میت کے لئے دعا کرتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو بہت لوگ میری تعزیت کرنے کے لئے آئے لیکن جس طرح ایک دیہاتی شخص نے مجھے تسلی دی، اور میری ڈھارس بندھائی ایسا کوئی اور نہ کرسکا اس نے رباعی پڑھی اور وہ یہ تھی:

آپ صبر کریں ہم بھی آپ کی وجہ سے صبر کریں گے کیونکہ سردار کے صبر کرنے سے رعیت بھی صبر کرتی ہے۔ حضرت عباس کے بعد جو آپ کو (صبر کی وجہ سے) ثواب ملا وہ تمہارے لئے حضرت عباسؓ سے بہتر ہے اور حضرت عباس کو اللہ تعالیٰ مل گئے جو تم سے بہتر ہیں۔ یعنی تیرا نقصان ہوا نہ ان کا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین) (ص)

نمازِ چاشت: اس نماز کی بھی حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے یہ نماز افلاس اور غربت دور کرنے کا مجرب نسخہ ہے اس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

حدیث شریف میں ہے ''کہ جس نے چاشت کی دوگانہ نماز کی پابندی کی تو اس کے سارے گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ مقدار میں سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔'' (ابن ماجہ)

ایمان کی قدر کیجئے

والدین اپنے بچوں کی تربیت کے دوران ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے کہ انہیں ضروری دینی معلومات فراہم کردیں، کم از کم اتنا تو سکھادیں کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں۔

ہر طرف گہما گہمی ہے، کاروانِ زندگی پوری رفتار سے رواں دواں ہے، ہر شخص مصروف ہے، کسی کو سر کھجانے کی فرصت نہیں، تو کوئی سر اٹھا کر دیکھنے سے بھی قاصر، ہر شخص دنیا کی اس دوڑ میں بری طرح مگن ہے، کوئی اس سفر کے خاتمے سے دوچار ہوکر ابدی نیند سو چکا تو کسی کی اونگھ اسے اختتام سفر کا پیغام دے رہی ہے، لیکن دنیا کی اس پُر فریب چمک دمک نے اکثر مسافروں کو اس نیند سے بے خبر کر رکھا ہے جو ہر ذی روح کو اپنی آغوش میں لے کر ایسا سلاتی ہے کہ پھر اسے اسرافیل کے صور کے علاوہ کوئی ساز و آواز بیدار کرنے سے عاجز ہے۔

آج دنیا کے مسافر کا یہ حال ہے کہ اسے کوئی غرض نہیں کہ اس کا تعلق اسلام سے ہے یا عیسائیت سے، وہ بتوں کی پوجا کرتا ہے یا آگ کی پرستش، وہ سینکڑوں خداؤں کا قائل ہے یا خود انسان کو خالق مانتا ہے، وہ تو بس سعی لاحاصل کوشش کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے اور خواہش یہ ہے کہ سب سے پہلے کنارے پر پہنچ جائے۔

مسلمانوں کی حالت ہی اتنی قابل تشویش ہے کہ ہم دوسروں پر کیا توجہ دیں، اسے ایمان کی اہمیت کا اندازہ نہیں اور نہ ہی وہ جاننا چاہتا ہے کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تمام عبادات اپنی اپنی جگہ بہت اہمیت کی حامل ہیں اور ہر عبادت اپنی ایک شناخت رکھتی ہے کوئی فرض ہے، کوئی واجب ہے کوئی سنت اور کوئی مستحب۔ لیکن یہ تمام عبادات صفر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر ایمان کا صرف ایک شروع میں لگ جائے تو ہر عبادت اپنا صفر لگا کر رقم کو بڑھاتی جائے گی اگر 1 کے بعد ایک صفر لگائیں تو 10 بن گیا۔ اگر دوسرا صفر لگائیں تو 100 اگر تیسرا صفر لگائیں تو 1000 اس طرح جتنے صفر بڑھائیں گے رقم بڑھتی جائے گی۔ بشرطیکہ شروع میں ایمان کا ایک عدد ضرور ہو اگر ایمان نہیں تو تمام عبادات، نماز، زکوۃ، روزے، حج، تسبیحات، تلاوت، صدقات، خیرات وغیرہ میزان میں کوئی وزن نہیں رکھتیں۔

قیامت کے روز صرف اسی مسافر کو منزل ملے گی جو اپنے ساتھ ایمان لایا ہو۔ مفہوم حدیث ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص کا اعمال نامہ کھولا جائے گا اس کے اعمال نامے کے ننانوے دفتر گناہوں سے بھرے ہوں گے اور حد نگاہ تک پھیلے ہوں گے اس سے کہا جائے گا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا' کیا ان ننانوے دفاتر میں کوئی گناہ ایسا ہے جو تو نے کیا نہ ہو اور فرشتوں نے لکھ دیا ہو؟ جواب میں عرض کرے گا کہ نہیں۔ پھر پوچھا جائے گا کہ کوئی گناہ ایسا ہے جو کرنے سے زیادہ لکھ دیا گیا ہو؟ جواب میں عرض کرے گا نہیں۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ گناہوں کا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ تو پھر جواب نفی میں ملے گا۔

پھر اس سے کہا جائے گا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے جا اسے میزان (ترازو) میں تلوا لے۔ اسے ایمان کے کاغذ کا ایک پرزہ دیا جائے گا جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوگا وہ کہے گا کہ ان ننانوے دفاتر کے مقابلے میں کاغذ کا یہ ٹکڑا کیا کام دے گا۔

جواب ملے گا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ جب وہ پرزہ ترازو میں رکھا جائے گا تو وہ ننانوے دفاتر ہوا میں اڑنے لگیں گے۔ یہ اعزاز اسی شخص کو ملے گا کہ جو اخلاص کے ساتھ مرتے دم تک ایمان کو بچا رکھے گا اور اس کا ایمان زندگی سے موت تک کے سفر میں اس کا ہم سفر رہا ہو۔

آج کا مسلمان فلموں کا شوقین ہے گانے سننے کا رسیا ہے' ہنسی مذاق سے دل بہلاتا ہے اور اس دوران وہ اس بات کا خیال نہیں کرتا کہ فلم کے کس منظر کو دیکھنے یا کس چیز کا مذاق اڑانے کی وجہ سے اس کا ایمان سلب ہوگیا وہ یہ تو جانتا ہے کہ اگر بجلی کے بل کی ادائیگی نہیں کی تو لائن کٹ جائے گی۔..... قسط نہ بھری تو جرمانہ لگ جائے گا..... سگنل توڑا تو چالان ہو جائے گا..... جہیز نہ دیا تو سسرال ناراض ہو جائے گا..... بھتہ نہ دیا تو جان خطرے میں پڑ جائے گی..... انشورنس نہ کروایا تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا..... سکول کی فیس جمع نہ کرائی تو نام کٹ جائے گا وغیرہ وغیرہ اس طرح کی ہزاروں سوچیں اور خیالات ہر وقت ستاتے رہتے ہیں..... آج کے مسلمان کو یہ تو معلوم ہوگا کہ کن کن چیزوں سے کیس بن جاتے ہیں..... کن کن چیزوں سے چالان ہو جاتا ہے..... کن کن

چیزوں پر پولیس پکڑ کر لے جاتی ہے.....لیکن یہ معلوم نہیں ہوگا کہ کن کن باتوں سے کن کن کاموں سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

نہ آج کے والدین اپنے بچوں کی تربیت کے دوران ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں کہ انہیں ضروری دینی معلومات فراہم کردیں' کم ازکم اتنا تو سکھا دیں کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں۔نہ ہی آج کل ازخود کوئی جاننا چاہتا ہے کہ وہ اپنی حقیقت جان سکے کہ ایک مسلمان کی کائنات میں کیا اہمیت ہے؟ اللہ اوراس کے رسول سے ایک کا کیا تعلق ہے؟

اس کی رہنما کتاب قرآن مجید اس سے کس طرح مخاطب ہے؟ اور یہ سب کچھ کس چیز کی بدولت ہے اور جس چیز (ایمان) کی بدولت یہ سب کچھ ہے وہ آخری سانس تک کیسے محفوظ رہے گا۔خدارا! اپنے اور اپنے اقربا دوست احباب اعزا وا قارب کے ایمان کی فکر اور حفاظت کیجئے۔دوسروں کی فکر سے اپنا ایمان سب سے پہلے محفوظ ہوگا۔

حج وعمرہ کی برکت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کردیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔(جامع ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حج اور عمرہ کیلئے جانے والے اللہ کے خصوصی مہمان ہیں، وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔(طبرانی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لئے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں ساٹھ رحمتیں ان کے لئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کے لئے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کے لئے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔(بیہقی)

ماں.....ایک تعارف

ایک عورت جب ماں بن سکنے کی عمر کو پہنچتی ہے اسی وقت سے قدرت کے اس گرانقدر انمول تحفے کو اپنی ذات میں سمو لینے کیلئے بے تاب سی دکھائی دینے لگتی ہے اور جب اس کی نسبت بیوی کی حیثیت سے کسی شخص سے طے ہو جاتی ہے تو وہ اپنی توجہ کا مرکز اسی ایک شخص کو بنا لیتی ہے۔ اس لئے کہ قدرت کا وہ انمول تحفہ بطور امانت اس شخص کے پاس محفوظ ہے اور جس دن قدرت بذریعہ نکاح ملاقات کا موقعہ اسے فراہم کردیتی ہے تو اس کی خواہش ہی نہیں بلکہ کوشش یہی ہوتی ہے کہ یہ امانت فوری طور پر اسے منتقل ہو جائے تاکہ اس کی کوکھ ہری ہو اور جس وقت اس مبارک گھڑی کا علم اسے ہوتا ہے اسی لمحے سے کھانے میں' پینے میں' اٹھنے میں' بیٹھنے میں' سونے میں' جاگنے میں' چلنے میں' پھرنے میں' کہیں جانے میں' حتیٰ کہ لباس تک میں کیسی اور کتنی احتیاطیں برتنا شروع ہو جاتیں ہیں۔ احتیاطوں کا یہ عرصہ عموماً نو ماہ پر مشتمل ہوتا ہے پھر اس ان دیکھے محبوب کے دیکھے جاسکنے کا لمحہ آتا ہے تو وہ لمحہ اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دینے کا ہوتا ہے اور یہ ماں بلا تامل اس جاں گسل واقعہ سے گزر جاتی ہے اور اس کے بعد کی نادانیوں اور ماں کی ممتا کا ایک کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے کے ہر واقعے کا انجام ماں کی ممتا کی فتح پر ہوتا ہے جبکہ بظاہر یہ جنگ ہار رہی ہوتی ہے۔ اپنے لعل کی ضد کے سامنے وہ ہتھیار پھینک رہی ہوتی ہے لیکن اس کی یہی ادا اس کی عظمت کی دلیل ہوتی ہے۔ ماں کی اس ادا میں زندگی کے کسی موڑ پر ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔ بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن ماں کی ممتا تمام تر کمزوریوں کے باوجود جوان رہتی ہے۔ بچے کی نادانیاں گستاخیاں بن جاتی ہیں لیکن ماں کی محبت نفرت میں نہیں بدلتی۔

ان پڑھ سے ان پڑھ ماں بھی اپنے بچوں کے حق میں ایسی کامیاب وکیل ہے کہ ممتا کے خلاف میں اس کے لپٹے ہوئے دلائل سخت سے سخت حاکم کو اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور کردیتے ہیں۔

ماں امن آشتی کا نفیس نمونہ ہے یہی وجہ ہے کہ ہر قوم' نسل' رنگ' علاقے اور زبان کا سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان ماں کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ (ح)

مسواک کے دُنیاوی فوائد

دلبر منصور صاحب ایک تاجر اور بہت مخلص آدمی ہیں وہ بتاتے ہیں کہ میں سوئٹزرلینڈ میں تھا ایک نومسلم سے ملاقات ہوئی میں نے اس نومسلم کو مسواک (پیلوکی) تحفہ دیا اس نے مسواک لے کر اس کو آنکھوں سے لگایا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور پھر اس نے جیب سے ایک رومال نکالا تو اس میں ایک بالکل چھوٹا تقریباً دوانچ سے کم ایک مسواک لپٹا ہوا تھا کہنے لگا کہ میں جب مسلمان ہوا تھا تو مسلمانوں نے مجھے یہ ہدیہ دیا تھا میں اس کو بڑی احتیاط سے استعمال کرتا رہا اب یہی ٹکڑا باقی بچا ہے تو آپ نے میرے ساتھ احسان کیا ہے....

پھر اس نے اپنا واقعہ سنایا کہ مجھے تکلیف تھی اور میرے دانت اور مسوڑھے ایسی مرض میں مبتلا تھے جس کا علاج وہاں کے اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کے پاس کم تھا میں نے یہ مسواک استعمال کرنا شروع کردی کچھ عرصہ کے بعد اپنے ڈاکٹر کو دکھانے گیا تو ڈاکٹر حیران رہ گیا.... اور پوچھا کہ آپ نے کونسی ایسی دوا استعمال کی ہے جس کی وجہ سے اتنی جلدی صحت یابی ہوگئی ہے تو میں نے کہا صرف آپ کی دوائی استعمال کی ہے کہنے لگا ہرگز نہیں میری دوائی سے اتنی جلدی صحت یابی نہیں ہوسکتی آپ سوچیں تو جب میں نے ذہن پر زور دیا تو فوراً خیال آیا کہ میں مسلمان ہوں اور میں مسواک استعمال کررہا ہوں اور جب میں نے مسواک دکھایا تو ڈاکٹر بہت حیران ہوا اور نئی تحقیق میں پڑ گیا....(ع)

نماز چاشت: ایک حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر انسان کے جوڑ جوڑ پر صبح کو صدقہ ہے، (یعنی انسان صبح کو جب نیند سے بیدار ہوکر اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے میرے ہاتھ پاؤں اور جسم کے تمام اعضاء صحیح سلامت ہیں تو اللہ کی اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہئے) وہ شکریہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے سے بھی ادا ہوجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس مختصر سے شکریہ کو انسان کے ہر جوڑ کی طرف سے قبول فرمالیتا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے: اے فرزندِ آدم! تو دن کے شروع حصہ میں چار رکعتیں میرے لئے پڑھا کر، میں دن کے آخری حصہ تک تجھے کفایت کروں گا (ترمذی)

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہفتہ بھر کے معمولات

ہفتہ: اس دن میں کوئی حکم خدا یعنی عمل واجب وفرض نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی عمل اس دن ثابت نہیں ہے البتہ آپ کے کچھ ارشادات ہیں....

ا....اس دن سفر کرنے کو مبارک فرمایا ہے۔۲۔صرف اس دن کا روزہ نفل رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہود اس دن کی عظمت کرتے ہیں....لہٰذا آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جمعہ یا اتوار کے ساتھ ملا کر سنیچر کا روزہ رکھ سکتے ہو....(ترمذی)

اتوار: اس کے بارہ میں کوئی حکم خدا اور عمل فرض نہیں البتہ رسول سے یہ عمل ثابت ہے....دو شنبہ کے ساتھ ملا کر اس دن کا روزہ رکھا ہے....چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک ماہ میں تو آپ شروع ماہ کے سنیچر اتوار تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور دوسرے ماہ میں شروع ماہ کے منگل، بدھ، جمعرات کو تین دن روزے رکھا کرتے....(ترمذی)

سوموار: .... یہ بہت مبارک دن ہے۔ا۔اسی دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔۲۔اسی دن آپ کو وحی اور خلعت نبوت سے سرفراز کیا گیا۔۳۔اسی دن آپ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔۴۔اسی دن مکہ فتح ہوا۔۵۔اسی دن آپ کی وفات ہوئی..

اس دن کے بارہ میں کوئی حکم خدا یعنی فرض عمل نہیں ہے البتہ رسول کے اعمال واقوال یہ ہیں:....ا۔فرمایا کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دنوں میں بندوں کے اعمال خداتعالیٰ کے حضور میں پیش ہوتے ہیں لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ ان دنوں میں روزے سے رہوں....چنانچہ آپ نفل روزہ رکھنے کیلئے خصوصیت سے ان دنوں کا انتظار فرماتے....(ترمذی)

منگل: اس کے بارہ میں کوئی حکم خدا نہیں ہے البتہ حضور اکثر شروع ماہ کے منگل، بدھ، جمعرات کے بھی روزے رکھتے....(خصائل نبوی نمبر ۷۹)

بُدھ: اس کے بارہ میں کوئی حکم خدا نہیں ہے....عمل رسول اوپر گزر چکا کہ آپ اس دن اکثر نفل روزہ رکھتے....نیز فرمایا جو کوئی بدھ اور جمعرات کو نفلی روزے رکھے گا تو گو سال بھر متواتر روزے نہ رکھے مگر اس کو دائمی روزہ دار کہیں گے (ترمذی)

جمعرات: ا۔اس دن کوئی حکم خدا نہیں۔۲۔اس کی خصوصیت دوشنبہ اور بدھ کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔۳۔اس دن سفر کرنا حضور کا معمول تھا....(جمع الفوائد)(ع)

میراث میں اللہ والوں کی احتیاط

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے یہاں یہ چیز دیکھی کہ ان کے یہاں اموال اور املاک کی روزانہ ایسی تقسیم ہوتی تھی کہ کبھی ابہام رہتا ہی نہیں تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی چیز آتی تو اس کے تین برابر حصے کرتے۔ چونکہ دو بیویاں تھیں اس لئے ایک حصہ ایک گھر میں بھیج دیا اور دوسرا حصہ دوسرے گھر میں بھیج دیا اور ان کو اس چیز کا مالک بھی بنا دیا اور اپنی ملک سے نکال دیا اور ایک حصہ اپنی ملکیت میں رکھتے' پھر اس حصہ کو بھی اکثر غرباء اور فقراء میں تقسیم فرما دیتے اور کبھی خود استعمال کرنے کی ضرورت ہوئی تو خود استعمال کر لیا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا معمول یہ تھا کہ جتنی آمدنی ہوتی تھی اس کا ایک ثلث (تہائی) اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے' یعنی تین روپے میں سے ایک روپیہ' اور جو حصہ اپنے لئے رکھتے تھے وہ عموماً صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ اسی حصہ سے بہت سی کتابیں چھپوا کر تقسیم کرتے اور اسی میں سے بہت سے غرباء کے وظیفے مقرر تھے اور زکوۃ تک نوبت تو شاید ہی پہنچی ہو' چنانچہ حضرت والا خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میری ملکیت میں سو روپے ہو جاتے ہیں تو مجھے بار معلوم ہونے لگتا ہے' اس لئے وہ پیسے اپنے گھروں میں بانٹ دیتا ہوں اپنی ملکیت میں نہیں رکھتا ہوں۔ (ش)

رمضان المبارک کی فضیلت

رمضان شریف کے روزوں کا بہت بڑا ثواب ہے اور بہت سی فضیلتیں حدیث شریف میں آئی ہیں۔ مثلاً حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خاص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے رمضان شریف کے روزے رکھے تو اُس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔ تیسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اُس کی جزا دوں گا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی فضیلتیں حدیثوں میں آئی ہیں۔

عجب اور تکبر

عجب اور تکبر بھی دل کی من جملہ بیماریوں میں ایک ہے اور ایک عظیم بیماری ہے جس کا علاج دشوار ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی اپنے دل میں خود اپنی ہی بڑی قدر و منزلت اور بڑائی ہو اور وہ خود کو بڑا سمجھ کر دیکھتا ہے اور دوسروں کو نیچی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کو حقیر اور چھوٹا جانتا ہے۔

جیسے ہی یہ صفت کسی کے باطن میں زور پکڑتی ہے تو اس کے اثرات زبان سے یوں ظاہر ہوتے ہیں کہ وہ شخص کہنے لگتا ہے کہ میں ایسا ہوں، ویسا ہوں اور اپنی تعریف وستائش کے پل باندھنے لگتا ہے نیز وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف اور مدح کریں جیسا کہ ابلیس لعین نے کہا تھا۔

''اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ'' (میں آدمؑ سے بہتر ہوں)

اس کا دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی جاتا ہے بڑا مقام حاصل کرنے کا متلاشی رہتا ہے اور جس راستے سے چلتا ہے دوسروں کے آگے آگے چلتا ہے اگر کوئی اس کو نصیحت کرتا ہے یا صحیح طور پر اس کے عیبوں کی نشاندہی کرتا ہے تو اسے قبول کرنے میں ننگ و عار ہوتا ہے اگر وہ کسی کو نصیحت کرتا ہے تو اپنے آپ کو بڑا جان کر سختی اور درشتی سے کہتا ہے جو کوئی یقین سے آپ اپنے کو دوسروں سے بہتر ہونے کا اعتقاد رکھے وہ متکبر ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ بہتر وہی ہے جو اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور یہ بات آخرت میں ظاہر ہوگی بلکہ یہ چاہئے کہ جس کسی کو دیکھے اس کو اپنے سے بہتر جانے، اگر کسی چھوٹے بچے کو بھی دیکھو تو کہو کہ اس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا ہے اور میں گناہ گار ہوں بے شک وہ مجھ سے بہتر ہے اپنے سے عمر میں کسی بڑے کو دیکھو تو کہو کہ اس نے خدائے تعالیٰ کی مجھ سے زیادہ عبادت کی ہے اور میں اس کے مانند نہیں ہوں اور اگر کسی عالم کو دیکھو تو کہو کہ وہ ایسی باتیں جانتا ہے جنہیں میں نہیں جانتا اس لئے وہ میرے سے بہتر ہے اور اگر کسی جاہل کو دیکھو تو کہو وہ لاعلمی اور جہالت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیا ہے اور میں دانستہ گناہ کا مرتکب ہوا ہوں۔ (خ)

ریا اور اس کا علاج

نیک کام لوگوں کو دکھانے کی غرض سے کرنا اور لوگوں میں واہ واہ اور جاہ وتعریف کرنا دکھاوا ہے۔اس کو ریا بھی کہتے ہیں قیامت کے دن ایسے نیک اعمال پر جو ریا کیلئے کئے گئے تھے بجائے ثواب کے الٹا عذاب دوزخ ہے۔البتہ مرنے سے پہلے توبہ کر لے تو مغفرت کی امید ہے۔

یہ دکھاوا کئی طرح کا ہوتا ہے۔کبھی زبان سے کہ آج ہم نے اتنا قرآن پڑھا اور آج ہم نے اتنی خیرات کی ہے اور ہم رات کو اٹھے تھے اور اتنی رکعات تہجد پڑھی ہیں۔ اس لئے آج دماغ پر تھکن ہے یا کبھی یوں کہے کہ دوسرے حج میں جو وہاں سے ہم تسبیح لائے وہ آپ کو ہدیہ دے رہے ہیں۔اس طرح صرف ایک جملہ میں دو حج کا ثواب ضائع ہو گیا اور کبھی زبان سے کچھ نہیں کہتا مگر آدمیوں کے سامنے آنکھ بند کر کے سر جھکا کر بیٹھ گئے تاکہ سب کو معلوم ہو کہ یہ بڑے اللہ والے ہیں اور عرش پر رہتے ہیں دنیا سے برائے نام تعلق ہے۔حالانکہ سراپا فرش پر دھرے ہیں یا آنکھوں کو اس طرح دکھانا کہ معلوم ہو کہ رات بھر کے جاگے ہیں۔ نیند کا غلبہ ہے یا رکوع سجدے نوافل میں جس طرح ہمیشہ رکوع سجدہ کیا کرتا ہے کسی کی موجودگی میں اس کی بنسبت رکوع سجدہ کو لمبا کر دینا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ بڑے صوفی ہیں' یہ سب بیماری حب جاہ سے پیدا ہوتی ہے۔مخلوق کی نظر میں عزت چاہنے کی حرص سے ریا کا مرض ہوتا ہے۔(ص)

نماز میں دل لگانے کا طریقہ: اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام اور کچھ پڑھنا بلا ارادہ نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور سوچ سے ہو۔مثلاً اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑا ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچے کہ اب **سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ** پڑھ رہا ہوں، پھر سوچے کہ اب **وَبِحَمۡدِکَ** پڑھ رہا ہوں پھر دھیان کرے کہ اب **وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ** منہ سے نکل رہا ہے اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرتا رہے۔پھر الحمد اور سورت میں بھی یوں ہی کرے، پھر رکوع میں اسی طرح ہر دفعہ **سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ** کو سوچ سوچ کر پڑھے،غرض منہ سے جو نکالے دھیان بھی ادھر رکھے،ساری نماز میں یہی طریقہ رکھے،ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے نماز میں کسی طرف دھیان نہ بٹے گا، پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے دل لگنے لگے گا،(بہشتی زیور)

اخلاص سے اصلاح

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ اپنے ایک مرید کے اخلاص کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایک راجپوت میرے پاس آتے جاتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ چودھری اپنی اصلاح کرو۔ کہا کہ نماز میں پڑھوں۔ روزہ میں رکھوں۔ رنڈیوں میں میں نہیں جاتا۔ تھیٹر میں نہیں دیکھتا۔ پھر اصلاح اپنی کس بات کی کروں میں نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ تم نے کبھی چوری بھی کی ہے؟ کہا کہ جی ہاں چوری تو کی ہے۔ میں نے کہا کہ کیا یہ قابل اصلاح نہیں ہے۔ کہا کہ میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ جتنی چوریاں کی ہیں سب کی فہرست بناؤ اور سب سے معاف کرا کے آؤ کہا کہ اگر کوئی اس اقرار پر پکڑ وادے میں نے کہا کہ جاؤ مجمع میں مت کہو پھر کوئی نہیں پکڑ وا سکتا۔ فہرست پر ان کے دستخط بھی کراؤ اور وہ یہ لکھ دیں کہ ہم نے معاف کر دیا اور پھر وہ دستخط مجھ کو دکھلانے ہونگے بیچارے معاف کرانے گئے سب نے معاف کر دیا اور خوشی سے معاف کیا۔ منجملہ ان چوریوں کے ریل میں ایک ہندو کی پانچ سو روپیہ نقد کی چوری کی تھی۔ نوٹ چرائے تھے اس نے معافی میں یہ الفاظ لکھے کہ میں حسبۃً للہ (اللہ تعالیٰ کیلئے) معاف کرتا ہوں مجھ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوگئی کہ یہ سب اس شخص کی خلوص نیت کی برکت ہے ورنہ ہندو ایک پیسہ بھی معاف نہیں کر سکتا چہ جائیکہ پانچ سو روپیہ۔ میں نے کہا کہ بھائی یا تو یہ تمہاری کرامت ہے یا میری یا دونوں کی تھوڑی تھوڑی اس کے بعد میں نے کہا کہ اب مجھ کو یہ کیسے یقین ہو کہ یہ دستخط معافی کے صحیح ہیں آج کل جعل سازی بہت چل رہی ہے۔ کہا کہ جو صورت آپ فرمائیں۔ میں نے کہا میرے اطمینان کی صورت یہ ہے کہ تم لفافے خرید کر لاؤ اور فہرست میں جتنے نام ہیں سب کے نام میں جوابی خط لکھوں گا کہ اس شخص نے تم سے معافی چاہی یا نہیں اور تم نے معاف کیا یا نہیں۔ میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر لفافے خرید کر لا دیئے تو یہ سچے ہیں نہ لائے تو جھوٹے وہ لفافے جو خرید کر لے آئے میں نے کہا کہ اب ضرورت نہیں مجھ کو اطمینان ہو گیا۔ اور یہ لفافے تم خرید کر لائے ہو تم غریب آدمی ہو تم سے بیکار ہیں اب ان کو میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ کہا کہ مجھ کو خود بھی ضرورت رہتی ہے میں نے تجارت کا سلسلہ کر رکھا ہے۔ اب انتقال ہو گیا۔ (ص)

نکاح میں برابری کی وضاحت

1...... ہر وہ شخص کسی لڑکی کا کفو ہے جو اپنے خاندانی حسب نسب، دین داری اور پیشے کے لحاظ سے لڑکی اور اس کے خاندان کا ہم پلہ ہو یعنی کفو میں ہونے کے لیے اپنی برادری کا فرد ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص کسی اور برادری کا ہے لیکن اس کی برادری بھی لڑکی کی برادری کے ہم پلہ سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی لڑکی کا کفو ہے، کفو سے باہر نہیں ہے۔ مثلاً سید، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی بلکہ تمام قریشی برادریاں آپس میں ایک دوسری کے لیے کفو ہیں۔ اسی طرح جو مختلف عجمی برادریاں ہمارے ملک میں پائی جاتی ہیں مثلاً راجپوت، خان وغیرہ وہ بھی اکثر ایک دوسری کے ہم پلہ سمجھی جاتی ہیں اور ایک دوسری کے لیے کفو ہیں۔

2...... بعض احادیث و روایات میں یہ ترغیب ضرور دی گئی ہے کہ نکاح کفو میں کرنے کی کوشش کی جائے تا کہ دونوں خاندانوں کے مزاج آپس میں میل کھا سکیں لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کہ کفو سے باہر نکاح کرنا شرعاً بالکل ناجائز ہے یا یہ کہ کفو سے باہر نکاح شرعاً درست نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر لڑکی اور اس کے اولیاء کفو سے باہر نکاح کرنے پر راضی ہوں تو کفو سے باہر کیا ہوا نکاح بھی شرعاً منعقد ہو جاتا ہے اور اس میں نہ کوئی گناہ ہے، نہ کوئی ناجائز بات، لہٰذا اگر کسی لڑکی کا رشتہ کفو میں میسر نہ آ رہا ہو اور کفو سے باہر کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو وہاں شادی کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، کفو میں رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے لڑکی کو عمر بھر بغیر شادی کے بٹھائے رکھنا کسی طرح جائز نہیں۔

3...... شریعت نے یہ ہدایت ضرور کی ہے کہ لڑکی کو نکاح بغیر ولی کے نہیں کرنا چاہیے (خاص طور سے اگر کفو سے باہر نکاح کرنا ہو تو ایسا نکاح اکثر فقہاء کے نزدیک بغیر ولی کے درست نہیں ہوتا) لیکن ولی کو بھی یہ چاہیے کہ وہ کفو کی شرط پر اتنا زور نہ دے جس کے نتیجے میں لڑکی عمر بھر شادی سے محروم ہو جائے اور برادری کی شرط پر اتنا زور دینا تو اور بھی زیادہ بے بنیاد اور لغو حرکت ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ایک حدیث شریف میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دین داری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے (اپنی لڑکی کا) نکاح کر دو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ فساد برپا ہوگا''۔

4...... اسی ضمن میں یہ غلط فہمی بھی بہت سے لوگوں میں عام ہے کہ سید لڑکی کا نکاح غیر سید گھرانے میں نہیں ہوسکتا۔ یہ بات بھی شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے، ہمارے عرف میں ''سید'' ان حضرات کو کہتے ہیں جن کا نسب بنی ہاشم سے جاملتا ہو۔ چونکہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے بلاشبہ اس خاندان سے نسبی وابستگی ایک بہت بڑا اعزاز ہے لیکن شریعت نے ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی کہ اس خاندان کی کسی لڑکی کا نکاح باہر نہیں ہوسکتا بلکہ جیسا میں نے اوپر عرض کیا، نہ صرف شیوخ بلکہ تمام قریشی نسب کے لوگ بھی شرعی اعتبار سے سادات کے کفو ہیں اور ان کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ قریش سے باہر کے خاندانوں میں بھی باہمی رضامندی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔ (ن)

مدرک، مسبوق، لاحق کی وضاحت

سوال:۔ مُدرِک کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ جس کو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو۔ یعنی پہلی رکعت سے شریک ہوا ہو آخر تک ساتھ رہا ہو، اُسے مُدرِک کہتے ہیں۔

سوال:۔ مسبُوق کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ مسبُوق اُس شخص کو کہتے ہیں جسکو امام کیساتھ شروع سے ایک یا کئی رکعتیں نہ ملی ہوں

سوال:۔ لاحق کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ لاحق اُس شخص کو کہتے ہیں جس کی امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد ایک یا کئی رکعتیں جاتی رہی ہوں۔ جیسے ایک شخص امام کے ساتھ شریک ہوا۔ لیکن قعدہ میں بیٹھے بیٹھے سو گیا اور اتنی دیر سوتا رہا کہ امام نے ایک یا دو رکعتیں اور پڑھ لیں۔

مال کی کثرت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پریشانی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلانے کے لئے میرے پاس ایک آدمی بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو میں نے اندر سے ان کے زور سے رونے کی آواز سنی۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ اللہ کی قسم! امیر المؤمنین کو کوئی زبردست حادثہ پیش آیا ہے، (جس کی وجہ سے اتنے زور سے رو رہے ہیں) میں نے اندر جا کر ان کا کندھا پکڑ کر کہا اے امیر المؤمنین! پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ پریشان ہونے کی بہت بڑی بات ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے اندر لے گئے میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ اوپر نیچے بہت سے تھیلے رکھے ہوئے ہیں۔

انہوں نے فرمایا اب خطاب کی اولاد کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو میرے دونوں ساتھیوں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ مال دیتے اور وہ دونوں اسے خرچ کرنے میں جو طریقہ اختیار کرتے میں بھی اسے اختیار کرتا۔ میں نے کہا آئیں بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ اسے کیسے خرچ کرنا ہے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے امہات المؤمنین (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات) کیلئے چار چار ہزار اور مہاجرین کے لئے چار چار ہزار اور باقی لوگوں کے لئے دو دو ہزار درہم تجویز کئے اور یوں وہ سارا مال تقسیم کر دیا۔ (اخرجہ ابوعبید والعدنی کذا فی الکنز ۲/ ۳۱۸) (د)

شب قدر کی فضیلت: رمضان کے آخری عشرہ میں ایک رات آتی ہے اس کو شب قدر کہتے ہیں قرآن مجید میں اس کو ہزار مہینوں سے زیادہ افضل فرمایا گیا ہے ہزار مہینوں کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں۔ اور اس شب کی چار خصوصیتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس رات میں نزول قرآن شروع ہوا۔ ۲۔ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ ۳۔ ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت ہے۔ ۴۔ صبح صادق تک خیر و برکت امن و سلامتی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ یہ چاروں باتیں پارہ عم کی سورۂ قدر (انا انزلنہ) میں بیان کی گئی ہیں۔

عشق کا نرالا انداز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک مجذوب خدا تعالیٰ کا عاشق صادق بکریاں چرایا کرتا تھا اور پہاڑوں کی گھائیوں میں مخلوق سے دور عشق الٰہی میں چاک گریباں روتا پھرتا تھا اور حق تعالیٰ سے درخواست کرتا تھا کہ اے خدا... اے میرے اللہ آپ مجھ کو کہاں ملیں گے اگر آپ مجھ کو مل جاتے تو میں آپ کا نوکر ہو جاتا اور آپ کی گدڑی سیا کرتا اور آپ کے سر میں کنگھی کیا کرتا اور آپ کو کبھی بیماری پیش آتی تو میں آپ کی خوب غمخواری کرتا... اے اللہ اگر میں آپ کا گھر دیکھ لیتا تو صبح و شام آپ کے لئے گھی دودھ لایا کرتا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا اور آپ کے پیروں کی مالش کیا کرتا اور جب آپ کے سونے کا وقت ہو جاتا تو آپ کے سونے کی جگہ کو جھاڑو سے خوب صاف کرتا اے اللہ آپ کے اوپر میری تمام بکریاں قربان ہوں اے اللہ بکریوں کے بہانے سے میں جو الفاظ ہائے ہائے کرتا ہوں وہ دراصل آپ کی محبت کی تڑپ میں کرتا ہوں... بکریاں تو صرف بہانہ ہیں...

اس طرح وہ چرواہا محبت کی باتیں اپنے رب سے کر رہا تھا کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف سے گزر ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ اے چرواہے! کیا حق تعالیٰ کو نوکروں کی ضرورت ہے یا ان کے سر ہے کہ تو بالوں میں کنگھا کرے گا یا ان کو بھوک لگتی ہے کہ تو ان کو بکریوں کا دودھ پلائے گا... حق تعالیٰ کیا بیمار ہوتے ہیں جو تو ان کی غمخواری کرے گا اے جاہل حق تعالیٰ کی ذات نقصان و احتیاج کی تمام باتوں سے پاک اور منزہ ہے... تو جلد توبہ کر تیری ان باتوں سے کفر لازم آتا ہے... بے عقل کی دوستی عین دشمنی ہوتی ہے... حق تعالیٰ تیری ان خدمات سے بے نیاز ہیں...

اس چرواہے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ باتیں سنیں تو بہت شرمندہ ہوا اور غلبہ خوف و یاس اور شدت حزن و اضطراب سے گریبان پھاڑ ڈالا اور روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا... حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی ... مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

تو برائے وصل کردن آمدی ‌‌ ‌‌ نے برائے فصل کردن آمدی

ترجمہ: اے موسیٰ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جدا کر دیا... تم کو میں نے بندوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے بھیجا ہے نہ کہ جدا کرنے کیلئے تمہارا کام وصل کا تھا نہ کہ فصل کا... (دینی دسترخوان)(و)

ذوالقعدہ کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات وواقعات	ذیقعدہ	مطابق
۱	نزول آیت حجاب وحکم پردہ	۵ھ	مارچ ۶۲۷ء
۲	غزوہ احزاب یا خندق	۵/۸ھ	۳۱مارچ ۶۲۷ء
۳	غزوہ حدیبیہ	۶/۱ھ	۱۳مارچ ۶۲۸ء
۴	وفات حضرت سعد ابن خولہ العامری رضی اللہ عنہ	۶/۱ھ	۱۳/مارچ ۲۶۸ء
۵	اہل اسلام کی کفار سے نکاح کی ممانعت	۶/۱ھ	۱۳/مارچ ۶۲۸ء
۶	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمرہ عمرۃ القضا	۷ھ	۱۳مارچ ۶۲۹ء
۷	نکاح ام المومنین حضرت میمونہ ہمراہ آنحضرت ﷺ	۷ھ	۱۳مارچ ۶۲۹ء
۸	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جعرانہ میں آمد	۸/۵ھ	۲۴فروری ۶۳۰ء
۹	وفد ہوازن کا قبول اسلام	۸/۵ھ	۲۴فروری ۶۳۰ء
۱۰	عمرہ جعرانہ	۸/۱۸ھ	۹مارچ ۶۳۰ء
۱۱	وفد صداء کا قبول اسلام	۸/۱۸ھ	۹مارچ ۶۳۰ء
۱۲	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حج - حج اکبر	۹ھ	فروری ۶۳۱ء
۱۳	حجۃ الوداع کیلئے مدینہ منورہ سے روانگی	۱۰/۲۵ھ	۲۲فروری ۶۳۲ء
۱۴	وفات حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	۱۶ھ	نومبر ۶۳۷ء
۱۵	وفات حضرت علاء ابن حضرمی	۲۱ھ	اکتوبر ۶۴۲ء
۱۶	فتح فارس وخراسان	۲۹ء	جولائی ۶۵۰ء
۱۷	وفات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۳۲ھ	جون ۶۵۳ء
۱۸	وفات حضرت خباب ابن الارت رضی اللہ عنہ	۳۷ھ	اپریل ۶۵۸ء
۱۹	وفات حضرت سہل ابن الاحنف رضی اللہ عنہ	۳۸ھ	مارچ ۶۵۹ء
۲۰	یزید ابن معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا	۵۰ھ	نومبر ۶۷۹ء

۲۱	وفات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۵۷ھ	ستمبر ۶۷۷ء
۲۲	وفات حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ	۷۲ھ	مارچ ۶۹۲ء
۲۳	وفات قاضی ابوشبرمہ	۱۴۲ھ	فروری ۷۶۰ء
۲۴	وفات امام کسائی راوی قرأت	۱۸۹ھ	ستمبر ۸۰۵ء
۲۵	وفات حضرت معروف کرخیؒ	۲۰۰ھ	جون ۸۱۶ء
۲۶	وفات حضرت ذی النون مصری رحمہ اللہ	۲۴۵ھ	جنوری ۸۶۰ء
۲۷	وفات امام دارمی صاحب مسند دارمی	۲۵۵ھ	اکتوبر ۸۶۹ء
۲۸	وفات امام ابوبکر بن خزیمہ اسلمی	۳۱۱/۲ھ	فروری ۹۲۴ء
۲۹	قرامطیوں نے مکہ میں قتل عام کیا اور حجر اسود لے گئے	۳۱۷ھ	دسمبر ۹۲۹ء
۳۰	وفات امام دار قطنیؒ	۳۸۵ھ	نومبر ۹۹۵ء
۳۱	مدرسہ نظامیہ کی بغداد میں ابتداء	۴۵۹ھ	ستمبر ۱۰۶۷ء
۳۲	وفات شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ	۷۲۸/۲۸ھ	ستمبر ۱۳۲۸ء
۳۳	وفات علامہ ابن قیم جوزی	۷۵۱ھ	دسمبر ۱۳۵۰ء
۳۴	وفات حضرت بہاء الدین نقشبند	۸۵۷ھ	نومبر ۱۴۵۳ء
۳۵	وفات اورنگزیب عالمگیر شاہ	۱۱۱۸/۲۸ھ	۲۱ فروری ۱۷۰۷ء
۳۶	قتل سراج الدولہ بنگال	۱۱۷۰ھ	جولائی ۱۷۵۷ء
۳۷	قتل ٹیپو سلطان شہید	۱۲۱۳ھ	۲۸ اپریل ۱۷۹۹ء
۳۸	معرکہ بالاکوٹ وشہادت سید احمد شہید وشاہ اسماعیل شہید	۱۲۴۶/۲۴ھ	۶ مئی ۱۸۸۱ء
۳۹	پیدائش علامہ محمد اقبال شاعر مشرق	۱۲۹۴ء	نومبر ۱۸۷۷ء
۴۰	وفات مرزا غالب دہلوی	۱۲۸۵ھ	فروری ۱۸۶۹ء
۴۱	وفات مولانا رحمت اللہ کیرانوی	۱۳۰۸ھ	جون ۱۸۹۱ء
۴۲	وفات محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ	۳/۱۳۹۷ھ	۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء

تعزیت اور مصیبت زدہ کی تسلی

کسی شخص کے انتقال پر اس کے گھر والوں سے تعزیت کرنا اور اپنے قول وفعل سے ان کی تسلی کا سامان کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ

جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت (تسلی) کرے اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو اس مصیبت پر ملتا ہے۔ (جامع ترمذی)

واضح رہے کہ "تعزیت" کا مطلب بعض لوگ "اظہار غم" سمجھتے ہیں اور اس وجہ سے میت کے گھر والوں کی تسلی کا سامان کرنے کے بجائے الٹا انہیں صدمہ یاد دلا دلا کر مزید غم میں مبتلا کرتے ہیں۔ حقیقت میں "تعزیت" کے معنی "تسلی دینے" کے ہیں۔ لہٰذا ہر وہ طریقہ اختیار کرنا "تعزیت" میں داخل ہے جس سے غمزدہ افراد کی ڈھارس بندھے۔ جس سے انہیں قرار آئے۔ جس سے ان کا دل بہلے اور ان کے صدمے کے احساس کی شدت کم ہو۔

اور تسلی دینے کا یہ ثواب صرف کسی کے انتقال ہی کے موقع کے ساتھ مخصوص نہیں ہے' بلکہ اوپر کی حدیث میں ہر مصیبت زدہ کو تسلی دینے کا بھی وہی اجر وثواب یہاں فرمایا گیا ہے لہٰذا جس کسی شخص کو کوئی بھی تکلیف یا صدمہ پہنچا ہو تو اس کو تسلی دینے اور اس کی تسلی کا سامان کرنیکا بھی وہی اجر وثواب ہے جو اس شخص کو اس تکلیف یا صدمے پر مل رہا ہے۔ (الف)

شب قدر کی فضیلت: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ (زمین پر) اترتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے جو (اس رات میں) کھڑے یا بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کر رہا ہو اور عبادت میں مشغول ہو دعائے رحمت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔" (بخاری)

یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ان پانچ راتوں میں تلاش کرو۔

مہمان کا اکرام

مہمان کی عزت اور مناسب خاطر داری ایمان کے شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ ہے جس کی اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ (بخاری ومسلم)

مہمان کے اکرام کا مطلب یہ ہے کہ خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا جائے اگر کھانے کا وقت ہو تو بقدر استطاعت کھانے سے اس کی تواضع کی جائے بلکہ ایک حدیث کی رو سے یہ بھی مہمان کا حق ہے کہ اگر استطاعت ہو تو پہلے دن اس کے لئے کوئی خصوصی کھانا تیار کیا جائے، جس کو حدیث میں ''جائزہ'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری۔ عن ابی شریح رضی اللہ عنہ)

البتہ ان تمام باتوں میں محض رسمیات، نام ونمود اور تکلفات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ مہمان کے اکرام کا سب سے اول مطلب یہ ہے کہ اس کو آرام پہنچانے کی فکر کی جائے لہذا اگر اسے کھانے سے تکلیف ہو تو محض رسم کی خاطر کھانے پر اصرار کرنا اکرام کے خلاف ہے ایسی صورت میں اس کا اکرام یہی ہے کہ اس کے آرام اور منشاء کو مدنظر رکھا جائے۔

دوسری طرف مہمان کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ میزبان پر ناواجبی بوجھ نہ ڈالے اور اتنی دیر اس کے پاس نہ ٹھہرے جس سے اس پر بار ہونے لگے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس کی صریح ممانعت آئی ہے۔ (الف)

شب قدر کے چند مفید عمل: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ شب قدر میں کیا پڑھوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ. (ترمذی)

یا اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں معافی چاہنے والے کو پسند کرتے ہیں (لہٰذا) مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔''

وضو اور مسواک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کرنے کی بہت فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلسِّوَاکُ مُطْهِرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ

مسواک منہ کی پاکی کا ذریعہ ہے اور پروردگار کی خوشنودی کا۔ (سنن نسائی)

اور حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

فَضْلُ الصَّلَاةِ بِالسِّوَاکِ عَلَى الصَّلَاةِ بِغَيْرِ سِوَاکٍ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا (الترغیب ص ۱۳۱ ج ۱ بحوالہ حاکم واحمد)

مسواک کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز مسواک کے بغیر پڑھی جانے والی نماز پر ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مسواک کی فضیلت میں بے شمار احادیث آئی ہیں اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت محبوب سنتوں میں سے ہے۔ جس میں دنیا وآخرت دونوں کی بھلائی ہے اور عمل بھی ایسا ہے جس میں کوئی محنت مشقت یا خرچ نہیں ہے۔ اس لئے اسکے ذریعے انسان بہت آسانی سے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرسکتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے۔ پھر یہ کلمات کہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ وہ ان میں سے جس سے چاہے داخل ہوجائے۔ (صحیح مسلم)

ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ کلمات کہتے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھالے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ ان کلمات کے ساتھ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ کا بھی اضافہ کیا جائے۔ (الف)

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک

اسلام نے انسانوں کی طرح جانوروں کے بھی حقوق رکھے ہیں جو جانور موذی نہیں ہیں۔ان کو بلاوجہ تکلیف پہنچانا منع ہے۔یہاں تک کہ جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے ان کو بھی ایسے طریقے سے ذبح کرنے کی تاکید کی گئی ہے جس سے اس کو کم سے کم تکلیف پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ذبح سے پہلے چھری کو تیز کرلیا جائے اور ذبح ہونے والے جانور کو جتنی زیادہ سے زیادہ راحت پہنچائی جاسکے پہنچائی جائے۔(ترمذی)

چنانچہ جانوروں پر ترس کھانا' ان کی پرورش کرنا اور ان کو آرام پہنچانا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے اور اس کا اجروثواب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امتوں کے ایک شخص کا واقعہ سنایا کہ اسے سفر کے دوران شدید پیاس لگی۔تلاش کرنے پر اسے ایک کنواں نظر آیا جس پر ڈول نہیں تھا وہ کنویں کے اندر اترا اور پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی۔جب وہ پانی پی کر چلا تو اسے ایک کتا نظر آیا جو پیاس کی شدت سے مٹی چاٹ رہا تھا۔اسے کتے پر ترس آیا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوئی ہے جیسی مجھے لگی تھی۔چنانچہ اس نے اپنے پاؤں سے چمڑے کا موزہ اتارا اور کنویں میں اتر کر اس موزے میں پانی بھرا اور موزے کو منہ میں لٹکا کر کنویں سے باہر آ گیا۔اور کتے کو پانی پلایا۔اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس کی مغفرت فرمادی۔(بخاری ومسلم)(الف)

شب قدر کے چند مفید عمل: حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر کان لگایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُبِکَ وَمِنْکَ جَلَّ وَجْھُکَ اَللّٰھُمَّ لَااُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ. (بیہقی)

''یا اللہ! میں تیرے عفو کی پناہ چاہتا ہوں تیری سزا سے اور تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں تیرے غصہ سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری سختیوں سے یا اللہ! میں آپ کی تعریف کا شمار نہیں کرسکتا آپ کی ذات ایسی ہی بلند وبالا ہے جیسی آپ نے بیان کی''۔

موذی جانوروں کو ہلاک کرنا

جو جانور موذی ہوں اور ان سے انسانوں کو تکلیف پہنچے کا اندیشہ ہو ان کو ہلاک کرنا نیک عمل ہے، جس پر اجر و ثواب ملتا ہے۔ مثلاً سانپ، بچھو کو مارنے پر بھی ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خطبہ دے رہے تھے کہ دیوار پر چلتا ہوا ایک سانپ نظر آیا۔ آپ نے خطبہ بیچ میں روکا اور ایک چھڑی سے سانپ کو مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

جو شخص کسی سانپ یا بچھو کو ہلاک کرے تو اس کا یہ عمل ایسا ہے جیسے کوئی شخص اس مشرک کو قتل کرے جس کا خون حلال ہو۔ (ترغیب ص ۴۰۳ ج ۴ بحوالہ بزار)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کو بھی مارنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی چھپکلی کو پہلی ضرب میں ہلاک کرے، اس کو اتنی اتنی نیکیاں ملیں گی اور جو شخص اسے دوسری ضرب میں ہلاک کرے اسے اتنی اتنی نیکیاں ملیں گی (اس مرتبہ آپؐ نے پہلے سے کم نیکیاں بیان فرمائیں) اور جو شخص اسے تیسری ضرب میں ہلاک کرے، اسے اتنی اتنی نیکیاں ملیں گی۔ اور اس مرتبہ دوسری سے بھی کم نیکیاں بیان فرمائیں۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح دوسرے موذی جانور جن سے انسانوں کو واقعی خطرہ ہو ان کو مارنے پر بھی ثواب ملتا ہے۔ (الف)

اعتکاف: ا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی (یعنی وفات کے وقت تک آپؐ ہمیشہ اعتکاف کرتے رہے) آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہراتؓ اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری و مسلم)

اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک ہر سال اعتکاف فرماتے رہے، اور آپ کی وفات کے بعد ازواج مطہراتؓ آپ کی سنت پر عمل پیرا رہیں۔

۲۔ ایک حدیث میں ہے رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنے والے کو دو حج اور دو عمروں کے برابر ثواب ملے گا۔ (بیہقی)

چھوٹی چیزوں سے ہمت نہ ہارو

بہت لوگ ہمت ہار کر بیٹھے رہتے ہیں۔ ان سے بات چیت کر کے پوچھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بات بالکل معمولی ہے۔ منافقین مدینہ کو دیکھئے کہ جب انہیں جہاد کی طرف بلایا گیا تو وہ کس چیز سے ہمت ہار کر بیٹھ گئے۔ اس گروہ کے کتنے بدکار لوگ تھے کہ ان کی ساری کاوش دنیاوی پیٹ کی فکر میں تھی اور دنیا کی معمولی چیزوں کو انہوں نے مطمح نظر بنا رکھا تھا۔ لیکن کبھی آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

اللہ کی خوشنودی کے امور کی طرف نہیں دیکھتے۔ بس انہیں یہی فکر کھائے جارہی ہے کہ فلاں فلاں چیز ہمیں مل جائے، گھر اچھا ہو، بیوی اچھی ہو، سازوسامان اچھا ہو، ایسے لوگوں کے گھروں میں جھانکا جائے تو صبح سے شام تک انہیں چیزوں کی وجہ سے فساد برپا رہتا ہے۔ رشتہ داروں کی باہمی لڑائی یا پڑوس سے جھگڑا کرنا جو کہ معمولی اور حقیر باتوں پر ہوتا ہے وہ خود کو انہیں میں مصروف رکھتے ہیں اور اپنے لئے مصائب خریدتے ہیں۔

ایسے امور میں مشغول آدمی کبھی بامقصد و باہمت زندگی نہیں گزار پاتا۔ کہا جاتا ہے کہ پیالے میں اگر پانی نہ ہو تو اس میں ہوا بھر جاتی ہے۔ لہٰذا خود غور وفکر کیجئے کہ جن چیزوں کو تم نے پریشانی بنا رکھا ہے آیا وہ اس پریشانی کے لائق ہیں؟

نفسیاتی امراض کے معالج کہتے ہیں کہ ہر چیز کی معقول مقدار ہوتی ہے اور اسے مقررہ حد میں ہی رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی نظام کائنات میں ہر چیز کی ایک حد اور مقدار مقرر کی ہوئی ہے۔ (میم)

اعتکاف: ایک اور حدیث میں ہے جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کرتا ہے اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کے (برابر) مقدار میں دیوار قائم کردی جاتی ہے، ان خندقوں کا فاصلہ زمین وآسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔

اعتکاف کی جیسی فضیلت مردوں کے لئے ہے ایسی ہی عورتوں کے لئے بھی ہے بلکہ عورتوں کو یہ سہولت بھی ہے کہ وہ اپنے گھر کے کسی گوشہ میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائیں۔

اچھے بنو گے تو دنیا بھی اچھی نظر آئے گی

ہمیں چاہئے اپنی سعادت پوری کرنے کے لئے دنیا کی خوبصورتی سے شرعی حدود میں لطف اندوز ہوں جیسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر خوبصورت سبز باغ بنائے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں۔ اچھی خوشبو اچھا کھانا، اچھی شکل اپنانے سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا

حدیث میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین چیزوں سے مجھے محبت ہوئی ہے اچھی خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) یہ لوگ جو زہد کو غلط سمجھتے ہیں کہ تہجد فرض ہے یا شادی نہیں کرتے یا گوشت نہیں کھاتے یا ہمیشہ روزے رکھتے ہیں یہ غلط ہے یہ زہد نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں (میں روزے رکھتا بھی ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور تہجد پڑھتا ہوں اور کبھی چھوڑ دیتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں گوشت بھی کھاتا ہوں جو اس سنت سے دور رہا وہ مجھ سے نہیں) ان لوگوں سے تعجب ہوتا ہے جو کوئی کھجور نہیں کھاتا یا ہنستا نہیں ہے یا ٹھنڈا پانی نہیں پیتا اس چیز کو زہد سمجھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کھایا حالانکہ زہد کی بنیاد رکھنے والے وہ ہیں اللہ تعالیٰ نے شہد تو کھانے کے لئے پیدا کیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روح اور جسم کے حق کو جمع کرتے تھے روح کا حق بھی ادا کرتے تھے اور جسم کا بھی اور دنیا وآخرت کی سعادت جمع کرتے تھے۔ (میم)

استاد کے آداب: ۱۔ استاد کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرے۔ ۲۔ ادب سے مصافحہ کرے۔ ۳۔ استاد کے پاس ادب سے دوزانو ہو کر بیٹھے، چارزانو ہو کر نہ بیٹھے۔ ۴۔ استاد کی جگہ پر نہ بیٹھے کہ یہ خلاف ادب ہے۔ ۵۔ استاد کی جانب پشت اور پیر کر کے نہ بیٹھے۔ ۶۔ جب استاد کوئی بات کہے تو انتہائی توجہ سے سنے اور ادھر ادھر نہ دیکھے۔ ۷۔ استاد جو حکم کرے اس کی فرمانبرداری کرے۔ ۸۔ استاد کے ادب سے علم میں ترقی ہوتی ہے۔ ۹۔ چلنے میں بھی استاد کے پیچھے چلے آگے نہ چلے۔

اعمال اچھے تو حاکم اچھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں سب بادشاہوں کا مالک اور بادشاہ ہوں، سب بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں۔ جب میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں اور حکام کے قلوب میں ان کی شفقت اور رحمت ڈال دیتا ہوں، اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حکام کے دل ان پر سخت کر دیتا ہوں وہ ان کو ہر طرح کا برا عذاب چکھاتے ہیں، اس لئے حکام اور امرا کو برا کہنے میں اپنے اوقات ضائع نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اپنے عمل کی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ تا کہ تمہارے سب کاموں کو درست کر دوں۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر اور حاکم کا بھلا چاہتے ہیں تو اس کو اچھا وزیر اور اچھا نائب دے دیتے ہیں کہ اگر امیر سے کچھ بھول ہو جائے تو اس کو یاد دلا دے، اور جب امیر صحیح کام کرے تو وہ اس کی مدد کرے، اور جب کسی حاکم و امیر کے لئے کوئی برائی مقدر ہوتی ہے تو برے آدمیوں کو اس کے وزراء اور ماتحت بنا دیا جاتا ہے۔ (د)

مسجد کے آداب: ۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ

مسجد کی طرف دوڑتے ہوئے نہ جائیں بلکہ سکون و اطمینان سے جائیں۔

مسجد کو صاف ستھرا رکھا جائے۔ بدبودار چیز لے کر یا کھا کر نہ جائیں۔

مسجد میں جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جائیں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا صحیح نہیں۔

مسجد میں دنیاوی باتیں نہ کریں۔ مسجد میں بے شعور چھوٹے بچوں کو ساتھ لے کر نہ جائیں۔

مسجد کو گذرگاہ نہ بنائیں۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر اوقات ممنوعہ نہ ہوں تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لیں۔ مسجد کے باہر کوئی چیز گم ہو جائے تو اس کا اعلان مسجد میں نہ کریں۔

دل کی سختی کا علاج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوتِ قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ (مسند احمد)

سخت دلی اور تنگ دلی ایک روحانی مرض اور انسان کی بدبختی کی نشانی ہے سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل اور اپنی روح کی اس بیماری کا حال عرض کر کے آپ سے علاج دریافت کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو باتوں کی ہدایت فرمائی ایک یہ کہ یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا کرو اور دوسرا یہ کہ فقیر مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا یہ علاج علم النفس کے ایک خاص اصول پر مبنی ہے بلکہ کہنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے اس اصول کی تائید اور توثیق ہوتی ہے، وہ اصول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے نفس یا قلب میں کوئی خاص کیفیت نہ ہو اور وہ اس کو پیدا کرنا چاہے تو ایک تدبیر اس کی یہ بھی ہے کہ اس کیفیت کے آثار اور لوازم کو وہ اختیار کر لے ان شاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد وہ کیفیت بھی نصیب ہو جائے گی۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے کثرت ذکر کا طریقہ جو حضرات صوفیائے کرام میں رائج ہے اس کی بنیاد بھی اسی اصول پر ہے۔ بہرحال یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور مسکین کو کھانا کھلانا دراصل جذبۂ رحم کے آثار میں سے ہے لیکن جب کسی کا دل اس جذبہ سے خالی ہو وہ اگر یہ عمل بہ تکلف ہی کرنے لگے تو ان شاء اللہ اس کے قلب میں بھی رحم کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ (و)

استاد کے آداب: ۱۰۔ استاد کا نام لے کر مخاطب نہ کرے بلکہ ادب و احترام سے استاد محترم، استاد جی وغیرہ کہہ کر مخاطب کرے ۱۱۔ استاد کی غیبت نہ کرے اس سے علم سے محرومی ہوتی ہے۔ ۱۲۔ استاد کا احسان مند رہے۔ ۱۳۔ استاد کے سامنے تواضع سے پیش آئے۔
۱۴۔ پڑھائی سے فارغ ہونے کے بعد استاد کی زیارت کیلئے جائے۔
۱۵۔ استاد کو اپنا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھے۔ ۱۶۔ استاد کے لئے دعا کرتا رہے۔

پریشانی میں کیا کیا جائے؟

اس اہم سوال کے جواب حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

۱- حالت مصیبت میں ابتلا ہو تو صبر کیا جائے۔ کہ مومن کی شان یہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یعنی مومن کی عجیب حالت ہے کہ اگر اس کو خوشی پہنچتی ہے شکر کرتا ہے اور اگر مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو دونوں حالتوں میں نفع رہا۔

۲- خدا کی رحمت سے مصیبت میں مایوس نہ ہو بلکہ فضل وکرم الٰہی کا امیدوار رہے کیونکہ اسباب سے فوق بھی تو کوئی چیز ہے تو یاس (ناامیدی) کی بات وہ کہے کہ جس کا ایمان تقدیر پر نہ ہو اہل دین کا طریقہ تو رضا بالقضا ہے۔

۳-مصیبت کی وجہ سے دوسرے احکام شرعیہ میں کوتاہی نہ کرے۔

۴- خدا سے اس مشکل کے آسان کرنے کی دعا کرتا رہے اور تدابیر میں بھی مشغول رہے۔ مگر تدبیر کو کارگر نہ سمجھے (اور دعا کا حکم اس لئے ہے کہ تدبیر میں بغیر دعا برکت نہیں ہوتی)۔

۵- استغفار کرتے رہو یعنی اپنے گناہوں سے معافی چاہو۔

۶- اگر مصیبت ہمارے کسی بھائی مسلمان پر نازل ہو تو اس کو اپنے اوپر نازل سمجھا جائے اس کیلئے ویسی ہی تدبیر کی جائے جیسا کہ اگر اپنے اوپر نازل ہوتی تو اس وقت خود کرتے۔ (ب)

تلاوت کرنے کے آداب: ا۔ ہر بچے کو چاہیے کہ قرآن کی تلاوت سے پہلے وضو اور مسواک کرے اور خوشبو لگائے۔ ۲۔ قرآن کی تلاوت سے پہلے اپنے جسم اور کپڑے کو صاف کرنے کا خیال رکھے۔ ۳۔ قرآن کی خوب عظمت اور وقعت ہمارے دلوں میں ہو۔

۴۔ باوضو اور قبلہ رخ ہو کر تلاوت کریں۔ ۵۔ تلاوت کرنے میں جلدی نہ کریں۔

۶۔ قراءت سے تلاوت کرے۔ ۷۔ تلاوت اس عزم کیساتھ کرے کہ قرآن کے مطابق اپنی زندگی بدلوں گا۔ ۸۔ تلاوت کرنے سے پہلے اعوذ باللہ الخ بسم اللہ الخ پڑھنا چاہیے۔

تسلی آمیز تعزیتی خط

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے نام

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعزیت نامہ لکھوایا جس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معاذ بن جبل کے نام ''تم پر سلامتی ہو میں پہلے تم سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد وثناء کے بعد (دعا کرتا ہوں کہ) اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے اس لئے کہ بیشک ہماری جانیں ہمارا مال اور ہمارے اہل وعیال (سب) اللہ بزرگ وبرتر کے خوشگوار عطیے اور عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں (اس اصول کے مطابق تمہارا بیٹا بھی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھا) اللہ تعالیٰ نے خوشی اور عیش کے ساتھ تم کو اس سے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا اور (اب) تم سے اس کو اجر عظیم کے عوض میں واپس لے لیا ہے، اللہ کی خاص نوازش اور رحمت وہدایت (کی تم کو بشارت ہے) اگر تم نے ثواب کی نیت سے صبر کیا پس تم صبر وشکر کے ساتھ رہو (دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کردے کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کسی مصیبت کو لوٹا کر نہیں لاتا اور نہ ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا''۔ والسلام۔ (ب)

تلاوت کرنے کے آداب: ۹۔ قرآن مجید کو رحل یا کسی اونچی جگہ پر رکھیں۔

۱۰۔ تلاوت کے دوران ادھر ادھر کی باتیں نہ کی جائیں اور نہ دھیان ادھر ادھر لے جائے۔

۱۱۔ دوران تلاوت اگر کوئی ضروری بات کرنی ہو تو مختصر بات کرکے پھر اعوذ باللہ الخ پڑھکر تلاوت شروع کریں۔ ۱۲۔ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا ثواب زبانی پڑھنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

۱۳۔ خوش الحانی سے پڑھنے کی کوشش کرے۔ ۱۴۔ قرآن کی طرف پیٹھ کرکے نہ بیٹھے۔

جھگڑے دین کو مونڈنے والے ہیں

قرآن وسنت میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے باہمی جھگڑے کسی قیمت پر پسند نہیں، مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہو یا جھگڑا ہو یا ایک دوسرے سے کھچاؤ اور تناؤ کی صورت پیدا ہو یا رنجش ہو یہ اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ حتی الامکان اس آپس کی رنجشوں اور جھگڑوں کو باہمی نفرتوں اور عداوتوں کو کسی طرح ختم کرو۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو نماز، روزے اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟ ارشاد فرمایا۔ "اصلاح ذات البین فساد ذات البین الحالقه" (ابوداؤد)

یعنی لوگوں کے درمیان صلح کرانا اور اس لئے اس کے جھگڑے مونڈنے والے ہیں یعنی مسلمانوں کے درمیان آپس میں جھگڑے کھڑے ہو جائیں فساد برپا ہو جائے ایک دوسرے کا نام لینے کے روادار نہ رہیں۔ ایک دوسرے سے بات نہ کریں بلکہ ایک دوسرے سے زبان اور ہاتھ سے لڑائی کریں یہ چیزیں انسان کے دین کو مونڈ دینے والی ہیں۔ بنی انسان کے اندر جو دین کا جذبہ ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کا جو جذبہ ہے وہ اس کے ذریعہ ختم ہو جاتا ہے۔ بالآخر انسان کا دین تباہ ہو جاتا ہے اس لئے فرمایا کہ آپس کے جھگڑے اور فساد سے بچو۔ (ش)

لباس کے آداب: (۱) لباس پہننے سے پہلے یہ سوچے کہ یہ وہ نعمت ہے جس سے خدا نے صرف انسانوں کو ہی نوازا ہے دوسری مخلوقات اس سے محروم ہیں تو نمائش اور دکھاوے کے لئے لباس نہیں پہننا چاہئے۔ (۲) جب نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھ لیں:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ کَسَانِیۡ مَا اُوَارِیۡ بِہٖ عَوۡرَتِیۡ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیۡ حَیَاتِیۡ

ساری تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور اس زندگی میں میرے لئے حسن وجمال کا ذریعہ ہے۔

(۳) لباس پہننے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کرے یعنی قمیص وغیرہ میں پہلے دایاں بازو ڈالے پھر بایاں اسی طرح پاجامہ جوتا وغیرہ میں پہلے دایاں پاؤں ڈالے اور جب نکالے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے۔

غلط پارکنگ ناجائز ہے

سڑکوں پر بے جگہ گاڑیوں کی پارکنگ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ہم انتہائی بے حسی کا شکار ہیں۔ چھوٹی گاڑیاں تو ایک طرف رہیں بڑی بڑی ویگنیں اور بسیں بھی ایسی جگہ کھڑی کر دی جاتی ہیں کہ آنے جانے والوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے، یا گذرنے والوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چونکہ ہم نے دین کو صرف نماز روزے ہی کی حد تک محدود کر رکھا ہے، اس لئے یہ عمل کرتے وقت کسی کو یہ دھیان نہیں آتا کہ وہ محض بے قاعدگی کا نہیں بلکہ ایک ایسے بڑے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اول تو جس جگہ پارکنگ ممنوع ہے اس جگہ گاڑی کھڑی کر دینا اس عوامی جگہ کا ناجائز استعمال ہے، جو غصب کے گناہ میں داخل ہے، دوسرے حاکم کے ایک جائز حکم کی خلاف ورزی ہے، تیسرے اس باقاعدگی کے نتیجے میں جس جس شخص کو تکلیف پہنچے گی، اسے تکلیف پہنچانے کا گناہ الگ ہے اس طرح یہ عمل جو غفلت اور بے دھیانی کے عالم میں روزمرہ ہوتا ہے، بیک وقت کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، جن پر دنیا میں چالان ہو یا نہ ہو، آخرت میں ضرور باز پرس ہوگی۔

اسی طرح بعض جگہ پارکنگ قانوناً ممنوع نہیں ہوتی، لیکن گاڑی اس انداز سے کھڑی کر دی جاتی ہے کہ آگے پیچھے کی گاڑیاں سرک نہیں سکتیں، یا گذرنے والوں کو کوئی اور تکلیف پیش آتی ہے، یہ عمل بھی دینی اعتبار سے سراسر ناجائز اور گناہ ہے۔ (ش)

لباس کے آداب: (۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ بہت پسند تھا۔

(۵) کپڑے پہننے سے پہلے ان کو جھاڑ لینا چاہئے۔ (۶) مردوں کیلئے پاجامہ، شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا صحیح نہیں، یہ متکبرین کی عادت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص تہبند (شلوار) ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا تو وہ حصہ آگ میں جلے گا۔

(۷) مردوں کے لئے ریشمی لباس حرام ہے۔

(۸) ایسا لباس نہیں پہننا چاہئے جس میں کسی دوسری قوم کی مشابہت ہوتی ہو۔

سورج گرہن

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہو گیا... صحابہؓ کو فکر ہوئی کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا عمل فرمائیں گے کیا کریں گے... اس کی تحقیق کی جائے... جو حضرات اپنے اپنے کام میں مشغول تھے چھوڑ کر دوڑے ہوئے آئے... نوعمر لڑکے جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اُن کو چھوڑ کر لپکے ہوئے آئے تا کہ یہ دیکھیں کہ حضور اس وقت کیا کریں گے...

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت کسوف کی نماز پڑھی جو اتنی لمبی تھی کہ لوگ غش کھا کر گرنے لگے... نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روتے تھے اور فرماتے تھے... اے رب کیا آپ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرما رکھا کہ آپ ان لوگوں کو میرے موجود ہوتے ہوئے عذاب نہ فرمائیں گے اور ایسی حالت میں بھی عذاب نہ فرمائیں گے کہ وہ لوگ استغفار کرتے رہیں... سورۂ انفال میں اللہ جل شانہٗ نے اس کا وعدہ فرما رکھا ہے...

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب کبھی ایسا موقع ہو اور آفتاب یا چاند گرہن ہو جائے تو گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو... میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو ہنسنا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو... جب کبھی ایسی حالت پیش آئے... نماز پڑھو... دُعا مانگو... صدقہ کرو... (ف)

مسجد کے آداب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں جو اپنی گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کر رہا تھا، فرمایا کہ اللہ اس کو اس کی گمشدہ چیز نہ دلائے۔ مسجد میں اپنی ذات کے لئے سوال کرنا بھی صحیح نہیں۔ مسجد میں تجارت کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ جب مسجد سے باہر نکلنا چاہیں تو پہلے بایاں پاؤں نکالیں پھر دایاں پاؤں پھر درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں:
اَللّٰهُمَّ اِنِّىۡ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ. اے اللہ! تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

کھانے کے آداب

(۱) اللہ کا حکم سمجھ کر کھایا جائے۔(۲) بھوک کے وقت میں کھائے۔
(۳) پہلے ہاتھ دھولے۔(۴) دسترخوان بچھا کر کھائے اور ٹیک لگا کر نہ کھائے۔
(۵) زمین پر بیٹھ کر کھانا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے میز کرسی پر یا کھڑے ہو کر نہیں کھانا چاہئے۔
(۶) دوزانو بیٹھ کر کھائے یا ایک ٹانگ اٹھا کر اور ایک بچھا کر کھائے۔تواضع کی صورت ہونی چاہئے۔
(۷) اکھٹے مل کر کھانے میں برکت ہوتی ہے۔
(۸) چاندی اور سونے کے برتن میں نہیں کھانا چاہئے۔
(۹) جب کوئی بزرگ دسترخوان پر ہو تو پہلے ان کے شروع کرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔
(۱۰) کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لینا چاہئے۔
(۱۱) جب شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو جب بھی یاد آئے۔
بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔ پڑھنا چاہئے۔
(۱۲) دائیں ہاتھ سے کھایا جائے۔(۱۳) برتن کے کنارے سے کھایا جائے۔
(۱۴) لقمہ درمیانہ ہو نہ بہت بڑا ہو نہ بہت چھوٹا اور خوب چبا کر کھائے جب ایک لقمہ ختم ہو جائے پھر دوسرا اٹھائے۔(۱۵) کھانے میں عیب نہ نکالے پسند نہ آئے تو خاموشی سے چھوڑ دے۔
(۱۶) اپنے سامنے سے کھایا جائے ہاں اگر پھل یا میوہ وغیرہ ہو تو جو پسند آئے اس کو لے سکتا ہے۔
(۱۷) دوران کھانا بہت غم یا بہت خوشی یا زیادہ سوچ والی بات نہیں کرنی چاہئے۔
(۱۸) روٹی کے چار ٹکڑے کرنا سنت نہیں ہے۔(۱۹) لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھالے۔(۲۰) گرم کھانے کو پھونک مار کر ٹھنڈا نہیں کرنا چاہئے بلکہ کچھ صبر کرے تا کہ وہ خود ٹھنڈا ہو جائے۔(۲۱) پھل کی گٹھلیوں کو اسی پلیٹ میں نہیں ڈالنا چاہئے۔
(۲۲) پھل کے اندر کے کیڑے کھانا جائز نہیں ہے۔(۲۳) بدبو والی چیز نہیں کھانی چاہئے۔(۲۴) دسترخوان کے اٹھانے سے پہلے نہیں اٹھنا چاہئے۔(۲۵) برتن کو کھانے کے بعد چاٹ لینا چاہئے۔(۲۶) کھاتے وقت دوسرے کے لقموں کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے۔

عہد رسالت کے دو بچے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مشہور اور بڑے صحابہ میں ہیں... فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا... میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے ہیں... مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے... میرے دونوں جانب بچے ہیں یہ کیا مدد کر سکیں گے...

اتنے میں ان دونوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا... چچا جان تم ابوجہل کو بھی پہچانتے ہو... میں نے کہا... ہاں پہچانتا ہوں تمہاری کیا غرض ہے... اُس نے کہا مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے... اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اُس کو دیکھ لوں... تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں... مجھے اس کے اس سوال اور جواب پر تعجب ہوا... اتنے میں دوسرے نے یہی سوال کیا اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے بھی کہا...

اتفاقاً میدان میں ابوجہل دوڑتا ہوا مجھے نظر پڑ گیا... میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا مطلوب جس کے بارہ میں تم مجھ سے سوال کر رہے تھے وہ جا رہا ہے... دونوں یہ سن کر تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جا کر اُس پر تلوار چلانی شروع کر دی یہاں تک کہ اس کو گرا دیا... (بخاری) (ف)

کھانے کے آداب

(۲۷) کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا چاہئے اس کی ترتیب اس طرح ہوگی پہلے بیچ کی انگلی چاٹی جائے پھر شہادت والی انگلی پھر انگوٹھا اور پھر ہاتھ دھو کر پونچھ لینا چاہئے۔

(۲۸) کھانے کے آخر میں یہ دعا پڑھنی چاہئے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسۡلِمِیۡنَ.

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور جس نے ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔

طلاق کا ایک اذیت ناک پہلو

جائز چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ جس چیز سے عداوت ہے وہ طلاق ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ناپسندیدہ چیز کو استعمال میں لانے کیلئے کوئی مضبوط وجہ اور مستحکم دلیل ہونی چاہئے تاکہ طلاق دینے والا اللہ کے یہاں بطور حجت اسے پیش کر سکے۔ مالداری یا عہدہ کی ترقی کوئی شرعی یا معقول وجہ نہیں ہے جس سے طلاق اس کیلئے حلال قرار پائے۔ قرآن حکیم نے انتہائی ناچاقی کے وقت میں بھی طلاق کی عام اجازت نہیں دی۔ خاوند بیوی میں ناچاقی ہو تو پہلے خاوند پر نصیحت کرنا لازم قرار دیا۔ عورت نصیحت نہ مانے تو پھر تھوڑی تنبیہ کرنے کی ہدایت کی کہ اس کے پاس جانے آنے کو تنبیہاً ترک کر دیا جائے اس پر بھی اثر نہ ہو تو ذرا سخت تنبیہ کی ہدایت کی۔ مثلاً اس کا دوپٹہ اینٹھ کر اسے مارا جائے جس کا مقصد ایذا رسانی نہیں بلکہ ظاہر کرنا ہے کہ میں یہ صورت بھی اختیار کر سکتا ہوں' لیکن بیوی کو مارنے پیٹنے کی احادیث میں ممانعت فرمائی گئی ہے کوئی کوڑ مغز عورت اس سے بھی باز نہ آئے اور ناچاقی جاری رکھے تو پھر صلح کی یہ صورت بتلائی گئی ہے جب یہ بھی کارگر نہ ہو تو آخر کار طلاق کی اجازت دی گئی ہے اور وہ بھی اس شان سے کہ تینوں طلاق کا ایک ہی دفعہ دے دیا جانا بدعت قرار دیا گیا ہے بلکہ صرف ایک طلاق رجعی دی جائے تاکہ دوران عدت رجوع کرنیکا موقع رہے۔ پھر بھی وہ احمق باز نہ آئی تو اب دوسری طلاق کی اجازت دی گئی ہے جس کی پھر عدت گزرے گی اور رجوع کا موقع رہے گا۔ لیکن کوئی بدبخت عورت اتنی سزا کے بعد بھی درست نہ ہوئی۔ تب آخر میں تیسری طلاق کی اجازت دی گئی ہے جس سے نکاح ختم ہو جائیگا اور وہ بالکل اس سے علیحدہ ہو جائیگی۔

اس سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ طلاق کے استعمال میں آدمی کلیۃً مختار نہیں ہے بلکہ یہ آخری اور سخت مجبوری کا درجہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلاق عیاشی کرنے کیلئے نہیں رکھی گئی ہے بلکہ مجبوری کی ایک چیز ہے جبکہ خاوند بیوی میں موافقت کی کوئی صورت کارگر نہ رہے۔ جب ناچاقی کی صورت میں بھی طلاق سے اتنا گریز کیا گیا ہے تو جس عورت سے ناچاقی بھی نہ ہو اور اس کا کوئی قصور بھی نہ ہو۔ محض اپنی عیاشی کی خاطر اسے طلاق دینا منشاء شریعت کے خلاف ایک صریح ظلم ہے جس کی جواب دہی قیامت کے دن کرنی پڑے گی۔ (ح)

خواتین کیلئے لمحہ فکریہ

ہماری گھریلو زندگی کس قدر ابتری کا شکار ہے۔اس کا اندازہ مدارس کے مفتی حضرات کے پاس میں روزمرہ آنے والے مسائل اور وکلا کی فائلوں میں زیرسماعت مقدموں سے کیا جاسکتا ہے۔ان مسائل میں بیش تر ایسے ہیں کہ عورت معمولی وجوہات کی بنا پر طلاق یا خلع کی خواہش مند ہے...... یہ مانا کہ بعض شوہر بھی حد سے زیادہ اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں اور بعض غیر اخلاقی حرکات کے بھی مرتکب ہوتے ہیں...... لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا حل یہ نہیں کہ عورت یہ سوچ لے کہ میرے اب دو تین بچے ہیں میں جوان ہوں اور کہیں ملازمت کر کے اپنی اور اپنے بچوں کی کفالت کرلوں گی لیکن اپنے خاوند سے اب میرا نباہ نہیں ہوتا ...... ایسی خواتین جذبات میں آ کر اپنی انا کا مسئلہ بنالیتی ہیں جبکہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کا جرم ایسا نہیں جو قابل اصلاح نہ ہو...... نکاح ساری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ نباہ اور مضبوط بندھن کا نام ہے جسے معمولی معمولی شکایات کی وجہ سے نہیں توڑنا چاہئے ...... ہر عورت یہ دیکھے کہ میرے اندر آخر کون سی کمزوری اور کمی ہے کہ میرے شوہر کی توجہ دوسری طرف جارہی ہے اس طرح اپنی اصلاح کر کے اپنے گھر کو گھر بنائیں اور شوہر کی اصلاح کیلئے دعا کرتے رہیں اور خاندان کے بڑے بزرگوں کو صورتحال بتا کر مشورہ کرلیا جائے اور معمولی جھگڑوں کو طول دیکر طلاق تک ہرگز نوبت نہ لائی جائے ......آپ جذبات میں ایسا قدم اٹھا کر وقتی طور پر خاوند سے چھٹکارا تو حاصل کرلیں گی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ آپ کو اپنے اس فعل پر جو پشیمانی ہوگی اس کا تدارک اس وقت ناممکن ہوگا...... کتنی ہی خدارسیدہ خواتین ایسی ہیں جو شرم وحیا اور اپنی اولاد کیلئے کیسی قربانیاں دیتی ہیں اور صبر وشکر کیساتھ اپنی عفت وحیا کی چادر سنبھالے وقت گزاردیتی ہے۔

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک نوجوان عزیز کو یہ شوق ہوا کہ میں فارغ اوقات میں بلا اجرت قبروں کی کھدائی کیا کروں لہٰذا اس نے اس کار خیر کو اپنی زندگی کا وظیفہ بنالیا' کچھ عرصہ بعد میری اس سے ملاقات ہوئی تو اس نوجوان نے کہا کہ ایک مرتبہ قبر کی کھدائی

کے دوران مجھے ایک غار نظر آئی میں نے اس میں جھانکا تو ایک عورت بیٹھی نظر آئی جس کے اردگرد سبزہ ہی سبزہ تھا۔ میں نے وہ غار دوبارہ ڈھانپ دی اور اس جستجو میں رہا کہ معلوم کروں کہ یہ کس خوش نصیب عورت کی قبر ہے تلاش کے بعد مجھے اس کا گھر معلوم ہوگیا۔ میں نے گھر پر دستک دی تو ایک عمر رسیدہ شخص نکلا جس سے میں نے اس خاتون کے کسی نیک عمل کے بارہ میں پوچھا تو اس شخص نے بتایا وہ قبر میری بیوی کی ہے اس کا یہی نیک عمل تھا کہ وہ اپنی زندگی کے ۲۱ سال میرے ساتھ رہی لیکن میں وظیفہ زوجیت ادا کرنے سے معذور تھا تو اس عورت نے میرے اس راز کو کبھی فاش نہ کیا اور صبر و عصمت کے ساتھ زندگی کا یہ طویل عرصہ گزار دیا۔

سوچئے! یہ بھی تو ہمارے ہی معاشرہ کی ایک عورت تھی جس نے صبر کے ساتھ وقت گزار کر اپنی آخرت سنوار لی اور آخرت کا ہمیشہ ہمیشہ کا سکون مل گیا جو اصل سکون ہے۔

آج ان خواتین کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو معمولی معمولی بہانوں سے طلاق کا مطالبہ شروع کر دیتی ہیں اور یوں اپنا گھر برباد کر کے بعد میں پچھتاتی ہیں۔ (ح)

ناخن اور بال کاٹنے کے آداب

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول جمعہ یا جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کا تھا۔

۲۔ ناخن کاٹنے میں پیروں سے پہلے ہاتھوں کے ناخن کاٹنے چاہیں۔

۳۔ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخن کاٹے جائیں پھر بائیں ہاتھ کے۔

۴۔ ترتیب اس طرح ہو تو اچھا ہے کہ پہلے دائیں ہاتھ میں سے شہادت کی انگلی کا ناخن پھر بیچ کی انگلی پھر بیچ کے برابر والی انگلی اس کے بعد چھنگلیا اور بائیں ہاتھ کی ترتیب اس طرح ہوگی پہلے چھنگلیا پھر اس کے برابر والی انگلی پھر بیچ والی انگلی پھر شہادت والی انگلی پھر انگوٹھا پھر آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹا جائے۔

۵۔ پاؤں کی ترتیب اس طرح ہوگی پہلے دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرے بالترتیب انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرے بالترتیب انگوٹھے پر ختم کرے۔

ذوالحجہ کے 4 اعمال

ذوالحجہ کا پہلا عمل... حجاج کی مشابہت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کسی کو قربانی کرنی ہو تو جس وقت وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھے اس کے بعد اس کیلئے بال کاٹنا اور ناخن کاٹنا درست نہیں۔

چونکہ یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس واسطے اس عمل کو مستحب قرار دیا گیا ہے کہ قربانی کرنیوالا آدمی اپنے ناخن اور بال اس وقت تک نہ کاٹے جب تک قربانی نہ کر لے۔

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اور ان لوگوں پر جو بیت اللہ کے پاس حاضر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کو متوجہ فرمانے اور ان کی رحمت کا مورد بنانے کیلئے یہ فرما دیا کہ ان حجاج کرام کے ساتھ تھوڑی سی مشابہت اختیار کر لو۔

دوسرا عمل.... نو ذوالحجہ کا روزہ: یہ ایام اتنی فضیلت والے ہیں کہ ان ایام میں ایک روزہ ثواب کے اعتبار سے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک مسلمان جتنا بھی ان ایام میں نیک اعمال اور عبادات کر سکتا ہے وہ ضرور کرے اور نو ذوالحجہ کا دن عرفہ کا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حجاج کیلئے حج کا عظیم الشان رکن یعنی وقوف عرفہ تجویز فرمایا اور ہمارے لئے خاص نویں تاریخ کو نفلی روزہ مقرر فرمایا اور اس روزے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن جو شخص روزہ رکھے تو مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ اسکے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا۔

تیسرا عمل...... تکبیر تشریق: ان ایام میں تیسرا عمل تکبیر تشریق ہے، جو عرفہ کے دن کی نماز فجر سے شروع ہو کر ۱۳ تاریخ کی نماز عصر تک جاری رہتی ہے اور یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب قرار دیا گیا ہے وہ تکبیر یہ ہے۔

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ"

مردوں کیلئے اسے متوسط بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے اور آہستہ آواز سے پڑھنا خلاف سنت ہے۔

شوکت اسلام کا مظاہرہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تکبیر تشریق رکھی ہی اس لئے گئی ہے کہ اس سے شوکت اسلام کا مظاہرہ ہو اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد مسجد اس تکبیر سے گونج اٹھے لہٰذا اس کو بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ تکبیر تشریق خواتین پر بھی واجب ہے۔

چوتھا عمل ...... قربانی: ان ایام کا چوتھا اور سب سے افضل عمل جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے وہ قربانی کا عمل ہے جو کہ صرف ذوالحجہ کی ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ تاریخ کو انجام دیا جا سکتا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے اوقات میں آدمی چاہے کتنے جانور ذبح کر لے لیکن قربانی نہیں ہو سکتی۔ (اصلاحی خطبات) (شمارہ 111)

بیت الخلاء کے آداب: ۱۔ جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو بایاں پیر پہلے رکھے اور واپسی کے وقت دایاں پیر پہلے نکالے۔ ۲۔ جانے سے پہلے بیت الخلاء کی دعا پڑھ لے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ

اگر داخل ہونے کے بعد یاد آئے تو اب دل میں پڑھے مگر زبان سے نہ پڑھے۔

۳۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے اگر جیب میں قرآن یا انگوٹھی ہو جس پر اللہ کا نام لکھا ہو تو بہتر ہے کہ اتار دے۔ ۴۔ داخل ہونے سے پہلے اپنے سر کو ڈھانپ لے۔

۵۔ اس طرح بیٹھے کہ بیت اللہ کی طرف نہ پیٹھ ہو اور نہ ہی منہ۔

۶۔ وضو یا نہانے کی جگہ پر پیشاب نہ کرے (اس سے وسوسہ کی بیماری ہو جاتی ہے)

۷۔ جب تک کوئی معقول وجہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے۔

۸۔ بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے۔ ۹۔ بیت الخلاء میں بات، ذکر وغیرہ نہ کرے۔

۱۰۔ ہڈی، لید، گوبر، کھانے کی چیزیں، کوئلے، کپڑے، جلنے والی چیزیں، تکالیف دینے والی اشیاء سے استنجاء کرنا منع ہے۔

۱۱۔ اگر بیت الخلاء کے علاوہ جگہ ہو تو سوراخ، راستہ پھل دار درخت کے نیچے، ہوا کے رخ پر پیشاب یا پاخانہ کرنے سے اپنے آپ کو بچائے۔

۱۲۔ استنجاء بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

اللہ کا بندہ

چند سال پہلے کی بات ہے ایک دوست جو کہ ایک سرکاری محکمہ میں ذمہ دار عہدہ پر تعینات ہیں انہوں نے اپنے محکمہ میں نئے ملازمین کی بھرتی کا ایک واقعہ سنایا جو آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسے پڑھیئے اور اللہ کا بندہ بننے کی جستجو میں لگ جائیے۔ وہ کہتے ہیں کہ چند آسامیوں کیلئے درخواستیں طلب کی گئیں جیسا کہ ہمارے ہاں دستور ہے کہ بہت سے عہدوں پر بعض اوقات میرٹ لسٹ کو نظر انداز کر کے اہم شخصیات کی سفارشات کو میرٹ بنایا جاتا ہے۔

لسٹ تیار ہوگئی ایک امیدوار ایسا تھا جو ہر لحاظ سے مستحق تھا اور محکمہ کے لوگ اسے نظر انداز نہ کرنا چاہتے تھے اسے کہا گیا کہ کسی اہم شخصیت کا رقعہ لے آؤ وہ گھوم پھر کے واپس آ گیا' کہنے لگا کہ مجھے کوئی بھی سفارشی رقعہ دینے پر تیار نہیں۔ چاروناچار لسٹ میں اس کا نام درج کر دیا گیا۔ اب ہر نام کے آگے کسی نہ کسی اہم شخصیت کا حوالہ تھا کہ یہ فلاں کا بندہ ہے اور یہ فلاں کا بندہ ہے جس کی سفارش نہ تھی اس کے نام کے آگے لکھ دیا گیا کہ یہ ''اللہ کا بندہ'' ہے۔

اس کے بعد لسٹ نے تین اہم افسران کی منظوری کے بعد فائنل ہونا تھا۔ ایک افسر نے اپنا آدمی رکھوانا تھا اس نے لسٹ دیکھی تو اس کے آدمی کا نام نہ تھا وہ بڑا سیخ پا ہوا کہ میرا آدمی کیوں نہیں رکھا انہیں کہا گیا کہ لسٹ آپ کے ہاتھ میں ہے جو نام چاہیں کاٹ کر اپنے پسندیدہ آدمی کا نام لکھ دیں۔ بڑی سوچ و بچار کے بعد انہوں نے لسٹ کو ویسے ہی منظور کر لیا اور کسی افسر کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ ''اللہ کے بندے'' کا نام کاٹ کر کسی دوسرے کا نام لکھ سکیں اس طرح ایک غریب آدمی بغیر سفارش کے روزگار لینے میں کامیاب ہوا۔

بیت الخلاء کے آداب: ۱۳۔ فراغت کے بعد اتنا پانی بہائے کہ اس کو یقین ہو جائے کہ نجاست کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ ۱۴۔ استنجاء سے فراغت کے بعد ہاتھ کو دیوار یا زمین سے صاف کرے تاکہ بو ختم ہو جائے اور اگر صابن استعمال کرے تب بھی صحیح ہے۔

۱۵۔ واپسی پر بیت الخلاء سے دائیں پاؤں کو پہلے نکالے۔ ۱۶۔ واپسی پر یہ پڑھے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَعَافَانِیۡ

ذی الحجہ کے متعلق معمولات نبوی

ا۔ یہ نہایت مبارک اور پُر فضیلت مہینہ ہے....۲۔اس ماہ کی شروع کی دس راتیں سال بھر کی کل راتوں سے افضل ہے....علماء کہتے ہیں کہ دن رمضان کے اور راتیں ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی بہت ہی بابرکت ہیں....سورۂ والفجر کی آیت "وَلَیَالٍ عَشۡرٍ" سے یہی راتیں مراد ہیں....ان میں جاگنا عبادت کرنا، شب قدر میں جاگنے اور عبادت کرنے کے برابر ہے....

۳۔اس کی نویں تاریخ یعنی عرفہ کے دن حج جیسی افضل عبادت کا دن ہے اس کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے....

۴۔اس کی دسویں کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی محبت میں بیٹے کی قربانی کرنی چاہی تھی....پس قربانی صاحب نصاب پر لازمی اور خدا کو محبوب ہے....

اسکا مطلب اپنی جان اور اپنے بیٹوں کی جان کے بدلے خدا کی راہ اور محبت میں جانور کو قربان کرنا ہے....قربانی کے بدلے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی طرف سے انکے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا ہے....

اعمال خداوندی احکام یہ ہیں....ا۔نویں کو فجر کی نماز کے بعد سے لے کر تیرہویں کی نماز عصر کے بعد تک ہر فرض باجماعت کے بعد یہ تکبیر کہنا واجب ہے.... اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ....

۲۔نماز عید واجب مع چھ زائد واجب تکبیروں کے پڑھنا....۳۔صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔۴۔اگر موجود رہے تو خطبہ سننا واجب ہے۔۵۔دسویں....گیارہویں، بارہویں، تیرہویں....ان چار دنوں کا روزہ حرام ہے....

ان کے علاوہ اعمال رسول یہ ہیں:....ا۔پہلی سے دس تاریخ تک خاص طور پر نیک اعمال، مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا اہتمام کرنا تا کہ طبیعت کو نیک عمل کی مشق ہو....

۲۔پہلی سے نویں تک نفل روزے رکھنا...اگر ۹ دن نہ ہو سکے تو نویں کا نفل روزہ ضرور رکھنا....

۳۔چاند رات سے دسویں تک ہر رات میں عبادت کے لئے جاگنا خاص کر عید کی شب میں ثواب کی نیت سے جاگنا....

۴۔ جس کو قربانی کرنا ہو وہ پہلی سے قربانی تک حجامت نہ بنوائے نہ ناخن کتروائے....
۵۔ عید کے دن غسل کرنا.... ۶۔ مسواک کرنا، خوشبو لگانا، تیل سُرمہ (قولہ سرمہ لگانا الخ سرمہ لگانا عید کی سنت نہیں) لگانا، کنگھی کرنا.... ۷۔ عیدگاہ ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے آنا.... ۸۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے ذرا بلند آواز سے تکبیر کہنا.... ۹۔ قربانی سے پہلے عید کے دن کچھ نہ کھانا اور اپنی قربانی کا گوشت ہی اس دن پہلی چیز کھانا.... ۱۰۔ امام کا بعد نماز خطبہ پڑھنا جس میں نصیحت کے ساتھ قربانی کے احکام وترغیب ہو نیز ایام تشریق تکبیر کی ترغیب ہو....
(انتباہ) عید الاضحٰے کے دن بھی اشراق وچاشت (قولہ اشراق چاشت ساقط ہے الخ عید کی نماز سے پہلے یا بعد عیدگاہ میں نوافل درست نہیں عید کے بعد گھر میں نوافل درست ہیں) ساقط ہے.... (ع)

غسل کرنے کے آداب

۱۔ غسل میں تین فرائض ہیں: ۱۔ کلی کرنا۔ ۲: ناک میں پانی ڈالنا۔ ۳: پورے جسم پر اس طرح پانی ڈالنا کہ ایک بال برابر بھی جگہ خالی نہ رہے۔
۲۔ غسل خانے میں داخل ہوتے وقت اپنے پاک ہونے کی نیت کرلے کہ میں اس کے ذریعہ سے عبادت کرنے کے لائق بن جاؤں جو غسل کے بغیر نہیں کرسکتا تھا۔
۳۔ بایاں پاؤں پہلے داخل کرے پھر دائیں پاؤں کو۔
۴۔ پانی کم از کم خرچ کرے۔ ۵۔ طریقہ غسل کرنے کا یہ ہے:
پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر بدن پر جس جگہ کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس کو صاف کرے پھر آگے اور پیچھے کی شرم گاہ کو دھوئے پھر وضو کرے۔ پھر سر پر، پھر دائیں پھر بائیں جانب سے بدن پر پانی بہائے اور پورے بدن کو ملے۔
۶۔ غسل کرنے کے بعد بدن کو کبھی کپڑے سے پونچھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور کبھی نہ پونچھنا بھی۔ ۷۔ اگر غسل خانے میں پانی جمع ہوجائے تو وضو کے ساتھ پاؤں نہ دھوئے بلکہ جب غسل سے فارغ ہو تو تب دھوئے۔

والدین کی جائیداد سے بہنوں کو کم حصہ دینا

سوال۔ہم الحمدللہ چار بہنیں اور دو بھائی ہیں۔محترم والد مرحوم کے انتقال کے وقت ہمارے چچا صاحب نے ترکہ کا بڑا حصہ کاروبار' جائیداد وغیرہ بھائیوں کے نام منتقل کر دیا تھا اور بہنوں کو اشک شوئی کیلئے تھوڑا بہت دے دیا تھا۔ جب ان سے ترکہ کی تقسیم کی بنیاد دریافت کرنے کی جسارت کی تو انہوں نے فرمایا کہ باپ کا نام جاری رکھنے کیلئے مصلحت کا یہی تقاضا ہے۔محترمہ والدہ صاحبہ الحمدللہ حیات ہیں اور بہت ضعیف ہیں۔ان کے نام لاکھوں روپے کی جائیداد ہے۔انہی چچا صاحب نے والدہ صاحبہ کی جائیداد فروخت کرا کر لاکھوں روپے دونوں بھائیوں کو تقسیم کرا دیئے اور بہنوں کو صرف چند ہزار روپے والدہ صاحبہ نے دے دیئے۔الحمدللہ دونوں بھائی پہلے ہی سے کروڑ پتی ہیں اور محترم چچا صاحب ان کو بہت چاہتے ہیں۔برائے مہربانی از روئے شریعت فرمائیں کہ روپیہ کی' اولاد میں اس طرح کی تقسیم جائز ہے؟ اور چچا صاحب کا رول شریعت کے مطابق صحیح ہے؟

جواب۔آپ کے والد مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض و نفاذ وصیت کے بعد' اگر کوئی وصیت کی ہو) ۶۴ حصوں پر تقسیم ہوگا۔آٹھ حصے آپ کی والدہ کے' ۱۴' ۱۴ دونوں بھائیوں کے' اور ۷' ۷ حصے چاروں بہنوں کے۔

اللہ تعالیٰ جس نے یہ حصے مقرر فرمائے ہیں آپ کے چچا سے زیادہ اپنے بندوں کی مصلحت کو جانتا ہے۔اس لئے آپ کے چچا کا حکم الٰہی سے انحراف کرنا گناہ ہے۔جس سے آپ کے چچا کو توبہ کرنی چاہئے اور دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد نہیں کرنی چاہئے۔

بہنوں کا جو حصہ بھائیوں نے لے لیا ہے وہ ان کیلئے حلال نہیں۔ان کو لازم ہے کہ بہنوں کو واپس کر دیں۔ورنہ ساری عمر حرام کھانے کا وبال ان پر رہے گا اور قیامت کے دن ان کو بھرنا ہوگا۔واللہ اعلم۔(آپکے مسائل اور انکا حل)(ث)

اخلاص کا انعام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے لکھنو بازار میں ایک غریب درزی کی دکان تھی جو ہر جنازے کیلئے دکان بند کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے آپ کے کاروبار کو نقصان ہوگا کہنے لگا کہ علماء سے سنا ہے کہ جو کسی مسلمان کے جنازے پر جاتا ہے کل اس کے جنازے پر ان شاء اللہ لوگوں کا ہجوم ہوگا۔ میں غریب ہوں میرے جنازے پر کون آئے گا۔ ایک تو مسلمان کا حق بھی ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ پاک بھی راضی ہو جائیں گے۔ اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ ۱۹۰۲ء میں مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی کا انتقال ہوا۔ ریڈیو پر بتلایا گیا اخبارات میں جنازے کے اشتہارات آگئے۔ لاکھوں کا مجمع تھا۔ جب جنازہ گاہ میں ان کا جنازہ ختم ہوا تو جنازہ گاہ میں ایک دوسرا جنازہ داخل ہوا۔ اعلان ہوا کہ ایک اور عاجز مسلمان کا جنازہ بھی پڑھ کر جائیں۔ یہ دوسرا جنازہ اس درزی کا تھا جو مولانا کے جنازہ سے بڑھ کر نکلا۔ دونوں جنازوں کے لوگ اس میں شامل ہو گئے اور پہلے جنازے سے جو لوگ رہ گئے تھے وہ بھی شامل ہو گئے۔ اللہ پاک نے اس درزی کی بات پوری کر کے اس کی لاج رکھی۔ سچ کہا کہ اخلاص بہت بڑی نعمت ہے۔ (ص)

سونے اور جاگنے کے آداب

۱۔ سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہئے۔ ۲۔ بستر کو جھاڑ نا لینا چاہئے

۳۔ دائیں کروٹ پر ابتداءً لیٹنا چاہئے اور داہنے ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھا جائے

۴۔ الٹا نہیں لیٹنا چاہئے۔ ۵۔ نیز قبلہ کی طرف پاؤں کر کے بھی نہیں لیٹنا چاہئے۔

۶۔ سونے سے پہلے چراغ چولہا وغیرہ بجھا دینا چاہئے۔

۷۔ زمین پر سونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

۸۔ سونے سے پہلے برتنوں کو دھو کر ڈھانپ دینا چاہئے۔

۹۔ عشاء کے بعد جلدی سونا چاہئے ہاں اگر کوئی دینی مشغلہ ہو تو مضائقہ نہیں اسی طرح عشاء سے پہلے بھی نہیں سونا چاہئے۔

۱۰۔ سونے پہلے یہ دعا پڑھ لینی چاہیے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی ازدواجی زندگی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں پانی پیتی پھر برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے منہ لگایا ہوتا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نوش فرماتے اور میں گوشت والی ہڈی چباتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھما دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں منہ لگاتے جہاں میرا منہ لگا ہوتا حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی تھی۔ (مسلم)

فائدہ: بیوی نے جس جگہ منہ لگایا ہو خاوند کا اسی جگہ منہ لگا کر پانی پینا' اور جس ہڈی کو اس نے چوسا ہو' خاوند کا اس ہڈی کو چوسنا' یا اس کے برعکس بیوی کا خاوند کی طرح کرنا۔ اسی طرح کھانا کھانے کے بعد دونوں کا ایک دوسرے کی انگلیاں چاٹ لینا۔ یہ تمام باتیں میاں اور بیوی کے درمیان محبت کو بڑھانے کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے اجر وثواب کا باعث بھی ہیں بلکہ اگر میاں صاحب بیوی سے ذرا اپنے انداز محبت کو بڑھاتے ہوئے جان بوجھ کر یہ پوچھ لیں کہ ذرا بتانا کہ آپ نے اس برتن پر کہاں منہ لگایا تھا تا کہ میں بھی اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیوں تو ان شاء اللہ لطف دوبالا ہو جائے گا اور محبت بڑھ جائے گی۔ (ن)

سونے اور جاگنے کے آداب: ۱۱۔ سونے سے پہلے سورۃ الملک اور سورۃ السجدہ، تسبیحات فاطمہ پڑھ لے۔ ۱۲۔ قل ھو اللہ احد اور معوذتین کو پڑھ کر ہاتھ پر پھونک مار کر اس کو پورے جسم پر پھیر لینا چاہئے اس طرح تین مرتبہ کرنا چاہئے۔

۱۳۔ سونے سے پہلے آیۃ الکرسی بھی پڑھ لینی چاہئے یا کم از کم دس آیات تو ضرور پڑھ لینی چاہئیں۔

۱۴۔ ایسی چھت پر نہیں سونا چاہئے جس پر کوئی منڈیر وغیرہ نہ ہو۔

۱۵۔ اگر سوتے میں کوئی برا خواب نظر آئے تو تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے اور کروٹ بدل لے۔

۱۶۔ جب نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ کسی برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لینا چاہئے۔

۱۷۔ نیند سے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

۱۸۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ

تقدیر پر راضی رہیے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کاموں کی حرص کرو جو تم کو نفع پہنچانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور عاجز ہو کر نہ بیٹھو اور اگر دنیاوی زندگی میں تمہیں کوئی مصیبت اور تکلیف پہنچے تو یہ مت کہو کہ اگر یوں کر لیتا تو ایسا نہ ہوتا اور اگر یوں کر لیتا تو ایسا ہو جاتا۔ بلکہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور مشیت یہی تھی جو اللہ نے چاہا اس لیے کہ لفظ ''اگر'' شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (مسلم)

اس حدیث شریف میں عجیب وغریب تعلیم دی گئی ہے کہ اس دنیا میں سکون، عافیت اور اطمینان حاصل کرنے کیلئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ انسان تقدیر پر یقین اور ایمان لے آئے۔ یہ دنیا خوشی وغم سے مرکب ہے۔ ہماری کیا حقیقت ہے دنیا کی اس زندگی میں انبیاء علیہم السلام پر بھی تکالیف اور پریشانیاں آتی ہیں اور عام لوگوں سے زیادہ آتی ہیں۔ اس لیے دنیا کی ان تکالیف پر یہ سوچنا شروع کر دیا کہ ہائے یہ کیوں ہوا؟ اگر ایسا کر لیتے تو یہ نہ ہوتا، فلاں وجہ اور سبب کے ایسا ہو گیا ایسا سوچنے سے حسرت بڑھتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر شکوہ پیدا ہوتا ہے کہ معاذ اللہ یہ ساری مصیبتیں میرے مقدر میں رہ گئی تھیں۔

اس لیے حدیث شریف میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب تمہیں پریشانی یا تکلیف آئے تو یہ سمجھ کہ یہ جو کچھ پیش آ رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے پیش آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کی حکمت ومصلحت جانتے ہیں۔ البتہ اس تکلیف پر رونا آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ سے اس مصیبت پر شکوہ نہ ہو۔

سامان تسکین: حقیقت میں انسان کے پاس تقدیر پر راضی ہونے کے علاوہ چارہ ہی کیا ہے؟ اس لیے کہ تمہارے ناراض ہونے سے وہ فیصلہ بدل نہیں سکتا، جو غم پیش آیا ہے، تمہاری ناراضگی سے وہ غم دور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اگر غور کیا جائے تو یہ نظر آئے گا کہ تقدیر پر راضی رہنے میں درحقیقت انسان کی تسلی کا سامان ہے۔

تقدیر وتدبیر

تقدیر کا عقیدہ عجیب وغریب عقیدہ ہے لیکن اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ کسی واقعہ کے پیش آنے سے پہلے تقدیر کا عقیدہ کسی انسان کو بے عملی پر آمادہ نہ کرے۔ مثلاً کوئی شخص تقدیر کا بہانہ کر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔ یہ عمل اسلامی تعلیم کے خلاف ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس چیز کے حاصل کرنے کی جو تدبیر ہے اس کو اختیار کرو اور اس میں کوئی کسر نہ چھوڑو۔

دوسری بات یہ ہے کہ تقدیر کے عقیدے پر عمل کسی واقعہ کے پیش آنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی واقعہ پیش آ چکا تو ایک مومن کا کام یہ ہے کہ وہ یہ سوچے کہ میں نے جو تدبیریں اختیار کرنی تھیں وہ کر لیں اور اب جو واقعہ ہماری تدبیر کے خلاف پیش آیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس پر ہم راضی ہیں۔ اس میں راہ اعتدال یہ ہے کہ جب تک تقدیر پیش نہیں آتی اس وقت تک تمہارا فرض ہے کہ اپنی حد تک کوشش کرو اور احتیاطی تدابیر کو اختیار کرو۔ اس لیے کہ ہمیں نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہے؟

یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ غم اور صدمہ کا اظہار الگ چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونا الگ چیز ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ عین حکمت پر مبنی ہے اور ہمیں اس کی حکمت کا علم نہیں۔ اس وجہ سے دل کو تکلیف پہنچ رہی ہے اس لیے غم اور صدمہ بھی ہے جس کی وجہ سے ہم رو بھی رہے ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ برحق ہے لہٰذا رضا سے مراد رضاء عقلی ہے یعنی عقلی طور پر انسان یہ سمجھے کہ یہ فیصلہ صحیح ہے۔

تقدیر پر راضی رہنا خیر کی دلیل ہے

حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو اپنی قسمت پر راضی کر دیتے ہیں اور اس قسمت میں اس کیلئے برکت بھی عطا

فرماتے ہیں۔ اور جب کسی سے بھلائی کا ارادہ نہ فرمائیں (العیاذ باللہ) تو اس کو اس کی قسمت پر راضی نہیں کرتے اور اس میں برکت بھی نہیں عطا فرماتے۔

قسمت پر راضی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی تدبیر چھوڑ دے، بلکہ کام کرتا رہے اور اس کام کے نتیجے میں جو کچھ مل رہا ہے وہ میرے لیے بہتر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس میں برکت عطا فرما دیتے ہیں۔

اس کے برعکس جو قسمت پر راضی نہ ہو بلکہ ہر وقت ناشکری کرتا رہے، تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو تھوڑا بہت ملا ہوا ہے اس کی لذت سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور اس میں برکت بھی نہیں ہوتی۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ نعمتوں پر راضی رہو، چاہے وہ مال و دولت کی نعمت ہو، صحت کی نعمت ہو، حسن و جمال کی نعمت ہو بس یہ فکر حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی سے قناعت حاصل ہوتی ہے۔ اسی سے تقدیر پر راضی رہنا نصیب ہوتا ہے۔ اسی سے تکلیفیں اور صدمے دور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں یہ نعمت عطا فرماویں آمین

ذوالحجہ کے اہم تاریخی واقعات

نمبر شمار	حادثات و واقعات	ذی الحجہ	مطابق
۱	مدینہ کے وفد کا قبول اسلام۔ اسباب ہجرت	۱۱ نبوی	جولائی ۶۲۰ء
۲	بیعت عقبہ اولیٰ	۱۲ نبوی	جولائی ۶۲۱ء
۳	غزوہ سویق	۲/۵ھ	۱۹ مئی ۶۲۴ء
۴	پہلی عید الاضحیٰ	۲/۱۰ھ	۳ جون ۶۲۴ء
۵	غزوہ بنی قریظہ	۵ھ	اپریل ۶۲۷ء
۶	نکاح ام المومنین حضرت ام حبیبہ	۶ھ	مئی ۶۲۸ء
۷	فرضیت حج	۹ھ	مارچ ۶۳۱ء
۸	حجۃ الوداع کیلئے مکہ معظمہ میں داخلہ	۱۰/۴ھ	یکم مارچ ۶۳۲ء

۹	عرفات کو روانگی بروز جمعۃ المبارک	۱۰/۹ھ	۶ مارچ ۶۳۲ء
۱۰	منیٰ سے واپسی	۱۰/۱۳ھ	۱۰ مارچ ۶۳۲ء
۱۱	وفات حضرت ابوالعاص داماد رسول اللہ ﷺ	۱۳ھ	فروری ۶۳۴ء
۱۲	حضرت فاروق اعظم پر قاتلانہ حملہ	۲۳ھ	اکتوبر ۶۴۴ء
۱۳	شہادت حضرت عثمان ذی النورین	۳۵/۲۳ھ	مئی ۶۵۶ء
۱۴	وفات محمد ابن ابی بکر	۳۸ھ	اپریل ۶۵۹ء
۱۵	وفات حضرت ابوموسیٰ اشعری	۴۴ھ	فروری ۶۶۵ء
۱۶	وفات حضرت جریر ابن عبداللہ البجلی	۵۱ھ	دسمبر ۶۷۱ء
۱۷	وفات حضرت عبداللہ ابن انیس	۵۴ھ	نومبر ۶۷۴ء
۱۸	فتح نشان؟ سمرقند	۶۲ھ	اگست ۶۸۳ء
۱۹	وفات حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما	یکم ۶۸ھ	جون ۶۸۸ء
۲۰	وفات حضرت مقداد ابن معدی کرب	۸۷ھ	نومبر ۷۰۶ء
۲۱	وفات امام محمد باقر	۱۱۴ھ	جنوری ۷۳۳ء
۲۲	وفات ابوعبداللہ الحاکم' صاحب مستدرک حاکم	۴۰۵ھ	مئی ۱۰۱۵ء
۲۳	وفات علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی	۸۵۲/۱۹ھ	جنوری ۱۴۴۹ء
۲۴	وفات علامہ شبلی نعمانی	۱۳۳۲ھ	اکتوبر ۱۹۱۴ء
۲۵	آزادی کویت	۱۳۸۰ھ	مئی ۱۹۶۱ء
۲۶	وفات مفتی محمد حسن صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور	۱۳۸۰ھ	جون ۱۹۶۱ء
۲۷	وفات مولانا محمد یوسف کاندھلوی	۱۳۸۴ھ	اپریل ۱۹۶۵ء
۲۸	وفات مولانا مفتی محمود قائد تحریک نظام مصطفیٰ	۱۴۰۰ھ	۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء

تمت

آیئے! اصلاح معاشرہ کیلئے قدم بڑھایئے

قارئین محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج بخیر! امید ہے کہ آپ نے عمل کی مبارک نیت سے اس کتاب کا مکمل مطالعہ کرلیا ہوگا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ادارہ کی روز اول سے کوشش رہی ہے کہ اپنے تمام کرم فرما قارئین تک اسلاف واکابر کی مستند کتب مناسب نرخ پر پہنچائی جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ ہمیں آپ کی طرف سے موصول تنقید برائے اصلاح پر خوشی ہوگی اور اس کیلئے ادارہ آپ کی قیمتی رائے، مشورہ اور مفید بات کو فی الفور قابل عمل سمجھے گا۔ یقیناً کتب دینیہ کو بہتر انداز میں اشاعت کیلئے آپ ہمارے معاون ثابت ہوں گے۔ امید ہے کہ جس جذبہ کے تحت یہ گذارش کی جارہی ہے آپ تمام قارئین وقاریات اس پر عملی قدم اٹھاتے ہوئے ہمیں ذیل میں دیئے گئے سوالوں کے جوابات سے ضرور مطلع فرمائیں گے۔

☆ آپ کو اس کتاب کا تعارف کیسے ہوا؟ ....

☆ کیا آپ نے مطالعہ کے دوران کوئی حل طلب بات دیکھی تو آپ نے اسے سمجھنے کیلئے اپنے کسی قریبی مفتی صاحبان یا علماء کرام سے رجوع کیا؟ ....

☆ اگر آپ یہ مفید کتاب اپنے دوست احباب، مسجد لائبریری، سکول وکالج کیلئے بہترین تحفہ سمجھتے ہیں تو ان تک پہنچانے کیلئے آپ نے کیا کوشش کی؟

☆ کیا آپ اس کتاب کو دیگر رشتہ داروں تک پہنچا کر فریضہ تبلیغ ادا کر سکتے ہیں؟ جبکہ یہ کتاب آپ کی طرف سے بہترین ہدیہ ہوگا جسے آپ کی پُر خلوص محبت کی علامت سمجھا جائے گا اس سلسلہ میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟ ....

☆ اس کتاب کو پڑھ کر آپ نے کیا علمی واصلاحی فائدہ محسوس کیا؟ ....

☆ کیا آپ اس کتاب کے مصنف/ مرتب/ ناشر اور تمام مؤمنین ومؤمنات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں؟ ....

دوران مطالعہ اگر کوئی غلطی آپ کی نظر سے گزری ہو تو ذیل کے چارٹ میں تحریر کر کے ادارہ کے ایڈریس پر روانہ فرمادیں آپ کی یہ کاوش صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

صفحہ نمبر	سطر نمبر	وضاحت

آپ کا ذاتی ایڈریس..

مطالعہ کی جانیوالی کتاب کا نام..

آپ کا رابطہ نمبر فون/موبائل..

عقائد
عبادات
معاملات
معاشرت
اخلاقیات
تربیتِ اولاد
احکام ومسائل
مسنون اعمال
آسان تجوید

مستند کتب سے دین کی تمام بنیادی تعلیمات پر مشتمل سب سے جامع اور عام فہم مرتب شدہ جدید مجموعہ درجہ حفظ اور پرائمری و مڈل کلاسوں کے طلباء و طالبات کیلئے نہایت موزوں کتاب جس کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے مفید ہے

مسلمان بچوں اور بچیوں کی دینی واخلاقی تعلیم وتربیت کا

دینی نصاب

اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

مرتبین

❖ مولانا عبدالاحد بلال ❖ مولانا حبیب الرحمٰن

فضلاء جامعہ خیر المدارس ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان (061-4540513-4519240)